بفیض حضور مفتیِ اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی و حضور احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی علیہما الرحمۃ والرضوان

خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم حضور اشرف الفقہاء

مُفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ

(بانی جامعہ امجدیہ ناگپور و سرپرست دارالعلوم انوارِ رضا نوساری) کی حیات و خدمات کا علمی گلشن

مُعارفِ اشرف الفقہاء

مرتب: مولانا سرفراز احمد ازہری

(پرنسپل: دارالعلوم انوارِ رضا، نوساری)

حسب فرمائش: عزیز العلماء مولانا غلام مصطفیٰ قادری برکاتی، نوساری

ناشر: دارالعلوم انوارِ رضا نوساری گجرات

معارفِ اشرف الفقہاء

۷۸۶/۹۲

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

ہم اپنی اس کاوش کو
آقائے نعمت، دریائے رحمت
حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری رضی اللہ عنہ
سے منسوب کرتے ہیں

سکونِ قلبِ حزیں لا الٰہ الا اللہ

از حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

سکونِ قلبِ حزیں لاالٰہ الا اللہ
شعورِ دینِ متیں لاالٰہ الا اللہ

اٹھو جوانو اٹھو مصطفیٰ کے دیوانو
سنبھالو پرچمِ دیں لاالٰہ الا اللہ

جہالتوں کے اندھیروں کو دور کردینا
جلا کے شمعِ مبیں لاالٰہ الا اللہ

کچل دو وقت کے چنگیز اور ہلاکو کو
بعزمِ علم و یقیں لاالٰہ الا اللہ

یہودی ہوں کہ سعودی مٹا دو نام و نشاں
بزورِ کلمۂ دیں لاالٰہ الا اللہ

جلادو بت کدۂ دہر میں ہر اک جانب
چراغِ نورِ مبیں لاالٰہ الا اللہ

رہیں نہ کفر کی بدمستیاں کہیں باقی
پڑھا دو کلمۂ دیں لاالٰہ الا اللہ

دکھا دو شوکتِ اسلام پھر زمانے کو
بتا دو طاقتِ دیں لاالٰہ الا اللہ

خدا عطا کرے اسلام کے جیالوں کو
وفورِ جذبۂ دیں لاالٰہ الا اللہ

عدو کو تم سے کبھی ہو نہ جرأتِ پیکار
بٹھا دو ہیبتِ دیں لاالٰہ الا اللہ

دعا ہے اشرفؔ رضوی کی اے مرے مولیٰ
بلند ہو سرِ دیں لاالٰہ الا اللہ

کردیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار

از حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

کردیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار
ایک اشارہ ہوجائے تو خلد چلیں بدکار

ہائے تپش اعمال کی پرسش کوئی نہیں غم خوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار

سر پہ گنہ کا بوجھ ہے بھاری ،چلنا ہے دشوار
دستِ کرم کا دے دو سہارا ہوجاؤں میں پار

سخت اندھیرا، وحشت آگیں، تنہائی غمناک
ان کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

ہمدم ہمدم کہہ کے پکاروں آس نہ کوئی پاس
آکے خدارا دیدو سہارا ناؤ لگے منجدھار

سوناجنگل، رات اندھیری، چور بڑے فن کار
ہائے مسافر دم میں نہ آنا رہنا تم ہشیار

منقبت سرکارِ غوث اعظم قدس سرہ العزیز

از حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

مظہرِ حسنینِ ذی شاں سیدی غوث الوریٰ
آپ ہیں محبوبِ یزداں سیدی غوث الوریٰ

حیدر و زہرا کے گلشن کی بہارِ باصفا
اور ولایت کے خیاباں سیدی غوث الوریٰ

نازشِ ملکِ کرامت، دافعِ رنج و بلا
دستگیری کے ہیں ایواں سیدی غوث الوریٰ

اے شہنشاہِ ولایت، فیض و رحمت کے دھنی
کیجیے ہم پر بھی احساں سیدی غوث الوریٰ

آپ کے در پر کھڑے ہیں لے کے ہم اپنی مراد
فیض سے بھر دیجے داماں سیدی غوث الوریٰ

قبر ہو یا حشر ہو چھوٹے نہ دامن آپ کا
لاج رکھنا شاہِ شاہاں سیدی غوث الوریٰ

لَو لگائے حاضرِ در ہیں غلامانِ رضا
ہو کرم بہرِ رضا خاں سیدی غوث الوریٰ

جامِ نوریؔ پائیں اشرفؔ اور غلامِ مصطفیٰؔ
کیجیے روشن دل و جاں سیدی غوث الوریٰ
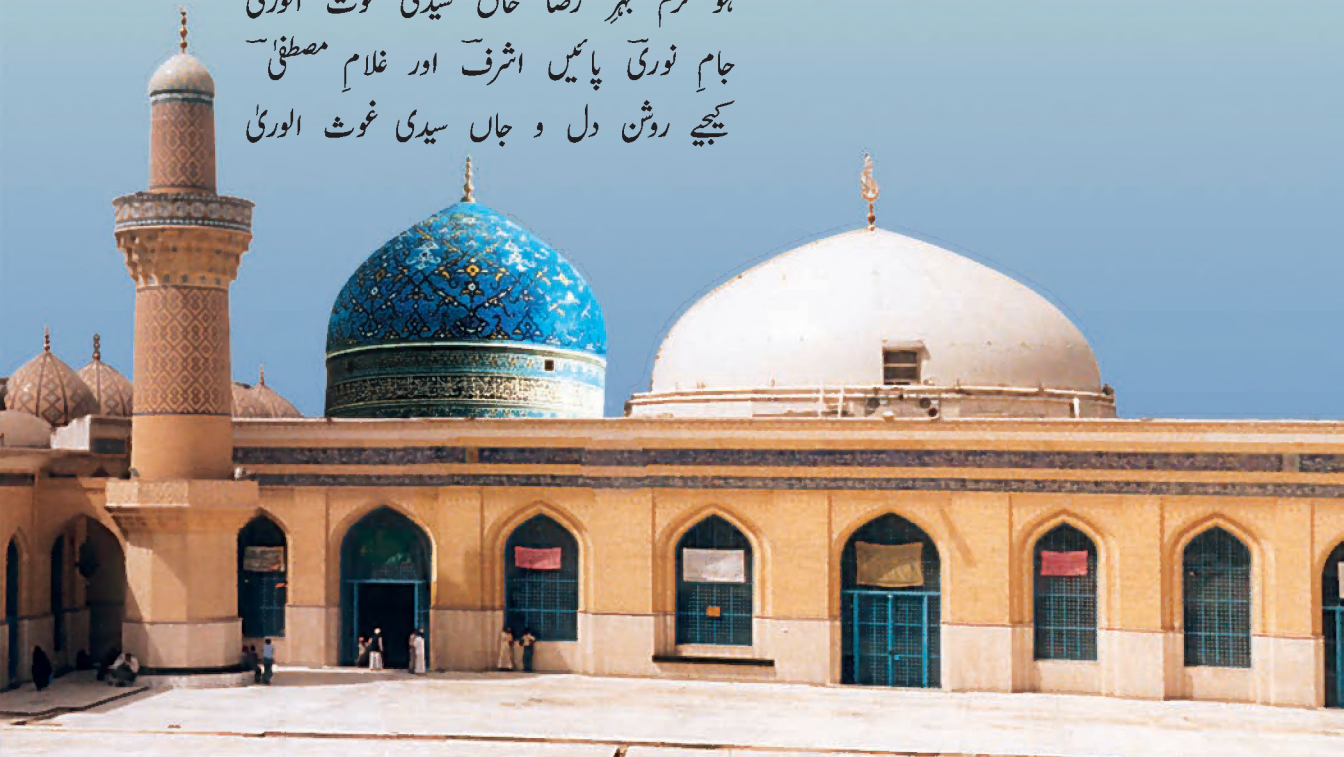
تصورات
حضور مفتی اعظم
آزاد ہو یہ ارض مقدس بھی جلد تر
یہ مدعا بھی اے مرے رب العلیٰ ملے
جس در پہ جائیں ہم ترے محبوب کے غلام
یارب! یہاں وہاں تری ہر جا رضا ملے
طیبہ کے بعد حاضری کعبہ کی ہو نصیب
سرکارﷺ کے کرم سے رضائے خدا ملے
میری مراد یہ مرے غوث الوریٰ ملے
بغداد سے چلوں تو درِ مصطفےٰﷺ ملے
یہ آرزوئے دل مرے خواجہ پیا ملے
اجمیر سے چلوں درِ غوث الوریٰ ملے
یہ مدعا مجھے مرے حضرت رضا ملے
اس در سے جب چلوں درِ خواجہ شہا ملے

منقبت سرکار حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ العزیز

از حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

تری نگاہ سے ملتا ہے نورِ قلب و نظر
کہ تو ہے نوری و نوری میاں کا نورِ نظر

تمھارے کوچۂ عالی کی شان کیا کہیے
جہاں گدائی کو آتے ہیں کتنے شمس و قمر

فقیہہ و عالم و زاہد بنادیے کتنے
تری نگاہِ تقدس مآب نے اکثر

وہی ہے مفتیِ اعظم وہی ہے ابنِ رضا
خدا کی یاد میں گذرے ہیں جس کے آٹھوں پہر

جو کم نظر ہیں وہ کیا جانیں مرتبہ اس کا
حریمِ شرع میں گذرے ہیں جس کے شام و سحر

شعورِ پاسِ شریعت، رموزِ راہِ سلوک
تری جناب سے لے کر چلے سب اہلِ نظر

کرم کی بھیک سے ہم کو بھی کچھ عطا کردو
بٹے ہیں در سے تمھارے ہمیشہ لعل و گہر

بفیضِ مفتیِ اعظم ہوں اشرفؔ رضوی
خدا کا شکر کہ بھٹکا نہ میں اِدھر سے اُدھر

حضور اشرف الفقہاء کے مزار پرانوار کی چند جھلکیاں

حضور اشرف الفقہاء کا قائم کردہ ادارہ دار العلوم امجدیہ ناگپور

حضور اشرف الفقہاء کی قیام گاہ، ناگپور

حضور اشرف الفقہاء کی قائم کردہ نوری میڈیکل، ناگپور

حضور اشرف الفقہاء کا حجرہ مبارک اور چار پائی جس پر آپ کا وصال ہوا

حضور اشرف الفقہاء کے تبرکات (قیام گاہ سورت میں)

حضور اشرف الفقہاء کے تبرکات

حضور اشرف الفقہاء کو ملنے والے ایوارڈ اور اعزازات
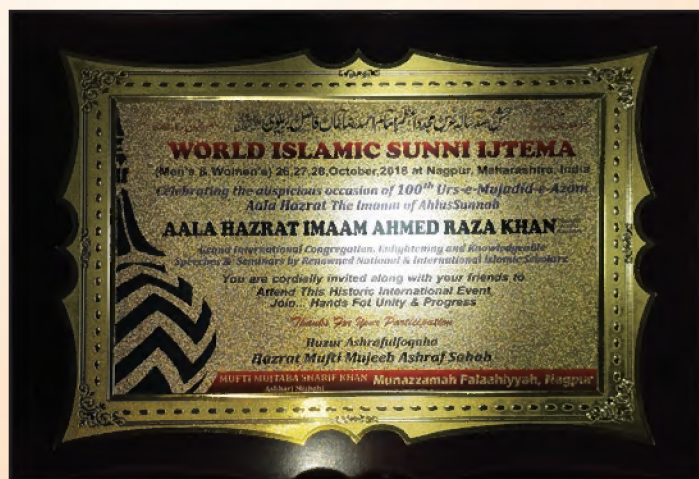
حضور اشرف الفقہاء کے کمرے کی لائبریری

حضور اشرف الفقہاء کی آفس دار العلوم امجدیہ ناگپور

قیام گاہ حضور اشرف الفقہاء، سورت
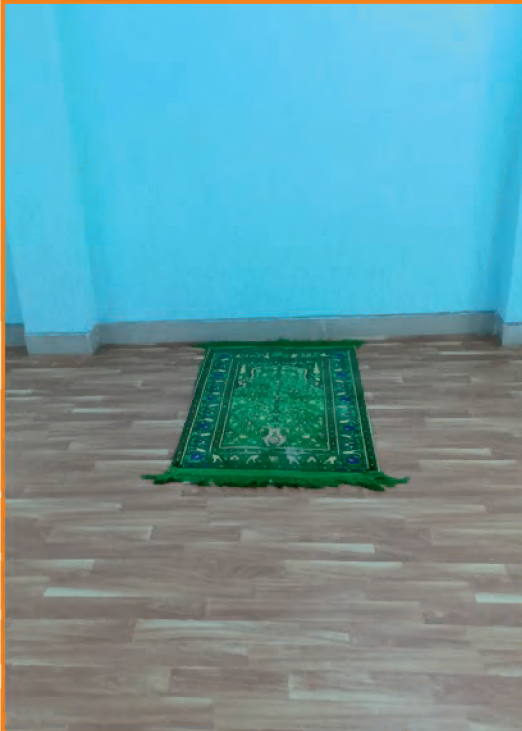
حضور اشرف الفقہاء کی قائم کردہ مسجد امجدی ناگپور
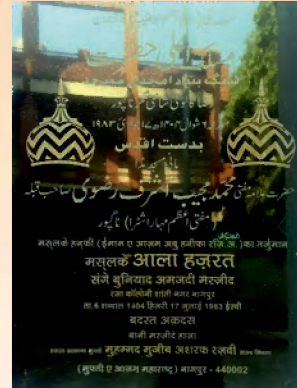
حضور اشرف الفقہاء کی چند تصانیف
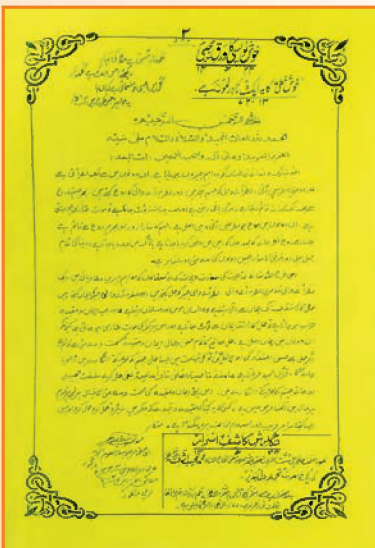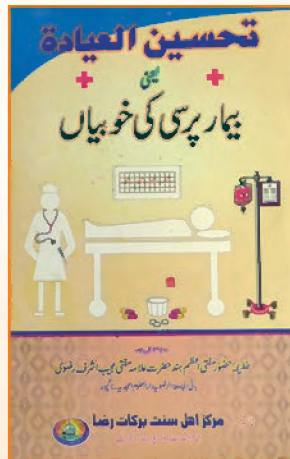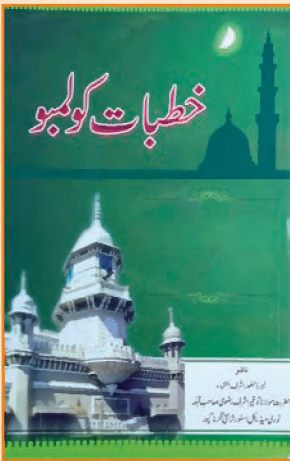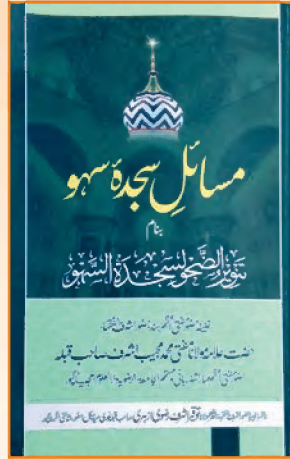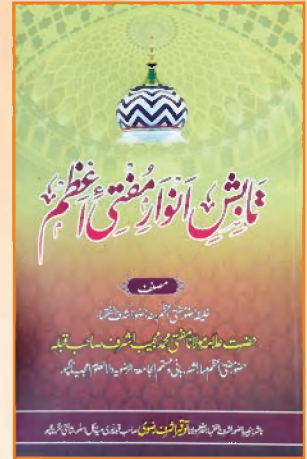
حضور اشرف الفقہاء کی ایک خوبصورت تحریر دل پذیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی و حضور احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی علیہما الرحمۃ والرضوان

خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضور اشرف الفقہاء

مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ

(بانی جامعہ امجدیہ ناگپور و سرپرست دار العلوم انوار رضا نوساری) کی حیات و خدمات کا علمی گلشن

معارفِ اشرف الفقہاء

مرتب: مولانا سرفراز احمد ازہری
(پرنسپل: دار العلوم انوار رضا، نوساری)

حسب فرمائش: عزیز العلماء مولانا غلام مصطفیٰ قادری برکاتی، نوساری

ناشر: دار العلوم انوار رضا نوساری گجرات

نام	:	معارفِ اشرف الفقہاء
موضوع	:	خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف: حیات وخدمات
مرتب	:	مولانا سرفراز احمد ازہری
پروف ریڈنگ	:	اساتذۂ دارالعلوم انوارِ رضا، نوساری، گجرات
حسبِ فرمائش	:	عزیز العلماء مولانا غلام مصطفیٰ قادری برکاتی
اشاعت بموقع	:	پہلا عرسِ حضور اشرف الفقہاء
تعداد	:	۱۱۰۰ (گیارہ سو)
سن اشاعت	:	۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء
صفحات	:	۵۱۲
مطبع	:	رضا آفسیٹ، ممبئی ۳
ناشر	:	دارالعلوم انوارِ رضا، نوساری

ملنے کے پتے:

[۱] دارالعلوم انوارِ رضا، نوین سوسائٹی، نوساری 9913138143

[۲] نوری میڈیکل، مومن پورہ ناگپور 9579452955

[۳] نوری مشن، مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد مالیگاؤں 9325028586

فہرست معارفِ اشرف الفقہاء

باب 3.................فقہی بصیرت

باب 4.................اخلاق وآداب

باب 5.................خدمات کا تنوع

باب 6.................یادوں کے نقوش

باب 7..................تابش فکر ونظر

باب 8..................خطبات کا تنوع

باب 9..................انتخابِ کلامِ مجیب

باب 10..................بزم شعروادب

باب 11..............جادہ ومنزل

باب12.................تحریری خدمات

باب13.................تعزیتی پیغامات

باب14.................مناقب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ادار یہ

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

سرفراز احمد ازہری

اُن کا سایہ اک تجلی ، اُن کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضور اشرف الفقہاء شارح کلام رضا مفتیِ اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ جیسی شہرۂ آفاق شخصیت کو قرطاس وقلم میں مقید کرنا میری استطاعت سے پرے ہے، ممکن بھی کیسے ہو؟ کہ جتنی زندگی کی میں نے بہاریں دیکھیں اس سے زیادہ حضور اشرف الفقہاء نے صرف ربیع النور کے موقع پر شہر سورت کے دورے فرمائے، ۲۰۱۹ء تک آپ ۴۱ رسال سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرامات کے لیے بلاناغہ تشریف لاتے رہے۔ آج سے بیالیس سال پہلے مسلک اعلیٰ حضرت کا یہ مرد مجاہد جب سورت پہنچا تو حالت یہ تھی اہل سنت وجماعت کی مسجدوں کی تعداد تین تھی اور جب آپ کا وصال ہوا اس وقت صرف شہر سورت میں اہل سنت وجماعت کی مساجد کی تعداد دوسو سے تجاوز کر چکی تھی، یوں ہی شہر سورت سے قریب ہندوستان کا تاریخی شہر نوساری جہاں ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھنا معاشرے کا سب سے بڑا جرم تھا، جب حضور اشرف الفقہاء پہلی مرتبہ پروگرام کے لیے تشریف لائے تو خبیث وہابیوں نے منبر رسول توڑ دیا اور الفاظ یہ تھے یہاں بدعتیوں کا جلسہ وغیرہ نہیں ہوگا لیکن اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی، بلکہ اس وقت بھی اطمینان کا یہ حال تھا کہ ارشاد فرمایا آج انھوں نے اسٹیج توڑا ہے کل اسی شہر میں رضا کے نام کا قلعہ تعمیر ہوگا، وہ دن اور آج کا دن ۳۴ رسالہ عرصہ گزر گیا کرائے کے مکان میں شروع ہونے والا دار العلوم انوار رضا نوساری اب صوبۂ گجرات کی مرکزی درس گاہ بن چکا ہے یہ صرف اس مردِ قلندر کی نگاہِ ناز کا فیض ہے جس نے نہ جانے کتنے دلوں میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کی، نہ جانے کتنوں کی زندگی بدل دی ع

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

وقت کتنی تیزی سے گزر گیا حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ کے وصال کو ایک سال مکمل ہونے والا ہے عرس میں گنتی کے دن باقی ہے۔ ہم سب نے پھر عزم مصمم کیا ہے ''معارفِ اشرف الفقہاء'' کی اشاعت کا؛ ہم سب کی خواہش تھی کہ یہ کام آپ کی

زندگی میں ہوجاتا لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی نہ ہوسکا۔ مجھے یہاں سرکار اعلیٰ حضرت کا یہ شعر بار بار یاد آرہا ہے اور اسی سے دل کو تسلی دیتا ہوں ؎

اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

آج ''معارفِ اشرف الفقہاء'' کا اداریہ لکھ رہا ہوں تو حضور اشرف الفقہاء کی ذات سے جڑی بے شمار باتیں دل سے نکل کر لفظوں کا لبادہ اوڑھنے لیے بے قرار ہیں، کاش ان ساری حسین یادوں کو الفاظ کا جامہ پہنا سکتا! کاش آپ کی جہدِ مسلسل کو تحریر کے بندھن میں باندھ سکتا! کاش ان مشوروں کو ہی محفوظ رکھا ہوتا جو آپ نے گاہے بگاہے اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لیے مختلف میٹنگوں میں عنایت فرمائے تھے۔ عمر کے آخری دنوں میں صرف لاک ڈاؤن کے چار مہینوں کو نکال دیا جائے تو لمبی مدت آپ پا بہ رکاب رہے، ہفتوں ہفتوں گھر جانا نہ ہوتا روز کہیں نہ کہیں پروگرام، بسا اوقات دن میں بھی آرام نہ ملتا لیکن جب رات میں کرسیِ خطابت پر جلوہ افروز ہوتے تو آواز سن کر کبھی یہ نہیں لگتا کہ ۸۵؍سالہ شیخ کی آواز ہے! یہی وجہ تھی کہ سرکار امینِ ملت دام ظلہٗ جہاں بھی آپ کے ساتھ اسٹیج پر ہوتے تو یوں فرماتے''۸۵؍سالہ جوان کو دیکھنا ہو تو حضور اشرف الفقہاء کو دیکھ لو'' کتنی بھی تھکان ہوتی کبھی اس کا اثر تقریر میں نظر نہ آتا، اتنا سفر فرماتے تھے کہ آج کا جوان تصور بھی نہیں کرسکتا، جہاں تشریف لے جاتے ملنے جلنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی لیکن کبھی بھی چہرے پر اکتاہٹ کے آثار نہ ہوتے، سفر کو آپ نے زندگی کا حصہ اور تبلیغ دین کا ذریعہ بنالیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ جہاں بھی پہلی مرتبہ تشریف لے جاتے تو وہ آخری نہ ہوتی بلکہ آپ کی عقیدت لوگوں کے دلوں میں ایسی گھر کر جاتی کہ یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جاری ہوجاتا۔ اس کی مثال ہند و بیرون ہند کے مختلف مقامات ہیں کہ جب پہلی مرتبہ آپ ساؤتھ افریقہ، ملاوی اور زامبیا تشریف لے گئے تو پھر تا زندگی سال میں ایک سفر ان علاقوں کا لازمی ہوگیا ۔مسقط کے مریدین نے شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر دعوت دی جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ وہاں شروع ہوگیا۔ شعبان المعظم میں عمرہ شروع فرمایا اور طریقہ یہ تھا کہ شب برأت مدینۂ منورہ میں ہو ایک بار تشریف لے گئے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا یوں شب برأت کا پروگرام ہر سال مدینۂ منورہ میں شروع ہوگیا۔ حج کی سعادت ہمیں ایک بار مل جائے تو ایسا لگتا ہے نصیب کھل گیا آپ کا معاملہ یہ تھا کہ ۳۲؍مرتبہ حج کی سعادت میسر آئی اور آپ کی خدمت میں اپنی زندگی گزار دینے والی ذات عزیز العلماء حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی بانی و مہتمم دار العلوم انوار رضا نوساری گجرات کو بھی اللہ نے اپنی بارگاہ میں یہ مقبولیت عطا فرمائی کہ آپ کو بھی ۲۶؍مرتبہ یہ سعادت میسر آئی۔ یوں ہی ہندوستان کے مختلف صوبوں کے مخصوص شہروں میں مسلسل آنا جانا رہا جیسے راجکوٹ میں محرم شریف کے دس روزہ پروگرامات کا سلسلہ ۱۹۸۳ء میں شروع ہوا جو ایامِ حج کے علاوہ تا زندگی جاری رہا۔ شہر سورت میں صرف میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ

روزہ پروگرامات کا سلسلہ ۴۱ رسال پر محیط ہے۔ (میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ میلاد النبی کے بارہ روزہ پروگرامات ۴۱ رسال سے ایک ہی اسٹیج پر کسی نے آپ کے علاوہ بیان کیا ہو) اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی سب سے بڑا مجمع آپ ہی کے بیان میں ہوتا جب کہ پوسٹر بھی نہ شائع کیا جاتا، نہ کوئی اعلان ہوتا لیکن سورت کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ رانی تالاب میں بارہ روزہ پروگرام بھی ہوں گے اور شخصیت حضور اشرف الفقہاء کی ہوگی۔ سیکڑوں مدارس ایسے تھے کہ جب رجب المرجب اور شعبان المعظم کا مہینہ قریب آتا تو حضور اشرف الفقہاء سے یہ گزارش ہوتی کہ آپ جو تاریخ عنایت فرمادیں اسی دن سالانہ جلسۂ دستار ہوگا۔ آپ ان کو بھی مایوس نہ فرماتے کوئی نہ کوئی تاریخ عطا فرمادیتے۔ کئی مرتبہ تو ایسا ہوا کہ شعبان المعظم میں عمرہ کے لیے تشریف لے جانے کے لیے گھر سے رخصتی رجب میں ہوجاتی اور واپسی شعبان کے آخری دنوں میں کیوں کہ عمرہ سے واپسی پر بھی پروگرامات کا سلسلہ جاری رہتا، حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ والرضوان میدان خطابت کے عظیم شہسوار تھے، ہم نے بہت سے خطیبوں کو ابھرتے اور ڈوبتے دیکھا لیکن آپ کا معاملہ ہی الگ تھا روز بروز مریدین اور معتقدین کی تعداد میں اضافہ ہی دیکھنے کو ملا، آپ کی تقاریر ہمیشہ قومِ مسلم کی اصلاحِ اعمال وعقائد اور ان کی تربیت نیز ان کے تزکیۂ نفس کی خاطر ہوتی، کلام اعلیٰ حضرت سے کوئی شعر منتخب فرماتے اور ایسی ایمان افروز تشریح فرماتے کہ ایمان تازہ ہوجاتا۔

ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ہر سال پابندی سے دورہ فرماتے، رمضان المبارک میں بھی یہ سلسلہ جاری رہتا، حالت سفر میں نہ کبھی روزہ چھوڑا نہ تراویح، ہر سال رمضان المبارک میں دورہ فرماتے ساتھ ہی ساتھ دار العلوم انوار رضا نوساری اور دار العلوم امجدیہ الجامعۃ الرضویہ ناگ پور کا چندہ کرتے ایک دن میں نے عرض کیا: حضور رمضان میں چندہ کے لیے تشریف لے جاتے ہیں اب تو لاکھوں مریدین ہیں سب کو حکم دے دیں چندہ خود ہی پہنچ جائے گا۔ فوراً ہی ارشاد فرمایا مولانا آپ کو کیا لگتا ہے میں صرف چندے کے لیے جاتا ہوں؟ میرے جانے کا مقصد صرف چندہ نہیں وہ تو ثانوی حیثیت رکھتا ہے اصل مقصد وہاں جو مسلک اعلیٰ حضرت کا کام ہوا ہے وہ جاری اور ساری رہے اس مقصد خیر کے لیے رمضان بھر گھر نہیں بیٹھتا اور اتنا ہی نہیں جب مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے ساتھ کا دورہ مکمل ہوجاتا ہے اور وہ مجھے ناگ پور پہنچا کر سورت تشریف لے جاتے ہیں اس کے بعد میں اردگرد کے گاؤں میں جاتا رہتا ہوں تاکہ ان لوگوں سے رابطہ بنا رہے نیز میرے جانے سے ان کے اندر ایک طاقت پیدا ہوجاتی ہے۔

حضرت مجھ پر بڑی شفقت فرماتے پس جب بھی موقع ملتا کچھ نہ کچھ سوالات کرتا رہتا اس لیے کہ میں جانتا تھا یہ ذات چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا ہے جتنا چاہو جیسے چاہو فائدہ اٹھالو، میں نے عرض کیا حضور رمضان میں سورت کیوں تشریف نہیں لاتے تو مسکرا کر فرمایا مولانا اب سورت والوں کی فکر نہیں یہ سب تو ماشاء اللہ بہت مضبوط ہوگئے ہیں، میں یہ سب باتیں سنتا تو بہت حوصلہ ملتا اور دل میں آتا کہ ہم جوان ہو کر شکوہ شکایت کے سوا کچھ نہیں کر پارہے ہیں اور ایک حضور اشرف الفقہاء کی ذات ہے جو اس عمر میں بھی مثبت پہلو پر نظر رکھ کر جہاں بھی جارہی ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا گلشن آباد کررہی ہے، سیکڑوں مساجد کا سنگ بنیاد، ہزاروں

مدارس کے جلسوں کی سرپرستی، لاکھوں مریدین کی تربیت اس کے باوجود چہرہ کبھی مرجھایا ہوانہیں دیکھا، ہمیشہ دلوں کوموہ لینی والی مسکراہٹ چہرے پر ہوتی جتنا بھی پریشان حال ملنے آتا چہرہ دیکھ کرہی اس کے آدھے غم دور ہوجاتے، اپنی ذات کے لیے غصہ ہوتے میں نے کبھی نہیں دیکھا لیکن خلافِ شرع مسئلہ میں کبھی کسی کی رعایت کرتے ہوئے بھی نہیں دیکھا "الحب فی اللہ و البغض فی اللہ" کی زندۂ جاوید مثال تھے، زندگی میں بڑے بڑے چیلنج آئے لیکن کبھی ہمت نہ ہاری ہمیشہ ڈٹ کر مقابلہ فرماتے کبھی بھی مخالفت کا جواب زبان سے نہ خود دیتے اور نہ کسی کا دینا انہیں خوش کرتا بار ہا ایسے مواقع پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے قول کو پڑھتے ''ہر مخالفت کا جواب کام ہے'' حضور اشرف الفقہاء کے قدم جب دھولیہ کی سرزمین پر پڑے تو کسی نے تصور بھی نہ کیا ہوگا کہ اس بنجر زمین پر اہل سنت وجماعت کی شان وبان کے ساتھ آبیاری ہوسکتی ہے لیکن واہ! اشرف الفقہاء آپ نے یہ بھی ممکن بنا دیا اور وہ جگہ جہاں اہل سنت وجماعت کی صرف دو مسجدیں تھی وہاں آپ کی جہد مسلسل سے ۳۶؍ مساجد ایسی بن چکی ہیں جن پر مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرا رہا ہے، وہ لوگ آج بھی موجود ہے جنھوں نے وہ دن دیکھا ہے جب حضور اشرف الفقہاء خطاب کر رہے تھے اور دوسری طرف سے مجمع منتشر کرنے لیے پتھر پھینکے جارہے تھے لیکن کمال تھا حضور اشرف الفقہاء کی تقریر میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو پتھر سے ڈر کر جان بچانے کے لیے جلسہ چھوڑ کر چلا گیا ہو، سب کے سب جامِ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پینے میں مست تھے۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

یہ منظر دشمنوں کے دلوں کو فتح کرنے کے لیے کافی تھا دھیرے دھیرے شمع عشق مصطفیٰ روشن ہوتی گئی، اجالا پھیلتا گیا، وہابیت سمٹنے لگی اہل سنت کا بول بالا ہوتا گیا۔

میں کہاں روکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے
مجھے جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ دین کی ترویج واشاعت کی فکر فرماتے اور اس کارخیر کے لیے آپ نے اپنی تحریر وتقریر کی خداداد صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبان وقلم پہ یکساں قدرت عطا فرمائی تھی جیسے لوگ آپ کی تقریروں کے دیوانے تھے ویسے ہی آپ کی تحریروں کا معاملہ تھا۔ بہت زیادہ مصروفیت کے باوجود، مسائل سجدۂ سہو، تابش انوار مفتیِ اعظم، تحسین العیادۃ، ضرورت مرشد، مفتیِ اعظم استقامت وکرامت اور ہزاروں فتاویٰ کتابوں کی زینت بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی عزت ومقبولیت عطا فرمائی تھی اس کے باوجود عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔

پوری زندگی گزار دی لیکن نہ کبھی گاڑی کا سوال، نہ قیام کے بارے میں کوئی خواہش نہ نذرانے کا معاملہ، آپ کی پوری زندگی بالکل سادگی بھری رہی، جیسے مال داروں سے ملتے اسی طرح غریبوں کا بھی خاص خیال کرتے، دعوتوں میں بھی امیر غریب

کا فرق نہ کرتے، کھانے پینے کے معاملہ میں بہت احتیاط سے کام لیتے، انواع واقسام کے کھانے دسترخوان پر کیوں نہ چن دیے جاتے آپ اپنی مقدار میں تبدیلی نہ لاتے، آج بھی حضور اشرف الفقہاء کتنا کھانا کھاتے تھے یہ کوئی دیکھنا چاہے تو حضور اشرف الفقہاء کے نورِ نظر عزیز العلماء حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قبلہ کا کھانا پینا دیکھ لے، ان کے اندر یہ عادت حضور اشرف الفقہاء کی خدمت بابرکت سے ہی آئی، آخرت میں تو قلت طعام پر کیا اجر وثواب ملے گا وہ رب ہی بہتر جانتا ہے لیکن دنیا میں خالص نفع بہترین صحت کی شکل میں ملا ہے، جن لوگوں نے بھی حضور اشرف الفقہاء کے ساتھ حج یا عمرہ کیا ہے ان سے حضرت کے طواف یا سعی میں چلنے کی تیزی پوچھیں تو وہ جواب میں ایک ہی بات کہیں گے کہ حضرت کے ساتھ چلنے کے لیے ہمیں دوڑنا پڑتا تھا، اتنی عمدہ صحت کم کھانے اور مکمل احتیاط کرنے کا ہی ثمرہ تھی، کبھی چائے یا کافی نہ پیتے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ مجھے کبھی خواہش بھی نہیں ہوتی اور نہ پینے سے سر وغیرہ میں درد بھی نہیں ہوتا، کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ صاحب خانہ نے دسیوں چیزیں بنائی ہوتیں لیکن آپ مختصر سبزی اور دال پر گزارا فرماتے، بہت مختصر کھاتے لیکن کبھی ایسا نہ ہوتا کہ ساتھ میں کھانے بیٹھنے والے بھوکے رہ جائیں، بہت آہستہ کھاتے اور جب تک سب لوگ فارغ نہ ہو جاتے دعا نہ فرماتے کہیں بھی تشریف لے جاتے ڈرائیور کے کھانے پینے اور آرام کا خاص خیال رکھتے کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ڈرائیور کافر ہوتا لیکن وہ آپ کے اخلاق حسنہ سے ایسا متاثر ہوتا کہ اسلام کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی ،ایک کے اسلام لانے کا واقعہ خود حضور اشرف الفقہاء نے بیان فرمایا تھا سبحان اللہ! کیا انداز تبلیغ تھا ہمیشہ مقصد پر نظر رکھتے اپنی ذات سے زیادہ دین اور مسلک کی فکر کرتے یہی وجہ ہے کہ لاکھوں مریدین ہونے کے باوجود آخری عمر میں بھی میں کئی جگہ دعوت میں رکشہ استعمال کرتے دیکھا جب بھی حضرت کو میں رکشہ میں سوار دیکھتا تو قوم کی بے حسی پر آنسو آ جاتے ایسا پیر کامل کہ جس نے اہل سنت وجماعت کے لیے زندگی گزار دی لاکھوں مرید ہیں پھر بھی انھیں رکشہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔

سفر وحضر میں نمازوں کا سختی سے خیال فرماتے، رات میں آرام کرنے کا کتنے بجے بھی موقع ملتا صبح نماز فجر کے لیے بغیر الارم کے سب سے پہلے آپ بیدار ہوتے اور اہل خانہ کو بھی نماز کے لیے بیدار فرماتے، نماز فجر کے بعد بلاناغہ دلائل الخیرات شریف کا ورد فرماتے، بغیر پڑھے کبھی آرام نہ فرماتے، ڈاکٹر شکیل اعظمی صاحب نور اللہ مرقدہ جو آپ کے بچپن کے ساتھی تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد جو مضامین اور تعزیت نامہ تحریر فرمایا اس میں لکھتے ہیں ''جب آپ اسپتال میں بستر علالت پر تھے تو میری آخری مرتبہ فون پر بات ہوئی تو حضرت فرمانے لگے ڈاکٹر صاحب مجھے اور کسی چیز کی فکر نہیں میری نمازیں قضا ہو گئی اور میں دلائل الخیرات شریف نہیں پڑھ پا رہا ہوں اس کی فکر ستائے جا رہی ہے'' بستر علالت پر یہ گفتگو اللہ اکبر! یہ آپ کا تقویٰ اور فکر آخرت تھی۔

حضور اشرف الفقہاء کی ذات زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی کرتی نظر آتی ہے، مجھے ۶ /جنوری ۲۰۲۰ء بروز پیر کی وہ رات یاد ہے جب ہم حضور اشرف الفقہاء کی سرپرستی میں بغداد معلی جانے کے لیے شیواجی انٹرنیشنل ائیرپورٹ بمبئی پر موجود تھے لوگ حالات دیکھ کر ڈر رہے تھے کیا کیا جائے جائیں نہ جائیں سب شش وپنج میں تھے کہ حضور اشرف الفقہاء ائیرپورٹ پہنچ گئے

۔سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور فیصلے کا انتظار کرنے لگے کہ حضرت کیا فرماتے ہیں۔مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قریب تھے انھوں نے بھی عرض کیا حضور آپ فرمادیں کیا کرنا ہے آپ جو فیصلہ فرمائیں گے وہ سب کے لیے حرف آخر ہوگا ہم سب ہمہ تن گوش تیار تھے حضور اشرف الفقہاء نے سب کو سلام کیا اور وجد کی کیفیت میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پڑھا ؎

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

جتنے بھی وہاں بغدادِ معلیٰ جانے والے یا زائرین کے گھر والے موجود تھے جب انہوں نے سرکار اعلیٰ حضرت کا شعر وہ بھی حضور اشرف الفقہاء کی زبان فیض ترجمان سے سنا اس کے بعد کوئی بھی شخص ایسا نہیں تھا جس نے اگر مگر کیا ہو سب خوش تھے کہ حضرت نے فرمادیا بس اب کچھ نہیں ہوگا۔آپ کے ایک بہت خاص مرید عالیجناب خالد بھائی بمبئی انہوں نے ایئر پورٹ پر یہ روحانی ماحول دیکھا تو عرض کیا حضرت آج مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں کیوں نہیں جا رہا ہوں کاش میں پہلے ہی پاسپورٹ دے دیا ہوتا بڑے اطمینان سے عراق کا سفر حضور اشرف الفقہاء کی سرپرستی میں ہوا۔کون جانتا تھا کہ حضور اشرف الفقہاء کی بارگاہ غوثیت میں آخری حاضری ہے میرے لیے وہ سفر تاریخی ہوگیا کہ حضور اشرف الفقہاء عراق جنوری ۲۰۲۰ء میں تشریف لے گئے اور ہم بھی ساتھ تھے اسی طرح حج کا بھی معاملہ ہوا کہ آپ ہر سال تشریف لے جاتے اللہ تعالیٰ نے ۳۲ رمرتبہ حج کی سعادت نصیب فرمائی، جب آپ ۲۰۱۹ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے اس وقت مجھے بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کی سعادت میسر آئی جب ہم حرم پاک پہنچے تو عزیز العلماء حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی بانی و مہتمم دار العلوم انوار رضا نوساری گجرات کے بڑے صاحبزادہ حافظ وقاری مولانا مرتضی صاحب علیہ الرحمہ کا پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے وصال ہوگیا اور عزیز العلماء کو واپس گھر لوٹنا پڑا، یوں حرم پاک میں حضور اشرف الفقہاء کی خدمت کی سعادت ہمارے حصہ میں آئی، ۸ رذی الحجہ کو جب ہم نے حضور اشرف الفقہاء کے ساتھ احرام باندھا تب تصور میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ حضرت کا یہ آخری حج ہوگا ہمارا حج بھی یادگار ہوگیا کیوں کہ وہی حضور اشرف الفقہاء کا آخری حج تھا کتنی یادیں ہیں اس حج کی جب جب یاد آتا ہے ایمان تازہ ہوجاتا ہے اور اپنی قسمت پر رشک آتا ہے کہ وہ ذات جس کو دنیا مفتیِ اعظم مہاراشٹر کہتی تھی ہمیں ان کے ساتھ حج کی سعادت میسر آئی ع

ایں سعادت بزور بازو نیست

حضور اشرف الفقہاء کی خوبیوں میں سے ایک خوبی آپ کا بچوں سے محبت کرنا تھی بچوں سے اتنا لگاؤ تھا کہ میں کیا بتاؤں، میری شادی کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت قربت ہوگئی تھی لیکن میں نے ۲۰۰۸ء کے بعد کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت نے کسی کو بخاری شریف کے علاوہ کسی کتاب کا درس دیا ہو جب کہ بہت لوگوں کی خواہش تھی لیکن حالات ہی ایسے تھے کہ چاہنے کے باوجود ممکن نہیں ہو پا رہا تھا، بحمدہ تعالیٰ ہم میاں بیوی اس معاملہ میں بھی بڑے خوش قسمت ہیں کہ ۲۰۱۹ء میں ربیع النور

شریف کے ۱۲؍ روزہ پروگرامات کے سلسلہ میں جب آپ سورت تشریف لائے تو آپ کا قیام رانی تالاب میں تھا۔ میرے نورِ نظر عزیزم محمد حسنین سلمہ نے اپنے نانا (عزیز العلماء) اور خود حضور اشرف الفقہاء سے اس بات کی اجازت حاصل کر لی تھی کہ اس بار بڑے نانا کی خدمت میں مَیں رہوں گا، حضور اشرف الفقہاء میرے بچے کو اتنا چاہتے تھے کہ میں کیا بتاؤں، فرمایا آپ کو اجازت ہے حالانکہ شہر سورت کے کئی افراد اس کی تمنا کرتے لیکن یہ سعادت کسی کو حاصل نہ ہوتی بحمدہ تعالیٰ حسنین کی قسمت میں یہ شرف لکھا تھا اور پھر جیسا کہ بزرگوں کا معاملہ ہوتا ہے کہ جو وہاں خدمت کرتا ہے اس سے صرف خدمت نہیں لی جاتی بلکہ اس کے عوض اس کے ظاہر و باطن کو سنوارا جاتا ہے، عزیزم محمد حسنین کو خدمت میں رہنے کا یہ صلہ ملا کہ دوسرے دن سے ہی حضور اشرف الفقہاء نے فرمایا بیٹا میں تمہیں عربی پڑھاؤں گا، سبحان اللہ! یوں عربی کا درس شروع ہوا اور حضرت نے گردان لکھ کر سمجھائی، بچے نے جیسا سمجھایا گیا ویسے ہی یاد بھی کر لیا اور حضرت کو سنا دیا، اس بات نے حضرت کو اتنا خوش کیا کہ جو بھی شخص حضرت کے پاس ملاقات کے لیے آتا حضرت اس کی باتیں شروع کرتے اور بہت ساری دعاؤں سے نوازتے، یوں عربی کے ساتھ ساتھ سرکار اعلیٰ حضرت کی حیات مبارکہ کے حوالہ سے املا لکھوایا اور جب اس نے املا مکمل کیا اور حضرت نے کاپی دیکھی تو میں کیا بتاؤں حضرت کے چہرے پر کتنی خوشی تھی جب میں میری اہلیہ کے ساتھ ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو فرمانے لگے مولانا آج حسنین نے املا لکھ کر دل باغ باغ کر دیا میں نے اسے بڑا سخت لکھوایا تھا لیکن فر فر لکھ دیا، حالانکہ اس وقت حسنین کی عمر صرف نو سال تھی۔ میں اور میری اہلیہ دونوں کی زبان سے ایک ہی جملہ نکلا، حضرت یہ آپ ہی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر یہ بالغ ہوتا تو میں اسے خلافت دے دیتا اللہ اکبر! حضرت کا یہ فرمانا ہی ہمارے لیے زندگی کی معراج ہے۔ میں وہ دن یاد کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی ذات اور یہ اخلاق کہ ہمارے بچے چھڑی اٹھا لیتے حضرت کے پاس جاتے اور ایسی بے تکلفی سے بات کرتے جیسے واقعی بڑے نانا ہوں نسبی طور آپ حقیقی بڑے نانا نہیں تھے لیکن کبھی بھی ہمارے بچوں کو یہ احساس نہیں ہوا کہ یہ ہمارے اصلی بڑے نانا نہیں ہیں۔

یوں باتیں جو یاد آتی جا رہی ہیں اگر ان کو ہی قرطاس کے حوالے کر دوں تو نہ جانے کتنے صفحات لگ جائیں اور مجھے نہیں لگتا کہ کوئی بھی صفحہ ایسا ہوگا کہ جس میں ہمارے لیے کوئی سبق نہ ہوگا آپ کی ذات ہی ایسی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی: صلہ رحمی کرنا تھی، آپ کی زندگی کا آخری سفر گھوسی تشریف لے جانا تھا وہاں کے لوگوں نے بھی بتایا ساتھ ہی ساتھ ڈاکٹر شکیل اعظمی صاحب کے داماد حضرت علامہ مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ گھوسی نے فرمایا کہ حضور اشرف الفقہاء کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس عمر میں بھی آپ جب بھی گھوسی تشریف لاتے ہیں تو اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے جاتے ہیں آپ کے اس عمل سے گھوسی کا ہر بڑا چھوٹا سب واقف ہے، سبحان اللہ! جیسے جیسے یہ واقعات دماغ کی اسکرین پر آتے جا رہے ہیں ویسے ویسے یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ ہم نے کیسی عظیم ذات کو کھو دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے جو معمولات میں نے بیان کیے وہ صرف ہندوستان یا مخصوص جگہوں کے محتاج نہیں تھے، بلکہ جہاں بھی رہے ہندوستان بیرون ہند حرمین شریفین ہر جگہ یہی معمول تھا، اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ان خوبیوں سے دین متین کی بھرپور خدمت کی اللہ تعالیٰ آپ کی تمام خدمات کو قبول فرمائے اور آخرت میں بہترین بدلہ نصیب فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تقریبِ معارفِ اشرف الفقہاء اور اظہارِ تشکر

حضور اشرف الفقہاء کی ہمہ گیر و ہمہ جہت خدمات کے اعتراف میں ہم نے کوشش کی تھی کہ ان کی زندگی میں ہی ''معارفِ اشرف الفقہاء'' یادگاری مجلہ شائع کیا جائے اور آپ کی شخصیت، حیات اور کارناموں پر ایک سیمینار بھی منعقد کیا جائے، جس کے لیے دار العلوم انوارِ رضا نوساری میں 19 ر جنوری 2019ء کو ایک مشورتی نشست رکھی گئی اور ''معارفِ اشرف الفقہاء'' کا خاکہ ترتیب دیا گیا۔ اس نشست میں مولانا وقار احمد عزیزی صاحب (بھیونڈی)، مولانا قلندر رضوی صاحب (رائچور)، ڈاکٹر امجد رضا امجد (پٹنہ)، ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (مالیگاؤں)، غلام مصطفیٰ رضوی (مالیگاؤں) اور دار العلوم انوارِ رضا نوساری کے اساتذہ نے شرکت کی جب کہ میزبانی کے فرائض عزیز العلماء مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی اور اِس ہیچمداں نے انجام دیے۔ باہمی مشاورت کے بعد اہل سنت و جماعت کے ملک و بیرونِ ملک میں پھیلے ہوئے علما، فقہا، ادبا، شعرا اور دیگر شعبہ ہاے حیات سے تعلق رکھنے والی مختلف شخصیات کو مجوزہ/منتخبہ عناوین کے ساتھ سال نامہ ''اہل سنت کی آواز مارہرہ مطہرہ'' کے خصوصی شمارہ ''خلفاے خاندانِ برکات'' 2014ء میں شائع شدہ حضور اشرف الفقہاء کا تعارفی مضمون مرقومہ ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی مالیگاؤں روانہ کیا گیا اور اس امر کی التماس کی گئی کہ متعلقہ عنوان پر مضمون لکھنے کے لیے اگر کسی قسم کا کوئی مواد درکار ہو تو منتظمین سے رابطہ کیا جائے۔ یہ سفرِ شوق بڑی دل جمعی سے شروع ہوا لیکن اُس خواہش کی تکمیل نہ ہوسکی کہ ''معارفِ اشرف الفقہاء'' حضور اشرف الفقہاء کی حیات میں ہی منظر عام پر آجائے۔ اہل علم اور قرطاس و قلم سے تعلق رکھنے والے احباب جانتے ہی ہیں کسی شخصیت سے متعلق کوئی شمارہ شائع کرنا معمولی کام نہیں، اس راہ میں آسانیاں کم اور دشواریاں زیادہ ہیں۔ معارف کی تیاریاں چل ہی رہی تھیں کہ ہمارے قائد و رہبر آقاے نعمت حضور اشرف الفقہاء کا وقت موعود آن پہنچا اور آپ 6 ر اگست 2020ء بمطابق 15 ر ذی الحجہ 1441ھ بروز جمعرات اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے، ایک سائبان سر سے اٹھ گیا، ہماری کیفیت اور حالت ایسی ہوگئی کہ اسے لفظوں کا لبادہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ ''معارفِ اشرف الفقہاء'' کی ترتیب و تدوین اور اہل قلم سے مضامین لکھوانے کے لیے روزِ اول سے ہمارے شانہ بشانہ مخلصانہ کردار ادا کرنے والے مالیگاؤں مہاراشٹرا سے تعلق رکھنے والے حضور اشرف الفقہاء کے دو نہایت چہیتے ادیب و قلم کار یعنی ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی اور محترم جناب غلام مصطفیٰ رضوی صاحبان زید حبہما نے اِس درد و کرب کو سمجھا اور معارف کے کام

میں تیزی لانے کے لیے ہمیں نہ صرف مہمیز کیا بلکہ خود بھی ہر لمحہ فعال اور متحرک رہے۔ ملک و بیرونِ ملک کے قلم کاروں سے مسلسل رابطے کے بعد جس قدر مضامین/ مقالات/ تاثرات/ منظومات اور تعزیتی پیغامات موصول ہوئے ان کی ایک چمکتی دمکتی کہکشاں پیشِ نظر کتاب ''معارفِ اشرف الفقہاء'' میں آراستہ کی گئی۔ چوں کہ اس کے لیے تیاریاں کافی دنوں سے چل رہی تھیں اور مجلّے کی ترتیب و اشاعت تاخیر کا شکار بھی ہو رہی تھی لہٰذا یہ طے کیا گیا کہ اب حضرت کے عرس چہلم پر جتنے بھی مضامین و مقالات جمع ہوئے ہیں ان کو اکٹھا کر کے شائع کر دیا جائے لیکن کچھ احباب نے مشورہ دیا کہ حضرت کے پہلے عرس کے موقع تک انتظار کیا جائے تاکہ مزید اہل علم و قلم کی اس شمارے میں شمولیت ہو جائے چناں چہ اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے ''معارفِ اشرف الفقہاء'' کی اشاعت عرسِ مجیبی تک مؤخر کر دی گئی لیکن اس بات پر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ حضرت کے شایانِ شان ہم نے کچھ بھی کام نہیں کیا۔ خیر ہم سے جتنا بن سکا ہم اپنے عظیم محسن کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت و محبت پیش کر رہے ہیں، خداوندِ کریم سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔

یہ مجلہ درج ذیل ۱۴/ ابواب پر مشتمل ہے:

پہلا باب	حیات و خدمات
دوسرا باب	مشائخ و اساتذہ
تیسرا باب	فقہی بصیرت
چوتھا باب	اخلاق و آداب
پانچواں باب	خدمات کا تنوع
چھٹا باب	یادوں کے نقوش
ساتواں باب	تابشِ فکر و نظر
آٹھواں باب	خطبات کا تنوع
نواں باب	انتخابِ کلامِ مجیب
دسواں باب	بزمِ شعر و ادب
گیارھواں باب	جادہ و منزل
بارھواں باب	تحریری خدمات
تیرھواں باب	تعزیتی پیغامات
چودھواں باب	مناقب

ان ابواب کے علاوہ دو نگارشات ان کی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر اداریے کے بعد شامل کی گئی ہیں، جن میں شہزادۂ حضور اشرف الفقہاء حاجی محمد تنویر اشرف رضوی کا مرقومہ مضمون ’’اشرف الفقہاء: بسترِ علالت سے آغوشِ لحد تک‘‘ اور حضرت کے عزیز شاگرد مولانا قلندر رضوی رائچوری کا حضور اشرف الفقہاء سے لیا گیا ایک جامع و معلومات افزا انٹرویو کا شمار ہوتا ہے۔ مذکورہ انٹرویو مولانا موصوف نے حضور اشرف الفقہاء کے وصال سے ۵/ ماہ ۲۶/ روز قبل لیا تھا۔ جس سے حضور اشرف الفقہاء کی شخصیت کے بہت سارے ایسے پہلو نمایاں ہوتے ہیں جن سے کم ہی لوگ واقف ہیں۔

اس مجلّے کی ترتیب وتدوین میں برادرانِ گرامی عزیز القدر ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی برکاتی اور عزیز القدر جناب غلام مصطفیٰ رضوی صاحبان نے جو فراخ دلانہ اور مخلصانہ تعاون کیا اس کے لیے عزیز العلماء مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی مہتمم دار العلوم انوارِ رضا نوساری، راقم الحروف اور دار العلوم انوارِ رضا نوساری کے جملہ مدرسین، منتظمین اور طلبہ گلہائے تشکر پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم تمام ہی علما و مشائخ، مضمون نگار حضرات، شعرائے کرام اور تعزیت کنندگان کے بھی شکر گزار ہیں کہ انھوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر اس مجلّے کے لیے اپنی وقیع نگارشات سے ہمیں نوازا۔ علاوہ ازیں میں دار العلوم انوارِ رضا نوساری کے جملہ اساتذۂ کرام حضرت علامہ مولانا شاہد رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی شبیر عالم صاحب، حضرت علامہ مولانا غلام یزدانی صاحب حضرت علامہ مولانا قاری بہار الدین صاحب، حضرت علامہ مولانا نور سعید صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سلیم صاحب قبلہ، حضرت علامہ مولانا عبد الرقیب صاحب، حضرت علامہ مولانا اشفاق صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سید طہور صاحب قبلہ، حضرت علامہ مولانا عسجد صاحب قبلہ، حضرت علامہ مولانا انصار صاحب، مولانا عبد القادر ازہری برکاتی صاحب، مولانا طاہر رضا صاحب اور شعبۂ نسواں سے متعلقہ معلمات عالمہ فاضلہ کنیز فاطمہ صاحبہ اور عالمہ فاضلہ نشاط فاطمہ صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان حضرات نے بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی سے ’’معارفِ اشرف الفقہاء‘‘ کی تصحیح اور پروف ریڈنگ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مجلّے کی ترتیب وتدوین کے دوران شیخ الادب حضرت علامہ مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ (گھوسی) نے بھی نہ صرف مفید مشوروں سے نوازا بلکہ مضامین ومقالات کی فراہمی بھی کی میں ان کے لیے ہدیۂ امتنان پیش کرتا ہوں۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس پُر مسرت موقع پر حضور اشرف الفقہاء کے شہزادوں حاجی تنویر اشرف صاحب اور حافظ تحسین اشرف صاحب کا ذکر نہ کیا جائے، ہر دو حضرات کی پیہم حوصلہ افزائی اور پذیرائی سے ہی یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ کریم سب کو سلامت رکھے۔

اس موقع پر اس بات کا اظہار کرنا بے حد ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس مجلّے کی پروف ریڈنگ اور تصحیح کے لیے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اسے خامیوں سے پاک رکھا جائے پھر بھی بتقاضائے بشری غلطیوں کا امکان ہے لہٰذا اہلِ نقد ونظر اور محبین سے التماس ہے کہ اگر کہیں بھی کسی بھی قسم کی کوئی خامی نظر آئے تو ہمیں ضرور بہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن یا ای۔ بک

ایڈیشن میں انھیں دور کیا جاسکے۔مزید یہ کہ اس شمارے کی ترتیب میں حالیہ دنوں عجلت سے کام لینا پڑا جس کی وجہ سے ممکن ہوسکتا ہے کہ غیر ارادی طور پر کسی قلم کار کا کوئی مضمون شاملِ اشاعت ہونے سے رہ گیا ہوتو ہم اس یقین کے ساتھ معذرت خواہ ہیں کہ ہمارے ایسے محبین یقیناً کبیدہ خاطر نہ ہوں گے۔

''معارفِ اشرف الفقہاء'' کی طباعت واشاعت کے لیے جن جن حضرات نے تعاون پیش کیا ان سب کے لیے بھی اظہارِ تشکر کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ کریم ہر ایک کی خدمات کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور ان سب کو دارین میں اس کی بہتر جزا بخشے، فیضانِ حضور اشرف الفقہاء سے مالا مال فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم!

۲۲/ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ یوم ولادت حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ
۲/اگست ۲۰۲۱ء بروز دوشنبہ

اشرف الفقہاء بستر علالت سے آغوش لحد تک

حاجی تنویر اشرف رضوی
شہزادۂ اکبر حضور اشرف الفقہاء

ابا فطری طور پر محنتی، جفاکش اور مخلص تھے۔ ہمت مردانہ اور سعی جاں فشانہ آپ کا وصف تھا اور اسی کی ہم لوگوں کو تاکید بھی فرماتے تھے۔ حافظ ملت کا مبارک ارشاد ''زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام'' ابا اپنے دور میں اس کی زندہ مثال تھے۔ لمبے اسفار سے گھر واپسی کے بعد بھی مستقل آرام نہ کرتے تھے بلکہ گھر کے کام کاج میں بھی ہاتھ بٹاتے۔ نوری میڈیکل میں بھی آجاتے کچھ نہیں تو دواؤں کی ترتیب اور سیٹنگ میں جٹ جاتے فرصت کے وقت میں اہل خانہ کے ساتھ دیر تک بیٹھتے گفتگو کرتے سنتے ،سناتے اور ہمیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتے۔

ابا کو کوئی خاص مرض لاحق نہیں تھا بلکہ رمضان ۱۴۴۱ھ مطابق مئی ۲۰۲۰ء سے طبیعت ناساز ہونا شروع ہوئی ، پیر میں درد رہا کرتا تھا، ڈاکٹروں سے چیک اپ وغیرہ کرایا لیکن اس کا کوئی رزلٹ نہیں نکلا۔ پھر سونوگرافی بعدہ ایم آر آئی بھی کرایا لیکن کسی خاص بیماری کا کوئی سراغ نہ نکلا البتہ اتنا ضرور پتا چلا کہ کڈنی میں انفکشن ہوگیا ہے۔ کمزوری تھی لیکن چل پھر لیتے تھے۔ اسی دوران یکم جولائی ۲۰۲۰ء کو عزیزم مولوی راشد سلمہٗ کی شادی میں شرکت کے لیے گھوسی بھی گئے۔ میں بھی شریکِ سفر تھا اور ہم ۵؍جولائی کو واپس ناگپور پہنچ گئے۔ کمزوری دن بدن بڑھتی جارہی۔

اس دوران ابا ڈاکٹر عزیز صاحب کے زیر علاج تھے۔ پھر کریسنٹ اسپتال میں داخل کرایا گیا۔ یہاں کڈنی کے مشہور ڈاکٹر دیشمکھ نے آپ کا علاج کیا لیکن خاطر خواہ رزلٹ نہ آنے کی وجہ سے ناگپور کے سب سے بڑے پرائیوٹ اسپتال اوکارڈ میں ایڈمٹ کرایا جہاں پوری نگہداشت اور ماہر ڈاکٹروں کے زیر علاج رہے۔ اس دوران آپ تھوڑا بہت کھا پی لیتے تھے۔ اہل خانہ، اہل متعلق سے بذریعہ فون بات بھی کر لیتے تھے، لیکن نقاہت روز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ ابا کے خاص معالج اور فیملی ڈاکٹر، ڈاکٹر اویس حسن کے مشورے سے تقریباً پندرہ دنوں تک آپ اوکارڈ اسپتال میں بھرتی رہے۔ لیکن ابا اسپتال کے ماحول کی وجہ سے بالکل دل برداشتہ ہو چکے تھے اس لیے ڈاکٹر اویس حسن صاحب سے مشورہ کے بعد گھر ہی پر Bed،Selendar،Oxijan،Biosp مشین کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح اب ابا ہسپتال سے گھر شفٹ ہوگئے۔ جہاں میرے بھائی، بیٹے، بیوی، بیٹی، بہو، دیگر اہ تعلق نے خدمت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔

۵؍اگست ۲۰۲۰ءتک یہی صورتحال رہی کبھی دَلیہ،کبھی نرم کھچڑی،کبھی سیب،شلجم کا پیسٹ ،لوکی،پتلی روٹی کھاتے کبھی مختصردودھ پی لیتے ،دوائیں جواسپتال میں چل رہی تھیں گھرپر بھی جاری تھیں ساتھ ہی میرے برادرنسبتی ڈاکٹرجاویدظفرکی ہومیودوائیں بھی چل رہی تھیں۔

اباکوکبھی شوگرنہ تھالیکن ہسپتال میں رہنے کی وجہ سے شوگربڑھ گیاتھااس لیے آپ کوانسولین دیاجانے لگا۔اس طرح انسولین سے شوگرنارمل سے کم ہوگیاڈاکٹروں کے مشورے کے بعدانسولین لگاناروک دیاگیا۔مولاناحاجی غلام مصطفیٰ صاحب بھی نوساری سے آچکے تھے۔ان کے آنے سے ہم لوگوں کوکافی سپوٹ ملا۔

آج اسپتال سے گھرشفٹ ہوئے پانچواں دن تھا۔رات میں عزیزی تابش سلمہٗ اباکے پاس رہتے تھے۔اس نے مجھے فون کرکے بتلایاکہ داداکی طبیعت بہترمعلوم نہیں ہورہی ہے،دادابلارہے ہیں۔میں پہنچاتودیکھاکہ 60,50 S.p,o.2pls یہ شو کررہاہے۔

فوراًمیں نے ڈاکٹرنفیس کوفون کیاتوانہوں نے بتلایاکہ S.P,O 70 کےاور80 تک نارمل ہوتاہے جیسے تیسے رات گذرگئی30،pls oxy mitr سے40ڈاؤن ہوتاچلاگیا۔آنکھ اوپرہوگئی۔آج اگست کی ۶؍تاریخ ہے۔صبح کے وقت ۶؍بجے نبض بندمعلوم ہونے لگی۔ہم نے چیک کیا۔مولاناحاجی غلام مصطفیٰ بھی تھے۔انہوں نے بھی چیک کیاتونبض معلوم نہ ہوئی توہم نے Oxyjan کالیول High کردیا۔توابانے آنکھ کھول دی پھرڈاکٹراویس حسن صاحب آگئے انہوں نے ۹؍بجے دن میں ایمرجنسی انجکشن لگادیا۔۱۰؍بجے طبیعت بگڑتی چلی گئی spo to بڑھ نہیں رہاتھا۱۰؍بجکر۳۰؍منٹ پرہم نے دیکھاکے آنکھ اوربند ہوتی چلی گئی۔ہارٹ کامساج کیاگیاپھرنیچے بھی کیاگیاتوآپ اس دنیامیں نہ رہے۔اناللہ واناالیہ راجعون۔مولاناحاجی غلام مصطفیٰ صاحب نے لوگوں کواباکے وصال کی خبرپہنچادی غسل میں ہم گھرکےلوگوں کے علاوہ فاروق صاحب بھی تھےلاک ڈاؤن کی وجہ سے تقریباً۴۰؍۵۰؍افرادپرمشتمل جنازہ کی جماعتیں گھرپرہوئیں پھرآخری جماعت قبرستان میں میرے چھوٹے بھائی حافظ تحسین اشرف کی امامت میں پڑھی گئی۔اورمومن پورہ قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔قبرکھودنے میں نظام آبادکے مجاہدبھائی محمدعلی،شیخ احمدعفان اوران کے علاوہ ناگپورکے کچھ لوگ بھی شریک تھے۔

قبرمیں مولاناغلام مصطفیٰ اورحافظ تحسین اشرف اترے۔شجرہ خوانی مولاناغلام مصطفیٰ نے کی اوردعامفتی منصورصاحب نے مانگی۔اس طرح فضل وکمال کایہ آفتاب اورمفتی اعظم ہندکاپروردہ ہمیشہ کے لیے ہماری نظروں سے روپوش ہوگیا۔

رفتید ولے نہ از دلِ ما

☆☆☆

مفسر قرآن حکیم، شارح کلام رضا، خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم، خطیب الہند، مفتی اعظم مہاراشٹر

حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ

بانی ومہتمم الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور (مہاراشٹر)

سے

مسرّت اَندوز ”اِنٹرویو“

۱۴ ھ ۴۱

(نوٹ: یہ ”انٹرویو“ حضرت قبلہ کے وصال سے ۵ رماہ ۲۶ ردن قبل کا ہے۔)

محمد قلندر رضوی، رائچور

(۱) **عرض:** السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) **ارشاد:** وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۲) **عرض:** بعد از قدم بوسی عرض ہے: یہ کفش بردار آپ کا شاگردِ خاک سار احقر محمد قلندر رضوی غفرلہٗ اپنے دورِ طالب علمی سے آج تک حضور والا سے برابر اکتساب علم وفیض کرتا رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ کرتا رہے گا۔ لیکن آج جی چاہتا ہے کہ حضرت والا کے تلامذہ وخلفا، مریدین ومعتقدین اور اہل سنت کی خیر خواہی نیز اپنی اصلاح وآگاہی کے لیے آپ کی حیات طیبہ وخدمات دینیہ کے حوالے سے چند اہم معلومات حاصل کروں، اگر اجازت ہو تو چند سوالات کے پھول نچھاور کروں۔

(۲) **ارشاد:** جی! اجازت ہے، فرمائیے!

(۳) **عرض:** سب سے پہلے آپ اپنے پیدائشی اور تاریخی نام وکنیت، تاریخ ولادت اور مقام پیدائش کی وضاحت فرمادیں۔

(۳) **ارشاد:** میرا نام ”محمد مجیب اشرف“ ہے چوں کہ مجھے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سے بیعت وارادت حاصل ہے اِس لیے اپنے نام کے اختتام پر ”رضوی“ کی مہر لگا کر ”محمد مجیب اشرف رضوی“ کہتا اور لکھتا ہوں۔ میرا کوئی ”تاریخی نام“ نہیں، البتہ تاریخی کنیت ”اَبُو المُفَضَّل“ ہے۔ میری تاریخ ولادت: ۲ رماہِ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ م ۶ رنومبر ۱۹۳۷ء اور میرا مقام پیدائش: گھوسی (ضلع اعظم گڑھ، یوپی) ہے۔

(۴) **عرض:** اپنے آبا واجداد کرام کے اسمائے گرامی بھی ارشاد فرمادیں۔

(۴) **ارشاد:** میرے والد ماجد کا اسم گرامی: الحاج صوفی محمد حسن اشرفی صاحب مرحوم ابن حضرت حافظ جمیع اللہ صاحب مرحوم۔

جدّ اعلیٰ کا اسم گرامی: الحاج الحافظ احمد صاحب علیہ الرحمہ (سابق خطیب و امام جامع مسجد، محلہ کریم الدین پور گھوسی)۔

اور جدّ امجد کا اسم گرامی: جامع معقول ومنقول بحر العلوم حضرت علامہ مفتی محمد صدیق صاحب علیہ الرحمہ (برادر گرامی و استاذ محترم صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) ہے۔

(۵) عرض: آپ کی ابتدائی تعلیم کہاں ہوئی؟

(۵) ارشاد: میرے وطن عزیز "گھوسی" میں اور وہیں کے ایک خدا رسیدہ بزرگ حضرت میاں جی محمد تقی علیہ الرحمہ کے پاس میرا ناظرہ قرآن حکیم مکمل ہوا۔ بعدہٗ اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم (متوسطات تک) مدرسۂ اہل سنت شمس العلوم گھوسی میں ہوئی۔

(۶) عرض: تو پھر درس نظامی کی تعلیم اور اس کی تکمیل؟

(۶) ارشاد: اُفوہ! آپ کے اِس سوال پر مجھے ستر بہتر سال پہلے کا وہ روحانی اور نورانی منظر یاد آرہا ہے۔۔۔۔۔!

(۷) عرض: سبحان اللہ ارشاد فرمائیں! بڑی مہربانی ہوگی۔

(۷) ارشاد: تاریخ تو یاد نہیں، البتہ یہ یاد ہے کہ ماہِ صفر المظفر ۱۳۶۸ھ کا پہلا عشرہ تھا۔ اہل گھوسی کو یہ معلوم ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ، سرکار صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علیعلیہ الرحمہ کے وصال پر "تعزیت" پیش کرنے کے لیے گھوسی تشریف لا رہے ہیں، چنانچہ گھوسی کے ریلوے اسٹیشن پر ہزاروں مسلمان آپ کے استقبال وزیارت کے لیے جمع ہوگئے، میں بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ وہاں موجود تھا۔ اُس وقت میری عمر غالباً ۱۲ سال تھی۔ جب ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رُکی تو نعرہائے تکبیر و رسالت سے پوری فضا گونج اُٹھی۔ اُس وقت تک میں نے آپ کی زیارت نہیں کی تھی۔ آج اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ آپ کو دیکھا، جب دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گیا۔ ایسا بارعب اور پُر نور چہرہ؟ ماشاء اللہ تعالیٰ۔ پلیٹ فارم پر کثرتِ ہجوم کی وجہ سے ہمیں صرف زیارت نصیب ہوئی۔ اس لیے نماز عشا کے بعد ہم حضور صدر الشریعہ کے مکان (قادری منزل) پر پہنچے۔ وہاں بھیڑ کم تھی۔ حضور والا ایک کمرے میں مسند سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ ابا حضور نے سلام کرکے مصافحہ کیا۔ حضرت نے خیریت دریافت کرتے ہوئے بیٹھنے کے لیے کہا: ہم لوگ آپ کے حکم پر بیٹھ گئے۔ چند ہی لمحوں کے بعد والد گرامی نے میرا ہاتھ پکڑ کر خدمتِ اقدس میں پیش کرتے ہوئے کہا: "حضور! یہ غلام زادہ "مجیب اشرف" ہے، حضرت مولانا غلام یزدانی صاحب (شیخ الحدیث دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف) کا بھانجا ہے، اِس کے لیے علم وعمل اور برکت کی دعا فرمادیں"۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو مجھ پر پہلا کرم اِس طرح فرمایا کہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا بیٹھ جاؤ! پھر حضرت نے میرے سر پر اپنا دست شفقت رکھا اور خوب خوب دعاؤں سے نوازا۔ انھیں دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی **"اللہ تعالیٰ اس بچے کو عالم باعمل بنائے اور رزق واسع عطا فرمائے آمین"**۔

آپ کی زیارت وگفتگو اور دعاؤں سے میرے دل کی دنیا بدل گئی۔ کسی موقع سے اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے میں نے یوں عرض کیا تھا۔

تری نگاہ سے ملتا ہے نور قلب ونظر　　　　کہ تو ہے ''نوری'' اور نوری میاں کا نور نظر

جب ہم وہاں سے گھر لوٹے تو میری لوحِ دل پر یہ کندہ تھا: ''میں بریلی شریف جا کر ہی اگلی تعلیم حاصل کروں گا اور وہیں حضرت کی خدمت بھی کروں گا''۔

میں نے دوسرے ہی روز والد گرامی سے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ فرمایا: بیٹا! ''تم ابھی کم عمر ہو اتنی دور جانا مناسب نہیں''۔ میں نے ادباً خاموشی اختیار کر لی تاہم دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ''مجھے بریلی شریف جا کر ہی تعلیم (درس نظامی) کی تکمیل کرنی ہے'' چنانچہ ۱۳۷۴ھ م ۱۹۵۵ء میں میری یہ دلی تمنا پوری ہو گئی یعنی میں حضور والا کے قائم کردہ ''دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف'' پہنچ ہی گیا۔ اور وہیں میں نے درس نظامی کی تکمیل کی۔

(۸) **عرض:** ''درس نظامی'' کی تکمیل کس سنہ میں ہوئی؟

(۸) **ارشاد:** ۱۳۷۸ھ م ۱۹۵۹ء میں۔

(۹) **عرض:** کس بزرگ نے آپ سے ''بخاری شریف'' کا امتحان لیا تھا؟

(۹) **ارشاد:** نہ صرف ''بخاری شریف'' بلکہ دورۂ حدیث کی جملہ منتہی کتب کا امتحان، سرکار مفتی اعظم ہند اور سرکار محدث اعظم نے لیا تھا۔

(۱۰) **عرض:** کس تاریخ و سنہ میں آپ کی فراغت ہوئی؟

(۱۰) **ارشاد:** ۱۷ر شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ م ۲۶ر فروری ۱۹۵۹ء۔

(۱۱) **عرض:** فراغت کے موقع پر آپ کی عمر کتنی تھی؟

(۱۱) **ارشاد:** ۲۲ر سال۔

(۱۲) **عرض:** کیا عصر حاضر کے فارغین کی طرح آپ کو بھی جبہ و دستار اور سند سے نوازا گیا تھا؟

(۱۲) **ارشاد:** جی ہاں! میرے تو چالیس ساتھی تھے، فراغت کے موقع پر سب کو جبہ و دستار اور سند سے نوازا گیا تھا۔

(۱۳) **عرض:** کیا اُس وقت آپ کے بزرگوں کی کوئی ''خصوصی عنایت'' بھی آپ پر ہوئی تھی؟

(۱۳) **ارشاد:** ارے کیا تم کُرید کُرید کر مجھ سے ''خودستائی'' کرانا چاہتے ہو؟

(۱۴) **عرض:** نہ حضور! میں تو صرف بطور تحدیث نعمت ''اظہار حقیقت'' چاہتا ہوں۔ اور ویسے بھی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے تو بوقت ضرورت ''اظہار حقیقت'' کو ''تحدیث نعمت'' قرار دیا ہے۔ الملفوظ شریف میں یہ جملہ میں نے پڑھا تھا کہ ''خودستائی'' جائز نہیں مگر بوقت حاجت ''اظہار حقیقت، تحدیث نعمت ہے''۔

(۱۴) **ارشاد:** ٹھیک ہے۔ جب بات ''اظہار حقیقت اور تحدیث نعمت'' کی ہے تو پھر سُن لیجیے! بے شک میرے بزرگوں کی مجھ پر بہت سی ''خصوصی عنایات'' ہیں تاہم فراغت کے موقع پر جہاں دار العلوم کی جانب سے جملہ فارغین کے ہمراہ مجھے بھی جبہ و دستار و سند سے نوازا گیا

تھا۔ وہیں مجھے خصوصی طور پر حضور سیدی مرشدی مفتی اعظم نے اپنی جانب سے بھی علاحدہ جبّہ و دستار سے سرفراز فرمایا تھا اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ دارالعلوم کی سند کے علاوہ اپنی خاص ''سند حدیث'' بھی مرحمت فرمائی تھی۔ اور حضور محدث اعظم علامہ سید شاہ محمد اشرفی الجیلانی نے میری سند پر بقلم خود یہ جملہ ''الحمد للہ المجید کہ حق، بحق دار رسید'' تحریر فرما کر دستخط بھی فرمایا تھا۔

(۱۵) **عرض:** یہ تو حضور مفتی اعظم و حضور محدث اعظم علیہما الرحمۃ والرضوان کی ''خصوصی عنایات'' کا ذکر تھا۔ اگر آپ کے استاذ خاص حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ کی بھی کوئی ''عنایتِ خاص'' ہو تو اس کا بھی ذکر فرما دیں۔

(۱۵) **ارشاد:** ویسے آپ کی بھی بے شمار خصوصی عنایات ہیں۔ سب سے بڑی عنایت یہ ہے کہ میرے والد محترم کی اجازت سے، مجھے اپنے ہمراہ بریلی شریف لائے۔ اپنی نگرانی میں رکھا۔ میری ضروریات کی تکمیل فرمائی۔ دعاؤں اور شفقتوں سے نوازا۔ نیز مجھے خصوصی تعلیم و تربیت سے سرفراز فرمایا۔ کس کس کا ذکر کروں؟ میرے متعلق یہاں تک فرمایا کرتے تھے:

''دنیا میں میرا ایک ہی ایسا شاگرد ''مجیب اشرف'' ہے جس نے اول تا آخر میرے پاس رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی ہے''۔

(۱۶) **عرض:** حضور! آپ نے ابھی ابھی فرمایا کہ میں نے دارالعلوم مظہر اسلام (بریلی شریف) میں تعلیم و تربیت حاصل کی اور حضرت شارح بخاری فرماتے ہیں کہ میرے پاس رہ کر، کیا مطلب؟

(۱۶) **ارشاد:** اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دورِ طالب علمی میں حضرت استاذ گرامی، مرکزی ''رضوی دارالافتاء'' میں ''مفتی'' اور دارالعلوم مظہر اسلام میں ''مدرس'' کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے تھے اور یہ خادم جہاں دارالعلوم مظہر اسلام میں تعلیم حاصل کرتا وہیں روزانہ عصر سے مغرب کے درمیان، حضرت کے لکھے ہوئے فتووں کو حضور مفتی اعظم کی خدمت میں پڑھ کر سناتا اور ان کی تصحیح و تصدیق کے بعد رجسٹر میں نقل کرتا پھر ڈاک کے حوالے کرتا، گویا یہ میرے روزانہ کے معمولات تھے۔ اس طرح حضرت دونوں جگہ میری تعلیم و تربیت فرماتے تھے۔

(۱۷) **عرض:** آپ کے استاذ گرامی کو آپ کے شاگرد ہونے پر اتنا ناز کیوں تھا؟

(۱۷) **ارشاد:** وہ تو اللہ و رسول جانیں اور حضرت جانیں۔ ہاں! میں نے ''یک در گیر محکم گیر'' پر عمل کیا۔ میں نے کبھی اُنھیں نہیں چھوڑا تو انھوں نے بھی مجھے کہیں نہیں چھوڑا، اپنی زندگی میں ایک مرتبہ ایسا بھی موقع آیا کہ ۱۹۹۲ء کے عرس قاسمی (مارہرہ مطہرہ) میں یہ فقیر قادری حاضر ہوا تھا۔ نماز مغرب کے بعد، جب حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں قدم بوسی کے لیے پہنچا تو دیکھا کہ آپ کی مجلس میں حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ بھی موجود ہیں۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی اپنے پاس بلایا اور احسن العلماء سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: حضور! یہ ''مجیب اشرف'' حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی صاحب اور حضرت رئیس الاذکیاء مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی کے حقیقی بھانجے ہیں اور میرے ایسے شاگرد ہیں کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ شریف الحق! کیا لایا ہے؟ (یہ کہتے ہوئے حضرت رو پڑے پھر بھرائی ہوئی آواز میں یوں فرمایا) تو عرض کردوں گا کہ ''مجیب اشرف'' کو لایا ہوں۔

یہ سُن کر حاضرین اور خود حضور احسن العلماء کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ نے اپنے آنسو پوچھتے ہوئے میرے سر اور سینے پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام حضرات کی قبور مبارکہ کو نور سے بھر دے اور اُن کی امانتوں کا مجھے امین اور اہل بنائے۔ آمین۔ میں ان حضرات کی عنایتوں پر جتنا ناز کروں، کم ہے۔

(۱۸) عرض: آپ کے چند مشہور اساتذہ و شیوخ کے اسمائے گرامی کا بھی ذکر فرمادیں۔

(۱۸) ارشاد: (۱) میرے بڑے ماموں، شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی (۲) شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی

(۳) صدر العلماء حضرت علامہ محمد تحسین رضا خان بریلوی (۴) شیخ المعقولات حضرت علامہ معین الدین اعظمی

(۵) محدث اعظم حضرت علامہ ثناء اللہ امجدی (۶) استاذ العلما حضرت مولانا محمد سعید اعظمی

(۷) حضرت میاں جی محمد تقی (علیہم الرحمۃ والرضوان)۔

مجھے سب سے زیادہ اکتساب علم وفیض کا موقع حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ سے حاصل ہوا۔

(۱۹) عرض: فراغت کے بعد، آپ کی مصروفیات؟

(۱۹) ارشاد: میری فراغت کے بعد ایسا ہوا کہ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد عبد الرشید صاحب علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کی جانب سے حضور مفتی اعظم کے نام ایک خط آیا کہ جامعہ عربیہ کے لیے ایک ایسے قابل و لائق، عالم دین کی ضرورت ہے جو ''نائب شیخ الحدیث'' کے عہدے پر فائز ہوسکے۔ چنانچہ مرشد گرامی اور استاذ گرامی حضرت شارح بخاری علیہما الرحمہ دونوں بزرگوں نے مذکورہ عُہدے کے لیے مجھ فقیر کا انتخاب فرمایا اور امین شریعت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ (جو اُس وقت، جامعہ عربیہ کے مہتمم تھے) کے ہمراہ مجھے اپنی دعاؤں سے نوازتے ہوئے پہلی مرتبہ ۱۳۷۸ھ م ۱۹۵۹ء میں، اشاعت علم دین اور خدمت سنیت کے لیے ناگپور روانہ فرمایا۔ جب ہم لوگ جامعہ عربیہ ناگپور پہنچے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ سے ملاقات کی تو آپ نے مجھے بغور دیکھا اور میری کم عمری کی بنیاد پر اپنے ادارے کی بجائے اسی کی ایک شاخ (کامٹی ضلع ناگپور) میں ''صدر مدرس'' کی حیثیت سے میرا تقرر فرمادیا۔ چنانچہ میں اُسی ادارے میں تقریباً ۲/ سال تک تعلیم دیتا رہا، چونکہ وہاں اعلیٰ تعلیم کا کوئی انتظام نہیں تھا، اس لیے میں مستعفی ہو کر ناگپور آگیا۔

(۲۰) عرض: ناگپور آنے کے بعد؟

(۲۰) ارشاد: جس دن، میں ناگپور آیا (کامٹی سے مستعفی ہو کر) میری خوش نصیبی کہیے کہ اُسی دن حضور مفتی اعظم بھی ناگپور تشریف لائے۔ آپ کا قیام جامعہ عربیہ میں تھا۔ میں بعد نماز عشا سلام و قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ ابھی میرے حالات اور مصروفیات سے متعلق گفتگو جاری تھی، رات کے تقریباً ۱۱ ربج رہے تھے۔ پچھی مسجد کے متولی جناب عبد الستار صاحب، حضرت والا کی خدمت میں آئے اور سلام و مصافحہ کے بعد کہنے لگے کہ ''حضور! ہم کو فوراً ایک اچھے امام کی ضرورت ہے''۔ میں حضرت کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''یہ امام اگر آپ کو

اچھے لگتے ہیں تو ان کو لے جائیے' ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اچھے ثابت ہوں گے۔ اس طرح حضرت والا نے کچھی مسجد میں میرا تقرر فرمایا۔ پھر چند مہینے گزرنے کے بعد خود فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی عبد الرشید صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے مجھے طلب فرمایا اور اپنے جامعہ کے منصب ''نائب شیخ الحدیث'' پر فائز فرمایا۔

(۲۱) عرض: آپ کی ''پہلی تقریر'' کب اور کہاں ہوئی تھی؟

(۲۱) ارشاد: جیسا کہ ابھی ابھی میں نے ذکر کیا کہ کچھی مسجد کے متولی صاحب کی طلب پر جب حضرت نے منصب امامت پر میرا تقرر فرمایا تو انھوں نے برجستہ کہا: کیا یہ تقریر کر لیں گے؟ حضرت نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا؟ میں نے عرض کی ''میں تو تقریر نہیں کر پاؤں گا''۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ''جمعہ کے روز تھوڑا تھوڑا بیان کرنا شروع کر دیجیے' ان شاء اللہ تقریر کرنا آجائے گا''۔ یہ سننے کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ اب میں ان شاء اللہ تعالیٰ تقریر کر لوں گا۔ حسن اتفاق کہیے کہ دوسرے ہی دن جمعہ تھا' نماز جمعہ سے پہلے آج مجھے پہلی مرتبہ خطاب کرنا تھا جب میں نے تقریر شروع کی تو ایسا لگا کہ میری پشت پر کسی تسلی دینے والے کا ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ میں نے پندرہ منٹ تک تقریر کی مجھے کوئی جھجک بھی محسوس نہیں ہوئی۔ الحمد للہ حاضرین نے بھی پسند کیا۔ اس طرح کچھی مسجد (ناگپور) میں یہ میری پہلی تقریر ہوئی۔

(۲۲) عرض: کیا حضرت قبلہ بھی وہاں موجود تھے؟

(۲۲) ارشاد: نہیں۔

(۲۳) عرض: تو پھر حضرت قبلہ کے سامنے آپ کی پہلی تقریر کب اور کہاں ہوئی تھی؟

(۲۳) ارشاد: مجھے ''کچھی مسجد'' میں امامت و خطابت کرتے ہوئے ایک سال گزر چکا تھا۔ حضرت مرشد گرامی ۱۹۶۲ء میں دوبارہ ناگپور تشریف لائے تو اِسی مسجد مذکور کے متولی صاحب نے پھر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر دعوت دی کہ حضور! کل جمعہ ہے' نماز جمعہ کے لیے ہماری مسجد میں تشریف لائیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ دوسرے دن بارہ بجے ہی سے لوگ مسجد میں جمع ہونے لگے۔ پوری مسجد کھچا کھچ بھر گئی۔ وقت مقررہ پر حضرت والا کی اجازت و دعا سے میں نے ''اولیاے کرام کی عظمت وفضیلت'' کے عنوان پر بیان کیا۔ اِس طرح یہ پہلی مرتبہ حضرت کے سامنے آدھے گھنٹے تک تقریر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

(۲۴) عرض: جی! حضور والا نے یہ پہلی تقریر سُن کر کیا فرمایا؟

(۲۴) ارشاد: دوران تقریر ہی ایک جملے پر گرفت فرمائی پھر فوراً اصلاح بھی فرمادی۔ میری زبان سے یہ جملہ نکلا تھا کہ ''ولی بننا آسان نہیں اس کے لیے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں''۔ فرمایا' ایسا نہیں بلکہ یوں کہیے کہ ''ولی ہونا آسان نہیں ہے یہ منصب ولایت محض عطاے الٰہی سے حاصل ہوتا ہے''۔ خیر! جوں توں کر کے تقریر تو ہو گئی۔ تاہم جب رات میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مزید قیمتی ہدایات سے سرفراز فرمایا۔ اسی موقع پر یہ بھی فرمایا تھا کہ اولیاء اللہ کی طاقت و قدرت پر قرآن و حدیث کی کوئی دلیل پیش کر دیے ہوتے پھر خود ہی چند دلائل بیان فرما کر ارشاد

فرمایا کہ قرآنی آیات کو بطور دلیل پیش کرتے رہیے اس کے بہت خوش گوار نتائج برآمد ہوں گے' چنانچہ فقیر اسی حکم کے پیش نظر عموماً دوران خطاب' آیات قرآنی کی تلاوت کرتے ہوئے مضامین کو کبھی عبارۃ النص تو کبھی اشارۃ النص اور کبھی دلالۃ النص تو کبھی اقتضاء النص سے ثابت کرتا رہتا ہے۔

(۲۵) **عرض:** یہ تو جمعہ کا خطاب تھا' کیا حضرت قبلہ کی موجودگی میں کبھی' کسی بڑے مجمع سے بھی خطاب کرنے کا موقع ملا تھا؟

(۲۵) **ارشاد:** جی ہاں! کئی مرتبہ۔

(۲۶) **عرض:** کوئی ایک واقعہ؟

(۲۶) **ارشاد:** ۱۹۷۲ء میں' تمھارے حیدر آباد کی تاریخی ''مکہ مسجد'' کے اندر ایک تاریخی جلسہ ہوا تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اُس جلسہ میں تقریباً اسّی ہزار لوگوں کا مجمع تھا۔ مقامی اور بیرونی علما نے تقریریں کیں۔ مجھے بھی آدھے گھنٹے کا وقت دیا گیا تھا۔ میں نے بھی آیت قرآنی '' قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ '' کو اپنا عنوان سخن بنا کر تقریر کی۔ بحمدہ تعالیٰ علما و عوام دونوں نے بہت پسند کیا۔ جلسہ کے بعد قیام گاہ پر جب میں حضرت کے پاؤں دبا رہا تھا' فرمانے لگے'' ماشاء اللہ! آپ نے بہت اچھی تقریر کی''۔ ہاں! اگر لفظ' مِثْلُکُمْ '' کی مناسبت سے حضرت محمود غزنوی علیہ الرحمہ اور چار چوروں والا واقعہ بھی بیان کر دیتے تو آپ کے بیان میں اور زور پیدا ہو جاتا'' میں نے عرض کی حضور! وہ کونسا واقعہ ؟ تو آپ نے وہ پورا واقعہ مجھے سنایا۔ اِس طرح ایک بڑے مجمع سے خطاب کرنے پر رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

(۲۷) **عرض:** تو پھر وہ واقعہ مجھے بھی سنا دیجیے!

(۲۷) **ارشاد:** مجھے معلوم تھا تم ضرور یہ بولو گے کہ'' وہ واقعہ مجھے بھی سنا دیجیے!'' وہ واقعہ میں نے اپنی کتاب'' تابش انوار مفتی اعظم'' میں تحریر کر دیا ہے۔ وہیں پڑھ لیجیے!

(۲۸) **عرض:** اندرون ملک میں تو تقریباً سال بھر مختلف صوبوں اور علاقوں کا تبلیغی سفر فرماتے ہوئے لوگوں میں علم و فضل و اصلاح کے گوہر تقسیم فرماتے ہی رہتے ہیں۔ ملکی دوروں کے بارے میں نہ سہی کم از کم یہ بتائیے کہ بیرونی ممالک میں'' زیارتی اور تبلیغی اسفار'' اب تک کہاں کہاں فرما چکے ہیں؟

(۲۸) **ارشاد:** یہ سب خدا کا فضل ہے اور میرے پیر کا فیضان۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

(۲۹) **عرض:** حضور! گستاخی معاف! غالباً اسی کو'' تجاہل عارفانہ'' کہتے ہیں؟۔۔۔ اگر اس کا'' اظہار'' مناسب نہیں اور'' اخفا'' ہی بہتر ہے تو میں اس پر'' مدلازم'' نہیں بلکہ'' وقف لازم'' کردوں گا۔ دراصل وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک مقام پر پڑھا تھا کہ آپ نے مختلف ممالک کے'' زیارتی اور تبلیغی دورے'' فرمائے ہیں مثلاً عرب شریف (حجاز مقدس)' مصر' ایران' عراق' نیپال' سری لنکا' پاکستان' برطانیہ' دُبئی' ساؤتھ افریقہ' ملاوی' زامبیا' موزمبیک' ٹیپیٹو اور سوازی لینڈ وغیرہ۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۲۹) ارشاد: جب کوئی کسی کا تعاقب کرتا ہے تو ایسے موقع پر اردو میں ایک محاورہ بولا جاتا ہے کہ یہ تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گیا ہے۔مگر تمھارے بارے میں یہ کہنا پڑے گا کہ تم ہاتھ دھوکر، نہیں بلکہ وضو یا غسل کر کے پیچھے پڑ گئے ہو۔''سکتے'' پہ سکتے کیسے جا رہے ہو!''وقف'' یا ''قطع'' کا نام تک نہیں لیتے۔

ارے ہاں بھائی! جب احباب کا اصرار بڑھتا ہے اور اسباب بنتے ہیں تو ملک تو ملک، بیرون ملک بھی جانا پڑتا ہے۔اُن احباب اہل سنت کی دل جوئی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی کسی ادارے کا بھلا بھی ہو جاتا ہے۔آپ نے سنا ہوگا کہ دار العلوم انوار رضا (نوساری) میں ایک علم دوست، مخلص وہمدرد جناب فیصل بھائی صاحبملا وی، افریقہ (اللہ تعالیٰ انھیں دونوں جہاں میں آباد رکھے۔آمین) نے اپنی جانب سے زرکثیر (ا۔ی۔ک۔ک۔ر۔و۔ڑ۔ر۔و۔پ۔ے) خرچ کر کے ''**اشرف الفقہا ٹاور**'' فقیر کے نام سے ایک مثالی بلڈنگ تعمیر کر دی۔

اب آپ ہی بتائیے کہ ایک ادارے کا اتنا بڑا تعمیری کام بیرون ملک جانے ہی سے ہوا نا؟ جن ممالک کا آپ نے ذکر کیا ہے الحمد للہ! میں اُن تمام ممالک کا دورہ کر چکا ہوں۔دین وسنیت کی خدمت کے لیے میں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر یعنی ملک و بیرون ملک جاتا آتا رہا مگر ؂

بفیضِ مفتیِ اعظم ہوں اشرف رضوی | خدا کا شکر کہ بھٹکا نہ میں اِدھر سے اُدھر

(۳۰) عرض: حضور! بیرونی ممالک میں تو ''اُردو زبان'' نہیں بولی جاتی ہوگی بلکہ وہاں کے لوگ اپنے ملک کی زبان بولتے ہوں گے؟ پھر آپ کس زبان میں تقریر فرماتے؟

(۳۰) ارشاد: بیرونی ممالک میں عموماً ہندوستانی، پاکستانی اور بنگلہ دیشی مسلمان موجود ہیں۔وہاں ''پروگرام'' یہاں ہندوستان کی طرح سڑکوں، گلی کوچوں اور میدانوں میں نہیں ہوتا بلکہ مساجد یا آڈیٹوریم میں ہوتا ہے۔جہاں پروگرام کرنا طے ہوتا ہے، لوگوں میں قبل از وقت اُس کی تاریخ اور جلسہ گاہ کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔یہ اُردو داں طبقہ وہاں جمع ہو جاتا ہے۔کبھی کبھی وہاں کے باشندے بھی جلسے میں آجاتے ہیں تو میں اُن کی رعایت کرتے ہوئے تھوڑی بہت انگلش بول لیتا ہوں۔

(۳۱) عرض: حضور! آپ کے دعوتی دوروں کی کثرت کو دیکھ کر یہ کہنا مشکل ہے کہ آپ ''مسافر'' کب بنتے ہیں؟ اور ''مقیم'' کب؟ کبھی ملکی دورے تو کبھی غیر ملکی، اور ملکی دورے بھی مختلف علاقوں اور صوبوں کے ہوتے رہتے ہیں، صبح کہیں، شام کہیں، دن کہیں، رات کہیں، اور پھر اس کے علاوہ، مختلف مقامات کی آب وہوا اور علاحدہ علاحدہ غذا، اس پر طرفہ یہ کہ وقت، بے وقت کی نیند اور بیداری، الغرض معمولات زندگی بہر حال متاثر پھر عمر شریف چوراسی سال، اِن سب کے باوجود حیرت کی بات یہ کہ مکمل خطاب پُر مغز اور پُر جوش ہوتا ہے۔لیکن آپ کی آواز نہیں بیٹھتی؟

(۳۱) ارشاد: بہت پہلے کی بات ہے۔میرے گلے میں اکثر تکلیف رہا کرتی تھی۔کبھی کیلا کھا لیا یا ٹھنڈا پانی پی لیا یا کوئی بھی ٹھنڈی چیز استعمال کی تو گلے کے غدود بڑھ جاتے تھے۔گلے کے ڈاکٹروں کو بتایا، انھوں نے آپریشن کا مشورہ دیا مگر ڈاکٹر جین (ہارٹ اسپیشلسٹ)

نے مجھے آپریشن سے منع کر دیا، ابھی میں اسی کشمکش و پنج میں تھا کہ کیا کروں؟ ایسا لگتا ہے کہ ''وقت شفا'' آچکا تھا مگر اس کی شکل یوں بنی کہ ۱۹۷۹ء میں دارالعلوم امجدیہ ناگپور کی نئی بلڈنگ کے افتتاح کے لیے حضور مفتیِ اعظم اپنی علالت کے باوجود ناگپور تشریف لائے (ناگپور کا یہی آخری دورہ ہے) آپ کا قیام، جناب الحاج عبد الستار صاحب (مالک جنتا گلاس اسٹور) کے مکان پر تھا۔ نماز ظہر ادا کرنے کے لیے حضرت قبلہ اپنی مسند سے اٹھے، اس خادم نے آنگن تک پہنچانے کی خدمت انجام دی۔ آپ نے بڑے اطمینان سے وضو فرمایا۔ بعد وضو کھڑے ہو کر خلاف توقع، فقیر سے مصافحہ و معانقہ فرمایا پھر اپنے سیدھے ہاتھ کو میرے گلے کی دائیں اور بائیں جانب پھیرتے ہوئے کچھ پڑھ کر دم فرمایا۔ الحمد للہ! اس روز سے آج تک گلے میں کوئی تکلیف نہیں۔ ۱۹۷۹ء سے ۲۰۱۹ء تک تقریباً چالیس سال کا عرصہ ہوا میں جوانی سے بڑھاپے کو پہنچ گیا، میرے رب کریم نے مرشد گرامی کی دُعا اور ان کے دست مبارک کے مسح سے مجھے مکمل شفا عطا فرمادی۔ اب میں کیلا بھی کھاتا ہوں۔ ٹھنڈا پانی بھی پیتا ہوں۔ ملک و بیرون ملک، شہر و دیہات ہر جگہ آتا جاتا بھی رہتا ہوں مگر الحمد للہ آواز نہیں بیٹھتی۔ ھٰذا من فضل ربی، بحرمۃ سیدی و مرشدی۔ یہ سب میرے رب کا فضل ہے، میرے پیر کا صدقہ ہے۔

خیال رہے کہ میں نے کبھی اپنے گلے کی تکلیف کے بارے میں حضرت والا کو بتایا بھی نہیں تھا پھر بھی آپ کو پتہ چل گیا، میں تو صاف کہتا ہوں کہ یہ حضرت کا ''کشف صادق'' تھا، ''پیر کامل'' ایسے ہی ہوتے ہیں جو خاموشی سے ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرتے ہی رہتے ہیں۔ کبھی اس کا اظہار ہوتا ہے (جیسا کہ میرے ساتھ ہوا) اور کبھی نہیں ہوتا۔ ویسے بھی مریدین و معتقدین بہر حال اپنے ''پیر کامل'' کی غائبانہ دعاؤں میں ضرور شامل رہتے ہیں۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ''سچا مرید'' جو اپنے ''پیر کی مراد'' بننے کی کوشش کرتے رہتا ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی محروم نہیں رہتا۔ ''پیر کی مراد'' بننے کا اصل نسخہ یہ ہے کہ ''مرید'' اپنے ''پیر کامل'' (جس کے پاس شریعت مصطفیٰ کی سند ہو یعنی شرعی پیر ہو) کے نقش قدم پر چلتا رہے۔ اس کی رہنمائی و ہدایات پر عمل کرتا رہے۔ دین و سنیت، مساجد و مدارس اور علما و صلحا نیز حاجت مندوں کی بے لوث اور حسب استطاعت خدمت کرتا رہے تاکہ اس کے پیر کی دلی دعائیں اسے نصیب ہوں۔ تمہارا سوال بھی بڑا لمبا چوڑا تھا اور میرا جواب بھی کچھ طویل ہو گیا ہے۔ اب بات ختم کریں؟

(۳۲) **عرض:** جی حضور! ایک منٹ! تقریر و خطابت سے متعلق ایک آخری سوال باقی رہ گیا ہے اس کا بھی جواب عنایت فرمادیں: کیا آپ کی تقریر کا ہدیہ متعین ہے؟

(۳۲) **ارشاد:** میرا کوئی ہدیہ وَدْیہ متعین نہیں بھائی! میں پیشہ ور مقرر نہیں ہوں۔ میں نے آج تک کبھی ''نذرانہ'' یا ''ہدیہ'' طے نہیں کیا ہے۔ آپ ''تعین'' کی بات کر رہے ہیں؟ ارے جناب! بعض مقامات پر ایسا بھی ہوا ہے کہ لوگوں نے دعوت دی، شاندار ڈیکوریشن تھا، شاندار مجمع تھا اور شاندار جلسہ بھی ہوا۔ جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو ان دعوت دینے والے شاندار بندوں نے ''ہدیہ'' نہیں دیا کوئی بات نہیں۔ ٹکٹ یا ٹکٹ کے اخراجات تک نہیں دیے۔ مجھے ٹرین میں لا کر بٹھا دیا گیا۔ میں اسی انتظار میں تھا کہ ٹکٹ اب دیں گے، اب دیں گے یہاں تک کہ

ٹرین اسٹیشن سے روانہ ہوگئی۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی تھی کہ اُس دن ہمارے ڈبّے (بوگی) میں کوئی ٹی ٹی نہیں آیا۔ سوچو! اگر وہ آجاتا اور ہم سے ٹکٹ طلب کرتا تو ہمارا کیا حال ہوتا؟

ایک اور مقام پر ایسا بھی ہوا کہ ایک صاحب نے فون پر مجھے تقریر کی دعوت دی اور کہا کہ حضرت! وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بہتر ہے کہ آپ ہمارے جلسے میں ہوائی جہاز سے تشریف لائیں! یہاں آنے کے بعد ٹکٹ کے اخراجات ادا کردوں گا' جب میں وہاں (ہوائی جہاز سے) پہنچا' الحمدللہ! شاندار جلسہ ہوا' تاہم داعی پر اتنا خوف خدا طاری ہوا کہ وہ روپوش ہوگئے۔ نہ انھوں نے آج تک وہ رقم ادا کی اور نہ ہی میں نے اُن سے طلب کی۔ میں یہ کوئی شکایتیں نہیں کررہا ہوں۔ یہاں تو بس ایک ہی مقصد ہوتا ہے کسی طرح اس خادم سے بھی ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی ترویج واشاعت کا کچھ کام ہو جائے اور یہ خدمت قبول ہو جائے۔ بس ہے۔

تنبیہ:۔ اِس کے بعد اب آپ یہ سوال نہ فرمائیے گا کہ وہ کونسے مقامات تھے اور داعی صاحبان کون تھے؟

(۳۳) **عرض:** کس ذات گرامی سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے؟ نیز کہاں کہاں سے خلافتیں اور اجازتیں عطا ہوئی ہیں؟

(۳۳) **ارشاد:** تاجدار اہل سنت'شہزادۂ اعلیٰ حضرت' آقائے نعمت حضور مفتیِ اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ سے اِس فقیر اشرؔف نے (مؤرخہ ۲۴/صفر المظفر ۱۳۷۵ھ م ۱۲/اکتوبر ۱۹۵۵ء بمقام بریلی شریف) بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا۔ پھر اُسی روز حضور والا نے بعد نماز عشا' استاذ گرامی حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ اور مجھ فقیر کو ایک ساتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی تعویذات واعمال اور نقوش کی تحریری اجازت' عنایت فرمائی۔

رہی بات خلافت واجازت کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فخر وتعلّی اور خود ستائی وریاکاری سے بچائے۔ آمین۔ چونکہ تم نے ''حقیقت بیانی'' کے لیے سوال کیا ہے' اِس لیے ''تحدیث نعمت'' کے طور پر بیان کردیتا ہوں۔ ۱۹۶۲ء میں میرے مرشد گرامی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے ناگپور میں اور ۲۰۰۱ء میں شیخ طریقت حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ نے مدینہ منورہ میں اور ۱۹۹۴ء میں میرے استاذ گرامی شارح بخاری علیہ الرحمہ نے مجھے خلافت واجازت سے نوازا ہے۔

اِسی طرح شیخ الشیوخ حضرت پیر سید شاہ علاء الدین طاہر گیلانی بغدادی اور فضیلۃ الشیخ حضرت سید شاہ محمد یوسف گیلانی بغدادی (علیہما الرحمۃ والرضوان) نے بھی خلافت واجازت سے نوازا ہے۔ ان کے علاوہ بھی برکاتی خلافت واجازات حاصل ہوئی ہیں۔ فالحمدللہ علٰی ذٰلک کله۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سادات ومشائخ کرام کے فیوض وبرکات سے مجھے' میرے اہل خانہ اور جملہ تلامذہ وخلفا ومریدین وجمیع سنی مسلمین کو سرفراز فرمائے۔ آمین

(۳۴) **عرض:** ابھی ابھی آپ نے فرمایا کہ حضرت قبلہ پیر طاہر گیلانی اور حضرت قبلہ پیر یوسف گیلانی علیہما الرحمہ دونوں قادری بزرگوں نے بھی خلافت واجازت سے نوازا تھا۔ کیا دونوں نے ایک ہی مقام پر' ایک ہی تاریخ میں مذکورہ نعمتوں سے نوازا تھا؟

(۳۴) ارشاد: نہیں تو! حضرت قبلہ طاہر گیلانی قدس سرہٗ نے کراچی (پاکستان) میں اور حضرت قبلہ یوسف گیلانی علیہ الرحمہ نے بغداد شریف (عراق) میں۔

(۳۵) عرض: یہ کس سنہ کی بات تھی؟ قدرے وضاحت فرمادیں۔

(۳۵) ارشاد: ۱۹۸۳ء کی بات ہے۔ یہ گدائے قادری تقریباً ڈھائی مہینے تک پاکستان کے اولیائے کرام کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کرتا رہا۔ اُسی موقع پر ایک دن مجھے بتایا گیا کہ ''شہزادۂ حضور غوث اعظم حضرت سید شاہ پیر علاء الدین طاہر گیلانی صاحب کراچی میں تشریف فرما ہیں'' چنانچہ جمعہ کے دن، بعد نماز عصر، ساحل سمندر پر واقع ''کلفٹن بنگلے'' میں حضرت والا سے میں اور میرے احباب کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ سلام ومصافحہ کے بعد، ہماری ضیافت کی گئی۔ پھر آپ نے مجھے اپنے قریب بلا کر بٹھالیا۔ ویسے آپ کی زبان تو عربی ہے تاہم اردو بھی کچھ بول لیتے ہیں۔ چنانچہ مجھ سے فرمایا: ''تم لوگ کہاں سے آیا ہے''؟ میں نے عرض کی ''یہ حضرات یہیں کراچی کے رہنے والے ہیں اور میں ہندوستان سے آیا ہوں۔ لفظ ہندوستان سنتے ہی فرمایا: ''ہندوستان میں ایک شہر ''بریلی'' ہے۔ تو بریلی کو جانتا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: ''تو جہاں رہتا ہے وہاں سے بریلی کتنا دور ہے؟ عرض کی: تقریباً آٹھ سو کلو میٹر۔ فرمایا: وہاں شیخ احمد رضا کا لڑکا شیخ مصطفیٰ رضا رہتا ہے، تو اُس کو جانتا ہے؟ عرض کی: جی! ''وہ میرے شیخ طریقت ہیں اور میں اُن کا مرید''۔ فرمایا: تو مصطفیٰ رضا کا مرید ہے؟ ''ماشاء اللہ! وہ بڑی شان کا عالم اور شیخ ہے۔ ہمارا دادا شیخ عبد القادر (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مصطفیٰ رضا اور اُس کا والد شیخ احمد رضا کو بہت بہت دیا، جتنا ہم کو نہیں دیا، اُن کو دیا۔ ہندی مسلمان اُس کا قدر نہیں جانتا ہے۔ مصطفیٰ رضا اور اُس کا والد شیخ احمد رضا بہت بڑا آدمی ہے۔'' آپ کی گفتگو مکمل ہونے کے بعد میں نے عرض کی: حضور! اِس غلام کو تبرّکاً سلسلۂ عالیہ قادریہ کی خلافت واجازت سے نوازیے! فرمایا: ''تمہارا شیخ نے تم کو اجازت نہیں دی ہے''؟ عرض کی: الحمد للہ! مجھے میرے شیخ نے اجازت دی ہے۔ فرمایا: ''بس کافی ہے، میں تم کو سلسلۂ شاذلیہ کی اجازت دیتا ہے۔'' یہ کہہ کر اپنا دست کرم میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا بلاشبہ میں نے آپ کے مبارک ہاتھوں کی ٹھنڈک کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا۔ اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر ''سلسلۂ عالیہ شاذلیہ'' کی خلافت واجازت سے نوازا۔

اس کے بعد پھر ایک عرصہ گزرا۔ جب دوسری مرتبہ ۱۹۹۹ء میں بغداد شریف حاضر ہوا تو اُس وقت ۹۵ رسالہ عمر رسیدہ بزرگ نقیب الاشراف حضرت سیدنا شیخ سید یوسف گیلانی صاحب قبلہ (سجادہ نشین بارگاہِ حضور غوث اعظم) سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت میرے ساتھ تمہارے بڑے بھائی عزیزم حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب برکاتی نیز چند احباب اور بھی تھے۔ سلام ومصافحہ کے بعد آپ علیہ الرحمہ نے بھی بڑی محبت وشفقت سے ہمیں اپنے پاس بٹھایا۔ چائے پانی سے ہماری ضیافت فرمائی۔ فقیر نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے دعاؤں کی درخواست کی۔ آپ نے دیر تک ہمارے لیے دعائیں فرمائیں۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ ''تم کس سلسلے کا مُرید ہے؟'' میں نے عرض کی: سلسلۂ عالیہ قادریہ کے بزرگ حضرت شیخ مصطفیٰ رضا خان ابن شیخ احمد رضا خان علیہما الرحمۃ والرضوان سے مجھے بیعت وارادت حاصل ہے۔ یہ سنتے ہی

حضرت نقیب الاشراف کی نشست تبدیل ہوگئی اور فرمایا: "شیخ مصطفےٰ رضا اور اس کا والد شیخ احمد رضا دونوں بہت بڑا عالم اور شیخ تھا۔ حضرت شیخ عبد القادر ہمارا دادا سے دونوں کو بہت فیض ملا۔ اتنا ملا کہ ہم کو بھی اُتنا نہیں ملا"۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے اپنا شجرہ منگوایا اُس پر میرا نام تحریر فرماتے ہوئے "سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت وخلافت" سے سرفراز فرمایا پھر فرمایا کہ "یہ عظیم امانت ہے اس کی حفاظت کرنا" اس کے بعد میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر دعائیں فرمائیں۔ بعدہٗ ایک ہرے رنگ کی چادر (جس کے کنارے پر سُرخ رنگ کا حاشیہ تھا) مجھے عطا فرمائی، ساتھ ہی اُس چادر کی اہمیت کو یوں اُجاگر فرمایا کہ "یہ حضرت شیخنا عبد القادر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تُربت کا غلاف (چادر) ہے۔" پھر دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا اس طرح دونوں خلافتوں کے درمیان تقریباً ۱۶؍سال کا وقفہ ہے۔

ع یہ سب تمہارا کرم ہے مُرشد کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

(۳۶) **عرض:** آپ نے کسی موقع سے فرمایا تھا "میری یہ انگلی کار کے دروازے میں دب گئی تھی۔۔۔۔۔" وہ واقعہ ایک مرتبہ اور سنا دیجیے!

(۳۶) **ارشاد:** ۱۹۶۸ء کی بات ہے: صوبہ مدھیہ پردیش کے شہر "درگ" میں حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی صدارت میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد تھی۔ یہ خادم بھی ہمراہ تھا۔ بعد عشا ایک دعوتِ طعام سے فارغ ہو کر ہم سب جناب منشی رضا علی صاحب کی کار میں واپس ہوئے۔ گاڑی قیام گاہ کے سامنے رُکی۔ حضرت والا اُتر کر اندر تشریف لے گئے۔ میں اور حضرت مولانا قمر الزماں صاحب کار کے پاس کھڑے گفتگو کر رہے تھے میرا ہاتھ کھلے ہوئے دروازے کے کنارے پر تھا۔ اُدھر سے ڈرائیور آیا، بے خیالی میں اُس نے زور سے دروازہ بند کر دیا۔ میری انگلی دروازے میں بُری طرح دب گئی۔ میرے منھ سے چیخ نکل گئی۔ مجھے چکر آگیا۔ اگر مولانا مجھے سہارا نہ دیتے تو میں زمین پر گر جاتا۔ ڈرائیور نے دروازہ تو کھول دیا مگر درد کی وجہ سے میں وہیں بیٹھ گیا۔ اُسی وقت ایک شخص نے آکر کہا "مولانا مجیب اشرف صاحب کو حضرت فوراً بلا رہے ہیں۔" مولانا موصوف مجھے لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی حضور! ان کی انگلی کار کے دروازے میں دب گئی ہے یہ سُن کر آپ نے فرمایا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ"۔ فرمایا: اپنا ہاتھ بڑھایئے! پھر حضرت اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے میری زخمی انگلی کو پکڑ کر آیت کریمہ "اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ" پڑھ پڑھ کر دم کرنے لگے۔ باذنہٖ تعالیٰ چند ہی منٹوں میں نہ صرف درد و سوزش ختم بلکہ خون بہنا بھی بند ہوگیا۔ رات کو آرام سے سویا۔ صبح دیکھا تو زخم بھی مندمل ہوگیا تھا۔ جب کہ تقریباً آدھی انگلی بھی کٹ گئی تھی۔ تاہم کلام الٰہی اور زبان مرشدی کی تاثیر سے انگلی بالکل درست ہوگئی۔ البتہ نشان ابھی تک باقی ہے۔ اس نشان کو میں "نشانِ کرامتِ مرشد" سے تعبیر کرتا ہوں۔

(۳۷) **عرض:** اسی طرح اگر آپ کی زندگی کا کوئی "خطرناک واقعہ" ہو تو وہ بھی سنا دیجیے۔

(۳۷) **ارشاد:** تم بڑے چُن چُن کر سوال کر رہے ہو۔ ابھی ابھی "دردناک واقعہ" سن لیا۔ پھر "خطرناک واقعے" کا سوال کر رہے ہو، کہیں اس کے بعد "افسوس ناک واقعہ" تو نہیں پوچھو گے نا؟

(۳۸) **عرض:** حضور! میں تو پہلے ہی سے آپ کے "کشف صادق" کا معترف ہوں۔ یہ دونوں واقعات بھی سنا دیں۔ بڑی نوازش ہوگی۔

(۳۸) **ارشاد:** ۱۹۵۷ء کی بات ہے میرا دورِ طالب علمی تھا۔ بریلی شریف کے ایک ہندی اخبار ’امرت بازار پتریکا‘ کے ایڈیٹر نے ”توہین رسالت“ پر مشتمل ایک مضمون شائع کیا جس سے مسلمانوں کے اندر غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ”انجمن حزب الرضا“ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی (جس کا مجھے جنرل سکریٹری بنایا گیا تھا) کے زیر اہتمام‘ شہر میں کئی احتجاجی جلسے ہو رہے تھے۔ دو دن تک شہر کے حساس علاقوں میں سخت کرفیو بھی لگایا گیا تھا۔ مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان بھی ہوا تھا۔ جمعہ کے دن محلہ ’ذخیرہ‘ کی جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ احتجاجی جلسے سے استاذ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ مخاطب تھے‘ کسی نے آکر بتایا کہ ’شہر میں فساد ہو رہا ہے‘ مسلمانوں کی دُکانوں کو لُوٹا اور جلایا جا رہا ہے“۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ”نعرۂ تکبیر“ بلند کرتا ہوا مسجد سے باہر نکلا۔ اتنی دیر میں پولیس فورس آگئی۔ مسلمانوں کو بڑی بے دردی سے مارنا شروع کیا۔ کئی مسلمان زخمی ہو گئے۔ مجمع منتشر ہو گیا۔ سب لوگ دوڑنے لگے۔ **بلوائیوں نے مجھے پکڑ لیا‘ پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا ”اعلیٰ حضرت ’محلہ سوداگران‘“۔ انھوں نے میرا چشمہ‘ گھڑی اور بیس روپے چھین کر یہ کہتے ہوئے مجھے چھوڑ دیا کہ جاؤ جاؤ! بڑے مولانا صاحب کے پاس جا رہے ہو‘ اس لیے چھوڑ رہے ہیں ورنہ تمھیں جان سے مار ڈالتے“۔** میں وہاں سے بھاگتے ہوئے سیدھے سرکار مفتی اعظم کے مکان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی بیٹھک میں ایک ضخیم کتاب کے مطالعے میں مصروف ہیں۔ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ کا جلوہ نظر آرہا ہے ’جیسے ہی حضرت نے مجھے دیکھا‘ فرمایا: ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘ آپ اِس آفت میں کیسے آئے؟ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے“۔ (یہ دُعا بظاہر اُس وقت ہوئی تھی مگر اس کی برکتیں آج تک شامل حال ہیں۔ خدا کرے ہمیشہ قائم رہیں۔) اُس دن‘ عشا تک حضرت ہی کے پاس رہا۔ پھر آپ نے مجھے بعد عشا کھانا کھلایا اور پہنچانے کے لیے روڈ تک تشریف لائے۔ اُدھر سے دو پولیس والے رائفل لیے ہوئے ہماری طرف تیزی سے آگئے۔ جب انھوں نے حضرت کو دیکھا تو سہم گئے۔ آپ نے اُن سے فرمایا ”اِس بچے کو حفاظت کے ساتھ ملوک پور کی مسجد میں پہنچا دو“۔ پھر آپ نے ”فی امان اللہ“ کہہ کر رخصت کر دیا۔ یہ دونوں پولیس والے گویا میرے باڈی گارڈ بن کر مجھے رات کے تقریباً ۹ ر بجے مسجد میں پہنچا کر واپس ہوئے۔

راستے میں مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت نے مجھے اپنے پاس کیوں نہیں روک لیا؟ دوسرے دن معلوم ہوا کہ رات کے ڈھائی تین بجے‘ شرارت پسندوں کا ایک گروپ‘ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مزار شریف اور حضرت کے مکان والی گلی میں گُھسا اور گھستے ہی چیخیں مارتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا۔ انھوں نے وہاں کیا دیکھا؟ کیوں چیخے؟ اور کیوں بھاگے؟ یہ اللہ محافظ حقیقی ہی جانتا ہے۔ فَاللّٰہُ خَیۡرٌ حٰفِظًا وَّ ھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۔

(۳۹) **عرض:** یہ ملوک پور کی مسجد میں آپ کو کیوں پہنچایا گیا تھا؟

(۳۹) **ارشاد:** چوں کہ محلہ ملوک پور کی مسجد میں یہ فقیر ”امامت“ کرتا تھا۔ اس لیے وہاں تک بخیر وعافیت پہنچایا گیا۔

(۴۰) **عرض:** حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت ومعیت میں آپ کا کتنا زمانہ گزرا ہوگا؟

(۴۰) **ارشاد:** کم وبیش تیس سال (تین یاساڑھے تین سال تک آپ کی کامل صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور باقی سال سفروحضَر میں) گزرے جن میں تبلیغی و اشاعتی اسفار بھی شامل ہیں۔سیدی مرشدی سرکار مفتیِ اعظم کو وصال فرما کر اڑتیس سال مکمل ہو چکے ہیں تاہم آج بھی الحمدللہ! اپنا ''تصورِشیخ'' اتنا بیدار ہے کہ ''مُراقبہ'' کرنے کی دیر ہوتی ہے پھر وہی تصورِنورؔی' کاشانہ نورؔی' مسندنورؔی' مرشدنورؔی' لباس نورؔی' عمامہ نورؔی' چہرہ نورؔی' دل نورؔی' ایسالگتا ہے کہ نورؔی میاں کے مریدنورؔی ذکرحق و ذکرنورؔی میں مشغول ہیں۔

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

نور کی تیرے ہے اک جھلک خوب رُو — دیکھے نورؔی تو کیوں کر نہ یاد آئے تو
ان کا سرور ہے مظہر ترا ہو بہو — من رانی رای الحق ہے حق مو بمو

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

خوابِ نورؔی میں آئیں جو نورِ خدا — '' بقعۂ نور'' ہو اپنا'' ظلمت کدا''
جگمگا اٹھے دل' چہرہ ہو پُر ضیا — نوریوں کی طرح شغل ہو ذکرِ'' ھُوْ''

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

لٰہذا ''ظاہری خدمت ومعیت'' کم وبیش تیس سال رہی اور ''باطنی معیت ورفاقت'' ان شاءاللہ تعالیٰ دخول جنت تک رہے گی۔

(۴۱) **عرض:** کیا کبھی آپ کے پیر روشن ضمیر اپنے وصال کے بعد آپ کے خواب میں تشریف لائے تھے؟

(۴۱) **ارشاد:** جی ہاں! ابھی ماضی قریب کی بات ہے' میں ''حج'' کے لیے گیا ہوا تھا۔ایک دن مدینہ منورہ میں یہ خواب دیکھا کہ ''سرکار مفتیِ اعظم تشریف لائے ہیں اور ساتھ میں حضرت مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ بھی ہیں۔مفتی صاحب کے ہاتھ میں ایک تھیلہ تھا جس میں کچھ کاغذات تھے میں نے اُن سے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: سند ہے' تم کو دینے کے لیے لائے ہیں۔'' اس خواب کے بعد میرے دل و دماغ اور روح سب خوشیوں میں جھومنے لگے۔اب مجھے اطمینان حاصل ہو گیا کہ الحمدللہ! میری ''ناقص خدمات دینیہ'' قبول ہو چکی ہیں۔جبھی تو مجھے میرے مرشد کے ہاتھوں سے مدینہ منورہ میں ''سند قبولیت'' دی جارہی ہے۔اب اِس روحانی بشارت کے بعد کوئی خواہش باقی نہ رہی۔

جامِ جمشید کی خواہش' نہ زرو مال کی فکر
یوں ہی سرکار میں اشرؔف رہے آتا جاتا

(۴۲) **عرض:** ابھی ''افسوس ناک واقعہ'' باقی ہے حضور! ضمناً دوسری باتیں نکل گئیں۔لہٰذا۔۔۔۔!

(۴۲) **ارشاد:** سن کر کیا کرو گے؟

(۴۳) **عرض:** جی! ان شاءاللہ تعالیٰ اس واقعے سے بھی نصیحت وہدایت حاصل کروں گا۔

(۴۳) **ارشاد:** ویسے اپنی زندگی میں کئی ایک افسوس ناک واقعات پیش آئے ہیں۔لیکن جب کبھی زندگی میں کوئی افسوس ناک واقعہ پیش آیا ہے تو بے ساختہ زبان پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ بھی آیا ہے۔ایسے موقع پر"مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ" کا کتبہ نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے فرمان عالی شان "اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى" کا نور ذہن وفکر کے نہاں خانہ میں پھیلنے لگتا ہے یہاں تک کہ دل کو سکون مل جاتا ہے۔

۱۔میرے مرشد گرامی، شیخ طریقت، تاجدار اہل سنت حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان المعروف مفتی اعظم ہند (بریلی شریف) (متوفی:۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ م ۱۲؍نومبر ۱۹۸۱ء)

۲۔میرے استاذ گرامی، فقیہ العصر، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی (گھوسی) (متوفی:۶؍صفر ۱۴۲۱ھ م ۱۱؍مئی ۲۰۰۰ء) (علیہما الرحمۃ والرضوان)

۳۔میرے والد گرامی حضرت الحاج محمد حسن صاحب اشرفی مرحوم (گھوسی، ضلع اعظم گڑھ، یوپی) (متوفی:۱۳؍ربیع الاول ۱۴۰۵ھ م ۵؍دسمبر ۱۹۸۴ء)

اِنھیں تین مقتدر ومعتبر اور مقدس ہستیوں نے مجھے دینی تعلیم اور اسلامی تربیت دے کر میری زندگی کو تابناک فرمایا تھا۔اِن میں سے ہر ایک کا وصال پُر ملال، میری زندگی کا نہایت عظیم ترین"افسوس ناک واقعہ" ہے۔

(۴۴) **عرض:** دار العلوم امجدیہ کیوں اور کب قائم کیا گیا؟

(۴۴) **ارشاد:** میں، جامعہ عربیہ ناگپور ہی میں ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۵ء تک منصب"نائب شیخ الحدیث" پر فائز رہتے ہوئے اس کے فرائض انجام دیتا رہا، اُسی زمانے میں اچانک حالات نے کروٹ لی۔ایسا لگتا ہے کہ اللہ رب العالمین کو یہ منظور تھا کہ وسط ہند کے اس وسیع وعریض اور مشہور ومعروف شہر ناگپور اور اس کے مضافات میں اہل سنت کے ایمان وعقائد کے تحفظ اور نونہالان قوم وملت کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے اِس جامعہ عربیہ کے علاوہ بھی ایک اور دینی اقامتی ادارہ قائم ہو۔چنانچہ جب اس کی ضرورت محسوس کی گئی تو مسبب الاسباب نے دار العلوم امجدیہ کے قیام کے اسباب پیدا فرما دیے۔یعنی فرمانِ الٰہی اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے: تو ہو جا! تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔) کے مطابق، جب مشیت الٰہی کا اشارہ ہوا تو اِس گدائے قادری محمد مجیب اشرف رضوی نے یکم ذوقعدہ ۱۳۸۵ھ م ۲۳؍فروری ۱۹۶۶ء چہار شنبہ کو"دار العلوم امجدیہ" قائم کیا۔اور اس کے روزِ اول ہی سے درس وتدریس میں مشغول رہا۔ابتدائی تین مہینوں تک"بڑی مسجد" (محلہ شطرنجی پورہ) میں تعلیم وتربیت ہوتی رہی۔پھر تقریباً ایک سال تک "مسجد کھدان" (نعل صاحب محلہ) میں تدریسی وتنظیمی خدمات انجام دیتا رہا۔اس کے بعد اس دار العلوم کو کرایہ کے مکان (محلہ گانجہ کھیت) میں منتقل کر دیا گیا۔اسی مکان کے قریب جناب الحاج شیخ عبد السبحان صاحب مرحوم (فروٹ مرچنٹ) کا ایک اوپن پلاٹ تھا جس کو ان

کے صاحبزادوں نے ''دارالعلوم ہٰذا'' کی تعمیر کے لیے اللہ ورسول کے نام پر وقف کر دیا۔(اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے اہل خاندان کو جزائے خیر دے۔) چنانچہ اسی مذکورہ وقف شدہ زمین پر سیدی مرشدی حضور مفتی اعظم اور حضور برہان ملت علیہما الرحمہ کے مبارک ہاتھوں سے دارالعلوم امجدیہ کا سنگ بنیاد ۱۹۷۱ء میں رکھا گیا۔(خیال رہے کہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور دراصل ۱۹۶۶ء میں قائم کیا گیا تھا پھر تقریباً پانچ سال کے بعد ۱۹۷۱ء میں مذکورہ وقف شدہ زمین پر تعمیری کام کا آغاز کیا گیا۔)

(۴۵) **عرض:** حضور! اِس احقر نے بہت پہلے اپنی مادرِ علمی ''دارالعلوم امجدیہ ناگپور'' کے لیے (قیام کے اعتبار سے) دو تاریخی نام استخراج کیے تھے:

(۱) باغ عنبریں (۲) گلستان زرخیز

(۴۵) **ارشاد:** آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ نہ اس کی تحسین فرمائی اور نہ ہی اس کی تردید۔

(۴۶) **عرض:** ''تقریب سنگ بنیاد'' کے متعلق بھی کچھ سنایئے!

(۴۶) **ارشاد:** اُس تقریب میں مقامی علمائے کرام، ائمۂ مساجد اور معززین شہر بڑی تعداد میں شریک ہوئے تھے تاہم ان دونوں بزرگوں کی شرکت سے جلسہ گاہ کو نور اور اہل جلسہ کے دلوں کو سرور حاصل ہو رہا تھا۔ سچ پوچھو تو اُس وقت کے سارے مناظر قابل دید تھے۔ جلسے کے اختتام پر سرکار مفتیِ اعظم کی رقت انگیز دعاؤں میں سے ایک ''خصوصی دعا'' یہ تھی: **''الٰہی! اس دارالعلوم امجدیہ کو مسلک حق، مسلک اہل سنت کا مضبوط قلعہ بنا دے''۔**

الحمدللہ! اس مقبول دعا کا نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔ آج الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور کے فارغین، ملک و بیرون ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں دین وسنیت کی مخلصانہ خاموش خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ سرکار اعلیٰ حضرت و جملہ اولیائے کرام کے تصدق اور حضرت مفتیِ اعظم کی دعاؤں سے اُن تمام عَلَم برداران علم وحکمت اور ناشرانِ مسلک اعلیٰ حضرت کو ہر مقام پر فتح ونصرت، عزت وعظمت اور ایمان پر استقامت نیز جملہ مدارس اہل سنت کو دوام واستحکام خصوصاً دارالعلوم امجدیہ ناگپور کے فیضان علمی کو عام اور تام فرمائے۔ آمین

(۴۷) **عرض:** دارالعلوم امجدیہ ناگپور کی تعمیر کے لیے ''سرمایہ فراہمی'' کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

(۴۷) **ارشاد:** تقریب ''سنگ بنیاد'' ہی میں سب سے پہلے حضور مفتیِ اعظم نے اپنے جیب خاص سے (آج سے چھپن سال پہلے کے) پچیس روپے (غالباً ۲۵ رصفر ''عرس رضوی'' کا صدقہ عطا فرمایا ہوگا۔) ''تعمیر امجدیہ'' کے لیے دیتے ہوئے فرمایا ''یہ میری طرف سے دارالعلوم کی تعمیر کے لیے ہے''۔ آپ کے بعد حضور برہان ملت نے بھی پندرہ روپے عنایت فرمائے۔ اُس کے بعد حاضرین کی طرف سے امدادی رقم آنی شروع ہوگئی۔ اسی دوران شہر کے ایک مشہور مجذوب صفت بزرگ حضرت منصور بابا علیہ الرحمہ اچانک مجمع کو چیرتے ہوئے تشریف لائے اور دو روپے کا نوٹ حضور مفتیِ اعظم کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے اشارے سے کہا کہ ''یہ میری طرف سے ہے''۔ حضرت والا نے منصور بابا کی اِس پیاری ادا کو دیکھ کر مسکرایا اور حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب سے فرمایا: ''لیجیے! اِن کا بھی چندہ آگیا''۔ اِس

طرح دو سالک اور ایک مجذوب بزرگ کے بیالیس روپے "تعمیری اخراجات" کے لیے مہیا ہوئے۔ بعدہٗ اِن کی برکتیں بھی دیکھنے میں آئیں۔

(۴۸) **عرض:** ابھی ابھی آپ نے فرمایا کہ حضرت والا نے منصور بابا کی اس پیاری ادا کو دیکھ کر مسکرایا اور حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب سے فرمایا: "لیجیے! اِن کا بھی چندہ آگیا" تو کیا اُس وقت حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ بھی وہاں موجود تھے؟

(۴۸) **ارشاد:** جی ہاں! وہ بھی موجود تھے۔ بلکہ سنگ بنیاد کی رسم ادا کرنے کے بعد جب اِس فقیر نے مختصراً دارالعلوم امجدیہ کے قیام کی ضرورت اور اس کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا تو میرے بعد انھوں نے بھی تفصیل کے ساتھ علم دین کی فضیلت و اہمیت پر بھرپور روشنی ڈالتے ہوئے دارالعلوم امجدیہ کے منصوبوں کو بیان فرمایا تھا۔ سچ پوچھو تو قیام امجدیہ کے تین سال بعد سے آپ نے میرا ہر طرح ساتھ دیا۔ امجدیہ کی تعمیر و ترقی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، میں تحدیث نعمت کے طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ! ہم دونوں کی محنت نے "امجدیہ" کو بامِ عروج تک پہنچایا۔

(۴۹) **عرض:** ہم نے سنا ہے کہ قیام امجدیہ کے بعد آپ کو بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا تھا؟

(۴۹) **ارشاد:** بہتر ہے اس درد بھری داستان کو نہ چھیڑو!

(۵۰) **عرض:** حضور! جرأت کی معافی۔ یہ سوال میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ اپنی مادر علمی دارالعلوم امجدیہ کے ابتدائی اور تاریخی احوال و حقائق کو جان سکوں۔ اگر مناسب ہو تو بیان فرمائیں، ورنہ کوئی بات نہیں۔

(۵۰) **ارشاد:** اچھا! تم کہتے ہو تو چلو اُس داستان پارینہ کی تفصیل کی بجائے اس کا خلاصہ سنا دیتا ہوں۔ میں جامعہ عربیہ اسلامیہ کے "نائب شیخ الحدیث" کے عہدے پر فائز رہتے ہوئے ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۵ء تک اس کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اسی مدت میں کچھ حالات اس طرح بنتے چلے گئے اور وسط ہند کے اس مشہور و معروف اور وسیع و عریض شہر ناگپور میں تحفظ عقائد اہل سنت اور فرزندان قوم و ملت کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے مزید ایک دینی اور اقامتی درس گاہ کی ضرورت محسوس کی گئی، اسی کے پیش نظر جب اِس خادم علم نے دارالعلوم امجدیہ قائم کیا تو مخالفین نے دل کھول کر اس کی مخالفت کی۔ میں نے اس مخالفت کی کوئی پروا نہیں کی۔ کیوں کہ ؎

کچھ سمجھ کر ہی ہوا تھا موجِ دریا کا حریف　　ورنہ میں بھی جانتا تھا عافیت ساحل میں ہے

میں اُڑتی خبروں پر توجہ دینے کی بجائے طلبہ کی تعلیم و تربیت اور انتظامی امور میں مصروف رہا، اگرچہ کہ حاسدین نے امجدیہ کے وجود کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ قیام امجدیہ کو "فتنۂ سنیت" اور "خطرۂ اہل سنت" بتایا۔ اس کی ترقی کی راہوں میں پتھر رکھے جس کی وجہ سے قدم قدم پر مصیبتوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پھولوں سے نہیں بلکہ کانٹوں سے گزرنا پڑا۔ غیر تو بہر حال غیر ہی ہوتے ہیں تاہم اپنوں نے بھی غیظ و غضب کے اظہار میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کبھی میری ذات پر طنز و تنقید کرتے تو کبھی مجھے نگاہِ غضب سے دیکھتے۔ کوئی مجھے "باغی" کہتا تو کوئی "فتنہ گر"۔ کوئی مجھے گالی دیتا تو کوئی میرے والدین کو سبّ و شتم سے یاد کرتا ؎

وہ پتّے جن کا پیروں کے نیچے مقام تھا　　　ایسی ہوا چلی کہ سروں تک پہنچ گئے

اس زمانے میں ایسا لگتا تھا کہ کیا ہمارے گلشن حیات اور گلستان امجدیہ کو بغض وحسد اور نظر بد کے موسمِ خزاں نے احاطہ کرلیا ہے؟ ایسے حوصلہ شکن حالات اور مایوسیوں کے اندھیرے میں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کا سورج طلوع ہوا یعنی سرکاروں کے تصدّق ہم پر رحمت الٰہی نے امن وعافیت اور راحت ونصرت کی گل باری فرمائی۔ مرشد گرامی و برہان ملت علیہما الرحمہ کی مخلصانہ ہدایتوں اور دعاؤں سے بتدریج وہ طوفان بدتمیزی تھما۔ پھر دنیا نے دارالعلوم امجدیہ کی خاموش علمی، دینی، ملی، فلاحی اور اصلاحی خدمات کے ستاروں کو فکر رضا اور عشق رضا کے آسمان پر چمکتے دمکتے دیکھا تو زبان حال سے یہ اقرار کیا ؎

''مرکز علم ہُدیٰ'' ہے ''امجدؔیہ ناگپور''　　　''مصدر فیض رضا'' ہے ''امجدؔیہ ناگپور''

سنّیت کی شان ہے اور اہل سنت کا نشاں　　　''نعمتِ ربِّ عُلا'' ہے ''امجدؔیہ ناگپور''

سُن لی آپ نے ہماری داستانِ غم؟ برسوں پہلے کی بھولی بسری باتیں یاد دلانے کا شکریہ!......اب آخری بات بھی کہہ دوں؟

(۵۱) **عرض:** جی! ضرور!

(۵۱) **ارشاد:** ''دارالعلوم امجدیہ'' کے قیام کے روزِ اول تو میں تنہا تھا مگر آج اپنی پیرانہ سالی میں جب پیچھے پلٹ کر دیکھتا ہوں تو مجھے بے حد دلی خوشی ہوتی ہے کہ ''فارغین امجدیہ'' (مفتیان، فضلا، علما، حفاظ، قُرا اور ائمہ ومؤذنین) کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ موجود ہے۔ اور پھر یہ ''کاروان علم وعمل'' درس وتدریس، دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت میں ہمہ تن مصروف ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

(۵۲) **عرض:** حضور! گستاخی معاف! ایک شخص نے یوں کہا ہے کہ آپ دارالعلوم امجدیہ کے بانی ہوتے ہوئے بھی تنخواہ لیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۵۲) **ارشاد:** قیام امجدیہ کے بعد، جب تک میں ''اجیر خاص'' کی حیثیت سے تدریسی فرائض اور انتظامی امور انجام دیتا تھا مزید اُس کی ترقی کے لیے شب وروز تگ ودَو کرتا رہتا تھا اور بظاہر میرا یہی ذریعۂ معاش بھی تھا، ہدیہ (مشاہرہ) قبول کرتا تھا۔ جب سے رزاق مطلق نے فارغ البال کردیا ہے میں نے ترک کردیا۔

(۵۳) **عرض:** آج کل یہ کہا جارہا ہے کہ ''امجدیہ کا معیارِ تعلیم'' ختم ہوگیا ہے۔

(۵۳) **ارشاد:** ہرگز نہیں! الحمدللہ! الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور اپنی خاموش علمی، دینی، تبلیغی، اصلاحی اور مسلکی خدمات میں مسلسل مصروف ہے۔ دیکھیے! ابھی مؤرخہ ۱۹؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ م ۲۷؍مارچ ۲۰۱۹ء کو امجدؔیہ کا شان دار سالانہ جلسۂ دستار فضیلت ہوا جس میں ۵۹؍طلبہ کو سند ودستار سے نوازا گیا، تعلیم وتربیت مسلسل جاری ہے جبھی تو ہر سال طلبہ کی فراغت ہورہی ہے۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ''معیارِ تعلیم ختم ہوگیا''۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو بات روزِ اول میں تھی وہ آج نہیں ہے تو پھر یہ بات صرف ''

امجدیہ‘‘ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر ادارے کی یہی حالت ہے۔

عزیزم! ایک بات بغور سنیے! سب سے پہلے اس سچائی کا ہمیں کھلے دل سے اعتراف کرنا ہوگا کہ جو بات ’’عہد رسالت‘‘ میں تھی وہ بعینہ عہد صحابہ وتابعین میں نہ تھی۔ اِسی طرح ابھی ماضی قریب میں یعنی اعلیٰ حضرت کے زمانے میں جو ماحول تھا وہ سرکار مفتی اعظم کے زمانے میں نہیں تھا اور جو مفتی اعظم کے زمانے میں بات تھی وہ آج نہیں۔ یہ تو قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ اَنْ یَّقِلَّ الْعِلْمُ وَیَظْھَرَ الْجَھْلُ۔ علم کم ہو جائے گا اور جہل کا غلبہ ہوگا۔

اِس کے باوجود یہ فقیر قادری عرض کرتا ہے کہ زمانۂ رسالت سے لے کر آج تک علم دین کی اشاعت اور اسلام وسنیت کے فروغ میں اگر ’’علما ومدرسین‘‘ ’’پیش لفظ‘‘ کی حیثیت رکھتے ہیں تو ’’مدارس اسلامیہ‘‘ حرف آخر۔ اسی طرح اگر اسلام اور سنیت کی تبلیغ واشاعت کے بنیادی ذرائع ’’علما‘‘ ہیں تو ’’مدارس‘‘ انسان سازی اور انسانیت نوازی کے کارخانے۔ ’’مدارس‘‘ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ قوم وملت کو ہر طرح کے مدرسین ومبلغین، ائمہ ومؤذنین، مفکرین ومدبرین اور مصلحین وقائدین فراہم کرتے ہی رہتے ہیں۔ میں صرف ایک ’’دارالعلوم امجدیہ‘‘ ہی کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ جملہ مدارس اہل سنت کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں جو لوگ ’’مدارس اسلامیہ‘‘ کو بلا وجہ طنز وتنقید کا نشانہ بناتے ہیں وہ دراصل ایک آنکھ سے دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ ’’تنقید‘‘ برائے تعمیر نہیں بلکہ برائے تخریب کرتے ہیں۔ بس، دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں اصلاح وخیر کی توفیق بخشے۔ آمین

ہاں! یہاں پر میں یہ بھی واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ’’دینی درس گاہوں‘‘ کے اراکین ومدرسین، قائم کنندگان وذمہ داران کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے معمولات پر ’’نظر ثانی‘‘ ضرور کریں اور اپنے ’’عُہدے‘‘ کے ساتھ انصاف کریں ورنہ وہ عنداللہ وعندالناس، ماخوذ ہوں گے۔

(۵۴) عرض: جب دارالعلوم امجدیہ ناگپور کی بے شمار دینی وملّی خدمات، پچاس سال سے جاری ہیں تو پھر کیوں نہ ’’پچاس سالہ جشن‘‘ منایا جائے؟ اور ’’اعتراف خدمات‘‘ کا گولڈن جبلی (جشن طلائی) کر کے خداوند قدوس کا شکر اور بندگان خدا کا شکرانہ ادا کر لیا جائے؟ ساتھ ہی مستقبل کے عزائم ومقاصد کو بھی قوم وملت کے روبرو پیش کیا جائے۔ یہ اِس ناچیز کی گزارش بھی ہے اور خواہش بھی۔

(۵۴) ارشاد: آپ کی گزارش منظور ہے۔ خدا کرے آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائے۔ جہاں تک اپنی بات ہے، واضح کر دینا چاہتا ہوں: اِس وقت میں اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ اور وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا[1] کی منزل سے گزر رہا ہوں۔ لہٰذا اپنی ’’مرادِ دلی‘‘ کو الفاظ قرآن حکیم میں سنا دینا چاہتا ہوں: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ[2] جب وعدۂ الٰہی برحق ہے تو فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ[3] اور فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ[4] پڑھتے جاؤ اور آگے بڑھتے جاؤ۔

(۵۵) عرض: کیا آپ کا ’’عقد مسعود‘‘ ناگپور میں ہوا تھا؟

(۵۵) **ارشاد:** نہیں تو، بلکہ ناگپور آنے سے پہلے ہی میری شادی ہو چکی تھی۔

(۵۶) **عرض:** تو پھر آپ کا ''عقد مسنون'' کب اور کہاں ہوا تھا؟ اور کس نے خطبہ نکاح پڑھا تھا؟

(۵۶) **ارشاد:** میرا ''نکاح مسنون'' میرے حقیقی ماموں رئیس الاذکیا حضرت علامہ مفتی غلام یزدانی علیہ الرحمہ (شیخ الحدیث دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف) کی بڑی صاحبزادی کے ہمراہ مؤرخہ ۵رشوال ۱۳۷۳ھ م ۷رجون ۱۹۵۴ء کو گھوسی میں ہوا تھا۔ اور بڑے ماموں شیخ العلماء امام النحو حضرت علامہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ نے خطبہ نکاح پڑھا تھا۔

(۵۷) **عرض:** کیا شہزادوں اور شہزادیوں کی تعداد بھی معلوم ہو سکتی ہے؟

(۵۷) **ارشاد:** اللہ تعالیٰ نے مجھے ''پنج تن پاک'' کا صدقہ عطا فرمایا ہے یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد رئیس المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خان قدس سرہٗ کو جہاں ۳رشہزادیاں عطا فرمائیں وہیں مجھے بھی آپ کے تصدق ۳رلڑکیوں سے نوازا ہے۔ اسی طرح سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو جہاں ۲رشہزادے (حضور حجۃ الاسلام و حضور مفتی اعظم علیہما الرحمہ) عطا فرمائے تھے وہیں مجھے بھی آپ کے صدقے میں ۲رلڑکے عطا فرمائے ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

(۵۸) **عرض:** آپ کے دردمندانہ مخلصانہ اور مصلحانہ خطابات و تقاریر کے ذریعہ دین و سنیت کی ''زبانی خدمات'' پر دنیا گواہ ہے۔ لیکن آج اپنی ''قلمی خدمات'' کی بھی قدرے نقاب کشائی فرمائیے۔

(۵۸) **ارشاد:** دراصل ''قلم'' سے میرا رشتہ بہت دور کا ہے۔ البتہ کچھ اسباب بن گئے تھے جن کی بنیاد پر چند کتابیں، رسائل اور مقالے عالم وجود میں آگئے۔ کیا کروں؟ وقت نہیں ملتا اور قلم جنبش نہیں کرتا۔۔۔۔ ورنہ؟

(۵۹) **عرض:** ''ورنہ'' کا مطلب۔۔۔؟

(۵۹) **ارشاد:** ورنہ، میری بھی خواہش ہے کہ اپنی ''زبان'' کے ساتھ ساتھ ''قلم'' سے بھی دین و سنیت کی خدمت کروں اور بدمذہبوں کو سدھاروں۔

خدا اتنی طاقت دے میرے قلم میں — کہ بدمذہبوں کو سدھارا کروں میں

(۶۰) **عرض:** اپنی شاعری کے بارے میں بھی کچھ فرمائیے؟

(۶۰) **ارشاد:** ''شاعری'' ایک ایسا فن ہے جس میں ''فطرت'' کو بڑا دخل ہے اور مجھے فطری طور پر ''شاعری'' کی جانب کوئی خاص رغبت نہیں۔ ہاں! کبھی اپنا حُسنِ تخیل، بارگاہِ قدس میں ''صدقہ عشق'' طلب کر رہا ہوتا ہے اور اُسی موقع پر ''گلشن قدس'' کی مہکتی فضائیں جھومتی ہوئی آتی ہیں۔ اور جان و جگر کو معطر کرتی ہیں تو خود بخود اشعار موزوں ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اے حُسنِ تخیل! تری پرواز کے صدقے — بیٹھا ہوں یہاں ''گنبد خضرا'' پہ نظر ہے — (اشرف)

سچ پوچھو تو ''شاعری'' اعلیٰ حضرت کی ہے۔ اُس امام الشعراء نے تو فن سخن وری کا حق ادا کردیا، بحمداللہ تعالیٰ اُس بحر علم وفن کے چند قطرے مجھے بھی نصیب ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ ''میں نے ''شاعری'' قرآن وحدیث سے سیکھی ہے''۔ اور یہ خادم کہتا ہے کہ ''میں نے ''شاعری'' اعلیٰ حضرت سے سیکھی''۔

(۶۱) **عرض:** خدا جانے کتنے منتظمین مدارس ومساجد ومکاتب ایسے بھی ہوں گے جو یہ چاہتے ہوں گے کہ ہم بھی حضور والا کی سرپرستی میں دینی خدمات انجام دیں۔ تاہم صرف ان مدارس اسلامیہ کی نشان دہی فرمادیں جن کی سرپرستی آپ فرمارہے ہیں تاکہ اُن اداروں کے مدرسین واراکین ومعاونین کو ''سند خدمت'' اور ''روحانی مسرت'' حاصل ہو۔

(۶۱) **ارشاد:** ارے اللہ کے بندے! میں کیا؟ میری سرپرستی کیا؟ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے، جب چاہے، جہاں چاہے اور جو چاہے کام لے۔ اُس کی مرضی، بات اُس کی چاہت ومشیت کی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

کیا تم نہیں جانتے؟ جب اُس نے چاہا تو اپنی ایک چھوٹی سی مخلوق ''ابابیل'' (پرندوں) سے اپنے مقدس گھر ''خانہ کعبہ'' کی ''حفاظتی خدمت'' لے لی۔ اسی طرح جب اپنے حبیب اکرم ﷺ کو کفار مکہ کے شر وایذا سے محفوظ رکھنا چاہا تو غارِ ثور پر مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈوں سے حفاظتی انتظام فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے، وہ بڑا قادر وقیوم ہے جب وہ چاہتا ہے تو جانوروں اور پرندوں سے ''خانہ کعبہ'' اور ''کعبے کے کعبہ'' کی ''حفاظتی خدمت'' لے لیتا ہے اُس نے تو ہم کو ''شریف'' ہی نہیں بلکہ ''اشرف'' بنایا ہے یعنی ''اشرف المخلوقات'' بنایا ہے۔ اگر ہم خادمانِ علم دین سے علم دین کی اشاعت اور سنیت کی خدمت لے لے تو اس میں کونسی حیرت کی بات ہے؟ سچ پوچھو تو یہ ہماری خوش نصیبی ہے۔ اُنھیں خوش نصیبوں میں سے میں بھی ایک ہوں ؎

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا　　　اُس نے ہمیں خرید کے انمول کردیا

ہاں! یہ صحیح ہے کہ بعض مدارس وجامعات کے اساتذہ واراکان مجھ سے وقتاً فوقتاً مشورے لیتے رہتے ہیں اور مجھے اپنے ''ادارے کا سرپرست'' سمجھتے اور مانتے بھی ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اُن کے حسن ظن پر انھیں جزاے خیر عطا فرمائے اور اُن مدارس وجامعات کو فیضان رضا اور علم وحکمت کے مراکز بنائے۔ آمین　اُن مدارس وجامعات کے نام یہ ہیں:

۱۔ دارالعلوم انوار رضا، نوساری (گجرات)

۲، ۳۔ آپ کے دونوں گلشن (گلشن رضوی، گلشن زہرا) یعنی جامعہ رضاے مصطفیٰ رائچور (کرناٹک)

۴۔ دارالعلوم گلشن نوری ادونی (آندھرا)

۵۔ جامعہ خیر العلوم، ورنگل (تلنگانہ)

۶۔ دارالعلوم انوار مصطفیٰ، سدی پیٹ (تلنگانہ) وغیرہا

(۶۲) **عرض:** اُن مساجد و مدارس و مکاتب کی بھی قدرے وضاحت فرمادی جائے جو حضرت والا کی تحریک و ترغیب سے عالم وجود میں آئے ہیں۔

(۶۲) **ارشاد:** اچھا! انھیں چھوڑ دو۔ بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُن مسجدوں، مدرسوں اور تنظیموں کی حفاظت فرما کر انھیں مزید فروغ و استحکام نصیب فرمائے اور ان کے ارکان و معاونین و مدرسین کو باہم متحد و متفق رکھ کر مزید خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

(۶۳) **عرض:** آپ کے مریدین یا معتقدین جو کسی ''سنّی مسجد'' کے ارکان ہیں یا رکن بننا چاہتے ہیں اُن کے لیے آپ کا کوئی پیغام؟

(۶۳) **ارشاد:** ہر مرید و معتقد کو چاہیے کہ کسی بھی ''سنّی مسجد'' کا ''رکن'' بننے سے پہلے خود میں، اللہ کے گھر کی ''مخلصانہ خدمت'' کا جذبہ پیدا کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُسے دنیا و آخرت میں اُس کی عمدہ مزدوری ملے۔ خیال رہے کہ ''مخلصانہ خدمات'' دنیا و آخرت میں بہت کار آمد ہوتی ہیں لہٰذا پہلے ہی سے ان چند باتوں کا وہ عزم مصمم کر لے کہ:

☆ ان شاء اللہ تعالیٰ میں مسجد کی خدمت کر کے اپنی آخرت آباد کروں گا۔

☆ میں مسجد کا ''رکن'' یعنی مسجد کا ''کارکن'' (خدمت گزار) بنوں گا۔

☆ مسجد کے املاک و اوقاف کی حفاظت کروں گا، اُن میں کبھی کسی طرح کی خیانت نہیں کروں گا۔

☆ اگر مسجد میں ''معمولات اہل سنت'' (مثلاً درود و سلام کا اہتمام، اقامت کے وقت نمازیوں اور امام کا بیٹھے رہنا اور حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ پر کھڑے ہونا وغیرہ) رائج ہیں تو ان کو باقی رکھوں گا۔ اگر ابھی تک مروّج نہیں ہیں تو بتدریج ان کو نافذ کروں گا۔

☆ مسجد میں جاے نماز، لائٹ، پنکھا، پانی و دیگر ضرورتوں کا حتی المقدور انتظام کروں گا۔

☆ امام و خطیب، مؤذن اور فراش صاحبان کی عزت کروں گا۔ انھیں اچھے ناموں اور القاب سے یاد کروں گا۔ اُن سے ہمدردانہ لب و لہجے میں گفتگو کروں گا۔

☆ اُن کا ''واجبی مشاہرہ'' (گرانی کا اندازہ کرتے ہوئے) وقت مقررہ پر ادا کروں گا۔

☆ اُن کی جائز ضرورتوں میں اپنی حیثیت کے مطابق ''خاموش امداد'' کر کے اُن کی دعائیں لوں گا۔

☆ کبھی اُن سے معمولی غفلت یا ادنیٰ غلطی ہو جائے تو ''نظر انداز'' کر دوں گا۔ اگر اُن سے بار بار وہی غفلت یا غلطی ہو رہی ہے تو تنہائی میں توجہ دلاؤں گا۔ بصورتِ دیگر اراکین کے روبرو پیش کروں گا تا کہ وہ حضرات بھی ممکنہ تدارک کر سکیں۔ اگر اس کے باوجود وہ غفلت یا غلطی سے باز نہ آئیں تو خوش اخلاقی سے اُنھیں انتظامیہ کی جانب سے معزولی یا معطلی کی صورت بناؤں گا۔ حتی الامکان ہر قسم کے فتنے سے بچتے اور سب کو بچاتے ہوئے ''مسجد'' کی خدمت کرتا رہوں گا۔

☆ اگر وہ رکن، عہدہ دار ہے تو یہ نیت بھی کر لے کہ مسجد کے تمام آمدات و اخراجات کا حساب سال میں ایک مرتبہ مصلیان مسجد کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔

(۶۴) **عرض:** اِسی طرح ''ارکان مدارس ومکاتب'' کے لیے بھی کوئی پیغام عنایت فرمائیے!

(۶۴) **ارشاد:** کسی بھی مکتب،مدرسہ، دارالعلوم یا جامعہ کا ''رکن'' بننے کے لیے سب سے پہلے اپنے اندر اس کی اہلیت پیدا کریں۔جوش کے ساتھ ہوش میں رہیں ۔''علم دین کی نشر واشاعت'' کا صحیح جذبہ لے کر آگے بڑھیں ۔''طلبہ وطالبات کی خدمت'' سچ پوچھو تو یہ ایک بڑی نعمت ہے لہٰذا اس سعادت سے فیض یاب ہونے کے لیے میری چند باتیں ہمیشہ کے لیے ہر رکن وعہدہ دار اپنے ذہن نشیں کر لے اور یہ نیتیں بھی کرلے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ:

☆ میں یہاں خدمت کر کے اللہ ورسول کی خوشنودی حاصل کروں گا اور اپنی آخرت کو آباد کروں گا۔

☆ ہر طرح کی بدنظمی و بدگمانی (خصوصاً ظلم، اختلاف، حسد، حاکمیت، انانیت اور ہر شرعی گرفت) سے خود بچوں گا اور دوسروں کو بھی بچانے کی سعی کرتا رہوں گا۔

☆ بلا وجہ کسی بھی مدرس یا ملازم یا طالب علم کے تجسُّس سے اجتناب کروں گا۔

☆ اگر کسی مدرس یا ملازم یا طالب علم کی غیر اخلاقی حرکت کا علم ہو جائے تو پہلے تحقیق کرلوں گا۔اگر اس کی تصدیق ہو جائے تو تنہائی میں اس کی اصلاح کی کوشش کروں گا۔اگر یہ ممکن نہ ہو تو علما سے ''شرعی حل'' معلوم کر کے انتظامیہ کے ذریعہ اس کی تعمیل کروں گا۔

☆ حسب حیثیت (ذاتی طور پر بھی) اساتذہ وملازمین اور طلبہ کی ''خاموش خدمت'' کر کے اُن کی دعائیں لیتا رہوں گا۔

☆ اگر وہ رکن عہدہ دار ہے تو وہ اس کا بھی خیال رکھے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مدرسے کی جانب سے مدرسین وملازمین کے (گرانی کی رعایت کرتے ہوئے) متعینہ تنخواہوں کی وقت مقررہ پر ادائیگی اور اُن کے طے شدہ ضروریات (مثلاً قیام وطعام کے انتظامات وغیرہ) کی تکمیل کی کوشش کرتا رہوں گا۔

تنبیہ: بہتر ہے کسی سنّی تجربہ کار مخلص عالم دین کی نگرانی میں دینی خدمات انجام دیں اور اپنے ادارہ کو کسی ''سنّی مرکزی درس گاہ'' سے اِلحاق کر دیں۔

(۶۵) **عرض:** اپنے خُلفا کے لیے بھی کوئی پیغام دیجیے!

(۶۵) **ارشاد:** اچھے اور سچے ''خلیفہ'' کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ''شیخ طریقت'' کی نیابت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ پہلے وہ خود ''حسن اعتقاد'' کے زیور سے آراستہ ہو کر پابند شریعت ہوتا ہے ۔پھر اپنے وابستگان سلسلہ کو بھی ''اتباع شریعت'' کی تلقین کرتا رہتا ہے ۔فرائض وواجبات کی ادائیگی، بدعقیدوں اور بدعقیدگیوں سے بیزاری، شیطانی وسوسوں اور غلط صحبتوں سے بچنے کی تاکید کرتا رہتا ہے۔دل کی بیماریوں (مثلاً بدعقیدگی، بدگمانی، حسد، کدورت، بغض وعناد وغیرہ) کا علاج اپنے وعظ ونصیحت سے کرتا رہتا ہے تاکہ سنیت کی خوش گوار فضا قائم رہے ۔لہٰذا خلفا کو چاہیے کہ مذکورہ اوصاف کے حامل وعامل بنے رہیں کیونکہ ''شیخ طریقت'' (مرشد) میں اگر اپنے مریدین کی تربیتِ روحانی اور اصلاحِ نفسانی کا جذبہ نہیں تو وہ پیر ''پیرِ خوش اوقات'' نہیں بلکہ ''پیرِ خرافات'' ہے ۔اللہ تعالیٰ ایسے خرافاتی پیروں سے سب کو محفوظ رکھے ۔آمین

(۶۶) **عرض:** عوام اہل سنت کے لیے بھی آپ کا کوئی پیغام ہے؟

(۶۶) **ارشاد:** ''عوام'' کیا بلکہ ''خواص'' کے لیے بھی میرا مخلصانہ وہمدردانہ بلکہ دردمندانہ پیغام یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم سب کو اپنے ایمان وعقائد کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے مسلک (مسلک اعلیٰ حضرت) پر سختی سے قائم رہنا چاہیے۔ اہل سنت کے علما وسادات ومشائخ وائمہ کے بارے میں مثبت سوچ رکھنی چاہیے۔ کذب بیانی اور علما کی عیب جوئی اور ان کی تحقیر وتوہین سے اجتناب کرنا چاہیے۔ بدمذہبوں اور بدمذہبیت سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔ ہر سنّی صحیح العقیدہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہو یا قادری، چشتی، نقش بندی، سہروردی) مسلک اعلیٰ حضرت کا علَم بردار، جملہ کتبِ اعلیٰ حضرت، خصوصاً حسام الحرمین وغیرہ کو حق ماننے والا اپنا خوش عقیدہ بھائی ہے۔ ایسے کسی خوش عقیدہ مسلمان میں کوئی خامی یا ذاتی کمزوری نظر آئے تو اُس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

مولیٰ تعالیٰ سارے اہل سنت کو اتحاد واتفاق، اخلاص وللّٰہیت اور تصلّب واستقامت کی دولت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر ثبات قدمی نصیب فرمائے۔ آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

اعتذار

احقر کی دلی خواہش تھی کہ حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ سے ۱۰۰؍سوالات کے جوابات حاصل کرے لیکن ایسا نہیں ہوسکا۔ جس کا بہت افسوس ہے۔ ابھی آپ کی فتویٰ نویسی، تصانیف، مناظرے، تبلیغی دورے، بے شمار طواف وعمرے، ۳۲؍مرتبہ حج، مدینہ منورہ، بغداد شریف اور دیگر مقامات مقدسہ کی بار بار زیارات سے متعلقہ ۳۴؍سوالات باقی رہ گئے۔ صرف ۶۶؍جوابات پر دل اُداس ہوا، تو ہاتف غیبی نے یوں رہنمائی کی اے اُداس دل! لفظ ''اللہ'' اور ''وکیل'' کے اعداد کو دیکھ پھر یہ آیت پڑھ: حَسْبُنَا ''اللّٰہُ'' وَنِعْمَ ''الْوَكِيْلُ'' اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔ سو کی لاج رہ جائے گی ؎

خوب کی سیرِ چمن، پھول چنے، شاد رہے
یا خدا! ''گلشن اشرف'' سدا آباد رہے

۱۔ ترجمہ: میری ہڈیاں کمزور اور بوسیدہ ہوگئی ہیں۔ اور میرا سر بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہوگیا ہے۔ سورہ مریم آیت: ۴

۲۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کروگے اللہ تمھاری مدد کرے گا۔ سورہ محمد، آیت: ۷

۳۔ ترجمہ: تو اللہ کی طرف بھاگو۔ سورہ ذاریات، آیت: ۵۰

۴۔ ترجمہ: تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں۔ سورہ بقرہ، آیت: ۱۴۸

ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

''اسلام اور مسلمانوں کی وہ بڑی محسنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے پہلی زوجۂ مطہرہ، خاتونِ جنت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ، مسلمانوں کی سب سے پہلی ماں سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد ہیں۔ جن کی بہت بڑی اسلامی خدمتیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانی و مالی قربانیاں قیامت تک اسلام اور مسلمانوں کے لیے مایۂ افتخار ہیں۔

یہ فخر عورتوں ہی کو حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے، اسلام قبول کرنے، اسلام کی حمایت میں اپنا زر و مال قربان کرنے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہر طرح سکون واطمینان پیدا کرنے میں ایک خاتون ہی کا حصہ ہے جسے دُنیا حضرت خدیجہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔''

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

(مضامین اشرف الفقہاء سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

باب-1

حیات وخدمات

سوانح حضور اشرف الفقہاء

عزیز العلماء الحاج غلام مصطفیٰ قادری برکاتی
بانی و مہتمم دار العلوم انوار رضا، نوساری گجرات

میرے مشفق و مربی، استاد گرامی، مرشد اجازت، بانی الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور، سرپرست اعلیٰ دار العلوم انوار رضا نوساری، حضرت العلام مفتی محمد مجیب اشرف صاحب اعظمی قادری برکاتی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی علمی اور روحانی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اکابر واصاغر علماے کرام، مشائخ عظام اور سنی عوام سبھی آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

آپ کی پہلو دار شخصیت میں قدرت نے بڑی خوبیاں رکھی ہیں۔ علمی اعتبار سے آپ کامیاب مدرس، بااعتماد مہتمم اور بااخلاق محتسب ہیں۔ روحانی اعتبار سے قابل احترام شیخ طریقت صاحب رشد وہدایت، مریدین کے لیے سراپا رحمت وشفقت ہیں۔ امیر، غریب، چھوٹے، بڑے سب آپ کے فیض کرم سے یکساں مستفیض ہوتے ہیں طبیعت میں نرمی مزاج میں سنجیدگی، گفتار میں سلاست اور برجستگی شامل ہے۔ آپ کی سادہ زندگی میں بڑی کشش پائی جاتی ہے۔ غرض کہ آپ کی ذات حسن معاشرت، حسن اخلاق اور شریعت وطریقت کی جامع ہے۔ آپ کی بافیض اور بابرکت صحبت میں ایک دوبار حاضر ہونے والا آپ کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت آپ کے وطن مالوف قصبہ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو) کے محلہ کریم الدین پور (یوپی) کے خوشحال علم دوست گھرانے میں مورخہ: ۲؍رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۶؍نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر بوقت سحر ہوئی۔ آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے۔ حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب ابن حضرت الحاج محمد حسن صاحب ابن حضرت حافظ محمد جمیع اللہ صاحب ابن شیخ الحفاظ حضرت الحاج الحافظ احمد صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان۔

تعلیم:

آپ کی تعلیم اول تا آخر قابل اور لائق اساتذہ کی نگرانی میں ہوئی۔ قرآن شریف (ناظرہ) محلہ کریم الدین پور کے ایک

بزرگ جناب میاں جی محمد تقی صاحب سے پڑھا۔اردواورحساب وغیرہ درجۂ چہارم تک کی تعلیم ،مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں ہوئی۔ پرائمری درجۂ چہارم پاس کرنے کے بعد اسی مدرسہ میں فارسی کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب علیہ الرحمہ (فتح پور گھوسی) سے پڑھیں۔عربی کی چند ابتدائی کتابیں اپنے چچا حضرت مولانا شمس الدین صاحب سے پڑھیں۔ ۱۹۵۱ء میں شارح بخاری علیہ الرحمہ بحکم جلالۃ العلم سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ محدث مرادآبادی، دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑواضلع گونڈہ (یوپی) تشریف لے گئے۔اپنے استاذ محترم کے ساتھ حضرت والا بھی دارالعلوم فضل رحمانیہ چلے گئے۔یہاں دوسال رہ کر شرح جامی تک کی کتابیں شارح بخاری سے پڑھیں۔اس وقت دارالعلوم فضل رحمانیہ میں شہزادۂ صدرالشریعہ حضرت علامہ ومولانا رضاء المصطفیٰ صاحب امجدی دامت برکاتہم العالیہ مدرس تھے ان سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت شارح بخاری ،حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت العلام مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ کی طلبی پر بریلی شریف تشریف لے گئے۔حضرت والا بھی آپ کے ساتھ بریلی شریف حاضر ہوئے۔وہاں مرکزی ادارہ دارالعلوم مظہراالاسلام میں تعلیم کی تکمیل فرمائی۔ ۱۹۵۷ء میں آپ کی فراغت ہوئی۔دارالعلوم مظہراسلام میں جن سے اکتساب علم وفیض فرمایا ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فقیہ العصر نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ۔

(۲) شیخ العلماء مولانا مفتی غلام جیلانی علیہ الرحمہ (حضرت کے سگے ماموں)

(۳) صدر العلماء مولانا مفتی ثناء اللہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ

(۴) شیخ المعقولات مولانا معین الدین خان صاحب علیہ الرحمہ (فتح پور قصبہ گھوسی)

(۵) صدر العلماء مفتی تحسین رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ

مذکورہ بالا اساتذۂ کرام میں سب سے زیادہ کتابیں شارح بخاری علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔اس لیے اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ میرے استاذ کل ہیں۔آپ نے چند کتابوں کے علاوہ اول تا آخر زیادہ تر کتابیں آپ ہی سے پڑھیں ہیں۔حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ اپنے اس علمی اورروحانی فرزند ذیشان پر ناز فرماتے تھے کہ دنیا میں میرا ایک ہی شاگرد ''مجیب اشرف''جس نے اول تا آخر میرے پاس رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کی ہے۔

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کو اپنے اس شاگرد پر کتنا ناز تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں حضرت استادگرامی مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ ''عرس قاسمی''میں شرکت کی غرض سے مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے بعد نماز مغرب صاحب سجادہ سرکار کلاں حضور مرشدی ومولائی سرکار احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کی غرض سے آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے،وہاں پہلے سے شارح بخاری علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے حضرت

والا کو شارح بخاری دیکھ کر بہت خوش ہو گئے۔ اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ اور سرکار احسن العلماء سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ حضور! یہ مجیب اشرف حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی صاحب اور رئیس الاذکیا مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی کے بھانجے ہیں۔ میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ شریف الحق کیا لایا ہے۔ (یہ کہہ کر حضرت رونے لگے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا) تو عرض کر دونگا مجیب اشرف کو لایا ہوں۔ یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلماء نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔ اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ اپنے اس شاگرد رشید کو کتنا چاہتے تھے۔ اور اشرف الفقہاء کے علم و عمل پر کتنا ناز تھا۔

درس و تدریس کا آغاز:

۱۹۵۷ء میں حضرت اشرف العلماء دامت برکاتہم العالیہ کی فراغت ہوئی۔ ۱۹۵۷ء میں وسط ہند کی مشہور و معروف قدیم درسگاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کو ایک قابل نائب شیخ الحدیث کی ضرورت تھی۔ بانی جامعہ عربیہ حضرت مفتی عبدالرشید صاحب فتح پوری علیہ الرحمہ نے حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ اور شارح بخاری حضور مفتی محمد شریف الحق صاحب اعظمی علیہ الرحمہ کو خط روانہ فرمایا کہ جامعہ عربیہ کے لئے ایک قابل و لائق نائب شیخ الحدیث روانہ فرمائیں۔ دونوں بزرگوں کی نظر انتخاب حضرت اشرف العلماء پر پڑی اور اس جواں سال کم عمر عالم نبیل کو ناگپور بھیج دیا گیا۔

حضور مفتی عبدالرشید صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کی کم عمری کی بنا پر آپ کو بجائے جامعہ میں رکھنے کے کامٹی جامعہ عربیہ کی شاخ میں منصب صدارت پر مقرر فرمایا۔ چوں کہ کامٹی کے مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام نہیں تھا اس لیے حضرت والا نے وہاں دو سال تک تعلیمی خدمات انجام دینے کے بعد استعفیٰ دے دیا۔ اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم سے ناگپور کی کچھی میمن مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے پر مامور ہو گئے۔ چند مہینوں کے بعد حضرت مفتی عبدالرشید علیہ الرحمہ نے آپ کی صلاحیت کا اندازہ کر کے جامعہ میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرما دیا۔ آپ نے باقاعدہ پوری ذمہ داری کے ساتھ ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۵ء پانچ سال تک شاندار انداز میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ تمام طلبہ پر آپ کا علمی رعب اور اثر تھا۔

چند وجوہات کی بنا پر آپ نے جامعہ سے علاحدگی اختیار کر لی اور ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور کی داغ بیل ڈالی اور انتہائی محنت و جانفشانی سے اس ادارہ کو پروان چڑھایا اور اخیر عمر تک ادارۂ ہٰذا کے تعلیمی اور تنظیمی ڈھانچے سے وابستہ رہے۔ دارالعلوم امجدیہ آپ کی کارکردگی کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

آپ کے مشہور تلامذہ:

(۱) حضرت علامہ مولانا سید حسینی صاحب قبلہ سجادہ نشین ۱۶؍ آستانۂ عالیہ شمسیہ، رائچور (۲) فخر خاندیش حضرت علامہ

مولانا مفتی عبدالغنی صاحب علیہ الرحمہ (۳) مفتی اندور حضرت مولانا مفتی حبیب یار خان صاحب علیہ الرحمہ (۴) حضرت علامہ مولانا مفتی نسیم احمد صاحب اعظمی شیخ الحدیث رضا دارالیتامیٰ ناگپور (۶) حضرت مولانا حافظ قلندر صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ رائچور (کرناٹک) (۷) حضرت مولانا حافظ عتیق الرحمٰن صاحب نائب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ رائچور (کرناٹک) (۸) راقم الحروف فقیر غلام مصطفیٰ برکاتی سورتی بانی و مہتمم دارالعلوم انوار رضا نوساری (۹) حضرت مولانا سید قمر پیر قادری صاحب سابق پرنسپل جامعہ کرنول (آندھرا پردیش) (۱۰) حضرت مولانا سید علی صاحب ادونی (آندھرا پردیش) (۱۱) حضرت علامہ سید شاہ صفی میاں صاحب برادر سجادہ رائچور۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد علمائے کرام ملک و بیرون ملک میں دین و ملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسی لیے آپ استاذ الاساتذہ اور استاذ العلماء کے معزز القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بیعت وخلافت:

حضرت اشرف العلماء طالب علمی کے زمانہ میں حضرت اقدس، سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ (شہزادۂ امام احمد رضا علیہ الرحمہ) کے دست حق پرست پر ۲۴ رصفر المظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۲ /اکتوبر ۱۹۵۵ء میں بمقام بریلی شریف مرید ہوئے حضرت والا نے اسی روز بعد نماز عشا حضرت اشرف العلماء دامت برکاتہم العالیہ اور حضور شارح بخاری سیدی مفتی محمد شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ کو ایک ساتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے تعویذات، اعمال اور نقوش کی تحریری اجازت عنایت فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

پھر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں جب سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ناگپور تشریف لائے اس وقت حضرت اشرف العلماء فارغ ہو کر ناگپور تشریف لا چکے تھے۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے علماء اور عوام کی موجودگی میں بلا طلب خواہش اپنی خوشی سے خلافت و اجازت سے نوازا۔ بغداد شریف بارگاہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین حضرت والا مرتبت سید یوسف گیلانی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو ۱۹۹۱ء میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

مریدین وخلفا:

حضرت والا مرتبت صاحب طینت پاک سیرت بافیض بزرگ ہیں۔ ہند اور بیرون ہند آپ کے تقریباً ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) مریدین اور بہت سے خلفا پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونے والے اکثر لوگوں میں عقیدے کی پختگی اور دین داری آجاتی ہے۔ آپ کی بافیض صحبت کا اثر ارادت مندوں میں بہت جلد ظاہر ہونے لگتا ہے۔ آپ کے خلفا میں علما اور حفاظ شامل ہیں۔ خلافت آپ انہیں لوگوں کو عطا فرماتے ہیں جو باصلاحیت، دیندار اور

ذی علم ہوں۔آپ کے خاص خاص خلفا یہ ہیں۔(۱) فخر خاندیش حضرت مولانا عبدالغنی صاحب نصیر آبادی علیہ الرحمہ (۲) حضرت مولانا سید سلیم باپو صاحب جام نگر (گجرات)(۳) حضرت مولانا مفتی منصور صاحب مفتی رضا دارالیتامیٰ (۴) راقم الحروف فقیر برکاتی غلام مصطفیٰ غفرلہ (۵) حضرت مولانا سید آصف اقبال صاحب مدرس جامعۃ البنات ناسک (۶) حضرت مولانا الحاج مفتی واجد علی یار علوی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں (۷) حضرت مولانا حافظ محمد قلندر صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رائچور (۸) حضرت مولانا حافظ عتیق الرحمن صاحب نائب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رائچور (۹) حضرت مولانا وقار احمد رضوی عزیزی صاحب (بھیونڈی)(۱۰) حضرت مولانا حافظ غلام مرتضیٰ صاحب سورت (۱۱) حضرت علامہ الحاج مولانا سرفراز احمد ازہری صاحب صدرالمدرسین دارالعلوم انوار رضا نوساری (۱۲) حضرت حافظ وقاری مولانا عبدالقادر صاحب نوساری وغیرہ۔

دارالعلوم امجدیہ کا قیام:

وسط ہند کے مشہور شہر ناگپور میں آپ نے ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ نامی ایک عظیم مرکزی ادارہ قائم فرمایا۔جس میں ملک کے تقریبا تمام صوبوں کے طلبہ اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں اس کے علاوہ آپ نے دوسرے علاقوں میں بہت سے ادارے قائم فرمائے۔اور بہت سے ادارے آپ کی سرپرستی میں کامیابی کی جانب رواں دواں ہیں۔نوساری گجرات جہاں سنیت کا نام لینا جرم تھا وہاں آپ نے اپنی سرپرستی میں ۱۹۸۸ء میں دارالعلوم انوار رضا نوساری کی بنیاد رکھی جو آج گجرات کا بہترین ادارہ مانا جاتا ہے۔جس کی خدمات سے پورا علاقہ فیض پارہا ہے۔راقم الحروف فقیر قادری غلام مصطفیٰ غفرلہ ادارہ کا بانی وناظم اعلیٰ ہے۔رب قدیر ناچیز کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔آمین

اور جنوبی ہند علاقۂ دکن کا ایک عظیم ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رائچور جو ۱۴۰۸ھ م ۱۹۸۸ء میں قائم کیا گیا تھا جس مدرسہ کے روح رواں آپ کے شاگرد رشید وخلیفہ حضرت مولانا حافظ وقاری الحاج محمد قلندر رضوی صاحب ہیں۔یہ ادارہ ۲۰۰۳ء سے حضرت والا کی مکمل نگرانی میں عروج وارتقا کے منازل طے کررہا ہے حضرت والا اس ادارے کے صدر متولی ہیں۔اسی طرح سدی پیٹ ضلع کریم نگر (آندھرا پردیش) میں دارالعلوم انوار مصطفیٰ قائم ہوا۔جس کے بانی حضرت سید حسین صاحب ہیں۔جو حضرت کے مرید خاص ہیں حضرت والا اس ادارے کے بھی سرپرست ہیں۔یہ ادارہ علاقہ میں اہل سنت کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔

امجدی مسجد کا قیام:

ناگپور کے محلہ شانتی نگر میں آپ نے ۱۹۸۵ء میں امجدی مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد ناگپور کی خوبصورت اور بڑی

مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔

ملکی وغیر ملکی دورے/ حج وزیارات:

آپ علیہ الرحمہ کو بحمدہ تعالیٰ ۳۲ رمرتبہ ''حج وزیارت'' کی سعادت نصیب ہوئی ''عمرہ'' کی تعداد، بحمدہ تعالیٰ پچاس کے قریب ہے۔طواف خانۂ کعبہ''اور''زیارت روضۂ رسول'' کی تعداد تو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سوا کوئی نہیں جانتا۔آپ نے بیرون ممالک کے دورے بھی فرمائے ہیں مثلاً عرب شریف (حرمین شریفین)،مصر،ایران ،ساؤتھ افریقہ،انگلینڈ، نیپال ،سری لنکا اور پاکستان وغیرہا جب کہ سال بھر عموماً اپنے ملک کے تقریباً صوبوں اور علاقوں کا تبلیغی دورہ فرماتے۔آپ اگر سروے کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت والا کا علمی اور روحانی فیضان ہندوستان کے ہر صوبہ میں جاری وساری ہے۔آپ کے ہزاروں تلامذہ ہندو بیرون ہند دین وملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف وتالیف:

آپ کی تحریر بہت عمدہ، پُرکشش اور عام فہم ہوتی ہے۔اسلوب کی سادگی وصفائی کے سبب آپ کی تصانیف ہر خاص وعام کے لیے یکساں مفید ہیں۔آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

(۱) تحسین العیادۃ (بیمار پُرسی کی خوبیاں) (۲) حضور مفتیِ اعظم پیکرِ استقامت وکرامت (۳) خطبات کولمبو (۲۰۰۲ء میں سری لنکا کے تبلیغی دورے میں ہوئے خطبات کا مجموعہ) (۴) ارشاد المرشد یعنی بیعت کی حقیقت (۵) مسائل سجدۂ سہو (۶) تابشِ انوار مفتی اعظم۔یہ کتابیں ابھی غیر مطبوعہ ہیں: (۱) المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ (۲) تنویر العین (انگوٹھا بوسی کا شرعی ثبوت) (۴) تنویر التوقیر ترجمہ الصلاۃ علی البشیر النذیر اوران کے علاوہ آپ کے نوکِ قلم سے نکلے ہوئے ہزاروں فتاوے ہیں جو دار العلوم امجدیہ ناگپور کے رجسٹر میں محفوظ ہیں۔

حضرت والا مرتبت ایک بافیض بزرگ تھے۔آپ کی ہر مجلس، عام ہو یا خاص، اس میں علمی اور رشد وہدایت کی ہی بات ہوتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی بابرکت محفل میں بیٹھنے والا چند ہی دنوں میں اپنے اندر خوش آئند تبدیلی محسوس کرنے لگتا۔

آپ سے جب بھی کوئی سوال کیا جاتا تو آپ سائل کی سمجھ اور استعداد کے مطابق تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے کہ اس کو اطمینان ہو جاتا۔یہ میری زندگی کا چھتیس سالہ تجربہ ہے یونہی الجھے ہوئے مسائل کو بڑی حسن وخوبی سے حل فرما دیا کرتے۔ تدبر معاملہ فہمی، دور اندیشی، صبر، تحمل، میں آپ کا جواب نہیں تھا۔غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہزاروں خوبیوں کا سرسبز شاداب گلدستہ بنایا تھا۔

وصال مبارک:

حضرت اشرف الفقہاء بروز جمعرات 15/ذوالحجہ 1441ھ 6/اگست 2020ء کو صبح 10/بج کر 30/منٹ کو بعمر 85/سال اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ رٰجعون!

غسل دینے کے بعد جنازہ گھر کے لان کے سامنے رکھ دیا گیا اور نماز عصر کے بعد سے ۲۵/سے ۳۵/افراد پر مشتمل جماعتوں نے ۷۰/سے ۷۵/مرتبہ نماز جنازہ ادا کی اور ۱۲/بجے شب میں جب جنازہ قبرستان پہنچا تو ولی کی شرکت اور اجازت سے جو نماز جنازہ ادا کی گئی اس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ۴/بجے شب میں تدفین عمل میں آئی ان تمام مرحلوں میں پولیس یا انتظامیہ نے نہ کوئی سختی کی، نہ ہی کوئی رکاوٹ ڈالی، بلکہ ہر ممکن تعاون کیا اور ان میں سے بعض اشک بار بھی ہو گئے۔ نماز جنازہ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے حافظ تحسین اشرف نے پڑھائی۔

اللہ کریم حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم!

حضرت اشرف الفقہاء ہمہ جہت شخصیت

محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی
خادم افتا مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور

یہ نہایت افسوس ناک خبر ملی کہ مفتی اعظم مہاراشٹر، پیر طریقت، رہبر شریعت اشرف الفقہاء حضرت مفتی مجیب اشرف رضوی مرید وخلیفۂ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا ۱۵/ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶/اگست ۲۰۲۰ء کو وصال ہوگیا۔ ''اناللہ وانا الیہ رٰجعون۔''

یہ خبر سب سے پہلے عزیزم مفتی جنید رضا غوثی کے ذریعہ ملی۔ موت العالم موت العالَم۔

عرش پر دھومیں مچیں، وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے، وہ طیب و طاہر گیا

ان کے انتقال پر ملال سے اہل سنت و جماعت کے درمیان سخت خلا واقع ہوگیا ہے۔ ان کی ذات ستودہ صفات تھی، وہ کئی خوبیوں کے جامع تھے۔ نہایت ذمہ دار و باوقار عالم دین اور کہنہ مشق مفتی تھے۔ مفتی اعظم مہاراشٹر اور اشرف الفقہاء کے زرین خطاب آپ کو زیب دیتے ہیں۔

آپ نہایت متحرک و فعال شخصیت کے مالک تھے، اس کے ساتھ عظیم محرک و قائد بھی تھے۔ جہاں آپ لاکھوں مریدین ومتوسلین کے پیر کامل تھے، وہیں ماہر مدرس اور فنکار استاذ بھی تھے۔ آج سے گیارہ سال قبل ۲۰۰۹ء کی ایک مجلس میں خود راقم السطور کے سامنے فرمایا: ''میں نے پہلے بیس سال تک درس گاہ کی خدمت کی، درس وتدریس کا کام انجام دیا، علوم وفنون از بر کیے، اس کے بعد ہی بیعت وارادت اور تبلیغ وارشاد کے میدان میں قدم رکھا۔ درس گاہ سے نکل کر عوامی فیلڈ میں پہنچ کر دین کی خدمت میں لگا۔''

وہ عظیم سماں تھا، پر کیف گھڑی تھی، جب ۱۵/صفر ۲۰۰۹ء میں آپ کی متنوع شخصیت اور ہمہ جہت دینی خدمات کے اعتراف میں حضور قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری جمشید پور علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر مدعو کر کے حضور قائد اہل سنت ایوارڈ اور اشرف الفقہاء کا تکریمی خطاب آپ کو دیا گیا۔ ساتھ ہی ادارہ نے ایک قیمتی اور خوبصورت شیلڈ بھی پیش کی۔ آپ مایۂ

ناز مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین خطیب بھی تھے۔آپ کے خطابات اور تقاریر کی ایک عالم میں دھوم ہے۔نہایت خوش گلو تھے، بسا اوقات مترنم آواز میں تقریر فرماتے، جس سے سامعین خوب محظوظ ہوتے۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کوئی ایک شعر لیتے اور پوری تقریر اس پر کرڈالتے۔اس فن میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔اس عرس مبارک کے سنہرے موقع سے بھی آپ نے ہزاروں کے مجمع میں بطور تشکر کافی دیر تک نہایت جامع و پر مغز خطاب فرمایا۔اس سفر میں آپ کے ساتھ آپ کے خادم خاص حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قادری برکاتی صاحب بھی تھے۔

اس موقع سے اعزازاً آپ کو شہر کے ایک اچھے رہائشی ہوٹل ''سی ٹی ان'' میں ٹھہرایا گیا تھا۔ضیافت وخدمت راقم السطور کے ذمہ تھی۔ان کے لیے ٹفن میں کھانا لایا گیا، ہاتھ دھونے کی نوبت آئی تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور! ٹفن کے اس خالی ڈبا میں ہاتھ دھولیں، آپ چونک گئے اور فرمایا، میں ایسا نہیں کرسکتا یہ ''وضع الشئی فی غیر محله'' ہوگا کیوں کہ اسے اس لیے وضع کیا گیا ہے کہ اس میں کھانے کی چیز رکھی جائے۔ہاتھ دھونے کے لیے اسے وضع نہیں کیا گیا ہے۔پھر آپ نے اس میں (ہاتھ) نہ دھویا۔آپ کے اس رویے سے فقیر قادری بہت متاثر ہوا اور محسوس کیا کہ حضرت کی نظر ایسے ایسے باریک مسائل پر ہے، جن تک ہر شخص کی رسائی نہیں۔گناہوں سے نفرت واجتناب اور سختی سے سنتوں پر عمل کرنا آپ کا وطیرہ تھا۔اس دور میں تصویر کشی کو اکثر عوام وخواص نے اپنی زندگی کا حصہ بنالیا ہے، مگر حضرت ممدوح اس سے کوسوں دور رہے۔اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھ لیتے تو سخت برہمی کا اظہار فرماتے۔

حضرت علمی فیضان سے سرشار کرنے میں دریا دل تھے۔وہ جانتے تھے کہ بخل سے بڑھ کر کوئی بیماری نہیں۔اس راقم الحروف نے جامعہ کے شیخ الحدیث ہونے کی حیثیت سے عرض کیا کہ فضلیت کے طلبہ کو ایک حدیث شریف پڑھا کر اجازت حدیث عنایت فرمادیں، تو آپ آمادہ ہوگئے اور اس سال کے فارغ ہونے والے سارے طلباے دورۂ حدیث کو جامعہ کے ایک روم میں بخاری شریف کی ایک حدیث شریف پڑھا کر اجازت حدیث دی۔دریائے رحمت جوش پر تھا، لہٰذا اسی مجلس میں اسیر مفتی اعظم راقم السطور کو سلسلہ علیہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت وخلافت سے بہرہ ور کیا۔بعدۂ سند خلافت بھی عطا فرمائی۔جواَب بھی بطور یادگار محفوظ ہے۔

اس مجلس میں جامعہ کے اساتذہ وطلبہ کے ساتھ حضرت مولانا قاری فضل حق مصباحی بانی ومہتمم مدرسہ غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر بھی جلوہ افروز تھے، جنھوں نے اس نعمت الٰہیہ پر راقم کو مبارک باد دی تھی۔الحمد للہ علی ذلک۔

ممکن ہے کہ فقیر قادری پر اس قدر عنایت وخرد نوازی کا باعث یہ ہو کہ ناچیز کے والد گرامی الحاج مولانا محمد یونس قادری رضوی (مرید حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان) آپ کے رفیق محترم تھے۔گرامی قدر حضرت مولانا رحمت اللہ مصباحی،

استاذ مدرسہ تنظیم المسلمین ،لوکہامدھوبنی نے راقم السطور سے ایک مجلس میں فرمایا کہ جب میں ناسک (مہاراشٹر) میں امامت وتدریس کی خدمت انجام دے رہا تھا، اس دوران اشرف الفقہاء دامت برکاتہم العالیہ کا وہاں کافی تبلیغی دورہ ہوا کرتا تھا۔ بارہا مجھے ان کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ حضرت کو میں اپنی مسجد میں تقریر کے لیے بھی مدعو کرتا تھا۔ ۲۰۰۸ء سے قبل کسی سن میں ایک مجلس میں حضرت نے مجھ سے فرمایا: مصباحی صاحب ! آپ کا دولت خانہ کہاں ہے ؟ میں نے عرض کیا لوکہا بازار ضلع مدھوبنی (بہار) کا رہنے والا ہوں ۔تو حضرت نے فرمایا: ''ارے ! وہاں کے میرے ایک ساتھی تھے ،مولانا محمد یونس رضوی ، وہ میرے بریلی شریف میں پڑھنے کے دوران کے ساتھی تھے، آپ انہیں جانتے ہیں؟ ان کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور وہ تو میری ہی بستی لوکہا بازار کے رہنے والے ہیں ،جس کا ضلع پہلے دربھنگہ تھا۔ اب مدھوبنی ہے ۔ان کا چند سال قبل ۱۹۹۲ء میں وصال ہوگیا۔ سننے کے بعد حضرت کو سخت جھٹکا لگا اور کافی غم وافسوس کا اظہار کیا۔ حضرت ان کی خوبیوں سے کافی متاثر تھے ۔نہایت اچھوتے انداز میں ان کا ذکر خیر کیا اور ان کے اوصاف ومحامد بیان فرمائے''۔

مندرجہ بالا عرس قائد اہل سنت کے موقع پر جب حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ والرضوان جمشید پور تشریف لائے اس موقع سے راقم الحروف نے حضرت سے مولانا مصباحی موصوف کی بیان کردہ روایت کی تصدیق کے طور پر سوال کر دیا، تو حضرت نے توثیق کرتے ہوئے فرمایا:

''ہاں ! مولانا محمد یونس رضوی لوکہوی ، بریلی شریف میں میرے ساتھی تھے، اور خوب اچھے ساتھی تھے وہ بخاری شریف بہت اچھی طرح پڑھتے تھے۔ وہ کافی ذہین وفطین عالم دین تھے۔''

جس وقت حضرت موصوف نے یہ جملے ارشاد فرمائے اس وقت وہاں عزیز گرامی محمد علی رضا صدیقی برکاتی بھی موجود تھے۔ کرم فرمائی کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خادم حضرت کا پیر بھائی ہے۔ دونوں نے ایک ہی چشمے سے آبِ فیض پیا ہے۔ دونوں غلام سرکار مفتی اعظم ہیں۔

حضرت علیہ الرحمہ نہایت پر اخلاق اور خوش مزاج تھے ۔طلیق الوجہ تھے ،کسی سے ملاقات اور گفتگو کے دوران لب پر مسکراہٹ رہتی ، چہرہ ہشاش بشاش رہتا۔ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے ۔اہل مجلس آپ کی گفتگو سے خوب لطف اندوز ہوتے ۔آپ کی مجلس علمی اور اصلاحی ہوا کرتی تھی ۔ بڑوں کا ادب واحترام اور چھوٹوں پر شفقت اور ان سے بے لوث محبت آپ کا شیوہ تھی ۔غالباً ایک سال قبل عرس رضوی کے موقع پر مارہرہ مطہرہ میں حضرت سید نجیب میاں دامت فیوضہم کے دروازے پر حضرت سے راقم کی ملاقات ہوئی تو وہاں بھی حضرت نے شفقت ومحبت کا ثبوت دیا، اپنے خادم خاص مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے مزید متعارف کرایا۔ وہ پیار ومحبت کے ساگر تھے ۔اس لیے وہ جہاں اپنے مریدین

وتلامذہ سے شفقت ومہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے وہیں دوسرے سنی بھائیوں سے بھی پیار ومحبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے تھے۔

آپ کی شخصیت متنوع اور ہمہ جہت تھی۔اس لیے آپ کی خدمت میں تنوع اور ہمہ گیریت ہے۔ہمارے اس دعوے پر آپ کی تحریکات دال ہیں۔

دارالعلوم امجدیہ ،ناگپور،انواررضا،نوساری گجرات ،امجدی مسجد،شانتی نگرناگپور،اورآپ کی تصنیفات مفتی اعظم پیکراستقامت وکرامت،خطبات کولمبو،ارشادالمرشد،تحسین العیادۃ وغیرہ بین ثبوت ہیں۔

تہہ دل سے دعاہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے پیرومرشدغوث زمن سرکارمفتی اعظم ،مرشدخلافت حضرت اشرف الفقہاء بلکہ سارے مرشدین خلافت اورسرکاروں کے درجات کوبلند سے بلندتر فرمائے۔انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطافرمائے اوران کے فیضان کوعام سے عام تر فرمائے۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے مِری سرکاروں کے

اورحضرت ممدوح کے شہزادے جناب حاجی تنویراشرف رضوی صاحب ،مولاناحافظ تحسین اشرف رضوی صاحب، تینوں شہزادیوں ،نبیرہ وزیب سجادہ مولاناتوقیراشرف صاحب ،حضور کے چہیتے مولاناغلام مصطفیٰ برکاتی صاحب اورڈاکٹراویس حسن صاحب کوہمیشہ صابروشاکرر کھے اوردونوں جہاں میں کامیابیاں عطافرمائے۔

اشرف الفقہاء! ذات وصفات کے آئینے میں

ڈاکٹر شکیل اعظمی

رکن مجلس شوریٰ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور

اشرف الفقہاء حضرت علامہ الحاج مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان گونا گوں خوبیوں کے حامل ہیں۔ آپ علم وعمل کے پیکر، منزلِ رشد وہدایت کے رہبر، عظیم خطیب، غیر معمولی مدبر ومنتظم، بالغ نظر مفتی وفقیہ، یگانۂ روزگار مناظر ومتکلم، بلند پایہ مفکر ودانشور ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین ادیب اور خوش فکر وخوش گو شاعر بھی ہیں۔

آپ کی تحریروں میں جذب وتاثیر کی فراوانی، سادگی وپرکاری، دل کشی ورعنائی بدرجۂ اتم موجود ہے۔

اشعار میں عشق رسول کا سوز وگداز، بزرگانِ دین کی عقیدت ومحبت کا ایمان افروز رنگ وآہنگ قارئین کے دل ودماغ کو پرنور وپرکیف بنا دیتا ہے۔

شاعر ذی وقار نے اپنے مرشد گرامی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں ایک دل افروز منقبت تحریر فرمائی ہے، منقبت کے ان اشعار کے مصداق ومظہر خود حضرت اشرف الفقہاء بھی ہیں۔

اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

شعور پاسِ شریعت، رموزِ راہِ سلوک تری جناب سے لے کر چلے سب اہلِ نظر
فقیہ وعالم و زاہد بنا دیئے کتنے تری نگاہِ تقدس مآب نے اکثر

بلاشبہہ اشرف الفقہاء کی ذات ستودہ صفات، فیضانِ نوری کے لمعات وبرکات کی مظہر اتم ہے۔ بارگاہِ حضور مفتی اعظم ہند سے آپ کو شعورِ پاسِ شریعت بھی حاصل ہوا اور رموزِ راہِ سلوک کا عرفان بھی۔ بہ فضلِ الٰہی حضور مفتی اعظم کی نظر کرم نے آپ کو عظیم فقیہ، متبحر عالم دین اور بے نفس وبے ریا زاہد وعابد ہونے کا شرف بھی بخشا۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا ست

انتہائی پرکشش شخصیت، قابل دید وتحسین وجاہت، آنکھوں میں ایمانی وعرفانی چمک، چہرے پہ ایک خاص نورانی کیفیت، ہر دیکھنے اور سننے والے کو گرویدہ وشیفتہ بنانے کی خداداد صلاحیت، اخلاقی وانسانی قدروں کی آئینہ دار طبیعت وجبلت،

خوش مزاجی وخوش کلامی کی مقناطیسی خصلت وعادت، باوقار سنجیدگی ومتانت، مزید برآں ہم دردی وغم گساری، ایثار وقربانی، حلم و بردباری، امداد وعنایت، اعزّہ واقربا کی خبر گیری وخیر خواہی، احباب کی دل جوئی ودل نوازی، اندرونِ ملک وبیرونِ ملک تبلیغی دورے، دین وملت کی بے لوث خدمت، تدریس وتفہیم کا دل نشیں انداز، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت، دینی مدارس ومساجد کی تعمیر وترقی آپ کے قابل قدر امتیازی اوصاف وخصائص ہیں۔

ہے یہ تشکیل اظہار حقیقت، صرف نہیں ہے جوشِ عقیدت
حرفِ ثنا ہے حرفِ صداقت اشرفِ ملت زندہ باد

ممدوح گرامی نے اپنی نعت پاک میں ایک شعر کہا ہے۔

اس کی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہلِ نظر
جو لگا تار ہو سرکار میں آتا جاتا

حضرت بیکلؔ اتساہی نے بڑی دل سوزی کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں التجا کی تھی ع

ہمیشہ کے لیے سرکار اذنِ حاضری دے دو

یہ تمنائے دلی اور دعائے اذنِ حاضری حضرت اشرف الفقہاء کے حق میں مقبول ہوتی نظر آرہی ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور آپ تاحیات مسلسل حج وعمرہ کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے رہیں۔

بلاشبہہ حضرت اشرف الفقہاء کی یہ قابل رشک خوش بختی اور فیروزمندی ہے کہ آپ تادمِ تحریر ۳۲/ اکتیس حج وزیارت اور ۲۵/ پچیس بار عمرے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ **فالحمدللہ علیٰ ذالک۔**

اشرف الفقہاء کی علمی وادبی نگارشات کے جلوے دیکھنے کے لیے ان کی اہم ترین تصنیفات (خطبات کولمبو، ارشاد المرشد، تحسین العبادت، تابشِ انوارِ مفتی اعظم اور مسائل سجدۂ سہو) کا مطالعہ فرمائیں۔ یقیناً آپ ان کی نکتہ آفرینی، علمی وفکری پختگی، فقہی بصیرت، آیات واحادیث کی بے غبار تفسیر وتشریح اور زبان وبیان کی سحر انگیز فصاحت وبلاغت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

رب کریم تادیر موصوف محترم کو صحت وسلامتی کے ساتھ دینی وملی خدمات کا موقع عطا فرمائے۔ اور ان کا سایۂ لطف وکرم ہمارے سروں پہ قائم رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

☆☆☆

تذکرۂ عالیہ حضور اشرف الفقہاء

العلام المفتی الشاہ محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

مولانا قلندر رضوی

رائچور، کرناٹک

''حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ'' بے شک آپ ایک نہایت محتاط عالم باعمل، مفسر ومحدث، خطیب ومناظر، مصلح ومبلغ، مفکر ومدبر، ادیب وشاعر، صوفی مزاج، عامل شریعت، شیخ طریقت، حامی سنت، ماحی بدعت، قائد اہل سنت اور محافظ مسلک اعلیٰ حضرت جیسی تمام مذکورہ صفات سے متصف تھے۔

''آپ کی ذات ستودہ صفات'' محبت الٰہی وعشق رسول کی حفاظت، اتباع سنت وشریعت، فقہ ودرایت، فہم وفراست، شفقت ومحبت، تقویٰ وطہارت رد ضلالت، نصرت سنیت اور حسن صورت وسیرت میں اپنی مثال آپ تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن وجمال اور فضل وکمال کا بہترین پیکر بنایا تھا، وجاہت کا یہ عالم تھا کہ سیکڑوں علما ومشائخ کی جھرمٹ میں آپ ''شمع محفل'' بلکہ ''مہر محفل'' دکھائی دیتے تھے۔ درس وتدریس، تقریر وتبلیغ اور حل امور میں خصوصاً حسن تفہیم میں یکتائے زمانہ تھے۔ اپنے علم وفضل اور خوش اخلاقی سے مقبول خلق بلکہ مرجع خلائق تھے۔ چنانچہ آپ کی خداداد ذہانت وفطانت جوہر خطابت، مناظرنہ لیاقت، رشد وہدایت، علمی وجاہت، روحانی عظمت اور قائدانہ صلاحیت کا لوہا دنیا نے مانا ہے۔

آپ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پھر حضرات انبیا و رسولان عظام، صحابہ واہل بیت کرام، شہدا و صالحین، اولیا بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور سادات ومشائخ مارہرہ مطہرہ واکابر وافاضل بریلی شریف سے حسب مراتب بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ رفیق ملت حضور نجیب میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے حضرت والا کے وصال کے ایک گھنٹے کے بعد (بذریعۂ فون) راقم الحروف سے ایک تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا: ''قلندر صاحب! اب دنیا میں ایسی شخصیت نہیں ملے گی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے''۔ ع

ایسا کہاں سے لائیں کہ تم سا کہیں جسے

آپ بحیثیت ''خطیب اہل سنت'' ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، ساری زندگی اپنے پراثر خطابات یعنی اپنے مخصوص مفسرانہ

اسلوب، محدثانہ انداز، عالمانہ وقار، عارفانہ شان اور مقررانہ لب ولہجے سے قوم وملت کو ہمیشہ بیدار کرتے رہے آپ کے خطاب کا انداز سب سے جداگانہ، انوکھا اور نرالا تھا جب آپ دوران خطاب سرکار اعلیٰ حضرت کے اشعار کی تشریح فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا آپ کے ہونٹ پھول اور موتی برسا رہے ہیں اور جب آیات قرآنی کی تلاوت فرماتے تو سناٹا چھا جاتا، اور ہر شخص سراپا گوش بن کر محویت میں ڈوب جاتا۔ حاضرین وسامعین پر کیف طاری ہو جاتا اور وجد آفریں نعروں سے فضا گونج اٹھتی۔

اسی طرح بحیثیت ''شیخ طریقت'' ملک وبیرون ملک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کرتے ہوئے آپ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے فیضان کو بھی عام کیا۔

آپ نے بیرون ممالک کے دورے بھی فرمائے ہیں مثلاً عرب شریف (حرمین شریفین)، مصر، ایران، ساتھ افریقہ، انگلینڈ، نیپال، سری لنکا اور پاکستان وغیرہا جب کہ سال بھر عموماً اپنے ملک کے تقریباً صوبوں اور علاقوں کا تبلیغی دورہ فرماتے ہی رہتے ہیں۔ جس دیہات یا شہر میں آپ کی آمد ہوتی، وہاں علمی اور روحانی بہار آجاتی، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت ہونے لگتی، مساجد ومدارس ومکاتب کا بتدریج قیام عمل میں آتا۔ سچ پوچھو تو آپ کی ذات میں اصلاح فکر واعتقاد اور مخلصانہ خدمت خلق کا یہ جذبۂ پاکیزہ آپ کے مرشد گرامی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی دعاؤں اور نگاہ کیمیا اثر سے منتقل فرمادیا تھا۔ اسی لیے آپ نے اپنے آپ کو علم دین کی نشر واشاعت اور دین وسنیت کی خدمت کے لیے اللہ ورسول کے لیے وقف کردیا تھا۔ چنانچہ انہیں غیر معمولی مصروفیات کے باعث آپ کو تصنیف وتالیف کا موقع بہت کم ملا، تاہم جب کبھی سفر وحضر میں کچھ فرصت ملتی تو قلم کو جنبش دیتے۔ چند صفحات قلم بند فرما لیتے۔ ''قطرہ قطرہ دریا شود'' کے مطابق، آخر چند تصانیف معرض وجود میں آہی گئیں۔ آپ نے حضرت والا کی ''تقریر'' تو سنی ہوگی ذرا ''تحریر'' بھی دیکھ لیجیے۔

(۱۹۷۲ء کے سفر حیدرآباد میں حضور مفتی اعظم کے ہمراہ حضرت والا بھی تھے۔ تاریخی ''مکہ مسجد'' کے عظیم الشان جلسے کی منظر کشی، یوں فرماتے ہیں۔)

''پورا علاقہ نعرہائے تکبیر ورسالت سے گونج پڑا، دیوانوں کی بھیڑ نے کار کو آگے بڑھنے سے روک دیا، اتنے میں پولس انتظامیہ نے بروقت پہنچ کر بھیڑ پر کنٹرول کرایا اور حضرت والا کی کار کو گھیرے میں لے کر آہستہ آہستہ مکہ مسجد کے صدر دروازہ تک پہنچادیا اور پھر کار سے اتار کر حضرت اقدس کو بڑی مشکلوں کے ساتھ شہ نشین تک لے گئے، اس وقت مشتاقان جمال یار کے شوق دیدار کا منظر قابل دید تھا، میں نے اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ایسا پرکیف منظر دیکھا ہے اور نہ اب دیکھنا میسر ہوگا۔ شہ نشین پر علما ومشائخ کے بیچ ایک مخصوص نمایاں جگہ محفوظ تھی جو خاص حضرت کے لیے سجائی اور بنائی گئی تھی۔

حضرت والا تبار شہ نشین کے جیسے ہی قریب پہنچے، تمام علما ومشائخ نے پرتپاک باادب استقبال کیا اور پورے احترام کے

ساتھ حضرت قبلہ کو ان کی جگہ بٹھا دیا گیا۔ جب سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے بآں جاہ جلال شہ نشیں پر رونق اجلال فرمایا تو یہ نورانی، پروقار منظر ایسا لگتا تھا کہ وزراے وفا شعار اور خادمان دربار کے درمیان، شہنشاہ عالی وقار جلوہ بار ہے یا چمکتے دمکتے ستاروں کے ہجوم میں ''بدر کامل'' ضیا بار ہے''۔ (تابش انوار مفتی اعظم ص ۱۴۰)

درس گاہ مجیبی کا بھی جلوہ دیکھ لیجیے:

راقم الحروف کا چشم دید مشاہدہ ہے کہ آپ کی درس گاہ اشرف میں ۸ رطلبہ نہایت ہی شریف، باادب، حاضر ذہن اور ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھتے۔ آپ کے پاس ہر کتاب کا درس بڑا پر مغز ہوتا۔ خصوصاً جب آپ تفسیر جلالین کا درس دیتے اور ''وجوہات تفسیر'' بیان فرماتے تو طلبہ کی روح جھوم اٹھتی۔ کم فہم اور کم ذوق طالبان علم بھی مستفید و مستفیض ہوتے۔ سوال کرنے پر ہرگز ناراض نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے۔ کبھی حوصلہ افزائی فرماتے۔ کبھی سوال کی بھی اصلاح فرماتے۔ پھر فرماتے، سوال ایسا نہیں، بلکہ ایسا کرنا چاہیے بعدہٗ، اس کا آسان زبان میں تشفی بخش جواب عنایت فرما کر پوچھتے: سمجھ میں آیا؟ اگر طلبہ جی، ہاں! کہتے تو آگے تعلیم دیتے ورنہ دوبارہ کسی مثال سے تفہیم فرماتے یہاں تک کہ قلب وفکر کے دریچے کھل جاتے۔ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ دل گلشن گلشن ہو جاتا ہے جب چہروں پر بشاشت دیکھتے تو بڑے خوش ہوتے۔ پھر اگلے جملے ارشاد فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس پیارے اسلوب تدریس پر شفقت اور تفہیم علم و تعلیم و تربیت کا حصہ نصیب فرمائے آمین۔

فن سخن وری سے بھی یک گونہ آپ کا تعلق تھا۔ اس کی بھی دو ایک مثالیں ملاحظہ کر لیجیے۔ حضرت والا علیہ الرحمہ جب پچیسویں مرتبہ ''حج و زیارت'' کی سعادت سے سرفراز کیے گئے تو بارگاہ رسالت میں شکرانہ اور استغاثہ پیش کرنے کے لیے یوں لب کشا ہوئے۔

مرے کریم کا ایسا کرم ہوا مجھ پر — پچیس سال مسلسل بلا لیا در پر
مری بساط کہاں اور کہاں یہ فضل و کرم — محض حضور فیضانِ خاص کا ہے ثمر
کرم کی بھیک میں اپنی خوشی عطا کر دو — تمہارے در پہ کھڑا ہے مجیب خستہ جگر
سر نیاز جھکاتا ہے اشرف رضوی — کرم کا ہاتھ بھی رکھ دو غلام کے سر پر

عزیز العلماء حضرت مولانا الحاج غلام مصطفیٰ صاحب برکاتی زید مجدہ کے جواں سال صاحبزادہ مولانا حافظ محمد مرتضیٰ علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال پر قلم برداشتہ ''چند دعائیہ اشعار'' یوں تحریر فرمائے: (صدمہ مرگ ذوالقدر)۔

وہ محمد مرتضیٰ جو حافظ قرآن تھا — سوے جنت چل دیا جو عالم ذیشان تھا
ڈوب کر ''پانی''، نہیں جام شہادت پی لیا — کیا خبر تھی؟ مرتضیٰ! تو اتنا عالیشان تھا
تیری تربت پر ہمیشہ بارش انوار ہو — اشرف خستہ جگر کا تو بھی اک ارمان تھا

آپ علیہ الرحمہ کو بحمدہ تعالیٰ ۲۳ رمرتبہ ''حج وزیارت'' کی سعادت نصیب ہوئی۔ عمرہ کی تعداد عدد کلیمی سے تجاوز کر گئی ہوگی۔ طواف خانۂ کعبہ'' اور'' زیارت روضۂ رسول'' کی تعداد تو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح آپ کے تلامذہ کی تعداد، سیکڑوں کو پہنچتی ہے۔ ''خلفا'' کی تعداد ایک سو سے زائد، ''مریدین'' کی تعداد ایک لاکھ سے زائد اور آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ''ایمانا (ورزقھم اللہ بہ ایمانا''۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کے سبب انہیں ایمان کی دولت بخشی۔)

خدمات جلیلہ کی ایک جھلک:

حضور والا نے ''الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور (مہاراشٹر) کے بانی و ناظم متولی کی حیثیت سے صرف جامعۂ ہٰذا ہی کو اپنا ''مرکوز خاطر'' اور ''مرکوز نظر'' نہیں بنایا بلکہ اپنی نظر کیمیا اثر، سے دیگر جامعات و مدارس و مکاتب کے قیام و استحکام پر بھی ''نظر التفات'' رکھی تا کہ وہ بھی عوام و خواص کی نظروں میں سمائیں۔ ع حبیبنا ابن انظر بار دگر کن

یوں تو ملک اور بیرون ملک میں خدا جانے کتنے ادارے، جامعات، مدارس و مکاتب آپ کی صدارت و سرپرستی میں دینی اور علمی خدمات انجام دے رہے ہوں گے تاہم ''جامعہ رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رائچوری (کرناٹک) اور دارالعلوم انوار رضا نوساری گجرات'' کو اگر حضور اشرف الفقہاء کی'' دو آنکھیں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور پھر ''گلشن رضوی رائچوری'' کو ''درس گاہ'' سے ''مرکزی درس گاہ'' یعنی ''دارالعلوم'' سے ''جامعہ'' کی منزل ارتقا پر آپ ہی نے پہنچایا ہے اساتذہ و ارکان جامعہ ہٰذا اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ جامعہ ہذا و دیگر جامعات و مکاتب محببی'' ہمیشہ یوں ہی جاری رہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت والا کو جامعۂ ہٰذا سے بڑا گہرا اور قلبی تعلق تھا۔ ادارہ سے خاص محبت فرماتے تھے نہایت ہی دل چسپی سے اس کے احوال سماعت فرماتے۔ اس کے امور حل فرماتے۔ اساتذہ و ارکان کو نیک مشوروں اور دعاؤں سے نوازتے، حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپ کے وصال سے جامعہ ہذا کا پورا عملہ اور ارباب ادارہ غم زدہ اور رنجیدہ بلکہ گلشن رضوی کا ہر گال و برگ خزاں رسیدہ ہے۔ القصہ مختصر یہ کہ ''علم و فضل کا یہ آفتاب، عالم تاب کم و بیش پون صدی تک اپنی محببی نورانی شعاعوں سے عالم اسلام کو منور کرتا رہا۔ پھر حکم الٰہی سے پندرہویں ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ کو زوال کا داغ لگنے سے پہلے ہی دن کے تقریباً ساڑھے دس بجے غروب ہوگیا۔ اللھم رب اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی الجنۃ۔

جنتی وفات یافت

اللہ مجیب الدعوات جل جلالہ اپنے حبیب مستجاب الدعوات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق آپ کے مراتب عالیہ میں بے شمار بلندیاں عطا فرما کر آپ کے علمی و روحانی فیضان کو جملہ اہل سنت پر عام و تام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

☆☆☆

حضور اشرف الفقہاء: ایک تعارف

مولانا قاری ریحان رضا مصباحی
استاذ: جامعہ امجدیہ، ناگپور

اشرف الفقہاء حضرت مفتی محمد مجیب اشرف امجدی علیہ الرحمۃ اس عظیم المرتبت شخصیت کا نام ہے؛ جنھوں نے اپنی ساری زندگی خدمتِ دین اور مذہب اسلام کی ترویج واشاعت اور فروغِ رضویات میں گزاری۔ انھوں نے نام ونمود اور مفادِ دنیوی کے لیے کبھی بھی کوئی کام نہیں کیا۔ ہمیشہ پرچمِ اسلام کی سربلندی اور اللہ ورسول کی رضا وخوشنودی کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔

ولادت:

اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو) کے قصبہ گھوسی (جسے ''مدینۃ العلماء'' کہا جاتا ہے) میں ۲؍رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۶؍نومبر ۱۹۳۵ء شنبہ کو پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے اور پروان چڑھے۔

نام ونسب:

آپ کے والد ماجد الحاج صوفی محمد حسن اشرفی بن حافظ جمیع اللہ صاحب نے آپ کا نام محمد مجیب اشرف رکھا۔ آپ کے جد اعلیٰ الحاج حافظ محمد احمد صاحب تھے۔ جو محلہ کریم الدین پور گھوسی کی جامع مسجد کے باوقار خطیب وامام تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے اپنی دینی تعلیم کا آغاز قصبہ گھوسی میں واقع مدرسہ شمس العلوم سے کیا۔ کچھ دنوں تک دار العلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا بلرامپور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ اور بریلی شریف میں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے لگائے ہوئے علمی چمن گہوارۂ علم وفن مظہر اسلام سے ۱۹۵۷ء میں فراغت حاصل کی۔

اساتذۂ کرام:

حضرت میاں جی محمد تقی، عم محترم حضرت مولانا شمس الدین، علامہ رضاء المصطفیٰ قادری، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان بریلوی، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی، حضرت مولانا معین الدین اعظمی، حضرت مولانا ثناء اللہ امجدی محدث مئو۔ علیہم الرحمۃ

مذکورہ اساتذۂ کرام نے اپنے علمی خزانوں سے آپ کو خوب مالا مال کیا۔لیکن زیادہ تر علوم خصوصاً فقہ وافتا کی تربیت آپ نے شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ سے پائی۔ انھیں کی فقہی تربیت نے آپ کو مفتی اعظم مہاراشٹر بنایا۔اور اشرف الفقہاء کے تکریمی خطاب سے مشہور ہوئے۔

خلافت واجازت:

حضور مفتی اعظم آپ کے پیر اور مرشد اجازت ہیں۔آپ کو اپنے پیر سے ایسی گہری عقیدت رہی کہ بارہا فرماتے: ’’مجھے علمی جام پلایا ضرور شارح بخاری نے مگر اس میں حلاوت پیدا کی میرے مفتی اعظم نے۔‘‘

درس وتدریس:

فراغت کے معاً بعد ہی آپ ناگپور مہاراشٹر تشریف لائے اور جامعہ عربیہ اسلامیہ شاخ کامٹی ناگپور میں ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۰ء تدریسی خدمات پر معمور رہے۔ بعدۂ جامعہ عربیہ نعل صاحب روڈ ناگپور میں ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۵ء خدمات انجام دیں۔اور پھر ۱۹۶۶ء میں دارالعلوم امجدیہ قائم فرمایا اور تادمِ آخر اسی ادارے کے مہتمم وسربراہ اعلیٰ وشیخ الحدیث رہے۔

جامعہ عربیہ کے بعد مہاراشٹر کی سرزمین پر جامعہ امجدیہ ہی نے طالبانِ شوق ومعرفت کی علمی کفالت کی۔اس ادارے نے قوم وملت کی ہر طرح کی دینی ضرورتیں پوری کیں۔آج مہاراشٹر، ایم پی، چھتیس گڑھ اور اے پی کے اکثر علاقوں میں امجدیہ کے فارغین دین وسنیت کی توسیع میں لگے ہوئے ہیں۔حضور والا کی سربراہی میں ادارہ مسلسل ترقیاں کرتا گیا۔اور ضروریات کے جملہ شعبہ جات قائم ہوتے گئے، ہر شعبہ میں محنتی اور باصلاحیت اساتذہ کی تقرری ہوتی گئی؛ نتیجتاً ادارے کا سالانہ بجٹ بھی بتدریج بڑھتا گیا۔راقم الحروف کی جانکاری کے مطابق ۲۰۱۹ء کا سالانہ بجٹ تقریباً ۸۰ر لاکھ تھا۔یہ پوری رقم صرف رمضان المبارک میں حضور اشرف الفقہاء از خود اکٹھا فرما لیتے۔ابھی چند سالوں سے جب کبھی رمضان المبارک میں طبیعت علیل ہو جاتی تو مجھ فقیر کو بعض مقامات پر بھیجتے۔ناچیز کی یہ کوشش ہوتی کہ حضور والا کی امیدوں پر کھرا اُترے۔الحمدللہ! جب واپس آکر بارگاہِ عالیہ میں وصولی کی رپورٹ پیش کرتا تو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا جاتا۔ بہر حال حضور اشرف الفقہاء انتظامی امور میں بڑے باہمت اور ماہر تھے۔ قلب شہر میں ادارہ قائم کرنا اور مختلف جہات سے اسے پروان چڑھانا یہ خود ہی ایک مشکل کام ہے۔ پھر اسے قابل ذکر اور لائق تقلید حد تک پہنچانا؛ بلاشبہہ یہ عطائے الٰہی کا ایک حصہ ہے۔

تبلیغ وارشاد:

آپ ہمہ وقت دین وسنیت کے استحکام اور فروغ کی فکر میں لگے رہتے۔یہی وجہ ہے کہ شہر شہر گاؤں گاؤں سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے پہنچ جاتے اور خالص علمی روش پر عام فہم وسنجیدہ انداز میں لوگوں سے خطاب فرماتے۔زبان کی شیرینی اور حسن تفہیم

سے دلوں کو موہ لیتے۔ جہاں آپ ایک بار چلے جاتے وہاں برسوں رضویت کی دھمک اور خوشبو محسوس کی جاتی۔ اور پھر بعد وعظ و نصیحت لوگوں کو داخل سلسلہ فرماتے اس طرح آپ کا حلقۂ بیعت وارشاد بھی وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

تصنیف وتالیف:

آپ کی تصانیف ضرورت اور تقاضے کے تحت منصۂ شہود پر آئیں۔ آپ نے جو لکھا بہت سادہ اور سلیس انداز میں لکھا۔ جس سے عوام کو تحریر کی تفہیم آسان ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی درج ذیل تصانیف نے قبولیت عامہ حاصل کی اور ان میں بعض کتابیں ایسی ہیں کہ جن کے دو دو چار چار ایڈیشن شائع ہوئے:

[۱] مسائل سجدۂ سہو

[۲] تحسین العیادۃ

[۳] ارشاد المرشد

[۴] خطباتِ کولمبو

[۵] رمضان المبارک کے فضائل ومسائل

[۶] خطباتِ اشرف الفقہاء

[۷] تنویر العین

[۸] تنویر التوقیر ترجمۃ الصلوٰۃ علی البشیر

[۹] فتاویٰ اشرف الفقہاء

[۱۰] دیوانِ مجیب

[۱۱] اشرف النصائح

[۱۲] تابش انوار مفتی اعظم

[۱۳] پیکر استقامت وکرامت

آپ کی حیات کے کئی پہلو ایسے ہیں جن پر کئی کئی اوراق لکھے جا سکتے ہیں تاہم ہم نے یہاں بس مختصراً بعض پہلو ذکر کر دیے تاکہ حضور اشرف الفقہاء کے تذکرہ نویسوں میں ہمارا بھی شمار ہو جائے۔

☆☆☆

اشرف الفقہاء: حیات کا اجمالی گوشہ

نواسۂ حضور اشرف الفقہاء محمد راشد رضا رضوی امجدی
مدینۃ العلماء گھوسی ضلع مئو، یوپی

خلیفۂ سیدی سرکار مفتی اعظم ہند و خلیفۂ حضور سرکار معلیٰ بغداد، مفسر قرآن، اشرف الفقہاء حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی و روحانی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اکابر و اصاغر علما و مشائخ اور عوام اہل سنت آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں اور عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات اعلیٰ اخلاق و کردار اور اوصاف و محامد سے متصف ہے آپ ایک انتہائی بافیض بزرگ اور عظیم عالم ربانی تھے۔ حضرت اشرف الفقہاء کی دینی و علمی شخصیت بہت ہی گراں قدر تھی، دین و سنیت کے حوالے سے آپ کی خدمات بہت زیادہ ہیں جن کا دائرہ ملک و بیرون ملک تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ مسند افتا و درس و تدریس کے شہنشاہ، میدان وعظ و خطابت کے شہسوار، مسند تصوف و طریقت کے عظیم شیخ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے زبردست محافظ و ناشر تھے۔ ملک و بیرون ملک میں آپ کے تلامذہ و خلفاء و مریدین کثیر تعداد میں ہیں۔

حضرت اشرف الفقہاء کی علمی و روحانی شخصیت میں قدرت نے بڑی خوبیاں رکھیں۔ علمی اعتبار سے آپ کامیاب مدرس، بالغ نظر مفتی، عمدہ مفسر، عظیم مفکر اور بہترین مقرر تھے، تنظیمی اعتبار سے اعلیٰ منتظم با اعتماد مہتمم اور با اخلاق محتسب تھے۔ روحانی اعتبار سے قابل احترام شیخ طریقت صاحب رشد و ہدایت، مریدین کے لیے سراپا رحمت و شفقت تھے۔ جب سادات کرام سے ملاقات ہوتی تو سراپا ادب بن جاتے اور اپنے آپ کو اعلیٰ حضرت کے اس شعر۔

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

کا مصداق بنا لیتے۔

آپ کی سادہ زندگی میں بڑی کشش پائی جاتی تھی، آپ احکام شرعیہ کی پابندی و پاسداری کو دیگر امور پر مقدم رکھتے تھے۔ آپ کی بافیض اور بابرکت صحبت میں ایک دو بار حاضر ہونے والا آپ کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت آپ کے وطن مالوف مدینۃ العلماء گھوسی ضلع مئو (یوپی) کے محلہ کریم الدین پور کے خوشحال علمی دوست گھرانے میں مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر بوقت سحر ہوئی۔

نام ونسب:

محمد مجیب اشرف ابن الحاج محمد حسن صاحب ابن حضرت حافظ جمیع اللہ صاحب علیہما الرحمۃ والرضوان۔

جداعلیٰ:۔ الحاج حافظ احمد صاحب علیہ الرحمہ

جد محترم (ماں کی جانب سے): حضرت مولانا صدیق صاحب علیہ الرحمہ جو حضرت صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے بڑے چچازاد بھائی اور استاذ تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی تعلیم وتربیت اول تا آخر لائق وفائق اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ہوئی قرآن شریف (ناظرہ) محلہ کریم الدین کے ایک بزرگ جناب میاں جی محمد تقی صاحب سے پڑھا۔ اردو اور حساب درجہ چہارم تک کی تعلیم مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں ہوئی۔ پرائمری درجہ چہارم پاس کرنے کے بعد اسی مدرسہ میں فارسی کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب علیہ الرحمہ امجد نگر گھوسی سے پڑھیں اس کے بعد سے فارسی کتابیں تین سال تک حضرت مولانا محمد سعید خاں صاحب علیہ الرحمہ (فتح پور گھوسی) سے پڑھیں۔ عربی کی چند ابتدائی کتابیں اپنے چچا حضرت مولانا شمس الدین صاحب سے اور باقی کتابیں کافیہ تک شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔

۱۹۵۱ء میں شارح بخاری علیہ الرحمہ بحکم جلالۃ العلم سرکار حافظ ملت محدث مرادآبادی، دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپیڑ وابلرام پور، یوپی۔ تشریف لے گئے۔ اپنے استاذ محترم کے ساتھ حضرت والا بھی دارالعلوم فضل رحمانیہ چلے گئے یہاں دوسال رہ کر شرح جامی تک کی کتابیں شارح بخاری علیہ الرحمہ سے پڑھیں اس وقت فضل رحمانیہ میں شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ قاری رضاء المصطفیٰ صاحب امجدی علیہ الرحمہ مدرس تھے ان سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۳ء میں حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ، حضور سرکار مفتی اعظم ہند حضرت العلام مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ کی طلبی پر بریلی شریف تشریف لے گئے۔ حضرت والا بھی آپ کے ہمراہ بریلی شریف تشریف لے گئے۔ وہاں مرکزی دارالعلوم مظہر اسلام میں تعلیم کی تکمیل فرمائی ۱۹۵۷ء میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے فراغت ہوئی۔

دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں جن علمائے کرام سے اکتساب علم وفیض فرمایا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) فقیہ العصر نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

(۲) شیخ العلماء مولانا مفتی غلام جیلانی علیہ الرحمہ (حضرت اشرف الفقہاء کے سگے ماموں جان)

(۳) صدر العلما مولانا مفتی ثناء اللہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ

(۴) شیخ المعقولات مولانا معین الدین خان صاحب علیہ الرحمہ (فتح پور گھوسی)

(۵) صدر العلماء مفتی تحسین رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ

مذکورہ بالا اساتذۂ کرام میں سب سے زیادہ کتابیں شارح بخاری علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ اس لیے اکثر فرمایا کرتے تھے شارح بخاری علیہ الرحمہ میرے استاذ کل ہیں۔ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ اپنے اس علمی اور روحانی فرزند ذیشان پر ناز فرماتے تھے کہ دنیا میں میرا ایک ہی شاگرد "مجیب اشرف" ایسا ہے جس نے اول تا آخر میرے پاس رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی۔

حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ ۱۹۹۲ء میں عرس قاسمی میں شرکت کی غرض سے مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے بعد نماز مغرب حضور سیدی آقائی و مولائی سرکار احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کی غرض سے آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہاں پہلے سے ہی حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے حضرت والا کو شارح بخاری دیکھ کر بہت خوش ہو گئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اور سرکار احسن العلماء سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا حضور! یہ مجیب اشرف، حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی صاحب اور رئیس الاذکیاء مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی کے بھانجے ہیں۔ اور یہ میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے سوال فرمایا کہ شریف الحق کیا لایا ہے۔ تو عرض کردوں گا مجیب اشرف لایا ہوں۔ یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلما کی آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ حضور! احسن العلماء نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔ (مسائل سجدہ سہو، ص ۶۳)

رہتی دنیا تک حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی حیات مقدسہ کے اس واقعہ کو یاد رکھا جائے گا۔

درس و تدریس کا آغاز:

۱۹۵۷ء میں حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی فراغت ہوئی ۱۹۵۸ء میں ناگپور شریف کی مشہور و معروف قدیم درس گاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کو ایک قابل نائب شیخ الحدیث کی ضرورت تھی۔ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ علامہ مفتی عبد الرشید صاحب فتح پوری علیہ الرحمہ نے حضور مفتی اعظم ہند اور حضور شارح بخاری کو خط روانہ فرمایا کہ جامعہ عربیہ کے لیے ایک لائق و فائق نائب شیخ الحدیث روانہ فرمائیں۔ دونوں بزرگوں کی نظر انتخاب حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ پر پڑی اور اس جواں سال عالم نبیل کو ناگپور بھیج دیا گیا۔ مفتی عبد الرشید علیہ الرحمہ نے کم عمری کی بنا پر آپ کو بجائے جامعہ میں رکھنے کے کامٹی جامعہ عربیہ کی شاخ میں

منصب صدارت پر مقرر فرمایا کامٹی کے مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام نہیں تھا اس لیے حضور والا نے دو سال تعلیمی خدمات انجام دینے کے بعد استعفیٰ دے دیا اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم سے ناگپور کچھی میمن مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے لگے چند مہینوں کے بعد حضور مفتی عبدالرشید علیہ الرحمہ نے آپ کی صلاحیتوں کا اندازہ کر کے جامعہ عربیہ اسلامیہ میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمایا آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ چند وجوہات کی بنا پر جامعہ سے علاحدگی اختیار کرنی پڑی اور ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور قائم فرمایا اور زندگی بھر اس کی آبیاری کرتے رہے جو آپ کی تعمیری خدمات کا سب سے روشن باب اور آپ کی کارکردگی کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

بیعت وخلافت:

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ طالب علمی کے زمانے میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت سید سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر ۲۴ رصفر المظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۲/ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں بمقام بریلی شریف مرید ہوئے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اسی روز بعد نماز عشاء حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اور حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کو ایک ساتھ سلسلۂ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، رضویہ کے تعویذات، اعمال اور نقوش کی تحریری اجازت عنایت فرمائی۔ پھر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں جب سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ناگپور تشریف لائے اس وقت اشرف الفقہاء فارغ ہو کر ناگپور تشریف لا چکے تھے۔ سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے علمائے کرام اور عوام اہل سنت کی موجودگی میں بغیر طلب کیے اپنی خوشی سے خلافت واجازت سے نوازا۔

بغداد شریف بارگاہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین حضرت سید یوسف گیلانی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو ۱۹۹۱ء میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے بغیر طلب کیے اپنی خوشی سے اجازت وخلافت سے نوازا۔

مارہرہ مطہرہ سے بھی حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کو فیض حاصل ہوا حضور رفیق ملت علامہ سید نجیب حیدر میاں نوری مدظلہ العالی نے آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

تالیفات وتصنیفات:

درجہ ذیل تصانیف میں سے اکثر طبع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں بعض زیر طبع اور زیر ترتیب ہیں:

(۱) مسائل سجدہ سہو (۲) تحسین العیادۃ (۳) ارشاد المرشد (۴) خطبات کولمبو (۵) رمضان المبارک کے فضائل ومسائل

(۶)خطبات اشرف الفقہاء (۷)تنویرالعین (۸)فتاویٰ اشرف الفقہاء (۹)تنویرالتوقیر ترجمۃ الصلاۃ علیٰ البشیر والنذیر (۱۰)المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ (۱۱)کلامِ مجیب (۱۲)اشرف النصائح (۱۳)تابش انوار مفتی اعظم (۱۴)پیکر استقامت وکرامت

دارالعلوم امجدیہ کا قیام:

وسط ہند کے مشہور شہر ناگپور میں آپ نے ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ نامی ایک عظیم ادارہ قائم فرمایا جس میں طلبائے کرام اپنی علمی تشنگی بجھارہے ہیں؛ الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی حیات مقدسہ کا عظیم کارنامہ ہے۔ الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور کے علاوہ ملک کے بہت سارے علاقوں میں آپ کی سرپرستی میں عظیم ادارے کامیابی کی جانب رواں دواں ہیں۔

نوساری گجرات جہاں سنیت کا نام لینا جرم تھا اور وہاں اپنی جماعت کی صرف تین مسجدیں تھیں، لیکن اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے قدم رکھنے کے بعد آج اسی نوساری گجرات کی سرزمین کثیر مساجد ہیں سبحان اللہ۔ اسی نوساری میں آپ کی سرپرستی میں دارالعلوم انوار رضا چل رہا ہے، دارالعلوم کی بنیاد حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے دست مقدس سے رکھی گئی اور دارالعلوم انوار رضا نوساری گجرات جو آج ملک کا ایک عظیم ادارہ مانا جاتا ہے۔ دارالعلوم انوار رضا کے بانی و مہتمم خلیفۂ تاج الشریعہ و خلیفۂ اشرف الفقہاء عزیز العلماء حضرت علامہ غلام مصطفیٰ صاحب قبلہ قادری برکاتی ہیں جو پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دعا ہے رب قدیر حضور عزیز العلماء کو طویل عمر عطا فرمائے اور آپ کی خدمات قبول فرمائے۔

اس کے علاوہ رائچور کی سرزمین پر حضور اشرف الفقہاء کی سرپرستی میں دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی اور اس کے علاوہ بہت سارے ادارے آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

مدینۃ العلماء گھوسی میں آمنہ مسجد کی تعمیر:

مدینۃ العلماء گھوسی کے ایک نامور عالم دین حضرت مولانا الحاج شفیق احمد عزیزی علیہ الرحمہ کی ہمشیرہ محترمہ حجن آمنہ خاتون صاحبہ تھیں۔ جن کی کوئی اولاد نہ تھی انہوں نے اپنے مکان کا ایک حصہ تعمیر مسجد کے لیے وقف کردیا تھا ڈاکٹر رضوان الحق مرحوم کی کوششوں سے کرسی تک کام ہوسکا تھا کہ ڈاکٹر صاحب انتقال کر گئے اور کام وہیں پر رک گیا حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے اپنی ذاتی دلچسپی اور لگن سے تعمیر مسجد کا بیڑا اٹھایا بحمدہ تعالیٰ یہ مسجد تعمیر و تزئین و تحسین کے بعد مصلیوں سے آباد ہے اور یہ مدینۃ العلماء گھوسی کی خوبصورت مسجدوں میں سے ایک ہے۔

☆☆☆

حضور اشرف الفقہاء کی خاندانی پس منظر

تحسین اشرف

۶/ اگست ۲۰۲۰ء مطابق ۱۵/ ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ کی صبح ۱۰:۳۰ بجے دنیاے سنیت کے عظیم عالم دین و روحانی پیشوا حضور اشرف الفقہاء علامہ الحاج مفتی محمد مجیب اشرف قبلہ علیہ الرحمہ (مفتی اعظم مہاراشٹر) اس دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت کی خبر سے متوسلین، معتقدین اور مریدین میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی ذات جامع صفات تھی آپ متبحر عالم دین، فقید المثال خطیب اسلام وسنیت، مسلک اعلیٰ حضرت کے پرجوش مبلغ وناشر، پیر طریقت، واقف اسرار شریعت، غواص بحر معرفت، مستند مفتی، ماہر مدرس اور سچے عاشق رسول تھے آپ کا سانحۂ ارتحال دنیائے سنیت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے۔ پروردگار ہمیں آپ کا بدل عطا فرمائے۔ وما ذلك على الله بعزيز۔

مولد: سرزمین گھوسی دنیاے سنیت اور علمی حلقوں میں مدینۃ العلماء کے نام سے متعارف ہے۔ قصبہ گھوسی دریاے گھاگھرا اور دریاے ٹونس کے دوآبہ میں ایک ہموار سرسبز وشاداب اور زرخیز مقام ہے جس کے شمال میں تقریباً اٹھارہ کلومیٹر کے فاصلے پر دریاے گھاگھر بہتا ہے اور جنوب میں تقریباً بیس کلومیٹر کی مسافت پر ٹونس ندی بہتی ہے جس کے کنارے ضلع کا صدر مقام مئوناتھ بھنجن آباد ہے۔

یہاں کی غالب آبادی کا ذریعۂ معاش صنعت وحرفت اور زراعت ہے۔ یہ خطۂ زمین عرصہ دراز سے سرچشمۂ علم وحکمت اور گہوارۂ شریعت وطریقت رہا ہے۔ ماضی قریب میں اس خاک سے بہت سی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیتیں پیدا ہوئیں جنھوں نے اس سرزمین کو ثریا کا اوج اور کہکشاں کی رفعت عطا کی۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی آقائی وملجائی، سیدی ومرشدی حضور اشرف الفقہاء خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔

اسی شہر علم وحکمت کے ایک مشہور ومعروف محلہ کریم الدین پور کے ایک متمول علم دوست گھرانے میں حضور اشرف الفقہاء کی ولادت باسعادت مورخہ ۲/ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۶/ نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر بوقت سحر ہوئی، محلہ کریم الدین پور کی بیشتر آبادی ایسے خانوادوں پر مشتمل ہے، جو دوسرے مقامات سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے، حضور اشرف الفقہاء کے خاندان کے بارے میں یہی مشہور ہے کہ یہ مئوناتھ بھنجن سے ہجرت کر کے یہاں آیا اور آباد ہو گیا۔ دنیاوی وجاہت، نسبی طہارت،

دینی شرافت، مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے۔
آپ کا سلسلہ نسب پدری: محمد مجیب اشرف بن محمد حسن بن حافظ جمیع اللہ بن شیخ الحفاظ الحاج حافظ احمد علیہ الرحمہ
والد گرامی: آپ کے والد الحاج محمد حسن مرحوم نہایت دیندار، خوش اخلاق اور راست گفتار شخص تھے۔ علاقے میں آپ کو بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ علاقے کے مسلمان اپنے باہمی تنازعات کے حل اور تصفیہ کے لیے آپ کو بلایا کرتے تھے۔ اور آپ اپنی حسن تدبیر سے فریقین کے لیے ایسا حل پیش کرتے جو ہر فریق کے لیے قابل قبول ہوتا۔ آپ نے طویل عمر پائی اخیر عمر میں بغرض علاج ناگپور تشریف لے گئے اور وہیں تقریباً نوے سال کی عمر میں داعیِ اجل کو لبیک کہا اور مومن پورہ ناگپور کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔ ع

خدا رحمت کند ایں بندگان پاک طینت را

آپ کی اولاد میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔ حضور اشرف الفقہاء کی پیدائش تین اولاد کے بعد ہوئی تھی۔ مزید برآں اللہ نے آپ کو جمال صورت سے بھی نوازا تھا اس لیے گھر کے جملہ افراد کے منظور نظر تھے۔ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ حجن قمر النساء، حجن زیب النساء، افضل النساء اور اجمل النساء اخیر کی دونوں صاحبزادیاں آپ کی زندگی ہی میں رحلت کر چکی تھیں۔ اس وقت صرف محترم حجن زیب النساء بقید حیات ہیں اللہ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ بیٹوں کے اسماے گرامی یہ ہیں: محمد مجیب اشرف اور حبیب اشرف دوسرے صاحب زادے کم سنی ہی میں وفات پا چکے تھے۔
جد اعلیٰ: حضور اشرف الفقہاء کے جد اعلیٰ الحاج حافظ احمد مرحوم بڑے متدین، متقی، پرہیزگار انسان تھے محلہ کریم الدین پور کی بڑی جامع مسجد کے خطیب وامام ہونے کے ساتھ ساتھ تمام ملّی کاموں میں پیش پیش رہتے۔ علاقہ میں آپ کی دیانت داری وپرہیزگاری زبان زد عام وخاص تھی۔
حج بیت اللہ: بیت اللہ شریف جو ہماری نماز پنج گانہ کا قبلہ ہے اس کو اپنے ماتھے کی نگاہوں سے دیکھنا اور اس پاک در پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنا، جس پر صبح وشام ستر ہزار فرشتے سلام پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ ایک مومن کی متاع حیات اور سرمایۂ زندگی ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے گھر اور اپنے در پر حاضری کے لیے منتخب فرمائیں۔ حضور اشرف الفقہاء کے جد اعلیٰ ایک سچے عاشق رسول تھے کہ العطایا علی قدر البلایا لہٰذا وہ پیدل ہی اس مبارک سفر پر نکل پڑے، راستے کی دشواریاں ان کے پائے استقامت میں لغزش لانے کے بجائے جذبۂ شوق کے لیے مہمیز کا کام دیتی۔ تقریباً ایک سال کی مدت میں زیارت حرمین شریفین کی لازوال نعمت سے شادکام ہو کر لوٹے۔ فللہ الحمد۔
نسب مادری: محمد مجیب اشرف بن تسلیمہ خاتون بنت مولانا صدیق بن مولانا یار محمد بن میاں جی بچن بن مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ

والدہ ماجدہ: حضور اشرف الفقہاء کی والدہ ماجدہ تسلیمہ خاتون مرحومہ خالص دینی وعلمی ماحول کی پروردہ تھیں ۔ان کے والد مولانا محمد صدیق علیہ الرحمہ (۱۹۱۲ء) اوران کے بھائی شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ اور خیرالاذکیا حضرت علامہ غلام یزدانی علیہ الرحمہ (م ۱۹۵۴ء) جیسے علمائے ربانیین تھے ۔گھر کا پورا ماحول دینداری ،تقویٰ وطہارت کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔یہی رنگ آپ کی والدہ ماجدہ پر غالب تھا۔آپ کی والدہ بڑی دیندار خوش اخلاق اور نیک خاتون تھیں،اولاد کی تربیت انھوں نے خالص دینی ماحول میں کی یہی وجہ ہے کہ اولاد پر دینداری اور پرہیز گاری کا عنصر غالب رہا۔

حضرت مولانا محمد صدیق علیہ الرحمہ حضور اشرف الفقہاء کے نانا حضور تھے ۔ان کا شمار علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کے شاگرد علامہ ہدایت اللہ رامپوری کے مخصوص تلامذہ میں ہوتا ہے ۔مدرسہ حنفیہ جونپور سے فراغت کے بعد مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم (موجودہ الجامعۃ الاشرفیہ) مبارک پور میں صدرالمدرسین کے عہدے پر فائز رہتے ہوئے انتقال فرمایا۔آپ کے زمانہ صدارت میں اس مدرسہ نے کافی ترقی کی۔آپ کے شاگردوں کی فہرست میں حضور صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت اور خلیفۂ حضور اعلیٰ حضرت حضرت مولانا عبدالسلام گھوسوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۶ھ) کا نام شامل ہے۔

آپ کے دونوں صاحبزادے مولانا غلام جیلانی اور خیرالاذکیاء حضرت علامہ مولانا غلام یزدانی علیہم الرحمہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔

آخرالذکر کے علمی پایہ کا اندازہ صرف اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قبلہ علیہ الرحمہ پاکستان چلے گئے تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے ادارہ میں شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر آپ کا تقرر فرمایا۔حضرت مولانا غلام یزدانی علیہ الرحمہ حضور اشرف الفقہاء کے رشتہ میں ماموں بھی تھے اور آپ کے خسر بھی۔آپ کی صاحبزادی محترمہ عزیزہ بانو (غفراللہ لہا) کو اشرف الفقہاء کی پہلی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہے اور حضور اشرف الفقہاء کی جملہ اولاد انھیں کے بطن سے ہیں۔حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی کل پانچ اولاد ہیں۔جو آپ علیہ الرحمہ کی زوجۂ اول محترمہ عزیزہ صاحبہ کے بطن سے ہیں۔ان میں ۲/صاحبزادے اور ۳/صاحبزادیاں ہیں۔صاحبزادگان الحاج تنویر اشرف رضوی اور حافظ تحسین اشرف رضوی ہیں۔حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی صاحبزادیوں کے نام: راشدہ،حامدہ اور عابدہ ہیں۔زوجہ ثانی سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

مجیب ملت مفتی محمد مجیب اشرف رضوی

ڈاکٹر حسین محمد مشاہد رضوی، مالیگاؤں

مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ بیک وقت بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں، آپ فصیح اللسان خطیب بھی ہیں اور مایۂ ناز ادیب بھی، آپ قادرالکلام شاعر بھی ہیں اور زہد وتقویٰ کا پیکر بھی، آپ واقفِ اسرارِ شریعت و طریقت بھی ہیں اور آشنائے رموزِ محبت وحقیقت بھی، آپ کہنہ مشق مفتی بھی ہیں اور بے مثال مدرس بھی، آپ کامیاب منتظم بھی ہیں اور باکردار مہتمم بھی، آپ فقید المثال مناظر بھی ہیں اور حُسنِ اخلاق کے دھنی بھی، آپ کی بابرکت مجلس میں ایک دوبار حاضر ہونے والا آپ کی پُر کشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

علمائے حق کا ذکر کرنا اوران کے حالاتِ زندگی سے لوگوں کو واقف کرانا سلف صالحین کی سنت ہے۔ راقم اسی پر عمل کرتے ہوئے پیشِ نظر مضمون میں عصرِ حاضر کے جلیل القدر فقیہ، مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کی حیات وخدمات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ حضرتِ والا نے اس پر نظرِ ثانی فرما کر ضروری ترمیم واضافہ کر کے اس تذکرہ کو اعتبار کا درجہ عطا کر دیا ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادتِ باسعادت آپ کے وطنِ مالوف ''مدینۃ العلما''، محلہ کریم الدین پور قصبہ و پوسٹ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ یوپی کے ایک خوش حال، علم دوست گھرانے میں مورخہ ۲ر رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ ۶ر نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر کو بوقتِ سحر ہوئی۔ آپ کے آبا واجداد میں بہت سارے علما وحفاظ گذرے ہیں۔

نام: محمد مجیب اشرف رضوی

القاب وخطابات: اشرف العلماء، اشرف الفقہاء، شارحِ کلامِ رضا، مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر۔

ولدیت: الحاج صوفی محمد حسن اشرفی ابن حافظ جمیع اللہ صاحب علیہما الرحمۃ۔

جدامجد: الحاج حافظ احمد صاحب علیہ الرحمۃ (سابق خطیب وامام جامع مسجد کریم الدین پور، گھوسی)۔

نانا محترم: جامع منقول ومعقول حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (برادرِ گرامی واستاذِ محترم صدرالشریعہ۔

تعلیم وتربیت:

آپ کے دادیہال اور نانیہال دونوں ہی میں بڑے بڑے نامور علما وحفاظ تھے۔ ایسے بابرکت ماحول میں آپ کی تربیت و پرورش ہوئی۔ آپ کی ابتدائی ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم خدارسیدہ بزرگ حضرت میاں جی محمد تقی صاحب علیہ الرحمۃ سے اور اردو، فارسی اور

عربی متوسطات کی تعلیم مدرسۂ اہلِ سنت شمس العلوم، گھوسی میں ہوئی۔ علاوہ ازیں عربی کی چند ابتدائی کتابیں اپنے عمِ محترم حضرت مولانا شمس الدین صاحب سے اور باقی کتابیں کافیہ تک شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی سے پڑھیں۔

۱۹۵۱ء میں حضور حافظِ ملّت کے حکم و ایما پر حضرت شارح بخاری دارالعلوم فضلِ رحمانیہ، پچپڑوا، گونڈہ، یوپی تشریف لے گئے۔ اپنے استاذِ محترم ومکرم کے ساتھ آپ بھی دارالعلوم فضلِ رحمانیہ چلے گئے۔ یہاں دو سال رہ کر شرحِ جامی تک کی کتابوں کا درس شارح بخاری سے حاصل کیا۔ اس وقت مذکورہ دارالعلوم میں شہزادۂ صدرالشریعہ حضرت علامہ رضاء المصطفیٰ امجدی بھی درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے چنانچہ ان سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۳ء میں مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کی طلبی پر حضرت شارح بخاری بریلی شریف تشریف لے گئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوئے۔ یہاں مرکزی ادارہ دارالعلوم مظہرِ اسلام میں درسِ نظامیہ کی تکمیل کے بعد ۱۹۵۷ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں بڑے ماموں شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی، صدرالعلماء علامہ تحسین رضا بریلوی، حضرت مولانا معین الدین اعظمی اور حضرت محدثِ اعظمی مولانا ثناء اللہ امجدی (شیخ الحدیث مظہرِ اسلام، بریلی شریف) کا بھی شمار ہوتا ہے۔

ان اجلہ اور اکابر اساتذۂ کرام میں سب سے زیادہ کتابیں شارح بخاری سے پڑھیں۔ اسی لیے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی میرے استاذِ کل ہیں۔ شارح بخاری اپنے اس روحانی فرزندِ ارجمند پر ہمیشہ ناز فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ دنیا میں میرا ایک ہی شاگرد مجیب اشرف ایسا ہے جس نے اول تا آخر میرے پاس رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کی ہے۔

خود شارح بخاری کو اپنے اس تلمیذِ رشید پر کتنا ناز تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:

''۱۹۹۲ء میں حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ عرسِ قاسمی میں شرکت کی غرض سے مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے، بعد نمازِ مغرب صاحبِ سجادہ سرکارِ کلاں حضور مرشدی ومولائی سرکار احسن العلماء حضرت مصطفی حیدر حسن میاں صاحب سے شرفِ ملاقات کی غرض سے آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہاں پہلے سے شارح بخاری تشریف فرما تھے حضرت والا کو شارح بخاری دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اور سرکار احسن العلماء سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

حضور! یہ مجیب اشرف، حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اور رئیس الاذکیاء مولانا غلام یزدانی اعظمی کے بھانجے ہیں۔ اور میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ شریف الحق کیا لایا ہے؟ (یہ کہہ کر حضرت رونے لگے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا) تو عرض کردوں گا کہ مجیب اشرف کو لایا ہوں۔ یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلماء کی آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ حضور احسن العلما نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔'' (مسائلِ سجدۂ سہو، ص ۲۴/۲۵)

اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضور شارح بخاری اپنے اس شاگردِ رشید سے کتنی محبت و الفت فرماتے تھے اور آپ کو حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کے علم و عمل پر کتنا ناز و تمکنت تھا۔

مفتیِ اعظم اور محدثِ اعظم کی خصوصی عنایات:

مفتیِ اعظم علامہ مصطفی رضا نوری بریلوی اور محدثِ اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی قدس سرہما نے بخاری شریف اور دورۂ حدیث کا امتحان بنفسِ نفیس لیا۔ محدثِ اعظم ہند نے آپ کی سند پر بقلمِ خود یہ تحریر رقم فرمائی ''الحمدللہ المجید کہ حق بحق دار رسید'' اور مفتیِ اعظم قدس سرہ نے آپ کو اپنی سندِ حدیث اور اپنا جبۂ مبارک و دستارِ مقدس عنایت فرمائی۔

علاوہ ازیں مفتیِ اعظم قدس سرہ ہمیشہ آپ کو ''ہمارے مولانا'' کہہ کر پکارتے تھے۔ اس سے پیر و مرشد کی نگاہ میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ازدواجی زندگی:

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کے ماموں حضرت رئیس الاذکیاء مولانا غلام یزدانی (شیخ الحدیث دارالعلوم مظہرِ اسلام ، بریلی شریف) کی بڑی صاحبزادی محترمہ عزیزہ بانو کے ہمراہ ۱۹۵۲ء میں آپ کا نکاح ہوا اور آپ کے بڑے ماموں حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی نے نکاح پڑھایا۔ زوجۂ اوّل محترمہ عزیزہ صاحبہ ۱۹۷۱ء میں وفات پا گئیں۔ بعدازاں ۱۹۷۲ء میں نکاحِ ثانی محترمہ نجم النساء صاحبہ سے ہوا۔

اولاد و امجاد:

آپ کی کل پانچ اولاد ہیں جو آپ کی زوجۂ اوّل محترمہ عزیزہ صاحبہ کے بطن سے ہیں۔ ان میں ۲/ صاحبزادے اور ۳/ صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان الحاج تنویر اشرف رضوی اور حافظ تحسین اشرف رضوی ہیں۔ آپ کی صاحبزادیوں کے نام راشدہ، حامدہ اور عابدہ ہیں۔ زوجۂ ثانی سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

اخلاق و کردار:

حضرت مفتی صاحب کی ذاتِ والاصفات اعلیٰ اخلاق و کردار اور اوصاف و محامد سے متصف ہے۔ آپ ایک انتہائی مخلص اور فیض بخش عالمِ دین ہیں۔ آپ کے اندر بزرگوں کا ادب و احترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور چھوٹوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں جو معاصر علما کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی مجلس میں ایک یا دو بار بیٹھنے والا آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آپ ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے یہی وجہ ہے کہ آپ سے ملاقات کرنے والا آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی ہر مجلس خواہ عام ہو یا خاص علمی، ادبی، اصلاحی اور رشد و ہدایت کی باتوں سے لبریز ہوتی ہیں۔ آپ کے نزدیک شریعت و سنت کی پاسداری و پابندی ہر دوسرے امور پر مقدم و محترم حیثیت رکھتی ہے۔ غرضیکہ حسنِ اخلاق، فہم و تدبر، معاملہ فہمی، دوراندیشی، صبر و تحمل میں آپ کا جواب نہیں۔ رب عزوجل نے آپ کو سراپا منکسر المزاج

خلیق اور ملنسار بنایا ہے۔

بیعت وخلافت :

مفتیِ اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر زمانۂ طالبِ علمی میں مفتی مجیب اشرف صاحب مورخہ ۲۴ رصفر المظفر ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۲ راکتوبر ۱۹۵۵ء بریلی شریف میں بیعت ہوئے۔ اسی روز مفتیِ اعظم قدس سرہ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے جملہ تعویذات، اوراد و وظائف اور اعمال ونقوش کی تحریری اجازت عنایت فرمائی۔ علاوہ ازیں شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، سلسلۂ شاذلیہ کے مشہور ومعروف بزرگ حضرت پیر سید علاؤالدین طاہر گیلانی اور حضور غوثِ اعظم کے شہزادے تاج العلما حضرت شیخ عبدالعزیز کے فرزندِ ارجمند فضیلۃ الشیخ حضرت محمد یوسف گیلانی بغدادی نے بھی خلافت واجازت عطا فرمائی۔

مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی تعلیم وتربیت حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق کے زیر سایہ ہوئی ہے اس لحاظ سے بھی آپ کو خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے زمانۂ طالب علمی سے ہی گہرا لگاؤ رہا ہے۔ حضرت شارح بخاری کے ہمراہ بارہا مارہرہ شریف آپ نے حاضری دی۔ حضور احسن العلماء قدس سرہٗ آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ مفتی مجیب اشرف صاحب جب کبھی مارہرہ مطہرہ عرس کی تقریبات میں شرکت کے لیے تشریف لاتے حضور احسن العلماء قدس سرہٗ آپ کو خطابت کا موقع عنایت فرماتے۔ علاوہ ازیں البرکات علی گڑھ میں منعقدہ سیمینارز میں بھی آپ نے شرکت کی۔ خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے دینی وعلمی کارہائے نمایاں کو آپ ہمیشہ اپنے حلقۂ ارادت میں تحسینی انداز میں پیش فرماتے ہیں۔ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ میں رفیقِ ملت حضور سید نجیب حیدر میاں قبلہ سے خلافت واجازت حاصل ہے۔

درس وتدریس :

۱۹۵۷ء میں حضرت مفتی صاحب نے تعلیم وتربیت سے فراغت پائی اسی دوران وسطی ہندوستان کی مشہور ومعروف اور قدیم اسلامی درس گاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور کو ایک لایق وفایق نائب شیخ الحدیث کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ بانیِ جامعہ حضرت فقیہِ ہند مفتی عبدالرشید فتح پوری علیہ الرحمہ نے حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ اور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کو خط روانہ فرمایا کہ جامعہ کے لیے ایک قابل اور محنتی نائب شیخ الحدیث روانہ فرمائیں۔ دونوں بزرگوں کی نگہِ انتخاب حضرت مفتی صاحب پر پڑی اور اس طرح یہ جواں سال ،نوجوان عالمِ نبیل وفاضلِ جلیل ناگ پور کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں حضرت مفتی صاحب قبلہ پہلی بار حضور صدر العلماء علامہ تحسین رضا بریلوی کے ہمراہ ناگ پور تشریف لائے۔ اس وقت حضور صدر العلماء جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کے مہتمم تھے۔

حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری نے آپ کی کم عمری کی بنا پر آپ کو بجائے جامعہ میں رکھنے کے جامعہ عربیہ اسلامیہ کی شاخ ''کامٹی'' میں منصبِ صدارت پر مقرر فرمایا۔ یہاں آپ عہدۂ صدارت پر فائز رہتے ہوئے تشنگانِ علومِ دینیہ کی سیرابی کرتے رہے۔ چونکہ کامٹی کے مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام نہیں تھا اس لیے آپ نے وہاں دوسال تک تعلیمی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۶۰ء

میں استعفیٰ دے دیا اور مفتیِ اعظم قدس سرہ کی اجازت سے ناگ پور کی کچھی میمن مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے پر مامور ہو گئے۔ ابھی چند ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری کو آپ کی اعلیٰ تدریسی صلاحیتوں کا اندازہ ہوا اور آپ نے حضرت مفتی صاحب کو جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگ پور سٹی میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر متمکن فرما دیا۔

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور میں آپ نے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک باقاعدہ پوری لگن، محنت اور ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ تمام طلبہ پر آپ کا علمی رعب اور دبدبہ تھا۔ آپ ایک اچھے مدرس اور بہترین منتظم کی حیثیت سے طلبہ، اساتذہ اور انتظامیہ میں بے پناہ مقبول رہے۔

دارالعلوم امجدیہ کا قیام:

جب بعض وجوہات کے سبب جامعہ عربیہ اسلامیہ سے علاحدگی اختیار کر لی تو ۱۹۶۶ء میں ناگ پور کی سرزمین پر مفتیِ اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی اور برہانِ ملت علامہ برہان الحق جبل پوری کی سرپرستی میں ''دارالعلوم امجدیہ'' کا سنگِ بنیاد رکھا اور انتہائی محنت اور جاں فشانی سے اس ادارہ کو پروان چڑھایا۔ تعمیری کام کی تکمیل کے بعد آپ اسی دارالعلوم میں درس وتدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ تبلیغی اسفار اور زیادتیِ کار کے سبب آپ کا تدریسی سلسلہ اب مستقل جاری نہیں ہے۔

دارالعلوم انوارِ رضا نوساری کا قیام:

نوساری، گجرات جہاں سنیت کا نام لینا بھی جرم تھا وہاں آپ نے ۱۹۸۸ء میں ''دارالعلوم انوارِ رضا'' کی بنیاد رکھی جو ریاستِ گجرات کی ایک اچھی اور معیاری درسگاہ ہے۔ جس کی خدمات سے پورا علاقہ مستفیض ہو رہا ہے۔

سرپرستی میں چلنے والے ادارے:

جامعہ نوریہ، بالاگھاٹ، مدھیہ پردیش، دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، رائچور، کرناٹک، جامعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، بنگلور، کرناٹک، دارالعلوم غوثِ اعظم، پوربندر، گجرات، جامعہ اہل سنت صادق العلوم، ناسک، مہاراشٹر، دارالعلوم غوثِ اعظم ناسک، مہاراشٹر، دارالعلوم حنفیہ غوثیہ، شیر پور، مہاراشٹر، مدرسۃ البنات الصالحات، ناسک، مہاراشٹر، دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ، سدّی پیٹھ، آندھرا پردیش۔

قلمی خدمات:

فصیح اللسان خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایۂ ناز ادیب اور بلند پایہ انشا پرداز بھی ہیں۔ آپ کی کئی تصانیف منظرِ عام پر آچکی ہیں اور بعض منتظرِ طباعت ہیں۔ تقریر کی طرح آپ کا طرزِ تحریر انتہائی آسان، سہل اور دل نشین ہے۔ جس طرح وہ اپنی تقریر میں مشکل سے مشکل ترین بات بھی مثالوں اور حوالوں کے بہت ہی سہل کر کے سامعین کے ذہن وقلب میں اتار دیتے ہیں اسی طرح تحریر میں بھی آپ نے بڑے آسان پیرایۂ زبان و بیان میں مشکل سے مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھائی ہیں۔ آپ کی تصانیف جہاں علما و مشائخ کے لیے ایک

اعلیٰ مقام رکھتی ہیں وہیں اسلوب کی سادگی وصفائی کے سبب عوام الناس کے لیے بھی یکساں مفید ہیں۔آپ کی تصانیف حسبِ ذیل ہیں:

تحسین العیادۃ (بیمار پُرسی کی خوبیاں)، مطبوعہ: مرکز اہلسنت برکاتِ رضا، پوربندر، گجرات۔

حضور مفتیِ اعظم پیکرِ استقامت وکرامت، مطبوعہ: آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما، مالیگاوں۔

خطباتِ کولمبو، مطبوعہ، رضا اکیڈمی، مالیگاوں۔ یہ ۲۰۰۲ء میں سری لنکا کے تبلیغی دورے میں ہوئے خطبات کا مجموعہ ہے جسے مولانا نورالحسن رضوی، مدرس مدرسہ فیضِ رضا، کولمبو، سری لنکا نے مرتب فرمایا ہے۔

ارشادالمرشد (بیعت کی حقیقت) مطبوعہ: دارالعلوم انوارِ رضا، نوساری، گجرات۔

ستمبر ۲۰۰۴ء کو الجامعۃ الرضویہ انوارالعلوم، ہاشمی کالونی، نظام آباد، آندھرا پردیش میں اپنے معتقدین ومریدین کے درمیان ناصحانہ کلمات ادا فرمائے جسے مولانا غلام مصطفی قادری برکاتی نے شائع کیا۔

مسائلِ سجدۂ سہو: مطبوعہ: نوری میڈیکل اسٹورس، ناگپور۔ سجدۂ سہو کے مختلف اہم اور ضروری مسائل پر مبنی معلومات افزا رسالہ ہے جسے صاحبزادہ حافظ تحسین اشرف نے شائع کیا۔

ان تصانیف کے علاوہ آپ کے اور بھی کتب ورسائل ہیں جو طباعت کے منتظر ہیں۔ مثلاً: المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدثِ بریلوی کی تصانیفِ مبارکہ میں روایت فرمودہ احادیثِ طیبہ کا عطر مجموعہ جو کہ ۹۰۰ر صفحات پر مشتمل ہے، (مسودہ)۔

تنویر العین: انگوٹھا بوسی کا شرعی ثبوت، (مسودہ)۔

تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم: آپ نے اس میں مفتیِ اعظم قدس سرہ سے متعلق اپنے ان مشاہدات کو جمع کیا ہے جو سفر وحضر میں آپ نے اپنے مرشدِ باوقار کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہوئے ملاحظہ کیا، (مسودہ)۔

تنویر التوقیر ترجمہ الصلاۃ علی البشیر النذیر: اس میں درود شریف کے فضائل وفوائد بیان کیے گئے ہیں، یہ ۳۰۰ر صفحات پر مشتمل ہے، (مسودہ)۔

ان کے علاوہ آپ کے قلمِ حق رقم سے نکلے ہوئے ہزاروں فتاوے ہیں جو دارالعلوم امجدیہ، ناگپور کے رجسٹر میں محفوظ ہیں۔

شعر وادب:

حضرت مفتی صاحب کو شعر وادب کا بھی کافی ذوق وشوق ہے۔ آپ ایک اچھے سخن سنج، سخن داں، سخن شناس اور سخن کے نکتہ ور ہیں۔ شارحِ کلامِ رضا کی حیثیت سے دنیائے سنیت میں مشہور ہیں۔ طبیعت موزوں ہے، شعر کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔ لیکن شاعری کی طرف مستقل رغبت نہیں ہے۔ البتہ سفرِ حج کے دوران محبوبِ کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے شہرِ پاک مدینۂ منورہ میں عین دربارِ رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے وقت اکثر نعتیں قلم بند فرمائی ہیں۔ ایسی ۳۰/۴۰ نعتیں ہیں جو کہ آپ نے مدینۂ طیبہ میں رقم فرمائی ہیں۔ آپ نے شاعری کا آغاز زمانۂ طالب علمی ہی میں کر دیا تھا چنانچہ ۱۹۵۴ء کے آس پاس جب آپ بریلی میں زیرِ تعلیم تھے یہاں ایک عظیم الشان آل انڈیا طرحی مشاعرہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مشہور شاعر شکیل بدایونی کر رہے تھے، مصرعِ طرح تھا ''کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل''، مفتی صاحب نے بھی اس مصرع پر طبع آزمائی فرمائی اور ایک نعت تحریر کر کے مشاعرہ گاہ پہنچے، مشاعرہ پڑھنے کا موقع ملا، مصرعِ طرح پر آپ نے جو گرہ لگائی تھی اسے سن کر صدرِ مشاعرہ شکیل بدایونی نے آپ کو بہت داد دی اور ۱۰ ار روپے کے انعام سے بھی نوازا، شعر خاطر نشیں کریں ؎

میں ازل سے اُن کا دیوانہ ہوں مجھ کو ہوش کیا
''کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل''

غرضیکہ آپ کا کلام بلاغت نظام شعری و فنی محاسن کا لہریں لیتا ہوا ایک دریا ہے۔ جس میں جذبہ و تخیل، معانی آفرینی، پیکر تراشی، ترکیب سازی، محاورات، محاکات، ایجاز واختصار وغیرہ کے گوہر ہائے آبدار موجود ہیں۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار پیش ہیں جس میں ایک اچھی اور سچی شاعری کی تمام خوبیوں کی جلوہ گری ہے ؎

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لائیے
سرکار اپنا جلوۂ زیبا دکھائیے
ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف و کرم کی چھاؤں میں اب تو بلائیے

....

ہائے تپش اعمال کی پرشش کوئی نہیں غم خوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار
سر پہ گنہ کا بوجھ ہے بھاری چلنا ہے دشوار
دستِ کرم کا دیدو سہارا ہوجائیں ہم پار
سخت اندھیرا، وحشت آگیں، تنہائی غمناک
ان کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

☆☆☆

(مشمولہ: سال نامہ ''اہل سنت کی آواز'' مارہرہ مطہرہ، خصوصی شمارہ: خلفاے خاندانِ برکات، 2014ء، ص 644/653)

اشرف الفقہاء حضرت مفتی محمد مجیب اشرف رضوی

عطاء الرحمن نوری، ریسرچ اسکالر، مالیگاؤں

اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کی ذات محتاج تعارف نہیں، آپ بیک وقت بہت سی خوبیوں کے جامع تھے۔آپ فصیح اللسان خطیب، مایہ ناز ادیب، قادرالکلام شاعر، کہنہ مشق مفتی، بے مثال مدرس، کامیاب منتظم، باکردار مہتمم، فقید المثال مناظر اور حُسنِ اخلاق کے دھنی تھے۔آپ خطیب الہند، اشرف العلماء، اشرف الفقہاء، شارحِ کلامِ رضا اور مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر جیسے معزز القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔آپ کے دادیہال اور نانیہال دونوں ہی میں بڑے بڑے نامور علما و حفاظ گذرے ہیں۔راقم نے اکتوبر 2016ء میں ایک کتاب بنام ''عصرِ حاضر کے چند ممتاز علمائے ہند'' تحریر کی تھی۔ اس کتاب میں تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں، فضیلۃ الشیخ ابوبکر احمد مسلیار، امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری، مفکر اسلام علامہ قمرالزماں خاں اعظمی، خیرالاذکیاء حضرت علامہ احمد مصباحی، سراج الفقہاء مفتی نظام الدین رضوی، اشرف الفقہاء حضرت مفتی محمد مجیب اشرف رضوی، قائد ملت علامہ سید محمود اشرف صاحب کچھوچھوی، رئیس التحریر حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی، مصلح قوم وملت حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی، حضرت مولانا محمد شاکر نوری رضوی صاحبان اور دیگر چند ممتاز علمائے کرام کی حیات وخدمات کو قلم بند کیا گیا تھا۔تعلیمی مصروفیات اور گوناگوں وجوہات کے سبب کتاب کی اشاعت تادمِ تحریر نہیں ہو سکی ہے۔آج 12ر اگست بروز بدھ 2020ء کو مشفق ومہرباں کرم فرما برادر اکبر ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی صاحب نے مطلع کیا کہ حضرت اشرف الفقہاء کے عرس چہلم کے موقع پر ''معارفِ اشرف الفقہاء'' کی اشاعت ہونا قرار پائی ہے، چار سال قبل حضرت اشرف الفقہاء پر قلم بند کیا گیا مضمون ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی کی اطلاع پر بغرض اشاعت روانہ کررہا ہوں جس میں حضرت کی حیات وخدمات کا تفصیلی احاطہ کیا گیا ہے۔

ولادت اور اسم گرامی:

حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کی ولادت باسعادت محلہ کریم الدین پور قصبہ وپوسٹ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ یوپی میں الحاج صوفی محمد حسن اشرفی ابن حافظ جمیع اللہ صاحب علیہم الرحمۃ کے علمی گھرانے میں مورخہ ۲ر رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ ۶ر نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر کو بوقتِ سحر ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی ابتدائی ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم خدارسیدہ بزرگ حضرت میاں جی محمد تقی صاحب سے اور اُردو، فارسی اور عربی متوسطات کی تعلیم مدرسۂ اہل سنّت شمس العلوم، گھوسی میں ہوئی۔ پرائمری درجہ چار کامیاب کرنے کے بعد اسی مدرسہ میں فارسی کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب (امجد نگر، گھوسی) سے پڑھیں۔اس کے بعد کی فارسی کتابیں تین سال تک حضرت مولانا محمد سعید خاں اعظمی علیہ الرحمہ (فتح پور، گھوسی) سے پڑھیں۔عربی کی چند کتابیں اپنے عمِ محترم حضرت مولانا شمس الدین صاحب سے اور باقی کتابیں کافیہ تک حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔۱۹۵۱ء میں حضور حافظ ملت کے حکم پر حضرت شارح بخاری دارالعلوم فضلِ رحمانیہ، گونڈہ، یوپی تشریف لے گئے تو آپ بھی اپنے استاذ محترم کے ساتھ آ گئے اور یہاں دو سال رہ کر شرح جامی تک کی کتابوں کا درس حاصل کیا۔یہیں شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ رضاء المصطفیٰ امجدی صاحب قبلہ بھی درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے چنانچہ ان سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔۱۹۵۳ء میں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی طلبی پر حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ بریلی شریف تشریف لے گئے۔حضرت مفتی صاحب بھی آپ کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوئے۔یہاں مرکزی ادارہ دارالعلوم مظہر اسلام میں درسِ نظامیہ کی تکمیل کے بعد ۱۹۵۷ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

اساتذۂ کرام:

شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ (حضرت کے بڑے ماموں جان)، شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، صدر العلماء علامہ تحسین رضا بریلوی علیہ الرحمہ، شیخ المعقولات حضرت مولانا معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ، شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ رضاء المصطفیٰ صاحب امجدی، محدث اعظمی مولانا ثناء اللہ امجدی علیہ الرحمہ (شیخ الحدیث مظہر اسلام، بریلی)، حضرت مولانا محمد سعید خاں اعظمی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا سمیع اللہ علیہ الرحمہ اور حضرت میاں جی محمد تقی علیہ الرحمہ وغیرہ۔

بیعت وخلافت:

آپ نے ۲۴ رصفر المظفر ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۲ راکتوبر ۱۹۵۵ء کو بریلی شریف میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ کے دستِ حق پر زمانۂ طالب علمی ہی میں بیعت ہوئے۔اسی روز پیر ومرشد نے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے جملہ تعویذات، اوراد ووظائف اور اعمال ونقوش کی تحریری اجازت عنایت فرمائی اور ۱۹۶۰ء میں ناگپور میں علما وعوام کی موجودگی میں سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت واجازت سے نوازا۔علاوہ ازیں نائب مفتی اعظم شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی صاحب نے کل چودہ سلاسل طریقت کی خلافت عطا فرمائی۔اس کے علاوہ بھی

آپ کوکئی مقامات سے خلافت واجازت حاصل ہے۔

تدریسی خدمات:

۱۹۵۷ء میں آپ نے فراغت پائی۔جامعہ عربیہ اسلامیہ کی شاخ ''کامٹی'' میں منصب صدارت پر رہتے ہوئے دو سالوں تک تشنگان علوم دینیہ کی سیرابی کرتے رہے۔حضور مفتی اعظم ہند کی اجازت سے ناگپور کی کچھی میمن مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے پر مامور ہوگئے۔۱۹۶۰ء میں حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری علیہ الرحمہ نے آپ کو جامعہ عربیہ اسلامیہ،ناگپور میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر متمکن فرمادیا۔۱۹۶۵ء تک آپ یہاں اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔۱۹۶۶ء میں آپ نے ناگپور میں حضور مفتی اعظم اور حضور برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری علیہما الرحمۃ والرضوان کی سرپرستی میں ''دارالعلوم امجدیہ'' کا سنگ بنیاد رکھا اور انتہائی محنت وجاں فشانی سے اس ادارہ کو پروان چڑھایا اور تدریسی سلسلہ بھی جاری رکھا جو تاہنوز غیر مستقل طور پر اب بھی جاری ہے۔

ممتاز تلامذہ:

حضرت اشرف الفقہاء نے جامعہ عربیہ اسلامیہ کی شاخ کامٹی اور ناگ پور کے علاوہ دارالعلوم امجدیہ ناگ پور میں درس و تدریس کی مسند آراستہ کی جہاں ہزاروں تشنگانِ علومِ نبویہ نے اپنی علمی پیاس بجھائی،آپ کے تلامذہ کی فہرست کافی طویل ہے یہاں چند مشاہیر تلامذہ کے اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں۔

☆حضرت سید محمد حسینی اشرفی مصباحی (ایڈیٹر سنی آواز ناگ پور)

☆حضرت مولانا عبدالغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ

☆حضرت مولانا عبدالستار صاحب اندوری

☆حضرت مولانا مفتی حبیب یار خاں صاحب اندوری

☆حضرت مولانا مفتی محمد منصور صاحب (جامعہ برکاتِ رضا،ناگ پور)

☆حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب (رضا دارالیتامیٰ،ناگ پور)

☆حضرت مولانا مفتی عبدالواحد جبل پوری المعروف بہ مفتی محمد قاسم جبل پوری

☆حضرت مولانا شمیم احمد صاحب (شیخ الحدیث منظرِ حق ٹانڈہ)

☆حضرت مولانا سید علی ادونی (آندھرا پردیش)

☆حضرت مولانا محمد احسان صاحب (مدرسہ حیدریہ،پوسد)

☆حضرت مولانا عبد الرشید جبل پوری

☆حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی (مہتمم انوارِ رضا، نوساری)

☆حضرت مولانا احسان الرحمن ابن مفتیِ مالوہ مفتی رضوان الرحمن علیہ الرحمہ

☆حضرت مولانا سید قمر پیر صاحب (پرنسپل کرنول کالج، آندھرا پردیش)

☆حضرت مولانا الحاج قلندر صاحب (شیخ الحدیث دار العلوم رضائے مصطفیٰ، رائچور)

☆حضرت مولانا الحاج عتیق الرحمن صاحب (مدرس دار العلوم رضائے مصطفیٰ، رائچور)

☆حضرت مولانا مفتی عبد القدیر صاحب (مفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگ پور)

☆حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب (شیخ المعقولات دار العلوم امجدیہ، ناگ پور)

☆حضرت مولانا قاری محمد ہارون صاحب (شیخ التجوید دار العلوم امجدیہ، ناگ پور)

☆حضرت مولانا مجیب الرحمن صاحب (مدرس دار العلوم امجدیہ، ناگ پور)

☆حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب (مدرس دار العلوم امجدیہ، ناگپور)

☆حضرت مولانا خورشید احمد رضوی صاحب (آپ پہلے غیر مسلم تھے اسلام لانے کے بعد حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی خدمتِ بابرکت میں رہ کر مکمل تعلیم حاصل کی)

☆حضرت مولانا عبد الحبیب رضوی صاحب (بانی دار الیتامیٰ، ناگ پور)

☆حضرت مولانا سید مخدوم صاحب (ادونی)

☆حضرت مولانا سید عبد القادر صاحب علیہ الرحمہ

☆حضرت مولانا حافظ خواجہ علی صاحب مرحوم ومغفور

☆حضرت مولانا حافظ غلام مصطفی صاحب (مدرس دار العلوم امجدیہ، ناگ پور)

☆حضرت مولانا مفتی محمد نذیر صاحب (ناگ پور)

☆حضرت مولانا سید محمد صفی صاحب (عربک کالج، اننت پور)

☆حضرت مولانا محمد علی رائچوری (لکچرر فیض العلوم کالج، گلبرگہ)

☆حضرت مولانا سید محمد اشرف صاحب رائچوری (فیض العلوم کالج، گلبرگہ)

☆حضرت مولانا فخر الدین صاحب (بانی ومہتمم مدرسہ جواری الفاطمہ، ناگ پور)

☆حضرت مولانا سید احمد میاں قادری عرف حامد میاں (صدر مدرس رضوان ہائی اسکول، گوکاک، بیلگام) وغیرہم۔

مشاہیر خلفا:

ملک بھر میں آپ کے خلفا پھیلے ہوئے ہیں ان میں ہر کوئی چندے آفتاب چندے ماہتاب ہے، چند مشاہیر خلفا کے نام ملاحظہ ہوں :

☆حضرت مولانا عبدالغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ

☆حضرت مولانا سید محمد سلیم باپو صاحب (جام نگر، گجرات)

☆حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب (پور بندر، گجرات)

☆حضرت مولانا مفتی واجد علی یار علوی صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ سنیہ، مالیگاوں)

☆حضرت مولانا وقار احمد عزیزی صاحب

☆حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب (نوساری)

☆حضرت مولانا مفتی عابد حسین رضوی صاحب (بہار)

☆حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب (پوسد)

☆حضرت الحاج حافظ محمد تحسین اشرف رضوی صاحب (شہزادۂ حضور مفتیِ اعظم مہاراشٹر)

☆حضرت مولانا مفتی محمد رفیع الزماں صاحب مصباحی (شہزاد پور، یوپی)

☆حضرت مولانا سید محمد آصف اقبال صاحب (مہتمم مدرسۃ البنات الصالحات، ناسک)

☆حضرت مولانا محبوب عالم صاحب (جامعہ صادق العلوم، شاہی مسجد، ناسک)

☆حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (نندوربار)

☆حضرت مولانا عبدالرشید جبل پوری صاحب (ناگ پور)

☆حضرت مولانا حافظ سعادت علی صاحب (پور بندر)

☆حضرت مولانا تفویض عالم صاحب (مالیگاوں)

☆حضرت مولانا ابوالکلام مصباحی صاحب (کریم نگر)

☆حضرت مولانا جعفر الدین صاحب (ورنگل)

☆حضرت حافظ حسام الدین صاحب، خطیبِ شہر، ناسک

☆ حضرت مولانا حافظ محمد احسان رضوی صاحب (کولمبو، سری لنکا) وغیرہم۔

تصنیف وتالیف:

آپ کی تحریر بہت عمدہ، پُرکشش اور عام فہم ہوتی ہے۔ اسلوب کی سادگی وصفائی کے سبب آپ کی تصانیف ہر خاص وعام کے لیے یکساں مفید ہیں۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

(۱) تحسین العیادۃ (بیمار پُرسی کی خوبیاں) (۲) حضور مفتیِ اعظم پیکرِ استقامت وکرامت (۳) خطبات کولمبو (۲۰۰۲ء میں سری لنکا کے تبلیغی دورے میں ہوئے خطبات کا مجموعہ) (۴) ارشاد المرشد یعنی بیعت کی حقیقت (۵) مسائل سجدۂ سہو (۶) تابشِ انوار مفتی اعظم۔ ان کے علاوہ اور کئی کتب ورسائل طباعت کے منتظر ہیں۔ مثلاً: (۱) المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ (۲) تنویر العین (انگوٹھا بوسی کا شرعی ثبوت) (۳) تنویر التوقیر ترجمہ الصلاۃ علی علی البشیر النذیر اور ان کے علاوہ آپ کے نوکِ قلم سے نکلے ہوئے ہزاروں فتاوے ہیں جو دار العلوم امجدیہ ناگپور کے رجسٹر میں محفوظ ہیں۔

وعظ وخطابت:

تعلیم سے فراغت کے بعد ہی سے آپ اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے ملک وبیرون ملک میں تبلیغی اسفار کر رہے ہیں۔ ان اسفار میں متعدد جلسوں، کانفرنسوں اور اجتماعات میں آپ خطاب فرماتے ہیں۔ خطاب میں اچھوتا اور منفرد لب ولہجہ آپ کی شناخت ہے جو سامعین کے قلوب پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ آپ ایک اچھے، کامیاب اور حاضر جواب مناظر بھی ہیں۔ باطل عقائد ونظریات کا قلع قمع کرنے کے لیے گستاخان رسول سے آپ کے بہت سارے مناظرے ہوئے ہیں۔ جھریا، دھنباد (بہار)، بجرڈیہا (بنارس)، ناگپور، کٹیہار (بہار)، اٹارسی اور مدھیہ پردیش میں مفتی مطیع الرحمن رضوی اور دیگر علما کے ساتھ آپ بھی موجود رہے بلکہ اٹارسی کے مناظرے کی آپ نے صدارت فرمائی۔ متعدد مرتبہ حج وعمرہ کی سعادت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

شعروادب:

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کو شعروادب کا کافی ذوق وشوق ہے۔ آپ ایک اچھے سخن سنج، سخن داں، سخن شناس اور سخن کے نکتہ ور ہیں۔ شارحِ کلامِ رضا کی حیثیت سے دنیاے سنیت میں مشہور ہیں۔ سفرِ حج کے دوران محبوبِ کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے شہرِ پاک مدینۂ منورہ میں عین دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے وقت اکثر نعتیں قلم بند فرمائی ہیں۔ ایسی ۳۰/ ۳۵/ نعتیں ہیں جو کہ آپ نے مدینۂ طیبہ میں رقم فرمائی ہیں۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار پیش ہیں جس میں ایک اچھی اور سچی شاعری کی تمام خوبیوں کی جلوہ گری ہے ؎

ہائے تپش اعمال کی پرشش کوئی نہیں غم خوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار
سر پہ گنہ کا بوجھ ہے بھاری چلنا، ہے دشوار
دستِ کرم کا دے دو سہارا ہوجائیں ہم پار
سخت اندھیرا، وحشت آگیں، تنہائی غمناک
ان کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

☆☆☆

اسکی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہلِ نظر
جو لگا تار ہو سرکار میں آتا جاتا
کاش ہوتا کبھی طیبہ کے سفر میں ایسا
موے تن نعتِ نبی جھوم کے گاتا جاتا

☆☆☆

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لائیے
سرکار اپنا جلوۂ زیبا دکھائیے
ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف وکرم کی چھاؤں میں اب تو بلائیے
رہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچائیے
بادِ مخالف تیز ہے دریا ہے باڑھ پر
منجدھار میں ہے ناو کنارے لگائیے
صبحِ وطن سے دور شبِ غم نے آلیا
رنج و الم کے دام سے للہ چھڑائیے

زار و نزار حاضرِ دربار ہوں شہا
قلبِ حزیں سے بوجھ غموں کا ہٹائیے
بردِ یمانی رُخ سے ہٹا کر مِرے حضور
حرماں نصیب ہوں مری قسمت جگائیے
تھوڑی جگہ عطا کریں اشرفؔ کو پاس میں
جامِ غمِ فراق نہ اُس کو پلائیے

اہم کارنامہ:

ناگپور کے محلہ شانتی نگر میں آپ نے ۱۹۸۵ء میں ''امجدی مسجد'' کا قیام کیا۔نوساری گجرات میں ۱۹۸۸ء میں ''دارالعلوم انوارِرضا'' کی بنیاد رکھی جو ریاست گجرات کی معیاری درس گاہ ہے اور جس کی خدمات سے پورا علاقہ مستفیض ہورہا ہے۔جامعہ نوریہ (بالاگھاٹ، مدھیہ پردیش)، دارالعلوم رضائے مصطفی (رائچور، کرناٹک)، جامعہ حضرت بلال (بنگلور کرناٹک)، دارالعلوم غوث اعظم (پوربندر، گجرات) جامعہ اہلسنّت صادق العلوم (ناسک، مہاراشٹر)، دارالعلوم غوث اعظم (ناسک، مہاراشٹر)، دارالعلوم حنفیہ غوثیہ (شیر پور، مہاراشٹر)، مدرسہ البنات الصالحات (ناسک، مہاراشٹر) اوردارالعلوم انوارِ مصطفی (سدّی پیٹھ، آندھراپردیش) جیسے ممتاز ادارے آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

وصال:

حضرت اشرف الفقہاء بروز جمعرات 15/ ذوالحجہ 1441ھ 6/ اگست 2020ء کو صبح 10/ بج کر 40/ منٹ کو بعمر 85/ سال اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے۔انا للہ وانا الیہ رٰجعون!

اللہ کریم! حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم!

جان کر من جملہ خاصانِ مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

حوالہ جات:

(۱) تذکرۂ مجیب، مؤلف: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی، آل انڈیا سنّی جمعیۃ العلما، مالیگاؤں ۲۰۰۸ء
(۲) اہلسنّت کی آواز، خلفائے خاندان برکات، از: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی، ص/ ۶۴۴ تا ۶۵۳، جلد ۲۱، ص/ ۳۵۱، ۲۰۱۴ء

☆☆☆

باب-2

مشائخ واساتذہ

پیکر رشد و ہدایت حضور مفتی اعظم

مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمۃ، ناگپور

آج بزمِ تحریر میں ذکر ہے حضور اشرف الفقہاء کے مرشد گرامی کا۔ مرشد بھی کیسے عظیم؛ سبحان اللہ! جنھیں دُنیا حضور مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت کے نام نامی اسم گرامی سے یاد کرتی ہے۔ جس بزم میں آپ کا ذکر جمیل ہو وہ مہک مہک اُٹھتی ہے۔ چوں کہ یہ مجموعۂ مقالات حضور اشرف الفقہاء کے اسم اقدس سے منسوب ہے؛ اس لیے لازم ہے کہ ان کے مرشد گرامی حضور مفتی اعظم کا ذکر ہو۔ ان کی حیاتِ طیبہ کے درخشاں ابواب وا کیے جائیں؛ اِس ضمن میں بہتر سمجھا گیا کہ مرشد کا ذکر محبوب خلیفہ حضور اشرف الفقہاء کے قلم ناز سے ہو۔ لیجیے مطالعہ کی بزم میں روشنی محسوس کیجیے۔ جہاں اس مضمون حضور مفتی اعظم کے تفقہ، تقویٰ، حیاتِ مبارکہ کی جھلکیاں جلوہ آرا ہیں۔ وہیں حضور اشرف الفقہاء کی نثری خوبیاں بھی آراستہ و مزین ہیں۔ مرتب

ولادت باکرامت:

قطب مارہرہ (حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں) کی بشارت شہزادۂ امام اہل سنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند (علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری) علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت ۲۲ر ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۱۸ر جولائی ۱۸۹۲ء دوشنبہ مبارکہ (پیر) کے دن محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی، اس وقت آپ کے والد گرامی سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ مارہرہ مقدسہ میں تھے۔

بشارت بابرکت:

حضور سیدی آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ نے حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باکرامت کا تذکرہ بڑے حسین اور پیارے انداز میں فرمایا ہے، تبرکاً حضرت نظمی میاں کے رشحاتِ قلم کو ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’مارہرہ شریف کی خانقاہِ برکاتیہ کی جامع مسجد، جس کی پیشانی پر لکھا ہے ’’خانۂ عبادت آل احمد‘‘ اسی مسجد کی پختہ سیڑھیوں سے اُتر رہے ہیں قطب مارہرہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز، ہمراہ ہیں اپنے وقت کے مدارِ علم

وفضیلت امام اہل سنت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی قدس سرہ، مرشد اعلیٰ خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانشین کا ساتھ ہے، اس لیے امام عشق ومحبت سراپا ادب بنے ہوئے ہیں، تبھی سرکار نوری میاں صاحب فرماتے ہیں۔

مولانا صاحب! مبارک ہو آپ کے یہاں فرزند تولد ہوا ہے، ہم نے اس کا نام ''آل الرحمٰن مصطفیٰ رضا'' رکھا ہے، ہم اسے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں اپنی بیعت میں لیتے ہیں اور ساری اجازتیں خلافتیں عطا کرتے ہیں، ان شاء اللہ بریلی آکر بیعت کی خاندانی رسم بھی ادا کریں گے۔

یہ وہی دن، وہی ساعت تھی، جب بریلی کے مشہور ومعروف پٹھان گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا، جس کی پیدائش کی نوید میلوں دور مارہرہ میں موجود پیر روشن ضمیر نے اس بچے کے باپ کو دی تھی۔

عام دستور یہ ہے کہ جب کسی کے یہاں بچہ کی آمد آمد ہوتی ہے تو آدمی سب کام چھوڑ کر گھر پر رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔ مگر یہ کیا معاملہ ہے کہ امام احمد رضا خاں کے گھر نیا مہمان آنے کو ہے اور وہ مارہرہ میں اپنے مرشدزادے کے مہمان بنے ہوئے ہیں، بات یہ ہے کہ امام احمد رضا کے سارے معاملات مرشد کے آستانے سے وابستہ تھے، آج بھی وہ اپنے مرشد کی خدمت میں اسی لیے حاضر تھے، کہ اس در سے ایسے فرزند کی خوش خبری لے کر جائیں جو بڑا ہو کر تاجدارِ اہل سنت محافظ شریعت اور صاحب عشق ومحبت بنے۔

چھے ماہ بعد حضرت نوری میاں صاحب بریلی شریف تشریف لے جاتے ہیں، نومولود کو نہالچہ میں رکھ کر سرکار کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، نوری میاں صاحب بڑی شفقت سے گود میں لیتے ہیں، یہ کون ہے؟ یہ چشم وچراغ خاندانِ برکات کا لخت جگر ہے، جن مبارک ہاتھوں نے ان کے پیدا ہونے کی دُعائیں مانگی تھیں، آج وہی ہاتھ اس پر شفقت برسا رہے ہیں، نوری میاں کلمہ کی انگلی بچے کے منہ میں ڈال دیتے ہیں ''سبحان اللہ'' شاید بچے کو بھی معلوم ہے کہ میرے والد گرامی کے قلم سے یہ شعر نکلا ہے ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یہ نوری گھرانے کے نوری فرد نوری میاں کی انگلی ہے، بچہ بڑے چاؤ سے انگلی چوس رہا ہے، نوری میاں بڑی شفقت سے مسکراتے ہوئے اپنے خاندان عالی کا نور بچے کے سینہ میں انڈیل رہے ہیں، قطب مارہرہ کی دوررس نگاہوں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ بچہ آگے چل کر ولایت کی منزلیں طے کرے گا، سچ ہے، ''ولی را ولی می شناسد''

نوری میاں کی ساری دُعائیں اس بچے کے حق میں صحیح ثابت ہوئیں اور وہ بچہ آگے چل کر مفتی اعظم ہند کے نام سے مشہور ہوا۔'' (بحوالہ: پیغام رضا، مفتی اعظم نمبر ۳۱، ۳۲، شمارہ نمبر ۱، جلد نمبر ۲، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء)

حضرت صاحب الفضیلۃ سید آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ نے جس ولد باوقار اور فرزند نامدار کی ولادت باسعادت کے تعلق سے جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ ایک مستند دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی ہر سطر مرشدی ومولائی سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب زندگی کی عظمتوں کا اشاریہ ہے ؎

آنکھ والا تیری عظمت کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

اسمیت بمطابق شخصیت:

حضور سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا تاریخی نام ''محمد'' ہے آپ کی پیدائش ۱۸۹۲ء میں ہوئی اور ۹۲ محمد کے عدد ہیں، ابوالبرکات کنیت، محی الدین جیلانی لقب، ذاتی نام آل الرحمٰن اور عرفیت مصطفیٰ رضا ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان ''الکلمۃ الملھمۃ'' کے صفحہ ۶؍ پر اپنے ولد اعز کو یوں یاد فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''الولد الاعز، ابوالبرکات، محی الدین جیلانی، آل الرحمٰن، معروف بہ مولوی مصطفیٰ رضا سلمہ''

ماں باپ نے بچپن میں اپنے بچوں کا جو نام رکھ دیا، یہ ضروری نہیں کہ وہ نام بچوں کے کام اور شخصیت کے مطابق بھی ہو، اس کا برعکس (اُلٹا) بھی ہوسکتا ہے، جیسے خورشید عالم، آفتاب عالم، شریف عالم، شمس القمر، وجہ القمر وغیرہ نام، برعکس نام نہند زنگی کا فور، کسی کالے کلوٹے حبشی کا نام رکھ دیا جائے' کافور' جو بالکل سفید ہوتا ہے۔

اگر آپ کو کام اور ذات سے نام کی موزونیت اور مطابقت کا جلوہ دیکھنا ہے تو سرکار سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام کی موزونیت آپ کی ذات والا صفات سے دیکھیے، کہ آپ کی شخصیت نام اور کام دونوں کا سنگم ہے، آپ کے ہر کام میں نام کی معنویت جلوہ گر ہے، نام سے کمال نہیں ہوتا، نام ور اور نامدار ہونا کمال سے ہوتا ہے، اسی لیے امام احمد رضا فرما گئے ہیں ؎

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضاؔ تم پہ کروروں درود

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس شعر میں جس خواہش کا اظہار فرمایا ہے وہ بڑی پیاری اور مقدس خواہش ہے، فرماتے ہیں: میرے گھر والوں نے میرا نام ''احمد رضا'' رکھا ہے، جس کے معنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا (خوشنودی) کے ہیں، اور حضور احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، جس پر فلاح وصلاح اور سعادت ونجاح کا دارو مدار ہے، جس نے سید عالم نور مجسم احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرلی اس نے دین ودُنیا، برزخ وعقبیٰ کی ہر بھلائی پالی، اس لیے میں صرف نام کا 'احمد رضا' رہنا نہیں چاہتا، کام کا احمد رضا بننا چاہتا ہوں، صرف نام سے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا

حاصل نہیں ہوتی، ان کی رضا کام سے حاصل ہوتی ہے، اس لیے یا رسول اللہ، مجھ سے وہ کام لیجیے جس سے آپ راضی ہو جائیں، تا کہ میرا نام میرے کام کے مطابق اور میری ذات کے لیے ٹھیک ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دُعا کو شرفِ قبول بخشا، اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ سے وہ کام لیے جو خوشنودیِ مولیٰ اور رضاے مصطفیٰ کے ہی کام تھے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھے بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو کام سپرد ہوئے، بدمذہبوں کا رد اور علم فقہ کی خدمت، اعلیٰ حضرت کو جو ذمہ داری سونپی گئی تھی اس کو مکمل طور پر پوری فرمائی، اور رضائے رسول سے شاد کام ہوئے، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اسی کا یہ اثر ہے کہ پوری دُنیا میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و رفعت کا پرچم شان و شوکت کے ساتھ لہرا رہا ہے، کون سا وہ ملک ہے جہاں آپ کا علمی و روحانی فیض نہیں پہنچا، علماے عرب نے آپ کو اپنا شیخ، استاد مانا، آقائی و سیدی کہا، اور آپ کے مجدد ہونے کا اعلان کیا اور علوم دینیہ کی سندیں حاصل کیں، حدیث کی اجازتیں لیں ؎

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اسی طرح سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ صرف نام کے ''ابو البرکات، محی الدین جیلانی، محمد مصطفیٰ رضا'' نہیں تھے، بلکہ آپ کی ہر ادا اور ہر کام ناموں کا آئینہ دار تھا، پھر جب کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز جیسی خالص کام والی شخصیت نے اپنے ولد باوقار اور فرزند نامدار کے لیے ان ناموں کو پسند فرمایا، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اپنے لاڈلے بیٹے کو ناموں کے مطابق کام کے لیے تیار نہ فرماتے۔

سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''اپنے ولد اعز'' کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ قطب مارہرہ سیدنا ابو الحسین نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کی پیدائش کے وقت دُعاے خیر و برکت دیتے ہوئے جو جچا تلا نام تجویز فرمایا تھا، جس میں نومولود کے مستقبل کی تابنا کیوں کی نشان دہی تھی؛ وہی بعد میں نومولود کی کتاب زندگی کا عنوان بن گیا، اور دُنیا نے دیکھ لیا کہ مرشد گرامی کا تجویز کردہ نام اور والد گرامی کی تعلیم و تربیت نے حضور مفتی اعظم ہند کو ابو البرکات، محی الدین جیلانی، آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا، اسم با مسمیٰ بنا دیا۔

''ابو البرکات'' یعنی برکتوں والا، آپ ایسے صاحب خیر و برکت تھے کہ جہاں تشریف لے جاتے وہاں برکتوں کا نزول ہوتا، لوگوں کے ایمان پختہ اور عمل تازہ ہو جاتے، لوگوں کی بدحالی خوش حالی میں تبدیل ہو جاتی، بگڑے ہوئے سنور جاتے، ہر شخص کی زبان پر ہوتا کہ یہ سب حضرت والا کے قدموں اور دُعاؤں کی برکت ہے۔

''محی الدین'' یعنی دین کو زندہ کرنے والا، وہ ایسے محی الدین تھے کہ جس علاقے اور بستی میں قدم میمنت لزوم رکھ دیا

ویران دل نورِ ایمان سے معمور ہو گئے، مرجھائی کلیوں پر بہار آ گئی، سنیت مضبوط اور دین زندہ ہو گیا اور گمراہیت کا نام ونشان مٹ گیا۔

"جیلانی" جیلانی صفت، یعنی حضور محبوب سبحانی، شاہ جیلانی، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال وکمال کے پرتو اور ایسے پرتو کہ اہلِ نظران کو "ہم شبیہ غوث اعظم" کہنے لگے۔

"آل الرحمٰن" اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنے والا، رحمٰن کی طرف جانے والا، رب کی طرف رجوع لانے والا، حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان! اللہ تعالیٰ کے ایسے فرماں برداراور اطاعت گزار تھے کہ زندگی کا لمحہ لمحہ پابندیِ شریعت کا آئینہ دار اور آٹھوں پہر یادِ الٰہی میں سرشار تھا، میں نے اپنے ایک شعر میں عرض کیا ہے ؎

وہی ہے مفتی اعظم، وہی ہے ابن رضا
خدا کی یاد میں گزرے ہیں جس کے آٹھوں پہر

"مصطفیٰ رضا" ایسے مصطفیٰ رضا کہ پوری زندگی اپنے والد گرامی "امام احمد رضا" کے نقش قدم پر چل کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے کام کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہر ادا سے سنت نبوی کا بانکپن ظاہر ہوتا، کوئی قدم حریم شرع سے باہر نہیں پڑتا، میں نے عرض کیا ہے ؎

جو کم نظر ہے وہ کیا جانے مرتبہ اس کا
حریم شرع میں گزری ہو جس کی شام و سحر

دُعاے اعلیٰ حضرت اور تاجدار اہل سنت:

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، سیدنا شاہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے "ولد الاعز" حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو ان کے ناموں سے یاد کرتے ہوئے جو دُعائیں دی ہیں وہ قبول ہو گئیں اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کمالاتِ دین ودُنیا میں ترقی کر کے اس ارفع واعلیٰ مقام پر پہنچ گئے جہاں کم خوش نصیبوں کی رسائی ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت اپنی کتاب " اَلْکَلِمَۃُ الْمُلْھِمَۃ"، کے صفحہ ۶/ پر تحریر فرماتے ہیں:

اَلْوَلَدُ الْاَعَزُّ، اَبُو الْبَرَکَاتِ، مُحِیُّ الدِّیْنِ جِیْلَانِیْ، آلِ رَحْمٰنْ، مَعْرُوْفٌ بِہٖ مُوْلوِیْ مُصْطَفٰی رَضَا خَانْ، سَلَّمَہُ الْمَلِکُ الْمَنَّانُ وَاَبْقَاہُ، اِلٰی مَعَالِیْ کَمَالَاتِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا رَقَاہُ۔

یعنی میرا سب سے زیادہ پیارا بچہ، برکتوں والا، دین کو زندہ کرنے والا، پرتو شاہِ جیلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ کی طرف رجوع لانے والا فرماں بردار، جو مولوی مصطفیٰ رضا خان کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، سلامت رکھے اس کو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی بہت زیادہ احسان فرمانے والا ہے اور اس کو تا دیر باقی رکھ کر دین ودُنیا کے کمالات کی بلندیوں پر پہنچا دے۔ آمین۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی دُعاے سحر گاہی کا اثر ہر دیدہ ور نے چشم سر سے دیکھ لیا، اور اللہ رب العزت نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو وہ عزت وبزرگی عطا فرمائی کہ آپ اپنے تمام معاصرین پر سبقت لے گئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

ننھا مرید اونچی خلافت:

حضور مرشدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانی عظمتوں اور عرفانی قدروں کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو عالم شیر خوارگی ہی میں تمام خلافتوں اور روحانی نعمتوں سے نواز دیا تھا۔

چنانچہ جب ۱۳۱۱ھ میں قطب مارہرہ مقدسہ، حضور سرکار سیدنا ابوالحسین احمدی نوری میاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی شریف تشریف لائے، اس وقت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی عمر شریف صرف چھے ماہ کی تھی، قطب مارہرہ نے خواہش کے مطابق بچے کو دیکھا اور گود میں لے کر دست کرامت سر پر رکھ کر زبان ولایت سے بہت دُعائیں دیں اور پیش گوئی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی طرف دیکھ کر فرمایا، مولانا! یہ بچہ ولی ہوگا، فیض کے دریا بہائے گا، یہ فرماتے ہوئے اپنی نوری انگلی بلند اقبال، مبارک بچے کے منہ میں رکھ دی، اور مرید فرما کر اسی وقت تمام سلسلوں کی اجازت بھی مرحمت فرمادی ''اللہ رے تری قدرت، ننھے مرید کو یہ عظیم نعمت'' سبحان اللہ، کیا شان ہے تیرے بچپن کی، عرض کیا ہے ؎

واہ کیا علم و عمل مرشد اعلیٰ تیرا

مرتبہ اہلِ زمانہ سے ہے اونچا تیرا

اس کے علاوہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو آپ کے والد گرامی، سیدنا سرکار امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی، مزید براں، جب آپ حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو وہاں کے مشائخ عظام اور علماے کرام نے بھی آپ کو بہت سی خلافتیں، اجازتیں اور علوم دینیہ کی سندیں عطا فرمائیں اور آپ سے بھی وہاں کے بہت سے علما ومشائخ نے اجازت وخلافت اور سندیں حاصل کیں، فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

تعلیم وتربیت:

حضور مرشدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ جس گھرانے میں پیدا ہوئے، اس کا پورا ماحول علم ونور کی نکہتوں سے معمور تھا، جس پر پورے طور پر یہ مثل صادق آرہی تھی ''ایں خانہ ہمہ آفتاب'' جیسا ماحول ویسا ہی حال وقول، پھر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ آپ اپنے گردو پیش کے ماحول سے متاثر نہ ہوتے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم علامہ رحم الٰہی منگلوری علیہ الرحمۃ اور مولانا بشیر احمد صاحب علی گڑھی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی، باقی علوم وفنون اپنے والد گرامی سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی درس گاہِ علم وتحقیق میں رہ کر حاصل کیا، یہی وجہ ہے کہ علم القرآن، علم الحدیث، علم الفقہ، اُصولِ فقہ، تجوید، صرف، نحو، ادب، منطق، فلسفہ، ہیئت، ریاضی، جفر، علم توقیت اور فن تاریخ گوئی

وغیرہ میں آپ کو پوری مہارت حاصل تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے والد گرامی کے سچے جانشین اوران کے علوم کے صحیح وارث تھے، مثل مشہور ہے "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِیْهِ"، بیٹا اپنے باپ کا 'سر' ہوتا ہے۔

اہلِ سنت کے اصاغر واکابر تمام علما کا اس پر اتفاق ہے کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات اپنے زمانہ میں فقید المثال تھی اور آپ کی ذات ستودہ صفات میں تمام علمی، روحانی ضروری کمالات بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے، خاص طور پر فقہ اور فتویٰ نویسی میں اپنے تمام معاصرین پر آپ کو فوقیت حاصل تھی، اسی لیے علماے اسلام نے آپ کو بالاتفاق ''مفتی اعظم'' تسلیم کیا اور آپ کا یہ علمی اور صفاتی نام؛ آپ کی ذات والاصفات کے لیے ایسا موزوں ثابت ہوا کہ پیدائشی نام کی طرح عَلَم کی حیثیت پا گیا، جب کوئی ''مفتی اعظم'' کا لفظ بولتا اور سنتا ہے تو اس کے ذہن میں صرف آپ کی ذات بابرکات کا تصور ہوتا ہے، یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ ''کون مفتی اعظم'' گویا آپ ''مفتی اعظم علی الاطلاق ہیں'' غرض حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ فضل وکمال اور علمی فقہی بصیرت میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔

مفتی اعظم کا پہلا فتویٰ:

حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے تمام سوانح نگار اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے بہت چھوٹی عمر میں رضاعت (دودھ پلائی) سے متعلق ایک مشکل مسئلہ کو قلم برداشتہ بغیر کتاب دیکھے لکھ دیا، جس کی تصدیق وتوصیف اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فرمائی، اس فتویٰ کے لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نوعمری کے زمانے میں ایک روز مرکزی رضوی دارالافتاء میں اتفاقاً پہنچ گئے، ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ اس وقت کچھ لکھنے کے لیے الماری سے کوئی کتاب نکال رہے تھے، حضرت والا نے حضرت ملک العلماء صاحب سے کہا کہ کیا آپ کتاب دیکھ کر فتویٰ لکھتے ہیں؟ ملک العلماء نے فرمایا اچھا تم بغیر دیکھے لکھ دو، حضرت نے سوال پڑھا اور بغیر کتاب دیکھے جواب لکھ دیا، یہ آپ کی زندگی کا پہلا فتویٰ تھا۔

آپ کا لکھا ہوا جواب جب سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تصدیق کے لیے پیش کیا گیا، تو جواب دیکھ کر امام احمد رضا بہت خوش ہوئے اور "صَحَّ الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب" لکھ کر دستخط فرما دیئے اور انعام کے طور پر ''ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا'' کی مہر حضرت مولانا یقین الدین صاحب مرحوم کے بھائی سے بنوا کر عطا فرمائی، یہ واقعہ ۱۳۲۸ھ کا ہے، اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۸ر سال کی تھی، بعض سوانح نگار حضرات نے لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۱۳ر سال تھی، یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد مسلسل بارہ سال تک امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی زندگی میں آپ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی میں مصروف رہے، اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا، اس طرح آپ کے فتویٰ لکھنے اور دوسرے حضرات کے فتاوے کی تصدیق کرنے کی مدت تقریباً چوہتر سال ہے، ۱۳۲۸ھ تا ۱۴۰۲ھ۔

حضرت والا کی پیدائش ۱۳۱۰ھ، پہلا فتویٰ ۱۳۲۸ھ، اعلیٰ حضرت کا وصال ۱۳۴۰ھ، حضرت والا کا وصال ۱۴۰۲ھ عمر شریف ۹۲ر سال، فتاویٰ نویسی کا آغاز ۱۸ر سال کی عمر میں، اعلیٰ حضرت کی نگرانی میں فتویٰ نویسی ۱۲ر سال اور مدت فتویٰ نویسی ۷۴ر سال۔

اشرف الفقہاء کے اساتذۂ ذوی الاحترام

خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء مولانا افتخار ندیم قادری علیمی
استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی مئو

علم وفن، فضل وکمال، شعروادب، فقہ وتصوف کی معتبر نگری مدینۃ العلماء گھوسی کی معارف پرور خاک سے ہر دور اور ہر عہد میں عبقری اور جینئس شخصیتیں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ معلوم تاریخ کے مطابق سلاطین شرقیہ کے ابتدائی دور میں سب سے پہلے اپنے عہد کے جلیل القدر اور مہتم بالشان عالم دین اور دیدہ ور فقیہ حضرت مفتی محمد حسین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ شہر لاہور، دہلی اور جونپور کا سفر کرتے ہوئے قصبہ گھوسی میں وارد ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی ہیں، کے معاصر اور خلیفہ تھے۔ آپ ہی کے دم قدم سے گھوسی میں سب سے پہلے بساط علم بچھی، ان کا مزار گھوسی کے سرکاری مویشی اسپتال کے پیچھے جانب مغرب میں واقع ہے۔ حضرت مفتی محمد حسین اصفہانی کے خانوادے کے ایک بزرگ عالم حضرت مولانا احمد ابن ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے جنکی مساعی جلیلہ سے گھوسی اور اس کے مضافات میں ایمان وعقیدہ اسلامی کی باد بہاری چلی اور برادرانِ وطن کی ایک بڑی جماعت اپنے آبائی دھرم کو چھوڑ کر آپ کے دست حق پرست پر حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔

حضرت شیخ غلام نقشبند گھوسوی ثم لکھنوی متوفی ۱۱۲۶ھ حضرت مفتی محمد حسین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی خانوادے کے چشم و چراغ تھے حضرت شیخ غلام نقشبند گھوسوی ثم لکھنوی کے والد شیخ عطاء اللہ تھے آپ نے اپنے نومولود بچے کا نام حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اشارہ پر غلام نقشبند رکھا تھا آپ کے دادا حضرت قاضی حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اپنے دور میں قصبہ گھوسی کے قاضی تھے۔ حضرت شیخ غلام نقشبند کے حلقہ درس کے فیض یافتہ اور تلمیذ رشید بانی درس نظامی حضرت ملا نظام الدین فرنگی تھے اس طرح ان کے واسطے سے گھوسی کا علمی وروحانی فیضان چہار دانگ عالم میں عام وتام ہوا۔

قصبہ گھوسی کے مضافات اترساواں کی ایک مشہور علمی و روحانی شخصیت حضرت شاہ سلامت اللہ رامپوری کی ہے آپ گھوسی سے رام پور ہجرت کر کے حضرت مفتی محمد ارشاد حسین رامپوری مجددی قدس سرہ العزیز کے حلقہ درس میں شریک ہوئے اور جملہ علوم وفنون متداولہ کی تکمیل کی اور انہیں کے مرید وخلیفہ بنے علم غیب کے موضوع پر آپ کی مشہور کتاب ''اعلام الاذکیاء'' ہے۔

کریم الدین پور گھوسی کے ایک دوسرے بزرگ عالم دین حضرت مولانا نذیر احمد نوشہ برکاتی تھے جو نہایت ہی خوش آواز، خوش پوشاک، شکیل ووجیہ اور حسین وجمیل تھے، حضرت نور العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی کے مرید وخلیفہ

تھے سرزمین گھوسی کی علمیت اور شہرت کی وجہ سے بہت سی دینی، علمی اور روحانی ہستیوں کے ساتھ کئی خانوادوں نے بھی اسے جائے بود و باش بنایا، معلوم خانوادوں میں حضرت مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی خانوادہ ہے جو ضلع گورکھپور کے نواپار گاؤں سے ہجرت کر کے گھوسی میں آباد ہوا۔ اسی خانوادہ میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ حکیم مفتی امجد علی اعظمی، مولانا محمد صدیق اعظمی، شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی، سند العلماء رئیس الاذکیاء علامہ شاہ مفتی غلام یزدانی اعظمی اور حضرت شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے اصحاب علم وفضل وکمال پیدا ہوئے۔

صدر الشریعہ کے بڑے چچازاد بھائی اور استاد مولانا محمد صدیق اعظمی تھے جو اشرف الفقہاء کے حقیقی نانا جان تھے، شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی اشرف الفقہاء کے حقیقی بڑے ماموں جان اور علامہ شاہ مفتی غلام یزدانی اعظمی اشرف الفقہاء کے ماموں اور خسر تھے جبکہ معروف ناقد وادیب اور شاعر وطبیب مولانا ڈاکٹر شکیل اعظمی آپ کے ہم زلف اور سمدھی ہیں۔

دوسرا معروف خانوادہ جو گھوسی میں فروکش ہوا وہ بابا عبدالکریم مرحوم کا تھا جو قصبہ دوہری گھاٹ کے ایک گاؤں قرولی باسی سے ہجرت کر کے گھوسی میں فروکش ہوا۔ بابا عبدالکریم کے نام سے منسوب محلہ کریم الدین معروف ومشہور ہے جبکہ پہلے اس کا نام ساکن ڈیہ تھا۔ اشرف الفقہاء اسی محلہ کریم الدین پور میں ۲ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر بوقت سحر تولد ہوئے۔ جب کہ معروف روایت کے مطابق آپ کے خاندان کے پرکھے ضلع مئو سے نقل مکانی کر کے گھوسی میں مقیم ہوئے تھے۔

آمدم برسر مطلب

میرے مقالہ کا عنوان ''اشرف الفقہاء کے اساتذۂ ذوی الاحترام'' ہے اس لیے اب میں زیر عنوان حضرت کے اساتذۂ ذوی الاحترام کی حیات وخدمات کے گوشوں کو زیب قرطاس کر رہا ہوں۔

أولئك آبائي فجئنا بمثلهم　　　　اذا جمعتنا يا جرير المجامع

۱) **حضرت میاں جی متقی مرحوم:**۔ آپ اشرف الفقہاء کے درجہ ناظرہ کے استاذ تھے آپ ہی سے قاعدہ بغدادی، عم پارہ، ناظرہ قرآن محلہ کریم الدین پور باغ گھوسی میں آپ کے مکان پہ پڑھا تھا۔ آپ خدا رسیدہ، نہایت پابند شرع، نیک طینت، متورع اور ایک شریف انسان تھے۔ ساتھ ہی چھوٹے بچوں کو دینیات کی تعلیم دیتے تھے سند یافتہ عالم دین تو نہیں تھے لیکن عالم باشریعت اور مستجاب الدعوات تھے مولانا صلاح الدین ولد عبدالعظیم مرحوم کے دادا تھے، حضرت اشرف الفقہاء اپنے اس نیک طنیت، پاکیزہ صفت اور محنتی استاد کا برابر ذکر کرتے تھے۔

ناظرہ کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد آپ مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں بٹھائے گئے۔ یہ مدرسہ اس وقت حاجی محمد عمر صاحب محلہ کریم الدین پور بگہی گھوسی کے مکان پہ چلتا تھا۔ یہاں پہ آپ نے مولانا محمد سعید صاحب فتحپوری، حضرت مولانا محمد سمیع اللہ امجدی

اور شارحِ بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہم الرحمۃ والرضوان سے عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں۔

۲) **حضرت مولانا محمد سعید صاحب فتحپوری علیہ الرحمۃ والرضوان:**۔ آپ موضع فتحپور تحصیل گھوسی ضلع مئو کے ایک زمیندار گھرانے میں ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہی ناز و نعم میں پلے بڑھے، ابتدائی تعلیم گھر پہ ہوئی پھر حصرت مولانا علیم اللہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس فارسی زبان و ادب اور غزل کی کتابیں پڑھیں۔ نیز علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی محدث گھوسوی علیہ الرحمہ کے پاس برسوں اکتساب فیض کیا۔ نامساعد حالات کے پیش نظر باضابطہ کسی ادارہ میں رہ کر ایک مخصوص نصاب تعلیم کی تکمیل نہ کی۔ تاہم ذاتی لگن اور دلچسپی سے پوری زندگی تحصیل علم میں مصروف رہے۔ آپ صدرالشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوتے اور اپنی فطری استعداد اور ذوق علم کی بدولت صدرالشریعہ کی عنایتوں سے سرفراز ہوتے۔ آپ ۴۶/۱۹۴۵ء میں مدرسہ شمس العلوم گھوسی کے استاد مقرر ہوئے جہاں ۵۲/۱۹۵۱ء تک تدریسی خدمات انجام دیں اور اس چشمۂ شیریں سے سیکڑوں طلبہ سیراب ہوئے اور آگے چل کر باوقار عالم اور فارسی کے اچھے استاذ بنے، حضرت مولانا مرحوم فارسی زبان و ادب کے ممتاز اتالیق اور مستند استاذ تھے، فارسی زبان و ادب میں ان کی قابلیت کا اعتراف طبقۂ علم و ادب میں اب بھی کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ فخر المحدثین علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''مولانا محمد سعید صاحب اپنے زمانہ میں فارسی کے امام تھے'' ان کا انداز تدریس بڑا دلنشین ہوتا تھا ہر کہ و مہ آپ کی تقریر سمجھ لیتا تھا آپ نے اشاعت دین حق میں سرگرم حصہ لیا اپنے خطہ و مضافات کو بدمذہبیت سے بچانے کی حتی المقدور کوشش کی اور بدمذہبوں سے برسرِ پیکار بھی ہوئے لیکن نامساعد حالات میں بھی ان کے قدموں میں لغزش نہ آئی اس سلسلہ میں انہوں نے مخالفتوں اور عداوتوں کی مطلقاً کوئی پرواہ نہ کی۔

۱۹۵۵ء میں آپ شدید بیمار ہوئے اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مکمل طور پر صاحب فراش ہو گئے۔ علالت کے دوران دو بار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ عیادت کے لیے تشریف لائے، دعائیں کیں اور پورے کنبے کو داخل سلسلہ رضویہ فرمایا۔

آپ ایک انتہائی خلیق، متواضع، مرنجاں مرنج انسان تھے ان کی سادگی اور پاکیزگی سے لوگ حد درجہ متاثر تھے۔ آج بھی لوگ ان کی سادگی، پاکیزگی اور بلندئی کردار کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ ایک قادرالکلام شاعر بھی تھے فارسی زبان کے گہرے مطالعے نے ان کے شعری ذوق کو مہمیز دی تھی جسے طبع آزمائی کے لیے آپ نے صنف نعت کا انتخاب کیا جو ان کی اسلامی فکر اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و ارادت کا دینی تقاضا تھا حضرت صدرالشریعہ کی قیام گاہ پہ ہونے والے نعتیہ مشاعرہ میں آپ پورے ذوق و شوق کے ساتھ شرکت کرتے تھے۔ قمر آپ کا تخلص تھا۔ ۱۹۴۷ء کے پرآشوب دور میں جب ہر طرف مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا، اس نازک دور میں آپ نے ایک نعت لکھی تھی جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

مزار پاک سے آنکھیں ادھر اٹھا کے دیکھ — تیرے غلاموں پہ تیغ آزمائی جاتی ہے

ایک مرتبہ یہ نعت جب پڑھی جارہی تھی اس وقت محفل میں حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی تشریف فرماتھے یہ سن کر آپ بے خودی میں وجد کررہے تھے۔

آپ کی دوشادیاں ہوئی تھیں، پہلی بیوی سے مولانا معین الدین خان صاحب علیہ الرحمہ کے علاوہ اور دو بیٹے تولد ہوئے جبکہ دوسری بیوی سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ ۸ فروری ۱۹۵۶ء کو وصال فرمایا۔

آپ کے ارشد تلامذہ میں حضرت مولانا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی، حضرت مولانا قمرالدین قمر اشرفی، حضرت مولانا غلام ربانی اعظمی، مفتی وکیل احمد اعظمی، حضرت مولانا حاجی شفیق احمد عزیزی، حضرت مولانا عزیز الحسن اعظمی، حضرت مولانا حفیظ اللہ قادری علیہم الرحمہ اور مولانا ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی وغیرہم جیسے باکمال علما اور دانش ور ہیں۔

۳) **حضرت مولانا محمد سمیع اللہ امجدی علیہ الرحمہ:**۔ حضرت علامہ مولانا محمد سمیع اللہ صاحب امجدی کی شخصیت گوناگوں خوبیوں کی مالک تھی، آپ ایک معتبر عالم دین، درسگاہ کے ایک مستند مسند نشیں، باوقار و باصلاحیت منتظم، مخلص اور متبع کتاب وسنت، فصیح و بلیغ مقرر، قادرالکلام شاعر اور عالم باعمل تھے۔ قرآن وحدیث اور فقہی مسائل و جزئیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔

آپ کے والد ماجد کا نام محمد امانت اللہ تھا، پیدائش ۱۱/اکتوبر ۱۹۳۲ء کو محلہ امجد نگر سماریڈیہ، گھوسی میں ہوئی۔ چار سال کے ہوئے تو رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔ والدین کریمین سے قرآن شریف اور اردو کی ابتدائی تعلیم حاصل کی بعدہٗ ایک پرائمری اسکول میں داخل کیے گئے۔ عام بچوں کی روش سے ہٹ کر لہولعب سے دور رہتے تھے۔ فارسی زبان وادب کی مشہور کتابیں گلستاں و بوستاں وغیرہ حضرت صدرالشریعہ کے بڑے بھائی حکیم احمد علی سے پڑھیں، پھر سند العلماء، رئیس الاذکیاء کے ہمراہ مدرسہ قمر المدارس گڈری بازار میرٹھ تشریف لے گئے اور آپ کے زیر سایہ عاطفت رہ کر بڑی دلچسپی کے ساتھ عربی زبان وادب کی تعلیم حاصل کی، پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں داخلہ لیا اور شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں یہیں جملہ علوم وفنون متداولہ اور دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ ۱۹۴۹ء میں آپ اکابرین ملت اور علماء ومشائخ اہلسنت کے دست ہائے مبارک سے جبہ وسند فضیلت سے سرفراز کیے گئے۔

آپ کے اساتذہ درس میں شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی، حافظ ملت مولانا عبدالعزیز محدث مبارکپوری، علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی اور مولانا سید شمس الحق گجہڑوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین قابل ذکر ہیں۔

حضرت علامہ موصوف کو مطالعہ اور کتب بینی سے گہرا لگاؤ اور شغف تھا دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور کے زمانہ طالب علمی میں یہاں کی لائبریری انجمن اشرفی دارالمطالعہ میں موجود علوم وفنون کی تمام کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر

ڈالا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں فراغت کے بعد مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں مدرس دوم کے عہدے پر فائز ہوئے۔

اس وقت شمس العلوم ابھی ابتدائی منزل میں تھا اور حاجی محمد عمر صاحب کے مکان کے ایک حصہ میں چلتا تھا۔ یہیں پر اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف اعظمی سمیت حضرت مولانا قمر الدین قمر اشرفی، مولانا حاجی شفیق احمد عزیزی، مولانا حفیظ اللہ قادری اور الحاج ممتاز احمد قادری سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ شمس العلوم گھوسی وغیرہم نے آپ سے اکتساب فیض کیا تھا۔ یہیں سے حافظ ملت کے حکم پر بہرائچ تشریف لے گئے، بعدہٗ کانپور کے لیے رخت سفر باندھا، اور ایک دینی ادارہ کو استحکام اور ترقی دینے میں پانچ سال تک انتھک کوشش اور جدو جہد کی، لیکن انتظامیہ ادارہ کو ترقی دینے کے لیے تیار نہ تھے، اس لیے دل برداشتہ ہوکر واپس وطن گھوسی آ گئے تو مدرسہ شمس العلوم گھوسی کے ارباب حل وعقد نے دوبارہ تدریس کے لیے آپ کو دعوت دی یہ ۱۹۵۸ء کا زمانہ تھا۔ آپ کی تشریف آوری اور تدریسی منصب سنبھالنے کے بعد یہاں متوسطات سے آگے تک کی تعلیم کا نظم وضبط ہو گیا۔ چنانچہ ادارہ کو شہرت ملی، طلبہ میں تعلیم وتعلم کا شاندار ذوق وشوق پیدا ہوا۔ اس وقت آپ سے استفادہ کرنے والے طلبہ میں مولانا فخر الدین نظامی، مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، مولانا علی احمد اعظمی اور مولانا رضوان احمد شریفی وغیرھم تھے۔ بعض ناگزیر حالات کی بنا پر آپ ادارہ سے ۱۹۶۵ء میں مستعفی ہو گئے، تو علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے آپ کو فیض العلوم میں تدریس کے لیے طلب کیا جہاں آپ اپنے مخصوص افہام وتفہیم اور منفرد انداز تدریس سے طلبہ کو اپنے فیضان علم سے مالا مال کرتے رہے۔ پھر ناگفتہ بہ حالات کی بنا پر مستعفی ہوکر مدرسہ عربیہ اہل سنت ضیاء العلوم خیر آباد مئو کے ذمہ داران کی طلبی پر وہاں تشریف لے گئے آپ کی تشریف آوری سے مدرسہ میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔ ڈیڑھ سال تک کی محنت وخلوص کے ساتھ خدمات کی انجام دہی کے بعد ایک واقعہ فاجعہ کی وجہ سے استعفیٰ دینا پڑا۔ بعدہٗ مدرسہ سراج العلوم برگدہی گورکھپور میں ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۵ء مکمل سات سال تک تنظیمی وتدریسی خدمات انجام دیں پھر علامہ عبد الشکور اعظمی علیہ الرحمہ کے اصرار پر بھیونڈی تشریف لے گئے اور سنی جامع مسجد اسلام پورہ بھیونڈی میں امامت وخطابت کی ساتھ مومن اتحاد کمیٹی کی زیر نگرانی عربی مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی کے قیام میں مولانا عبد الشکور اعظمی کے شانہ بشانہ شریک رہے۔ آپ خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ وصال شب جمعہ بوقت مغرب ۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۰/اگست ۱۹۹۴ء بھیونڈی میں ہوا اور کواٹر گیٹ قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

۴) **حضرت مولانا شمس الدین اعظمی علیہ الرحمہ:** مدرسہ شمس العلوم کے اساتذۂ درس میں حضرت مولانا شمس الدین اعظمی مصباحی علیہ الرحمہ بھی ہیں آپ کی ولادت محلہ کریم الدین پور گھوسی میں مینا مسجد کے پاس حاجی محمد صادق مرحوم کے گھر میں ہوئی۔ حاجی صاحب مرحوم نے اپنے صاحب زادہ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی، اور انہیں عالم دین بنایا، آپ نے ابتدائی تعلیم قرآن پاک

ناظرہ وغیرہ کی تکمیل کے بعد عربی و فارسی کی کتابیں وطن مالوف میں پڑھیں، پھر دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں فضیلت تک کی تعلیم مکمل کر کے ۵۱ء ۱۹۵۰ء میں سند فراغت حاصل کی، مذکورہ سن میں ادارہ شمس العلوم بگہی سے اٹھ کر اپنی ذاتی عمارت واقع مدھوبن روڈ گھوسی میں منتقل ہوا تھا، آپ ایک ذہین وفطین، زود فہم اور وسیع النظر عالم تھے اپنے اساتذہ کے ادب شناس اور اطاعت شعار تھے۔ حافظ ملت جب بھی گھوسی و مضافات کا چندے کے سلسلہ میں دورہ کرتے تو مولانا مرحوم بھی آ کے ساتھ گشت کرتے تھے۔

فراغت کے بعد مدرسہ شمس العلوم کو اپنی خدمت کی جولانگاہ بنایا۔ اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے عربی و فارسی کی بعض ابتدائی کتابیں آپ سے یہیں پڑھی تھیں۔ مولانا موصوف کے اندر طلبہ کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، نکھارنے اور سنوارنے کا فن تھا۔ مدرسہ شمس العلوم گھوسی سے آپ تقریباً پچاس سال تک وابستہ رہے، مدرس بھی رہے صدر مجلس عاملہ اور ناظم اور کلرک بھی۔ گورنمنٹی ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ادارہ کے ناظم اعلیٰ جناب الحاج ممتاز احمد صاحب مرحوم نے آپ کی حسن کارکردگی اور اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر دوبارہ ادارہ کی خدمت کے لیے مدعو کیا آپ نے دعوت قبول کی اور جب تک صحت ساتھ دیتی رہی خدمات انجام دیتے رہے۔ کئی مہینہ تک صاحب فراش رہنے کے بعد جولائی ۲۰۰۷ء میں داعی اجل کو لبیک کہا اور کریم الدین پور باغ کی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۵) **شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ:** مدینۃ العلماء گھوسی کی نابغہ روزگار ہستیوں میں ایک معتبر نام شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کا ہے۔ آپ ۱۱ر شعبان ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۰ر اپریل ۱۹۲۱ء میں گھوسی ضلع مئو یوپی کے ایک مردم خیز خطہ کریم الدین پور گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:۔ مفتی محمد شریف الحق امجدی بن عبد الصمد بن ثناء اللہ بن لال محمد بن مولانا خیر الدین علیہم الرحمۃ والرضوان۔

آپ کی ابتدائی تعلیم بڑا گاؤں باغیچہ کے ایک مکتب میں ہوئی پھر صدر الشریعہ کے بڑے بھائی حکیم احمد علی سے گلستاں و بوستاں وغیرہ کچھ اس ذوق وشوق سے پڑھیں کہ آپ کے اندر دینی تعلیم کے حصول کی سچی امنگ اور عالم دین بننے کا جذبہ صادق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں داخلہ لیا اور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ کے زیر سایۂ عاطفت آٹھ سال رہ کر ہدایہ اخیرین، ترمذی شریف، صدرا، حمد اللہ تک کی کتابیں پڑھیں۔ پھر مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ تشریف لے گئے جہاں امام النحو صدر العلما حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کا خورشید علم تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ اپنی کرنیں بکھیر رہا تھا حضرت امام النحو سے آپ نے شرح جامی، شمس بازغہ، حاشیہ عبد الغفور جیسی ادق اور حضرت رئیس الاذکیاء سند العلماء علامہ شاہ مفتی غلام یزدانی علیہ الرحمہ سے خیالی اور قاضی مبارک جیسی اہم

اور مشکل کتابیں پڑھیں پھر شوال ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء آپ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف تشریف لے گئے جہاں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے صحاح ستہ حرفاً حرفاً پڑھ کر دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں سند فراغت حاصل کی۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی اور حضرت مفتی اعظم ہند جیسی مقتدر ہستیوں نے اپنے دستہائے مبارک سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی۔ آپ ایک سال تک حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی کی بارگاہ فیض میں رہے اور فتوی نویسی کی مشق کی۔ اور گیارہ سال تک حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں رہ کر فقہ وفتاویٰ نویسی سے وابستہ رہ کر ایک باکمال مفتی اور عظیم فقیہ بن کر نائب مفتی اعظم ہند کی حیثیت سے مشہور عالم ہوئے اور مرجع فتاوی قرار پائے۔ آپ نے جن اساتذہ وشیوخ سے اکتساب فیض کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا نوری، حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری، امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، رئیس الاذکیاء حضرت علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی، علامہ سید محمد سلیمان بھاگلپوری، حضرت محدث ثناء اللہ اعظمی مئوی، علامہ قاری محمد عثمان اعظمی، مولانا سید شمس الحق گجھڑوی علیہم الرحمہ وغیرہم۔

فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ بحر العلوم مئو میں آپ کا تقرر رہا پھر مدرسہ خیر الاسلام پلاموں بہار، مدرسہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں ناسک اور مدرسہ عین العلوم بیت الانوار گیا میں بالترتیب تدریسی خدمات انجام دیں۔

۱۴ر ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء سے آپ نے اپنے استاذ رئیس الاذکیاء حضرت علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی بانی مدرسہ شمس العلوم کی تحریک وانتخاب پر مدرسہ شمس العلوم میں بعہدۂ صدر المدرسین خدمات انجام دیں اور ۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۵۴ء تک بحیثیت صدر المدرسین ادارہ کو خوب ترقی دی۔ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے شارح بخاری سے اسی ادارہ میں پڑھنا شروع کیا، ۲۱ر جولائی ۱۹۵۴ء میں جب شارح بخاری مدرسہ شمس العلوم سے مستعفی ہوکر مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑوا جانے لگے تو ساتھ میں اشرف الفقہا بھی تشریف لے گئے۔ جہاں پر آپ نے ۱۰ر شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۴ر مارچ ۱۹۵۶ء تک بڑی عرق ریزی، جاں فشانی اور کمال مہارت کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر ۲۴ر شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۴ر جون ۱۹۵۶ء کو شارح بخاری مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف بغرض تدریس تشریف لے جانے لگے تو حضور اشرف الفقہاء بھی آپ کے ہمراہ گئے۔ جہاں حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ ۱۹۶۷ء تک شعبۂ تدریس سے وابستہ رہے۔ ۱۹۵۷ء بعمر ۲۰ برس اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے یہیں سے فراغت حاصل کی، اس طرح آپ نے زیادہ تر کتابیں شارح بخاری علیہ الرحمہ سے پڑھیں اور آپ ہی کے زیر سایہ تعلیم کی تکمیل کی۔ حضور شارح بخاری کو اپنے اس شاگرد رشید پر بڑا ناز تھا اسی لیے حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے سامنے گلوگیر آواز میں کہا کہ ”مجیب اشرف میرا وہ شاگرد ہے کہ قیامت میں میرے رب نے اگر

مجھ سے سوال کیا کہ شریف الحق کیا لایا ہے تو میں مجیب اشرف کو پیش کردوں گا۔‘‘

پھر ۸؍مئی ۱۹۶۷ء کو حضور شارح بخاری جامعہ عربیہ انوار القرآن تشریف لائے۔یہیں سے مدرسہ ندائے حق جلال پور امبیڈکر نگر گئے، پھر ۲۳؍ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۳؍دسمبر ۱۹۷۶ء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپو میں بحیثیت صدر شعبۂ افتا آپ کا تقرر ہوا۔ جہاں چوبیس سال تک مسند افتا پر فائز رہ کر اشرفیہ کی تعمیر و ترقی میں گراں قدر رول ادا کیا۔دلائل و براہین سے مزین تقریباً ایک لاکھ فتوے لکھے ،نو ضخیم جلدوں میں نزہت القاری، اشرف السیر ،اسلام اور چاند کا سفر،تحقیقات دو جلد،منصفانہ جائزہ ،مقالات شارح بخاری تین جلد، اشک رواں، امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر، اثبات ایصال ثواب ،اظہار حقیقت ،فتنوں کی سرزمین نجد یا عراق آپ کی گراں قدر قلمی خدمات ہیں جو متلاشیان دین حق کے لیے گنجینہ ہدایت اور طالبان علم وفن کے لیے خزینۂ معرفت ہیں۔آپ کی طویل دینی و علمی اور فقہی خدمات کے اعتراف میں آپ کو شیخ عبدالواحد بلگرامی ایوارڈ، امام احمد رضا ایوارڈ ،شاہ برکت اللہ گولڈ مڈل جیسے اعزازات وانعامات دیے گئے۔۲۹؍جنوری ۱۹۹۹ء کو عظیم الشان جشن تکمیل شرح بخاری ممبئی میں آپ کو چاندی سے تولا گیا۔آپ نے اپنے ہم وزن چاندی کا اک ذرہ بھی قبول نہ کیا بلکہ ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو حصے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور ایک حصہ رضا اکیڈمی ممبئی کے حوالہ کر دیا۔

۶؍صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱؍مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات بعد نماز فجر اوراد و وظائف و معمولات کی ادائیگی کے بعد حرکت قلب بند ہو جانے سے پانچ بج کر چالیس منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور ۷؍صفر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور گھوسی میں برکاتی مسجد سے متصل سپرد لحد کیے گئے۔

۶) **حضرت علامہ قاری رضاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ:** ۔حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ حضور صدر الشریعہ کی تیسری زوجہ محترمہ مرحومہ رابعہ خاتون کے بطن سے ۱۹۲۴ء میں دار الخیر اجمیر شریف میں پیدا ہوئے۔ دراصل ان دنوں آپ کے والد ماجد صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ حکیم مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، دار العلوم معینیہ درگاہ حضرت خواجہ اجمیری میں صدر المدرسین کے منصب جلیل پر فائز تھے اور وہیں مع اہل وعیال مقیم تھے والد صاحب کے زیر سایۂ عاطفت آپ کی نشو ونما اور پرورش ہوئی۔شعور کی آنکھیں کھولیں تو غریب نواز کے حظیرۂ قدس میں رسم تسمیہ خوانی ادا ہوئی، آپ کے خاندان میں دس پشتوں سے مسلسل عالم و حکیم پیدا ہوتے آرہے تھے مگر کوئی حافظ قرآن نہ ہوا تھا۔آپ خوش گلو اور خوش آوز تھے ہی اس لیے تین چار پارے ناظرہ پڑھ لینے کے بعد صدر صاحب نے آپ کو حفظ قرآن کے لیے بیٹھا دیا چنانچہ آپ بہترین حافظ بن کر نکلے، حافظ قرآن ہونے کے بعد ابھی آپ عربی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھ رہے تھے کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نواب حبیب الرحمان خان شیروانی کی دعوت پر دار العلوم حافظیہ سعیدیہ ریاست دادوں علی گڑھ آ گئے۔آپ بھی اپنے والد کے ہمراہ علی گڑھ پہونچے، جہاں آپ نے صدر الشریعہ اور دیگر

اساطین علم وفن سے درس نظامی کی تکمیل کی، بعدہٗ تجوید وقراءت میں درک وکمال حاصل کرنے کی خاطر مدرسہ سبحانیہ الہٰ آباد تشریف لے گئے۔ پھر ۱۹۵۰ء میں امام النحو صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کے ادارہ مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ گئے جہاں ایک سال تک آپ نے خاص طور پر حدیث کا درس لیا۔ فراغت کے بعد آپ نے مسند تدریس کو زینت بخشی سب سے پہلے یوپی کے ضلع دیوریا کے ایک ادارہ میں بغرض تدریس تشریف لے گئے اور وہاں علم وفن کی شعائیں بکھیریں بعدہ دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا گونڈہ شعبہ تعلیم وتعلم سے وابستہ ہو گئے۔ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے آپ سے یہیں پہ شرف تلمذ پایا۔

۱۹۵۰ء میں اپنے بڑے بھائی علامہ عبد المصطفیٰ ازہری سے ملاقات کے لیے پاکستان کا سفر کیا اس کے بعد کئی بار آنا جانا ہوا اور وہاں کی مسجدوں میں نماز تراویح پڑھانے کا موقعہ ملا آپ کی حسن تجوید، خوش اخلاقی اور زور خطابت کی وجہ سے مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ نے آپ کو نیومیمن مسجد کراچی کا امام وخطیب منتخب کر دیا، اس لیے ۵۷/۱۹۵۶ء میں آپ پاکستان میں مقیم ہو گئے۔ آپ کی حسن کارکردگی کی وجہ سے عوام وخواص، حکام وافسران، تجار ومتمول حضرات کا ایک بڑا طبقہ آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ امامت وخطابت کے ساتھ آپ دارالعلوم امجدیہ کراچی کے شعبۂ تجوید وقراءت سے بھی وابستہ ہو گئے اور اسے عروج بخشا، دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے آپ نے کراچی میں ایک دینی ادارہ کی بنیاد ڈالی جو دارالعلوم نوریہ رضویہ کے نام سے اپنی زریں خدمات انجام دے رہا ہے۔ اور اسی ادارہ سے متصل ایک خوب صورت مسجد بھی تعمیر کرائی جو مسلمانوں کی دینی ومذہبی ضرورت ہے، لڑکیوں کی تعلیم کے لیے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ دینی تعلیم وتربیت کی خاطر ایک علاحدہ، منظم اور باضابطہ کلیۃ البنات بھی قائم فرمایا جہاں دختران اسلام باپردہ حصول علم میں مشغول رہتی ہیں۔

۱۹۵۷ء میں آرام باغ کراچی میں مکتبۂ رضویہ کے نام سے اک اشاعتی ادارہ قائم کیا جہاں آپ نے پچاس ہزار سے زائد قرآن پاک کی طباعت کرائی اور لوگوں میں مفت تقسیم کیا۔ قرآن شریف کی غلط ترجموں کی نشاندہی، تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ، مدنی قاعدہ وغیرہ آپ کی قلمی خدمات ہیں۔ ۸/ربیع الاول ۱۴۳۶ء مطابق ۳۱/دسمبر ۲۰۱۴ء بروز چہارشنبہ کراچی میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں پہ سپرد لحد کیے گئے۔

۷) **حضرت علامہ معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ:**۔ شیخ المعقولات علامہ معین الدین اعظمی علیہ الرحمہ بابائے فارسی مولانا محمد سعید صاحب فتح پوری کے فرزند ارجمند ہیں آپ کی ولادت ۱۹۲۰ء میں فتح پور نرجا تال تحصیل گھوسی ضلع مئو یوپی میں ہوئی۔ جب لکھنے پڑھنے کے لائق ہوئے تو والد ماجد مولانا محمد سعید صاحب سے ناظرہ ختم قرآن، اردو فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں داخلہ لے کر متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی وہاں سے مدرسہ سبحانیہ الہٰ آباد گئے، جہاں حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن قادری اڑیسوی سے شرف تلمذ حاصل کیا پھر دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف پہونچ

کرمحدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب رضوی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور دیگر اساتذہ ادارہ سے درس نظامی کی بقیہ مروجہ نصابی کتابیں پڑھیں اور ۱۹۴۶ء میں فارغ التحصیل ہوکر اسی ادارہ میں شیخ المعقولات کے منصب پر فائز ہوئے جہاں عربی وفارسی کے ساتھ منطق وفلسفہ کی ادق کتابیں آپ کے زیر درس رہیں یہیں پر حضور اشرف الفقہاء نے آپ سے منطق وفلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔ وہاں سے دارالعلوم غریب نواز الہ آباد پھر دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ پہونچ کر مسند تدریس کو زینت بخشی اور پوری تندہی، جاں فشانی اور شان وشوکت کے ساتھ طالبان علم نبوت کی جرعہ نوشی کرتے رہے لیکن ۶۷/۱۹۶۶ء میں جب اراکین کے اختلاف کی وجہ سے مدرسہ انتشار کا شکار ہوگیا اور ادارہ مائل بزوال ہونے لگا تو آپ مستعفی ہوکر جامعہ عربیہ سلطان پور بحیثیت صدرالمدرسین وشیخ الحدیث تشریف لائے اور پوری لگن اور توجہ کے ساتھ ادارہ کے نظم ونسق کو بحال کیا اور بیس سال کی طویل خدمات کے ذریعہ ادارہ کو ترقی کے اوج ثریا پر پہنچایا جہاں سے لائق علما فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں گورنمنٹی ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو جامعہ اشرف کچھوچھہ شریف میں مسند مشیخیت کو زینت بخشی پھر وہاں سے مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد مئو آئے، لیکن خرابی صحت کی وجہ سے مستعفی ہوکر مستقلاً گھر پر ہی رہنے لگے۔ آپ نے کم وبیش پینتالیس سال تک ملک کے مختلف دینی اداروں میں تدریسی خدمات انجام دیں آپ جملہ علوم وفنون متداولہ فقہ وحدیث تفسیر وعقائد منطق وفلسفہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ شاعری کا بھی خاصہ ذوق تھا اور شمیم تخلص رکھتے تھے۔ ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء کو قضائے الٰہی سے دارالبقا کی طرف رحلت کرگئے۔

۸) **حضرت علامہ مفتی ثناء اللہ امجدی مئوی علیہ الرحمہ:۔** حضرت علامہ مفتی ثناء اللہ امجدی مئوی علیہ الرحمہ بن حاجی شرف اللہ کی ولادت ۲/جولائی ۱۹۱۰ء کو ضلع مئو یوپی میں ہوئی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا، عربی وفارسی کی مبتدی تا منتہی کتابیں یہیں کے اساتذہ درس سے پڑھیں اور ۱۹۳۵ء میں فراغت حاصل کی۔ آپ کو بیعت و خلافت کا شرف حضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی سے حاصل تھا۔ فراغت کے بعد ۱۹۳۶ء میں بغرض دعوت وتبلیغ رنگون تشریف لے گئے پھر دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں بحیثیت نائب شیخ الحدیث آپ کا تقرر ہوا۔ جہاں ۱۹۴۴ء تک آپ شعبۂ تدریس سے منسلک رہے پھر ملک کی مختلف درسگاہوں مدرسہ بحرالعلوم مئو، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف، دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد، مدرسہ بحرالعلوم لطیفیہ کٹیہار، مدرسہ علیمیہ سرکا نہی شریف، جامعہ فاروقیہ بنارس، مدرسہ منظر حق ٹانڈہ میں بحیثیت شیخ الحدیث تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ جہاں بھی رہے حسن اخلاق، صبر وشکر اور توکل وقناعت، خودداری واستغنا کے ساتھ رہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ مفوضہ ذمہ داریاں سرانجام دیں۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں آپ سے دورہ حدیث پڑھا تھا۔

دارالعلوم اہل سنت مدرسہ بحرالعلوم مئو آپ کا قائم کردہ ادارہ ہے جو بدمذہبوں کے دیار میں اسلام وسنیت کی گراں قدر

خدمت انجام دے رہا ہے آپ نے اخلاص اور علم وحکمت کے ذریعہ شہر مئو کو تاریخ عالم میں سنیت کے حوالہ سے جاوداں بنا دیا۔ آپ نے پوری زندگی خلق خدا کی ہدایت ورہنمائی میں گزاری۔

۱۵ر اگست ر ۱۹۹۰ء کو بوقت ۹ بجے شب آپ کا وصال ہوا اور مدرسہ بحر العلوم کے صحن میں سپر دلحد کیے گئے۔

۹) **صدر العلماء علامہ مفتی تحسین رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ:۔** آپ استاذ زمن، برادر اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے اور حضرت مولانا مفتی حسنین رضا خاں بریلوی کے منجھلے صاحبزادہ ہیں۔آپ کی ولادت ۱۴ر شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۳۰ء محلہ سوداگران بریلی میں ہوئی۔محمد نام تجویز ہوا مگر تحسین رضا کی عرفی نام سے مشہور ہوئے۔

آپ کے والد ماجد علامہ حکیم حسنین رضا خاں قادری نے اپنی سسرال محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔اس لیے صدر العلماء نے نانیہال ہی میں طفولیت، شباب اور عمر کے آخری ایام گزارے۔آپ نے سید شبیر علی بریلوی سے قاعدۂ بغدادی اور محلہ ہی کے ایک مکتب میں قرآن کریم، اردو اور حساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی، فارسی کی ابتدائی کتابیں مدرسہ اکبری واقع اکبری مسجد محلہ گھیر جعفر خاں میں پڑھیں۔پھر بارہ برس کی عمر میں مدرسہ اہل سنت مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں داخل کرائے گئے اور یہیں کے اساتذہ کرام سے آپ نے متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں جب سرکار مفتی اعظم ہند اور محدث اعظم پاکستان سفر حج کے لیے حجاز مقدس روانہ ہوئے تو صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ عارضی طور پر مدرسہ مظہر اسلام کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔آپ کے اس عارضی قیام کے دوران صدر العلماء علیہ الرحمہ نے آپ سے تفسیر جلالین پڑھی۔پھر منتہی کتابوں کی تعلیم کے لیے مرکز علم وعرفان دار العلوم منظر اسلام میں والد ماجد کے ایماء پر داخل کیے گئے۔چنانچہ آپ نے یہاں کی نابغۂ روزگار ہستیوں سے منتہی کتابوں کا درس لیا پھر صحاح ستہ کی تکمیل کے لیے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی کی خدمت میں فیصل آباد پہونچ کر چھے ماہ میں دورۂ حدیث حرفاً حرفاً پڑھا آپ کے اساتذہ درس میں صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری، شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین جون پوری، شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی اور حضرت علامہ ومولانا سردار احمد رضوی جیسے فضلائے وقت اور اساتذۂ زماں ہیں جن کے خرمن فیض سے آپ نے خوشہ چینی کی۔

آپ کی پہلی تقرری مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں ہوئی جہاں آپ ۱۹۷۵ء تک مسلسل نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔اسی ادارہ میں حضور اشرف الفقہاء علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نے آپ سے قرآن وحدیث اور اس کے اصول وفروع کا درس لیا۔بعدہٗ آپ نے دار العلوم منظر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی میں بعہدۂ صدر المدرسین وشیخ الحدیث تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۲۰۰۵ء میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کے

قائم کردہ ادارہ جامعۃ الرضا میں بحیثیت صدر المدرسین وشیخ الجامعہ آپ کا تقرر رہا اور تا دم وصال مذکورہ دونوں عہدوں سے وابستہ رہے۔ ۱۹۸۶ء میں حج وزیارت حرمین شریفین سے بہرہ ور ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ علامہ حسنین رضا کے جملہ صاحبزادگان کو سراہتے تھے ''کہ ماشاء اللہ سبھی خوب ہیں، باصلاحیت ہیں، بالیاقت ہیں، مگران میں تحسین رضا کا جواب نہیں''۔ آپ ایک باکمال مفسر، محدث اور کہنہ مشق استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ کہنہ مشق شاعر بھی تھے تحسین آپ کا تخلص تھا۔

آپ نے اپنی دعوت وتبلیغ، تدریس وتفہیم اور بیعت وارشاد کے ذریعہ ایک جہان کو مستفیض کیا جس سے شعور وآگہی اور حق وصداقت کا نور پھیلا۔ آپ نے بطور مظاہرۂ فن کبھی خطابت نہیں کی، لیکن علم وعرفان سے معمور آپ کے چند نپے تلے جملے رشد وہدایت کے لیے کافی ہوتے اور لمبی چوڑی تقریر پر بھاری ہوتے تھے۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ میں مولانا منان رضا خاں منانی میاں، مولانا خالد علی نواسۂ مفتی اعظم ہند، علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی، حضرت مفتی محمد ابوصالح رضوی، علامہ محمد ہاشم نعیمی، مفتی محمد مطیع الرحمان رضوی، مولانا مفتی محمد یامین رضوی اور مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی سرفہرست ہیں۔

وصال پر ملال:

صدر العلماء علامہ مفتی تحسین رضا خاں قادری مورخہ ۱۸/رجب/ ۱۴۲۸ھ مطابق ۳/اگست/بروز جمعہ صبح کچھ عقیدت مندوں کے ساتھ بذریعہ کار ناگ پور سے چندر پور کے لیے روانہ ہوئے تھے جہاں آپ کو نماز جمعہ کی امامت کرنی تھی، چندر پور سے ۳۰ کلومیٹر پہلے ہی کار حادثہ کا شکار ہوگئی جس کی وجہ سے آپ کے سر میں شدید ضرب آگئی، قریب کے اسپتال میں داخل کیے گئے، وقت موعود آچکا تھا، جانبر نہ ہوسکے اور جان، جان آفریں کے سپرد کردی، ضابطہ کی کارروائی کے بعد نعش مبارک شب ۹/بجے اشرف الفقہاء کے دولت کدہ رضا منزل شانتی نگر ناگپور لائی گئی، جہاں ہزاروں عقیدت مندوں نے نم ناک آنکھوں سے اپنے قائد ومحسن کا آخری دیدار کیا، شب ۱۱/بجے اشرف الفقہاء کی امامت میں پہلی نماز جنازہ ادا کی گئی، دوسرے دن آپ کا جسد مبارک بذریعۂ طیارہ ناگپور سے دلی اور یہاں سے بذریعۂ ایمبولینس بریلی شریف لایا گیا اور تیسرے روز مورخہ ۲۰/رجب/ ۱۴۲۸ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۰۷ء دوپہر بعد اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف کے گراؤنڈ میں آپ کی آخری نماز جنازہ حضور تاج الشریعہ کی امامت میں پڑھی گئی جس میں تقریباً ۴/۵ لاکھ فرزندان توحید نے شرکت کی اور کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اس حادثہ فاجعہ کو کچھ اس طرح تحریر کرتے ہیں ''آپ کے سانحہ ارتحال کی خبر وحشت اثر ملک کے طول وعرض میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، ہر شخص اس روح فرسا خبر کو سن کر اپنی جگہ دم بخود ہوکر رہ گیا، دل ودماغ سے سوچنے سمجھنے کی قوت گویا سلب ہوگئی، زبانیں خاموش، آنکھیں وا، یا اللہ یہ کیا ہوگیا؟ جو کانوں نے سنا کیا سچ ہے؟ کیا نمونۂ ابرار ہم

میں نہ رہا؟ کیا علم وفن کا تاجدار ہم سے رخصت ہوگیا؟ کیا کردار وعمل کا آبشار تھم گیا؟ کیا تواضع وانکساری کا ہرا بھرا گلزار مرجھا گیا؟ کیا مسلک اعلیٰ حضرت کا علم بردار ابدی نیند سو گیا؟ کیا مسند درس وتدریس کا سچا حق دار چلا گیا؟ ہاں ہاں شرافت نفس کا اعلیٰ کردار، ہم سب کا مونس وغم خوار وہاں چلا گیا جہاں سے پھر کبھی واپس نہ آئیگا۔ ''**انا للہ وانا الیہ راجعون**'' مرضی مولی از ہمہ اولیٰ۔

''جانتے ہو یہ کون تھا؟ کیسا تھا؟ کیا تھا؟ سنو! نمونۂ سلف تھا۔۔۔۔۔۔ دلیل خلف تھا۔۔۔۔۔۔ یہ مرد خوش اوقات تھا۔۔۔۔۔۔ یہ وہ تھا جس کے علم وعمل میں مکمل ہم آہنگی تھی۔۔۔۔۔۔ یہ وہ تھا جس کا قول تضاد کی ناموزونیت سے پاک تھا۔۔۔۔۔۔ وہ کیا تھا؟ شرافت نفس کا اعلی کردار تھا۔۔۔۔۔۔ تواضع وانکساری کا مہکتا گلزار تھا۔۔۔۔۔۔ وہ کیسا تھا؟۔۔۔۔۔۔ کیا بتاؤں کیسا تھا؟۔۔۔۔۔۔ وہ ایسا تھا کہ: ع جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

آہ! آہ! کہ وہی پیکر علم وعمل، مرشد راہ ہدایت، نازش بزم سخن، ماہر علم وفن، میرے استاذ ذی وقار ہم سے بہت دور ہو گئے، مگر دل کی دھڑکنوں سے قریب بہت قریب۔۔۔۔۔۔ ع ''خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را'' آمین آمین''

۱۰) **شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ:**۔ شیخ العلماء، امام الصرف حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی غلام جیلانی اعظمی لقد رضی عنہ الوافی دبستانِ صدر شریعت کے گل سر سبد اور آپ ہی کے واسطے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے اس چشمۂ علم وحقیقت، بادۂ حقیقت ومعرفت اور سرمایہ علومِ نبوت کے وارث وامین تھے، جو بواسطۂ قلب فیاض مبدء فیاض سے نہال تھا۔ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے چشمۂ زلال نے جس شجرۂ طوبیٰ کی آبیاری کی تھی اور جس کی اصل ''اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء'' کی عین مصداق ہے، حضرت شیخ العلماء اسی شجرۂ طوبیٰ کے ایک ثمر تھے۔

آپ اپنے وقت کے ایک متبحر عالم دین، مختلف علوم وفنون پر کامل دسترس رکھنے والے ماہر، عربی ادب پر عبور رکھنے والے ادیب اور زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے، اپنے وقت کے اکابر علما کی اولین صف میں شمار کیے جاتے تھے، علم ودانش اور فقر وعشق کا حسین سنگم تھے، شعور وآگہی اور تقرب الی اللہ کی بلند ترین چوٹی پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی سادگی، منکسر المزاجی، تواضع و انکساری، بے نفسی اور خاکساری ضرب المثل تھی۔ بلاشبہہ آپ تدریس، تصنیف اور تقریر تینوں میدانوں کے شہریار تھے۔ آخری عمر میں نخوت علمی اور شہرت وناموری سے کنارہ کش ہوکر گوشۂ گم نامی کو اپنے لیے باعث راحت قلب سمجھتے تھے، کیوں کہ آپ کے پیش نظر دنیا کی رنگینیاں نہیں بلکہ مقامِ قدس کی بلندیاں تھیں، آپ کی مجلس علمی ''**لایشقی جلیسہ**'' (جس کا ہم نشین محروم نہیں رہتا) کی عین مصداق تھی، صالحین اور ان کے آستانوں کے آپ مستقلاً حاضر باش تھے، یقیناً آپ مردانِ حق میں تھے، عشق رسالت وآلِ رسالت سے سرشار تھے، بشمولِ تلاوت کلامِ ربانی، اوراد ووظائف، دیوانِ حافظ اور مثنوی مولانا روم کی بھی بکثرت ورق گردانی فرماتے تھے، تزکیہ واحسان اور تصوف وسلوک کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، بدمذہبوں سے کوسوں دور ونفور تھے، خویش واقارب کے

حقوق آشنا تھے، ان کے لیے ابریشم کی طرح نرم اور اغیار کے لیے لوہے کی طرح سخت اور گرم تھے، حالاتِ زمانہ کے زبردست نبض شناس تھے، قدیم صالح اور جدید نافع کے قائل تھے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت اور ان سے سلام کرنے میں سبقت آپ کی عادتِ مبارکہ تھی، مسلک اعلیٰ حضرت کے بے لوث خادم اور مخلص داعی ونقیب تھے اور زندگی بھر اس کے شارح وترجمان کی حیثیت سے اُفق سنیت پر جگمگاتے رہے۔

قصبہ گھوسی میں حضرت شیخ العلماء کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ ہیں جو اپنا آبائی وطن نواپار گورکھپور ترک کر کے گھوسی میں مقیم ہو گئے تھے جو حضرت شیخ العلماء کے جد امجد جناب یار محمد مرحوم کے جد امجد تھے، حضرت شیخ العلماء کے والد ماجد حضرت مولانا محمد صدیق اعظمی علیہ الرحمہ ہیں جو استاذ العلماء حضرت علامہ ہدایت اللہ رامپوری کے ارشد واسعد تلامذہ اور حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے اساتذۂ درس میں تھے، آپ ہی کی تحریک پر مبارکپور میں مولوی محمد عمر سبزی فروش کے ذاتی مکان میں مدرسہ مصباح العلوم قائم کیا گیا تھا جو آگے چل کر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم اور اب الجامعۃ الاشرفیہ کے نام سے سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کی بین الاقوامی سطح پر ہمہ گیر خدمات انجام دے رہا ہے جس میں آپ نے عرصۂ دراز تک تدریسی خدمات انجام دیں، جہاں آپ سے کثیر تشنگانِ علوم نے اپنی علمی پیاس بجھائی۔

حضرت شیخ العلماء کے برادرِ خرد اور اپنے وقت کے جلیل القدر ممتاز اور قائدانہ صلاحیت کے مالک معتبر ومستند عالم دین اور فقیہ سند العلماء خیر الاذکیاء حضرت علامہ الشاہ مفتی غلام یزدانی اعظمی محدث گھوسوی بانی دار العلوم اہل سنت مدرسہ شمس العلوم گھوسی وسابق شیخ الحدیث جامعہ مظہر اسلام ومدفون بریلی شریف تھے، آپ کے وصال باکمال پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ اب ہم کو ایسا قابل قدر مدرس ملنا مشکل ہے، میں نے ان کے لکھے ہوئے فتاویٰ دیکھے تو معلوم ہوا کہ انھیں فتویٰ نویسی میں کمال حاصل تھا، سبحان اللہ کیا شان افتا تھی۔

حضرت شیخ العلماء کے بڑے صاحبزادے محبوب العلماء حضرت علامہ مفتی غلام ربانی فائق اعظمی علیہ الرحمہ تھے جو ''الولد سر لابیہ'' کی عملی تفسیر بن کر تا حین حیات اشاعت علم دین اور رشد وہدایت کا خوش آئند اور مستحسن فریضہ انجام دیتے رہے، بفضلہٖ تعالیٰ یہ سلسلۂ خیر وبرکت حضرت شیخ العلماء کے احفاد واسباط کے ذریعہ ان کی صلاحیت ولیاقت کے مطابق ہنوز جاری وساری ہے جو آپ کی روح پرفتوح کے لیے صدقۂ جاریہ اور باعث فرحت وانبساط ہے۔

حضرت شیخ العلماء دیار پورب کے ایک مردم خیز اور تاریخ ساز خطہ مدینۃ العلماء گھوسی میں ایک غریب مگر دین دار اور متورع گھرانے میں ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی محمد اویس حسن تجویز ہوا، مگر اپنے عرفی نام غلام جیلانی سے دنیائے اہل سنت میں غیر معمولی طور پر معروف ومتعارف ہوئے۔ رسم بسم اللہ خوانی حاجی ضیاء الدین مرحوم کے پاس ادا ہوئی اور

جلد ہی ناظرہ ختم قرآن کرکے ان ہی کے پاس ابتدائی اردو وغیرہ کی کتابیں پڑھیں، پھر مبارکپور جا کر اپنے والد ماجد کے مایہ ناز شاگرد مولانا عبدالسلام مرحوم سے فارسی کی پہلی اور آمدنامہ وغیرہ پڑھا مگر جلد ہی ان کے انتقال کے بعد گھوسی واپس تشریف لائے اور یہیں سلسلۂ تعلیم جاری رکھا۔

۱۳۳۹ھ میں حضرت صدرالشریعہ مصنف بہارشریعت علیہ الرحمہ کے ہمراہ بغرض تعلیم دارالعلوم منظراسلام بریلی شریف تشریف لے گئے، جہاں شہزادۂ استاذ زمن حضرت علامہ حسنین رضا بریلوی، صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی اور جلالۃ المشائخ حضرت علامہ عبدالعزیز بجنوری قدست اسرارہم سے شرح جامی، تفسیر جلالین، شرح عقائد، رسالہ میر زاہد، ملا جلال، شرح ہدایۃ الحکمت، شرح وقایہ، ہدایہ اولین، اصول الشاشی، نورالانوار، حسامی اور مشکوٰۃ المصابیح کا درس لیا اور یہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی زیارت مبارک سے شادکام ہوئے۔

۱۳۴۳ھ میں صدرالشریعہ کے ہمراہ دارالعلوم معینیہ دارالخیر اجمیر شریف تشریف لے گئے، جہاں صدرالشریعہ کے علاوہ مولانا عبدالحئ افغانی اور مولانا عبداللہ افغانی علیہم الرحمہ سے مختصر المعانی وغیرہ چند دوسری کتابیں پڑھیں اور سال آئندہ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ میں التحاق لے کر شرح عقائد، دیوان متنبی، حماسہ، سبعہ معلقہ، مدارک التنزیل، مسلم الثبوت، صدریٰ، حمداللہ حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی، حضرت مولانا عبدالقادر فرنگی محلی، حضرت مولانا عنایت اللہ، حضرت مولانا قطب الدین اور حضرت مولانا صبغۃ اللہ قدست اسرارہم سے پڑھیں مؤخرالذکر حضرت مولانا صبغۃ اللہ حضرت شیخ العلماء کے عربی زبان وادب کے بےنظیر استاذ تھے، آپ فرنگی محل میں ایک سال رہے اور آئندہ سال دوبارہ پھر دارالعلوم منظراسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں اور شیخ وقت علامہ رحم الٰہی منگلوری رحمہما اللہ سے بخاری شریف، مسلم شریف، ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد، بیضاوی شریف اور توضیح تلویح کا درس لیا اور ۱۳۴۵ھ میں سند اور خلعت دستار فضیلت سے سرفراز کیے گئے۔

فراغت کے بعد سب سے پہلے ۱۳۴۶ھ میں دارالعلوم منظراسلام بریلی شریف میں مدرس مقرر ہوئے لیکن پانچ ماہ کے بعد ہی مدرسہ محمدیہ امروہہ ضلع مرادآباد میں نائب صدرالمدرسین ہوکر تشریف لے گئے اور سات سال تک اپنے فرائض منصبی بحسن و خوبی انجام دیتے رہے، پھر ایک سال کے لیے مدرسہ محمدیہ ویلور مدراس تشریف لے گئے، پھر دوبارہ امروہہ تشریف لے آئے، یہاں سے ایک سال بعد حضرت صدرالشریعہ کے حکم سے مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور میں جلوہ بار ہوئے اور مسلسل چھ سال تشنگانِ علوم کو سیراب فرماتے رہے۔

۱۳۶۱ھ میں مدرسہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ

کی تعلیم کے لیے بلائے گئے، جہاں ایک سال قیام رہا پھر ۱۳۶۲ھ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تدریسی خدمات کے لیے طلب فرمایا، پھر ۱۳۶۶ھ میں دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں تقرر ہوا، جہاں سات برس تک منصبِ تدریس پر ایک کامیاب اور مقبول شیخ کی حیثیت سے اپنا علمی فیضان لٹاتے رہے، پھر یہاں سے جامعہ عربیہ ناگپور تشریف لے گئے اور یہیں پر مظہر اسلام بریلی شریف میں خدمت تدریس کے لیے دوسری بار حضور مفتی اعظم ہند کا پروانہ ملا، چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور تقریباً پانچ سال تک طالبانِ علوم نبویہ کی خدمت فرماتے رہے۔

۱۳۷۹ھ میں شمال مشرقی یوپی کی عظیم دینی درس گاہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں بحیثیت شیخ الحدیث وصدر الصدور تشریف لائے اور آخری عمر تک دار العلوم ہٰذا میں نہایت ذمہ داری اور کامیابی کے ساتھ اپنا فرض منصبی ادا فرماتے رہے، آپ جہاں رہے اپنے ابنائے جنس کے درمیان امتیازی شان کے مالک رہے، کم وبیش ۱۸؍سال تک آپ نے دار العلوم فیض الرسول کی پُر نور فضا میں علوم نقلیہ وعقلیہ کا درس دیا اور یہیں کے بزرگوں اور علمائے کرام نے آپ کی طویل دینی وعلمی خدمات کے اعتراف میں آپ کا لقب شیخ العلماء رکھا، پھر یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ آپ کا عَلَم بن گیا۔ ادارۂ فیض الرسول کے اساتذہ میں علم کے ساتھ عمل اور حسن کردار کی جو نمایاں جھلک پائی جاتی ہے، اس میں شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے روحانی فیض کے ساتھ حضرت شیخ العلماء کی تربیت کا بھی خصوصی دخل ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اسے ہمیشہ باقی رکھے۔ آمین

حضرت شیخ العلماء علیہ الرحمہ تقریباً ۵۲؍سال تک منصبِ تدریس پر فائز ومتمکن رہے، ہزاروں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کر کے تدریس وتصنیف اور دعوت وتبلیغ کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور علم وفضل اور رشد وہدایت کی متعدد قندیلیں روشن کیں جن کی ضیابار کرنوں سے کثیر خلق خدا مستفید ومستنیر ہوئی، جن میں بہتیرے اہل سنت وجماعت کے ممتاز مشاہیر علما کی اولین صف میں شمار کیے گئے، آپ کے مشاہیر تلامذہ کے اسما حسب ذیل ہیں:

سند العلماء حضرت علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی، احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی، شیخ المعقولات حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، فخر المحدثین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی پاکستان، حضرت علامہ ریحان رضا رحمانی میاں، حضرت مولانا قاری محمد عثمان اعظمی، حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی، نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خاں عزیزی، شیر بہار حضرت مفتی محمد اسلم رضوی مظفر پوری، حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، حضرت علامہ بدر الدین رضوی، خلیفۂ شیخ العلماء حضرت حکیم محمد نعیم الدین رضوی گورکھپوری، مظہر شیخ العلماء حضرت علامہ مفتی غلام ربانی اعظمی، حضرت علامہ مفتی مجیب الاسلام ادروی، نبیرۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ سید محمد احمد انجم عثمانی، شیخ اعظم حضرت سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی، خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی محمد نظام الدین بستوی، حضرت قاری

رضاء المصطفیٰ اعظمی کراچی، حضرت مولانا محمد صابر القادری نسیم بستوی، فیض العارفین حضرت صوفی غلام آسی حسنی جہانگیری، اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی، حجۃ العلم حضرت علامہ مفتی محمد قدرت اللہ رضوی، رئیس الاساتذہ حضرت علامہ قمر الدین قمر اشرفی، اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی، خلیفۂ شیخ العلماء حضرت علامہ صوفی سید نظام الدین صاحب قادری سجادہ نشین آستانۂ عالیہ شہ مشا شریف بہرائچ شریف وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی، شہزادۂ مخدوم ثانی حضرت علامہ سید کمیل اشرف اشرفی الجیلانی، مفکر اسلام حضرت علامہ غلام عبد القادر علوی، استاذ العلماء حضرت علامہ اعجاز احمد خاں ادروی، صوفی باصفا حضرت علامہ نثار احمد اعظمی اطال اللہ بقاءھم فینا وغیرھم۔

حضرت شیخ العلماء علیہ الرحمہ قاسم البرکات حضرت سید شاہ ابو القاسم اسماعیل حسن عرف شاہ جی میاں برکاتی قدس سرہ العزیز سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور آپ کو تاج العلماء حضرت علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند، صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی اور عزیز الاولیاء حضرت صوفی عبد العزیز حسنی جہانگیری ابو العلائی قدست اسرارہم سے سلسلۂ قادریہ رضویہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ نظامیہ منوریہ فخریہ اور ان تمام سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی جو رسالہ مبارکہ ''النور والبہاء لاسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء'' میں مذکور ہیں۔

حضرت شیخ العلماء ایک کامیاب مدرس، واعظ ہونے کے ساتھ بہترین مضمون نگار، مصنف وادیب وانشا پرداز اور اردو عربی کے فی البدیہہ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ چند تصانیف وتراجم اور افادات وحواشی کے اسماء یہ ہیں:

(۱) حیات شیخ المشائخ (۲) تذکرہ صدر الشریعہ (۳) فیضان حدیث (۴) شب براءت کے فیوض وبرکات (۵) رسالہ لامیہ۔
(۶) شفا شریف کا اردو ترجمہ (۷) حمد اللہ کا نوٹ (۸) حواشی بر ملا حسن، شرح ہدایۃ الحکمت، ہدیہ سعیدیہ اور حکمت العین (۹) شرح متن الکافی فی العروض والکوافی (۱۰) مختصر المعانی کے مغلق مقامات پر حواشی (۱۱) حواشی بر المجتبیٰ ودیوان المتنبی۔

حضرت شیخ العلماء نے مدینۃ العلماء گھوسی کی قدیم دینی درس گاہ دار العلوم اہل سنت مدرسہ شمس العلوم گھوسی کی تعلیمی سرگرمیوں سے متاثر ہوکر درج ذیل عربی اشعار کہے تھے، ادارہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے یہ اشعار پڑھوائے تھے اور بے حد مسرور ہوئے تھے ؎

یا مرجع الانام و یا صاحب الھمم	صلی علیک ربک ذو الفضل والکرم
اے مخلوق کے ملجا وماویٰ! اے عزم وحوصلے کے مالک!	فضل وعطا والا رب آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے

یا من اذا دعوت الی دین ربنا	**دانت لک العرب ولانت لک العجم**
اے وہ ذات جس نے جب ہمارے رب کے دین کی طرف دعوت دی	تو عرب آپ کے تابع فرما ہوئے اور عجم آپ کے سامنے نرم پڑ گئے
فی لیلة الفراق لقد اظلم الفضا	**نور بنور وجھک یا کاشف الظلم**
وصال کی رات فضا تاریک ہوگئی	اے تاریکیوں کے دور کرنے والے! اپنے جمال جہاں آرا سے ہمیں منور فرمائیے
شمس العلوم قد طلعت فی دیارنا	**فارزق بھا الھدایة والرشد والحکم**
علوم کا سورج ہمارے دیار میں طلوع ہو چکا ہے	اس کے ذریعہ سے رشد و ہدایت اور علم و حکمت کو عام فرمائیے
انعم علی من اقتبسوا نور علمک	**واسلک بھم سبیلک یا ھادی الامم**
جو آپ کے نور علم سے اکتساب کرے اس پر انعام فرمائیے	اے لوگوں کو ہدایت دینے والے! انھیں اپنی راہ چلائیے

نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری کے خلیفہ مجاز حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں برکاتی مارہروی علیہما الرحمہ کے وصال کی خبر سن کر فی البدیہہ درج ذیل دو اشعار کہے:

ہے وصال حضرت مہدی کا چرچا سو بسو
آنکھ برساتی ہے اشکوں کی جگہ گویا لہو
جب کہ تاریخ وصال پاک کی تھی جستجو
قال قلبی اکتب التاریخ مغفور له

۱۳۱۵ھ

حضرت شیخ العلماء کا عقد مسنون محلہ مداپور چھاؤنی گھوسی میں جناب محمد حسین صاحب کی ہمشیرہ محترمہ صالحہ خاتون مرحومہ ومغفورہ سے ہوا، جن سے بالترتیب چار لڑکے اور ایک لڑکی۔ حضرت علامہ غلام ربانی علیہ الرحمہ، جناب غلام سبحانی مرحوم، محترمہ خدیجہ خاتون مرحومہ، الحاج غلام نعمانی برکاتی اور الحاج زین العابدین جیلانی تولد ہوئے، بفضلہ تعالیٰ سبھی صاحب اولاد ہوئے۔
حضرت شیخ العلماء ۷۷ رسال اس دار فانی میں زندہ رہے اور ''طاب حیاتہ وطاب مماتہ'' کے عین مصداق رہے۔ ۶ ر ربیع

الاول شریف ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۵ رفروری ۱۹۷۷ء بروز جمعہ مبارکہ صبح سات بجکر ۳۵ رمنٹ پر اپنی آخری سانس لی اور داعی اجل کو لبیک کہا اور اسی روز بعد نماز عصر محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری کی امامت میں جنازہ کی نماز ادا کی گئی اور کریم الدین پور باغ گھوسی میں روضۂ صدر الشریعہ کے قریب میں سپرد لحد کیا گیا۔ع

آسماں ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے

☆ حوالہ:۔ معارف شارح بخاری، فیضان حدیث، تذکرہ امجدی، تذکرہ علماء اہلسنت، تجلیات رضا کا صدر العلماء نمبر، صدر الشریعہ حیات وخدمات۔

حضور اشرف الفقہاء کے وطن مالوف کا تاریخی جائزہ

انیس احمد شمسی

استاذ: جامعہ غریب نواز رضا نوری، نوری کالونی، ناگپور

حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف اعظمی علیہ الرحمہ کا وطن مالوف قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڈھ (اب ضلع مئو) یوپی، ایک قدیم علمی وادبی اور تاریخی وثقافتی قصبہ ہے۔ اعظم گڈھ کی ضلعی حیثیت جب برطانوی دورِ حکومت میں متعین ہوئی، تو گھوسی اس کی تحصیل قرار پائی، گھوسی کی آبادی بہت قدیم ہے، یہاں راجہ ''نہش'' کی کوٹ ایک قدیم منہدم قلعہ کا ڈھیر ہے، اسی راجہ کے نام پر اس قصبہ کو گھوسی کہا جاتا ہے، استاذی الکریم مؤرخ اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

''ہندوؤں کی دھارمک کتابوں کے حوالہ سے کہا جاتا ہے کہ ستیہ جگ میں اجودھیا کے سوریہ ونشی راجاؤں کے خاندان کا ایک باعظمت راجہ ''نہش'' گزرا ہے، جس نے گھوسی آباد کیا اور یہاں کوٹ بنوایا اور اپنے نام پر اس شہر کا نام ''نہش نگری یا نہوشی'' رکھا، جو بعد میں گھوسی ہوگیا'' (نگارشات ص ۴۵۹)

اس کوٹ کا مربع کلومیٹر سے زیادہ اور قصبہ کی آبادی کے بالمقابل بہت اونچا ہے، جس کے شمالی مشرقی حصہ میں سرکاری افسران کے بنگلے بنے ہوئے ہیں اور باقی حصہ کاشت کاروں کے زیر تصرف ہے، پرانی اینٹوں اور چونے مٹی کا یہ مرتفع ملبہ، کسی نہایت شاندار اور وسیع ترین عمارت اور اس کے ساکنین کا مبہم تاریخی شاہنامہ ہے۔

گھوسی کی قدامت

گھوسی ایک بہت ہی قدیم اور تاریخی علاقہ ہے، اس کی تاریخی حقیقت اور قدامت کے بارے میں حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی صاحب رقمطراز ہیں:

''قدیم گھوسی کی تاریخ کے بارے میں اب تک کوئی مستند تاریخی ثبوت دستیاب نہ ہوسکا، جس کی روشنی میں کوئی قطعی رائے قائم کی جاسکے، ہاں منہدم کوٹ کے وسیع طول وعرض بلندی اور اس کے گرد گہری خندقوں کے آثار دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ گھوسی کی آبادی بڑی پرانی آبادی ہے اور عہد قدیم میں اس کو سیاسی، فوجی اہمیت حاصل رہی ہوگی، مگر اس دور کا تعین معاصر کتب تاریخ کے حوالہ سے کرنا دشوار ہے، ہاں محکمۂ آثار قدیمہ کی توجہ سے اس کوٹ کی کھدائی کی جائے اور اس سے برآمد ہونے والے سکوں، اسلحوں، برتنوں، اینٹوں، تختیوں اور دوسری اشیا کی سائنٹفک طریقہ پر جانچ کی جائے تو یقینا موہن جوداڑو اور ہڑپا کے آثار کی طرح

یہاں کے آثار بھی گھوسی کی عظمت رفتہ اور اسکے دور عروج کا پتہ دے سکتے ہیں۔

کوٹ کی اینٹوں اور اس کے گرد گہری خندقوں (جو کافی حد تک پٹ چکی ہیں) اور بیرون قلعہ خشت ریزوں سے پٹی ہوئی زمین اس امر کا پتہ ضرور دیتی ہے کہ قلعہ اور اس کے قریب کے مکانات پختہ اینٹوں سے تعمیر کیے گئے تھے، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کوٹ اور اس کے گرد و پیش کی آبادی زیادہ سے زیادہ آج سے دو ڈھائی ہزار سال قبل کی ہے، جب مشرقی ہند میں اسی انداز کے قلعے اور پختہ اینٹوں کے مکانات تعمیر کیے جاتے تھے۔ پروفیسر محمد مجیب نے بدھ متی ہند میں مشرقی ہندوستان کے مرکزی شہروں کے بارے میں تحریر کیا ہے۔

''جن بڑے شہروں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، وہ سب راجدھانیاں تھیں، ان کی حفاظت کے لیے چاروں طرف خندق اور فصیل ہوتی تھی'' (تاریخ تمدن ہند ص ۸۰)

قلعہ سہسوان کے آثار جو گھوسی کوٹ کے مانند اونچے ٹیلوں کی شکل میں آج بھی موجود ہیں، اس کی تعمیر کا زمانہ تقریباً دو ہزار سال قبل بتایا جاہے، جس کی تعمیر پختہ اینٹوں سے کی گئی تھی، جس کی اینٹوں کا سائز لمبائی ۱۸/ انچ، چوڑائی ۱۹/ انچ اور موٹائی ساڑھے تین انچ ہے، جبکہ گھوسی کوٹ سے برآمد ہونے والی اینٹوں کا سائز یہ ہے۔

(۱) لمبائی ۱۶/ انچ، چوڑائی ۸/ انچ اور موٹائی تین انچ۔

(۲) لمبائی ۱۶/ انچ، چوڑائی ۱۲/ انچ اور موٹائی تین انچ۔

(۳) لمبائی ۱۰/ انچ، چوڑائی ۸/ انچ اور موٹائی تین انچ۔

کوٹ کی تعمیر میں مختلف پیمانوں کی یہ اینٹیں غالباً اس لیے استعمال کی گئیں تاکہ ضرورت کے وقت اینٹوں کو کاٹنا نہ پڑے، بعد کے زمانوں میں راجاؤں اور امیروں کے خشتی محلوں اور حویلیوں کے لیے بھی اسی غرض سے مختلف پیمائش کی اینٹیں استعمال کی جاتی تھیں، اس طرح گھوسی کوٹ کی بڑی اینٹ سے قلعہ سہسوان کی اینٹوں کی قریبی مماثلت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ دونوں قلعوں کی تعمیر کا زمانہ قریب ہی قریب ہے، اس طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گھوسی کوٹ تقریباً دو ہزار سال قبل تعمیر ہوا ہو گا۔'' (نگارشات ص ۴۶۱)

گھوسی کن کے ماتحت تھا

گھوسی نہایت ہی پرانا اور قدیم علاقہ ہے، ابتدا کا کوئی سراغ نہیں ملتا ہے، یہ قصبہ مسلم دور اقتدار سے آج تک جن ریاستوں اور اضلاع کے ماتحت رہا ہے، اس کا اجمالی نقشہ درج ذیل ہے:

صوبہ اودھ کے زیر انتظام ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۶ء تا ۷۰۲ھ مطابق ۱۳۰۷ء (غلام، خلجی، تغلق بادشاہوں کے عہد میں)

جونپور کے ماتحت ۷۹۶ھ مطابق ۱۳۹۳ء تا ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۱۷ء (شرقی، لودھی، مغل سلاطین کے عہد میں)
اودھ کے ماتحت ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۱۷ء تا ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۱ء (نوابان اودھ کے دور حکومت میں)
ضلع گورکھپور کے ماتحت ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۱ء تا ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۸۲۰ء (برطانوی دور اقتدار میں)
ضلع غازی پور کے ماتحت ۱۲۳۶ھ مطابق ۱۸۲۰ء تا ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء (برطانوی دور اقتدار میں)
ضلع اعظم گڈھ کے ماتحت ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء تا ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء (برطانوی دور اقتدار میں)
ضلع اعظم گڈھ کے ماتحت ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء تا ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۸ء (آزاد ہندوستان میں)
ضلع مئو کے ماتحت ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۸ء تا حال (آزاد ہندوستان میں) (ایضاً)

مسلم قومیں

گھوسی کی اصل آبادی میں مسلمان اور ہندو ملے جلے آباد ہیں، کچھ محلے خالص مسلمانوں سے معمور ہیں اور بیشتر میں غیر مسلم بھی بستے ہیں، مسلمان باشندگانِ قصبہ میں اکثریت انصاریوں کی ہے، جو اپنے آبائی پیشہ نوربانی کو ذریعۂ رزق بنائے ہوئے ہیں، یہ دست کار و صنعت کار قوم اپنے کاروبار میں چوٹی کا پسینہ ایڑی تک بہانے والی ہے، اپنے اہل وعیال کے ساتھ زبردست محنت و مشقت کرنے والی ہے، اپنے کام میں دن بھر مشغول رہنے والی ہے، البتہ دینی تعلیم میں یہ لوگ ابتدا ہی سے پیش پیش رہے، ان میں سے کئی افراد نے اپنے گھروں میں دینی تعلیم کے لیے چھوٹے چھوٹے مکتب قائم کئے ہوئے تھے، ان مکاتب سے اس قوم کے بے شمار نوجوانوں نے دینی تعلیم پائی اور اس قوم میں بے شمار علما و فضلا، شعرا و ادبا، قرا و حفاظ پیدا ہوئے، جن کے دینی جوش وخروش کی وجہ سے یہ علاقہ علمی حلقوں میں ''مدینۃ العلماء'' کے نام سے مشہور ہوا۔

اس کے بعد خان برادری کی تعداد ہے جو بیشتر کاشت کار اور ملازمت پیشہ ہیں، گھوسی کی نواحی آبادیوں اور قریات میں آباد شدہ مسلمانوں میں اکثریت ہمارے اسی بہادر، جری، اور محنت کش طبقہ کی ہے، اس قوم کے لوگ زراعت و ملازمت سے وابستہ رہے اور اس میں زینہ بہ زینہ ترقی کر کے وہ اس مقام پر پہنچے کہ قصبہ کے اطراف و جوانب میں واقع کاست کی بڑی بڑی زرخیز زمینوں کے مالک بن گئے۔

قصبہ گھوسی کے جنوبی طرف تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہنسا پور نامی ایک چھوٹی سی بستی ہے، جہاں نٹ اور فقیروں کی آبادی ہے، ان فقیروں کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ بوعلی شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمہ کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، علاقہ میں جب خشک سالی ہوتی، قحط پڑتا تو شیخ محمد اسحاق صاحب کسانوں سے مشورہ کرتے اور ہنسا پور اور گھوسی کے دوسرے حصوں میں آباد فقرا و مساکین کو دعوت دیتے اور ان سب کو کھانا کھلا کر ان سے بارش کے لیے دعا کراتے۔ (مولانا رضوان شہید ص ۲۳)

خاص گھوسی میں ملک برادری کے مسلمانوں کی بھی آبادی ہے، مگر بہت مختصر ہے، اس قوم کے لوگ زیادہ محلہ قاضی پورہ میں آباد ہیں اور وہ اپنے آپ کو قاضی حبیب اللہ علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس کے علاوہ بھی دیگر قومیں ہیں جو اپنے آبائی پیشہ سے منسلک رہ کر خوشحالی کے ساتھ زندگی گزار رہیں ہیں۔

گھوسی میں اسلام

گھوسی میں اسلام کب آیا اور یہاں کے لوگ کب مسلمان ہوئے؟ اس علاقہ کے غیر مسلموں نے کس دور میں اسلام کے پیغام رحمت کو سینے سے لگایا، تاریخ وسیر کی کتابیں خاموش ہیں، ہاں اس قدر ضرور کہہ سکتے ہیں کہ حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے ورود ہند کے زمانہ میں یہ علاقہ اسلام کی تجلیوں سے آشنا ہوا۔

حضرت سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رفقائے سفر کے ذریعہ پانچویں صدی ہجری مطابق گیارہویں صدی عیسوی کے اندر یہاں اسلام آیا، بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق سرکار غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر اسلام لے کر غزنی سے دہلی، میرٹھ، قنوج میں تبلیغ اسلام اور جہاد کرتے ہوئے سترکھ ضلع بارہ بنکی پہنچے اور اسے اپنا صدر مقام بنا کر اپنے ماتحتوں کو مختلف علاقوں میں اشاعت اسلام کے لیے بھیجا، ان کے رفقائے سفر میں حضرت ملک طاہر جیسے باعظمت سالار بھی تھے جو اپنے ساتھ ملک قاسم، ملک شدنی اور دوسر مجاہدین اسلام کو لے کر ''مئوناتھ بھنجن'' آئے اور اس کے اطراف وجوانب میں تبلیغ دین واشاعت اسلام شروع کی، تاریخ المنوال میں مذکور ہے:

''بزمانہ سید سالار مسعود غازی ملک افضل بغرض فتح بنارس ملک علوی نائب ان کے وملک طاہر بمقام مئو، اور مردان بمقام شادی آباد وغازی پور آئے، مزارات ان کے ان مقامات پر ہیں'' (تاریخ المنوال ج ۲ ص ۸۱ بحوالہ دیار پورب میں علم وعلماص ۵۰ مطبوعہ البلاغ پبلیکیشنز، دہلی طبع دوم ۲۰۰۹ء) حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی لکھتے ہیں:

''ملک طاہر اور ان کے ہمراہی مئو اور اس کے اطراف وجوانب میں اشاعت وتبلیغ کی کوشش کرتے رہے، قصبہ گھوسی بھی ان کے ورود سے محروم نہ رہا، گھوسی میں چند مزارات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ غازی میاں کے ہمراہیوں کے ہیں۔'' (نگارشات ص ۴۶۵)

ان بیانات سے یہ معلوم ہوا کہ سرکار غازی علیہ الرحمہ کے ساتھیوں کے قدم پاک اور ان کے روحانی فیضان سے یہ سرزمین پانچویں صدی ہجری میں ہی مستفیض ہوگئی تھی، اس پر دلیل یہ ہے کہ گھوسی میں کچھ مزارات ایسے ہیں جن کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سرکار غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آنے والوں میں سے تھے۔

پھر شہاب الدین غوری اور اس کے سالار قطب الدین ایبک نے علی گڈھ، قنوج، بدایوں، بنارس اور بہار کو فتح کر کے دہلی

حکومت میں شامل کرلیا، اس کے بعد ۵۹۲ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں قطب الدین ایبک کے ایک فوجی افسر نے اودھ کا پورا علاقہ فتح کر کے دہلی سلطنت کے ماتحت کرلیا اور اس علاقہ سے راج بھر قوم کا اقتدار ختم ہوگیا، بنارس سے لے کر نیپال کی ترائی تک پورا علاقہ مسلم حکومت کے زیر نگیں آ گیا، ان کی پیہم فتوحات اور معارف پروری، علما نوازی کی برکتوں سے اودھ اور اس کے ماتحت علاقوں میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا، اس علاقہ میں بکثرت لوگوں نے اسلام کے پیغام رحمت کو سینے سے لگایا، پھر عرب و ایران سے مسلم خانوادے اور بزرگانِ دین بھی یہاں آئے اور انہوں نے اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا، اس تقدیر پر یہ قصبہ گھوسی بھی اہل اسلام کے وجود مسعود سے مشک بار ہوا۔

علما و مشائخ کا ورود

تحقیق و ریسرچ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گھوسی اور قرب وجوار میں علما و فضلا اور مسلم خانوادے باہر سے آکر فروکش ہوئے اور اس طرح یہاں اسلام کا غلبہ ہوا، سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنی سلطنت کی توسیع و استحکام کے دوران خطہ اودھ میں ''جونپور'' کے نام سے ۷۷۲ھ میں ایک شہر آباد کیا، جس کے تقریباً پچیس سال بعد ۷۹۶ھ میں اس کے ایک حاکم ملک سرور نے اپنی ایک آزاد شرقی ریاست قائم کی اور سلطان الشرق بن کر جون پور ہی کو اپنا پایۂ تخت بھی بنالیا، پھر ایک طویل عرصہ تک شاہان شرقی یہاں شان وشوکت کے ساتھ حکومت کرتے رہے۔

اودھ چونکہ دہلی کے مشرق میں واقع ہے، جو لکھنؤ، جون پور، بنارس، فیض آباد، الٰہ آباد، اعظم گڈھ، غازی پور وغیرہ پر مشتمل ہے (ان میں کئی اضلاع کے نئے نام ہیں) اس لیے خصوصیت کے ساتھ اسے ہی ''دیارِ پورب'' کہا جاتا ہے۔ سلاطین شرقیہ بالخصوص سلطان ابراہیم شرقی کے دور میں جون پور کی وہ دینی و علمی شان وشوکت اور اصحاب علم وفضل کا وہ اعجاز و اکرام تھا کہ اسے دیکھ کر شیراز و قاہرہ و بغداد و قسطنطنیہ و دہلی و لاہور و ملتان کا نقشہ چشم تصور کے سامنے گردش کرنے لگتا تھا، چنانچہ محمد قاسم فرشتہ نے تذکرۂ سلطان ابراہیم شاہ شرقی میں اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے:

''اس کے عہد حکومت میں ہندوستان کے عالموں فاضلوں کے علاوہ ایران و توران کے علما بھی جون پور آئے، ابراہیم شاہ نے ان کی ہر طرح پذیرائی و دلجوئی کی اور ان کے لیے ہر طرح کے اسباب و وسائل فراہم کیے تاکہ وہ اطمینان بخش زندگی گزار سکیں، اس کے عہد مسعود اور دربار میں ایسے ایسے علما و فضلا کی ایک ایسی جماعت جمع ہوگئی تھیں کہ ان کی وجہ سے جون پور ایک اہم علمی مرکز بن گیا'' (تاریخ فرشتہ جلد دوم ص ۸۷۴)

اسی بادشاہ کے عہد مبارک میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۹۱ھ) کے خلیفہ و معاصر فاضل جلیل فقیہ بے عدیل حضرت علامہ مفتی محمد حسین عثمانی اصفہانی علیہ الرحمہ اصفہان سے لاہور، دہلی، جون پور ہوتے ہوئے گھوسی تشریف

لاکر بساط علمی بچھائی اور یہاں رہائش پذیر ہوکر ترویج اسلام میں مصروف ہوئے، آپ کی علمی وروحانی سرگرمیوں سے سارا علاقہ علوم وفنون کی تجلیوں سے معمور ہوگیا، آپ کے خاندان نے مستقل گھوسی میں قیام فرمایا اور یہ خاندان اہل گھوسی کے لیے بڑا مبارک ثابت ہوا۔

گھوسی کی مذہبی تاریخ

ابتدا ہی سے قصبہ گھوسی اور اس کے مضافات میں رہائش پذیر مسلمان اپنی مذہبی رسومات کے ساتھ کبھی ترقی پذیر اور کبھی زوال آمادہ کیفیات کے ساتھ زندگی گزارتے رہے۔ یہاں کے مسلمان اپنے مذہب وملک کے لیے کافی حساس تھے اور مسلک اہلسنت وجماعت کے پیروکار سنّی حنفی ہیں۔ ان کا مذہبی تصلّب کافی مستحکم ومثالی ہے، وہ معمولات اہل سنت پر سختی سے کاربند ہیں۔

جب گھوسی کے اندر بدمذہبیت ولا دینیت پھیل رہی تھی تو یہاں کے مسلمانوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے پاس ایک استفتا کیا تو انہوں نے اس کا جواب بشکل فتویٰ ارسال کیا۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی صاحب قبلہ لکھتے ہیں:

''۱۹۲۱ء کی بات ہے کہ ایک شخص بریلی شریف سے گھوسی آیا، جس کے پاس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تحریریں تھیں، حضرت مولانا محمد سعید صاحب نے ان کا بغور مطالعہ کیا، اعتراضات وجوابات کا جائزہ لیا، پھر دیوبندی افکار ونظریات کی قباحتیں ان پر واضح ہوگئی اور وہ سنیت کے زبردست حامی بن گئے'' (مشعل راہ ص ۴۳)

علاقۂ مئو میں وہابیت

تیرہویں صدی ہجری کے آخر تک بحمدہٖ تعالیٰ ضلع اعظم گڈھ وعلاقۂ مئو وہابیت و دیوبندیت سے پاک علاقہ تھا، لیکن دیوبندیوں نے ایک سوچے سمجھے پلان کے تحت اپنے کچھ فن کار مولویوں کو اہلسنت کے کئی بڑے بڑے علاقوں میں بھیجا مثلاً خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست بھاول پور پنجاب کے صدر مقام ہارون آباد میں بھیجا، مولوی اشرفعلی تھانوی کو کانپور بھیجا اور انہیں سکھا دیا کہ پورا تقیہ کرنا، کتمان مذہب کرنا اور ساتھ ہی ساتھ ''تُحقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ عِنْدَ صَلَاتِهِمْ وَ صِيَامَکُمْ عِنْدَ صِيَامِهِمْ'' پر عمل کرتے ہوئے، اپنے آپ کو عبادت گزار ظاہر کرنا جو تمہارے جال میں پھنس جائیں ان کو بہت خفیہ طریقہ سے وہابی بناؤ:

اسی پلان کے تحت مولانا قاسم نانوتوی کے شاگرد رشید مولانا امام الدین پنجابی ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں مئوناتھ بھنجن آئے اور مئو کے محلہ یوسف پورہ کی ایک مسجد میں امامت کرنے لگے، مولانا اسیر ادروی لکھتے ہیں:

''مولانا پنجابی دیوبند سے فراغت اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت ہونے کے بعد ۱۲۹۸ھ میں قصبہ مئو ناتھ بھنجن تشریف لائے، آپ بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے۔'' (مولانا امام الدین پنجابی ص ۳۴)

غالباً قاسم نانوتوی کی وصیت ونصیحت کے مطابق وہ اس دیار میں فروغ وہابیت و دیوبندیت کے لیے آئے تھے، مئو میں سکونت پذیر ہوئے تو لوگ ان کی تقریر وگفتگو کے گرویدہ ہوگئے اور اپنی اولاد کو ان سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا، انہوں نے مسجد ہی میں درس کا سلسلہ جاری رکھا اور طلبہ کو ابتدائی عربی وفارسی کی تعلیم دیتے رہے، اس کے بعد خفیہ طور پر ان طلبہ کو دارالعلوم دیو بند روانہ کردیتے، مولانا پنجابی کے خصوصی شاگردوں میں مولانا عبدالغفار صاحب، مولانا ضمیر احمد صاحب، مولانا ابوالحسن صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ ہیں، جب یہ لوگ فارغ التحصیل ہوکر آئے تو علاقہ مئو میں پھیل کر فروغِ وہابیت میں نمایاں کردار ادا کیا، مولانا عبدالغفار اور مولانا ابوالحسن نے مئو میں مدرسہ مفتاح العلوم کی بنیاد رکھی تو وہابیت کی اشاعت کے دروازے مکمل طور سے کھل گئے۔

مولانا امام الدین پنجابی نے صرف مئو کے اندر ہی قیام نہیں بلکہ وہ علاقۂ مئو میں دور دراز تک کا دورہ کرتے تھے اور جس علاقہ میں جاتے وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر اس جگہ مکتب وغیرہ قائم کرتے اور اپنے کسی شاگرد یا اپنے ہم عقیدہ کو وہاں منتخب کرتے تاکہ وہابیت کی تبلیغ ہوتی رہے، بہادر گنج ضلع غازی پور جو مئو ناتھ بھنجن سے جانب مشرق ۸ رمیل کے فاصلے پر ہے، وہاں بھی انہوں نے مدرسہ قائم کیا اور کچھ دن درس دیا، پھر اپنے کسی ہم عقیدہ کو اس جگہ متعین کیا، آج وہ پورا علاقہ وہابیوں کا ہے۔

اسی طرح مولانا پنجابی وعظ وتقریر کے لیے قصبہ ادری بھی آئے تھے اور وہاں کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا کر یہاں ایک مدرسہ ''فیض الغرباء'' قائم کیا، کچھ دنوں تک درس دیا پھر اپنے بیٹے مولانا محمد زماں پنجابی کو مدرس مقرر کیا، جس کے نتیجہ میں یہاں وہابیت کی اشاعت ہوئی، یہ مئو اور علاقہ مئو میں تاریخ وہابیہ کا مختصر جائزہ تھا۔

ضلع اعظم گڈھ میں وہابیت

وہابیوں کے شاطرانہ دماغ نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ کسی نئی تحریک کو پروان چڑھانے کے لیے تحریک چلانے والے افراد کی ضرورت پڑتی ہے، سب لوگ پڑھے لکھے نہیں ہوتے کہ کتابیں پڑھ کر کسی چیز کو سمجھ سکیں اور نہ ہی پڑھا لکھا آدمی ہر قسم کی کتابیں پڑھتا ہے، اس لیے انہوں نے اپنی ساری صلاحیت مدارس قائم کرنے پر صرف کردیں، جس کے نتیجے میں وہابیوں کے مدارس کا جال بچھ گیا، اس وقت ضلع اعظم گڈھ میں ان کے دسوں مدارس اور ادارے قائم تھے، حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''حضور حافظ ملت ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ (۷ یا ۸ رفروری ۱۹۳۴ء) میں مبارک پور تشریف لائے ہیں، اس وقت پورے ضلع اعظم گڈھ میں اہل سنت کا کوئی مدرسہ نہیں تھا، مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں تھا، مگر اس کی حیثیت ایک معمولی مکتب کی تھی، اس کے برخلاف وہابیوں کے اس ضلع میں آٹھ دس ایسے مدرسے تھے، جن کی حیثیت دارالعلوم کی تھی، کئی میں دورۂ حدیث

تک تعلیم ہوتی تھی اور شرح جامی تک تو ہر مدرسہ میں تعلیم تھی۔" (مقالات شارح بخاری جلد سوم ص ۲۳۱)

عوام بے چارے جو وہابیت سے واقف نہ تھے، اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لیے وہابیوں کے مدارس میں بھیجنے لگے، جس کے نتیجے میں سنیوں کے بچے وہابی مدارس میں جا کر وہابی ہو گئے، انہوں نے نہ صرف اپنے گھر اور خاندان کو بلکہ اپنے دوسرے رشتہ داروں اور اپنی آبادی کے لوگوں کو بھی وہابی بنایا۔

علاوہ ازیں اشرفعلی تھانوی کو بلوا کر اس علاقہ میں دورہ کرادیا اور سیکڑوں کو اس کا مرید بنادیا، تھانوی صاحب نے ہر ہر گاؤں میں اپنے ایجنٹ مقرر کر دیئے، جن کا کام یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے ان عقیدت و محبت اور ان کے وعظ و تقریر کا خوب چرچا کرتے، رئیسوں کے مکانوں پر جا کر ان کی خوشامد کرتے اور مالداروں کے ساتھ تملق و چاپلوسی کر کے تھانوی صاحب کی جھوٹی تعریفیں سنا کر لوگوں کو ان کا گرویدہ بناتے اور خط و کتابت کے ذریعہ سے تھانوی صاحب کی بیعت کے جال میں پھنساتے، غرض کہ ان دھوکے بازوں اور فریب کاروں سے تمام ضلع اعظم گڈھ کی فضا پر دیوبندیت کی کفری کالی گھٹا چھا گئی تھیں اور سنیت کے آفتاب کی روشنی ایسی ہی نظر آتی تھی جیسے گھنگھور گھٹاؤں میں سورج کی دھوندلی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ (مناظرۂ ادری ص ۲۱ مطبوعہ پور بندر گجرات)

اسی کے ساتھ وہابی بادشاہ ابن سعود نے اپنے ایجنٹ جمال پاشا کو ہندوستان میں بنام سیر و سیاحت اپنے مذہبی کارخاص کے لیے بھیجا تھا، جمال پاشا نے حکومت ہند کی دوستانہ حفاظت میں ہندوستان کا ایک دورہ کیا تھا، اس دورہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ یہاں کے شہروں سے زیادہ قصبوں و دیہاتوں کے دورے ہوئے اور ان میں ضلع اعظم گڈھ خاص اہمیت رکھتا ہے، حضرت مولانا غلام محی الدی بلیاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"ان قصبات و دیہات میں ضلع اعظم گڈھ کا نام ہندوستان بھر میں نمایاں نظر آتا ہے، گو یہ ضلع اپنے اندر کوئی ایسی خصوصیت نہیں رکھتا جو کسی غیر ملکی سیاح کے لیے جاذب نظر ہو مگر جمال پاشا کے سفر کی جو غرض ہو سکتی ہے اس کے لیے یہ ضلع کافی اہمیت رکھتا ہے۔" (روداد مناظرۂ گھوسی، ص ۳۰)

قصبہ گھوسی میں وہابیت

مذکورہ بالا تاریخی حقائق سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ چودھویں صدی کے ابتدا میں ہی ضلع اعظم گڈھ اور علاقۂ مئو میں وہابیت نے پاؤں پھیلائے، اسی عہد میں گھوسی کے اندر بھی وہابیت پھیلی، کیوں کہ گھوسی سے تقریباً ساڑھے چار میل کے فاصلے پر فتح پور نرجا تال میں مولوی محمد عثمان دیوبندی جو مولوی امام الدین پنجابی کا تربیت یافتہ تھا، وہ کانپور اور دیوبند وغیرہ سے تعلیم حاصل کر کے آیا اور وہاں خفیہ طور پر دیوبندیت کی تبلیغ شروع کر دی، وہ کانپور میں ایک دیوبندی مدرسہ کا استاذ تھا، اس نے فتح پور نرجا تال سے مولوی عبد الحکیم، مولوی عبد القیوم، مولوی وصی اللہ، مولوی ظہیر الدین وغیرہ کو تعلیم کے بہانے سے کانپور لے گیا اور وہاں اس نے

وہابی عقائد انہیں گھول کر پلا دیا، حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم صاحب لکھتے ہیں:

''مولوی محمد عثمان صاحب جو کانپور میں مدرس تھے، مولوی عبد الحکیم، مولوی عبد القیوم، مولوی وصی اللہ، مولوی ظہیر الدین کو کانپور لے کر چلے گئے، مولانا سعید صاحب کہیں نہیں گئے اور مولانا علیم اللہ ہی سے درس نظامی کی کتابیں پڑھتے رہے۔'' (مشعل راہ ص ۱۴)

ساتھ ہی ساتھ اشرفعلی تھانوی کا مرید بھی بنا دیا، جب یہ لوگ اپنے وطن واپس آئے تو گھوسی اور اس کے مضافات میں پھیل کر وہابیت کی تبلیغ شروع کر دی، مولوی وصی اللہ فتح پوری کو اشرفعلی تھانوی سے بیعت کے ساتھ خلافت بھی حاصل تھی اور مولوی وصی اللہ ہی نے اشرفعلی تھانوی کے دورے گھوسی اور اس کے اطراف و جوانب میں کرایا، جس کے اثر سے فتح پور، قاری ساتھ، حمید پور، کلہاپور، ندوہ سرائے، بیسواڑہ، مداپور، چھانی، ملک پورہ، قاضی پورہ وغیرہ میں وہابیت کو بہت فروغ ہوا۔

دوسری طرف کوپا گنج اور مئو کے وہابی سیٹھوں نے اپنی تیجوریوں کے دروازے کھول دیئے تو دولت کی چمک دمک نے بہت سے لوگوں کے ایمان و عقیدے کو متزلزل کر دیا اور انہوں نے دولت کے حصول کے لیے اپنے اسلاف مذہب ترک کر دیا، بہت سے وہ خاندان جو صدیوں پہلے علم و عمل کے گہوارے تھے وہ گمراہیت و لادینیت کے سیلاب میں بہہ گئے مثلاً حضرت علامہ صوفی ولی محمد علیہ الرحمہ اور حضرت قاضی حبیب اللہ علیہ الرحمہ کا خانودہ آج اسی دلدل میں پھنسا ہوا ہے، کچھ صلح کلی مولویوں کی کارستانیوں نے وہابیت کو فروغ دیا اور یہ لوگ اپنے مریدوں کو یہ کہہ کر گمراہیت کی طرف ڈھکیل رہے تھے کہ ''جماعت اور اجتماع میں جایا کرو اس سے نماز پڑھنے کی عادت بنتی ہے'' انہیں اسباب و وجوہ سے گھوسی اور اس کے اطراف و جوانب میں وہابیوں کو کافی فروغ ملا۔

حضور اشرف الفقہاء کا علمی خانوادہ

گھوسی کی معارف پرور فضاؤں میں درجنوں علمی خانوادے ہیں، اور ان علمی خانوادوں میں سیکڑوں علما و فضلا اور دانشوران پروان چڑھے، علمی انحطاط و زوال کے اس پرآشوب دور میں بھی علما و فضلا، قرا و حفاظ، شعرا و ادبا کی جو تعداد یہاں پائی جاتی ہے، شرح آبادی کے تناسب سے اس کی نظیر خال خال ہی نظر آئے گی، درس و تدریس، مسند افتا، رشد و ہدایت، تصنیف و تالیف، فکر و تحقیق کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جو یہاں کے اہل علم و فن کی کاوشوں کا رہینِ منت نہ ہو، تعلیم و تعلم، تحقیق و تفحص، شریعت و طریقت، شعر و ادب کے بے لوث خادموں نے حسن اخلاص و ایثار کے ساتھ فرائض منصبی ادا کیے، ریا و نمود سے دور رہ کر زندگی کے شب و روز بسر کیے، ان اہل علم و فن نے ذاتی ڈائریاں مرتب نہیں کیں، نقوش حیات تحریر نہیں کیے، اپنے علمی و دینی، فکری و فنی کارناموں کی فہرست ترتیب نہیں دی، یہی وجہ ہے کہ یہاں کے علما، شعرا، دانشوران اور محققین کی سرگذشت تو درکنار ان کی تاریخ ولادت و وفات اور اہم کارناموں کا ریکارڈ بھی آج دستیاب نہیں۔

انہیں گمنام اور بے ریکارڈ ہستیوں میں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے آبا و اجداد بھی ہیں، جو قصبہ گھوسی کے محلہ کریم

الدین پور میں آباد تھے، یہ محلہ صحیح العقیدہ افراد پر مشتمل ہے، اسی محلہ میں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا ایک متدین خاندان ہے، آپ کے پردادا حضرت مولانا حافظ احمد علیہ الرحمہ جو اپنے زہد وتقویٰ اور دینداری کی وجہ سے عزت ووقار اور قدر ومنزلت کے حامل تھے، وہ صداقت پسندی اور حق گوئی کی وجہ سے صرف محلہ ہی میں نہیں بلکہ اطراف وجوانب کے اصحاب علم وفضل اور ارباب عزو وقار میں قدر ومنزلت اور عزت وشرف کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، وہ کریم الدین پور گھوسی کی جامع مسجد کے خطیب وامام تھے، انہیں فن تجوید وقراءت میں مہارت حاصل تھی، خوش الحان قاری اور بلند پایہ عالم تھے، ان سے متعدد علما وحفاظ نے اکتساب علم کیا ہے۔

آپ کے دادا حضرت حافظ جمیع اللہ علیہ الرحمہ صاحب فضل وکمال تھے، وہ بھی اپنی دینداری اور تقویٰ شعاری کی وجہ سے عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، انہیں تلاوت قرآن کریم سے حد درجہ شغف تھا۔

آپ کے والد الحاج محمد حسن صاحب بھی دینی علوم سے آشنا تھے اور مذہبی امور میں پر جوش حصہ لیا کرتے تھے، محلہ کریم الدین پور کی جامع مسجد اور عیدگاہ کی تعمیر میں ان کا سب سے زیادہ نمایاں کردار رہا ہے، انھوں نے ۷/دسمبر ۱۹۸۴ء کو ناگپور میں وصال فرمایا۔

مفتی صاحب کا ننیہال بھی دینی وعلمی لحاظ سے ہمیشہ ممتاز ہی رہا ہے، آپ کی والدہ ماجدہ تسلیمہ خاتون، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب علیہ الرحمہ کی صاحبزادی ہیں، جو حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے چچازاد بھائی اور استاذ تھے، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب اس مدرسہ کے بانی تھے جس کی ترقی یافتہ صورت الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ہے۔ آپ کے بڑے ماموں حضور شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ دار العلوم فیض الرسول براؤں کے صدر الصدور تھے، چھوٹے ماموں حضور خیر الاذکیا علامہ غلام یزدانی اعظمی علیہ الرحمہ دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ ان دو معزز اور علمی خانوادے کے فرد فرید تھے، قحط الرجال کے دور میں آپ جیسی نابغۂ روز گار اور فرید العصر ہستی کا چلے جانا، دنیائے سنیت کے لیے کسی بہت بڑے صدمے سے کم نہیں ہے اور سچ تو یہ ہے کہ مدتوں بعد ایسی شخصیات پیدا ہوتی ہیں کہ لوگ جن کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، اخلاق وسلوک اور تواضع وانکساری سے متأثر ہوتے ہیں، ایسی شخصیت کا اٹھ جانا جو اپنے آپ میں ایک متبحر عالم وفاضل بھی تھے اور ممتاز فقیہ ومحدث بھی، وہ بلند پایہ محقق ومفکر بھی تھے اور مفسر ومترجم بھی، وہ مناظر ومتکلم بھی تھے اور ایک مایۂ ناز شاعر وادیب بھی، وہ عظیم مصنف ومؤلف بھی تھے اور آج کے اس شرور وفتن کے دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے وحقیقی داعی اور ترجمان بھی، جنہوں نے لوگوں کے تاریک دلوں میں دین و مسلک اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں کی، آپ کی پوری زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت رہی، آپ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور تذکیر وموعظت کی غرض سے دنیا کے مختلف ممالک میں تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی آفاقی وہمہ گیر تعلیمات سے روشناس کرایا اور ساتھ ہی ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی نمائندگی وترجمانی کرنے کا فریضہ بھی انجام دیا، آپ نے بے شمار دینی، علمی، تصنیفی، ملی، سماجی، فلاحی، اور تعمیری کارہائے نمایاں انجام دیئے، جنہیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ ☆☆☆

اطاعت الٰہی

''آدمی دُنیا میں اس لیے اور صرف اس لیے آیا ہے کہ اپنے کو بندہ سمجھے اور بندگی کی راہ پر قائم رہے، وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون، 'میں نے جنات اور انسان کو صرف عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔' اس سے یہ مطلب نہیں کہ آدمی تجارت نہ کرے، نہ شادی بیاہ کرے، نہ حکومت کرے اور نہ سلطنت قائم کرے بلکہ تمام دُنیاوی علائق سے رشتہ ناطہ توڑ کر بالکل الگ تھلگ بیٹھ کر صرف نماز، روزہ وغیرہ عبادت ہی کرے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس وقت یہ چیزیں اس کے لیے صرف جائز نہیں واجب قرار پا جائے گی، لیکن بغیر مقصدِ عبدیت اور عبادتِ حق کے ان میں کسی چیز کی جانب توجہ کرنا اس کے لیے قطعاً حرام ہے۔

اسلام نام ہے اطاعتِ الٰہی کا اور اطاعت بھی کیسی ہمہ گیر اور نہایت ہی سخت قسم کی۔ مسلمان ہو جانے کے بعد انسان کی کوئی چیز بھی اپنی نہیں رہ جاتی، مسلمان کا نہ وقت اپنا ہوتا ہے نہ مال، نہ اولاد اپنی ہوتی ہے۔ حد یہ ہے کہ اس کی جان بھی اپنی نہیں، ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم بان لھم الجنۃ 'بے شک اللہ نے خرید لیا ہے مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے بدلے۔' یعنی مسلمان کی جان اور اس کا مال ہر چیز خدا کی ہو جاتی ہے، گویا اسلام کا کلمہ ایک طرح کا بیع نامہ ہے جس کے ذریعے مومن بندہ اپنی ہر شے اپنے مالکِ حقیقی کے نام بیع کر ڈالتا ہے اور قیمت محض اس کی رضا و خوشنودی لکھا لیتا ہے۔''

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

(مضامین اشرف الفقہاء سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

باب-3

فقہی بصیرت

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت

مفتی محمد سلیم رضوی مصباحی
مدرس: دارالعلوم انوارِ رضا، نوساری

برصغیر ہندوپاک میں فقہ حنفی کی نشرواشاعت میں ماضی قریب کے جن اساطین امت نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، ان میں مجدد اعظم امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز اوران کے بعدان کے خلفاوتلامذہ کا شمار ہوتا ہے۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادگان، خلفااور تلامذہ کے بعد فقیہ عصر، نائب مفتی اعظم ہند، شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کا نام سرفہرست ہے۔ان ہی کے شاگرد ہیں حضور اشرف الفقہاء، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم مہاراشٹر، شارح کلام رضا حضرت مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نوری علیہ الرحمہ والرضوان۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ پیر طریقت، مصلح قوم، روحانی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر فقیہ اور جید مفتی اور رہبر شریعت بھی تھے۔

سردست ہم یہاں حضور اشرف الفقہاء کی فقہی بصیرت پر گفتگو کریں گے۔حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ نے طویل اسفار کثیر تبلیغی واصلاحی دوروں کے باوجود بہت سے فتاویٰ تحریر فرمائے۔آپ کے اکثر فتاویٰ دارالعلوم امجدیہ الجامعۃ الرضویہ ناگپور اور دارالعلوم انواررضا نوساری کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔جن پر کام جاری ہے۔عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آئیں گے۔اورشائقین ان سے استفادہ کرسکیں گے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت اور فقہ وافتا میں آپ کا پایہ کتنا بلند تھا اس کا اندازہ ہم دو چیزوں سے لگا سکتے ہیں: (۱) فتویٰ نویسی میں آپ کے اساتذہ (۲) آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ۔

دو عظیم شخصیات ہیں جو فتوی نویسی میں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے اساتذہ ہیں:

(۱) حضور مفتی اعظم ہند (۲) حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ

حضور مفتی اعظم ہند تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان کی فقہی بصیرت اورشان فقاہت کے بارے میں خود حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''سیدی سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، اپنے والدگرامی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کی

طرح جب کسی مسئلہ کا تحریری یا زبانی جواب دیتے تو صرف نفس مسئلہ بتا دینے پر اکتفا نہ فرماتے، بلکہ اس کی دلیل بھی ارشاد فرماتے تا کہ سائل کو پورے طور پر اطمینان ہو جائے، میں نے اکثر یہ بھی دیکھا ہے کہ فقہ کی کتابوں کی بعینہٖ وہ عبارتیں بھی پڑھ دیا کرتے تھے جن کا تعلق اس مسئلے سے ہوتا۔ اس سلسلے میں چند واقعات جو میں نے محفوظ کر لیا تھا ان کو پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۹۵۳ء سے لے کر ۱۹۵۷ء تک دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں فقیر رضوی نے تعلیم حاصل کی ہے۔ اس وقت مرکزی رضوی، دار الافتا میں استاذ گرامی، شارح بخاری، فقیہ عصر، حضرت العلام مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی صدارت افتا کے منصب پر فائز تھے۔ طالب علمی کے زمانے میں روزانہ کا میرا معمول تھا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے دن بھر کے لکھے ہوئے فتوؤں کو عصر اور مغرب کے درمیان سنانے کے لیے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، حضرت والا کی تصدیق و تصحیح کے بعد رجسٹر میں نقل کر کے فتوؤں کو ڈاک کے حوالے کر دیتا تھا۔

بعد نماز عصر بہت سے لوگ اپنی اپنی ضروریات لے کر حضور والا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، کوئی دعا کی درخواست کرتا، کوئی تعویذ کی فرمائش کرتا، تو کوئی مسئلہ دریافت کرتا، حضرت والا ہر ایک کی خواہش کے مطابق اس کا سوال پورا فرماتے تھے۔

حالت حیض میں درود شریف: ایک دن حسب معمول نماز عصر کے بعد فتاویٰ سنانے کے لیے حضرت والا کی خدمت میں فقیر حاضر ہوا تھا کہ پرانے شہر بریلی شریف کے رہنے والے ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے، انھوں نے حضرت والا سے ایک مسئلہ دریافت کرتے ہوئے سوال کیا۔

سوال: حضور! ہمارے یہاں ایک صاحب نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ حیض کی حالت میں عورت درود شریف اور دعائیں وغیرہ پڑھ سکتی ہے، اور اور ایسی کتابوں کو چھو سکتی ہے جن میں درود شریف اور وظیفے لکھے ہوتے ہیں، کیا انھوں نے مسئلہ جو بیان کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: حضرت والا قبلہ نے فرمایا: پڑھ سکتی ہے، چھو بھی سکتی ہے۔

درمختار کے باب الحیض میں ہے: ''**لا باس لحائض و جنب بقراءۃ ادعیۃ و مسہا و حملہا**'' حیض والی عورت اور جنب (جس پر غسل واجب ہے) ان دونوں کے لیے دعاؤں کے پڑھنے چھونے اور اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر فرمایا: اس حالت میں ایسی کتابوں کو ہاتھ نہ لگانا بہتر ہے جن میں درود شریف وغیرہ تحریر ہوں۔

زخم کی نہ بہنے والی رطوبت کا حکم: میں ایک دن خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ ایک صاحب کہیں باہر سے حضرت والا کی زیارت کے لیے بریلی شریف آئے ہوئے تھے، ان کے گھٹنے میں پرانا زخم تھا، زخم میں ہمیشہ نمی رہتی جو کپڑے کو لگ جایا کرتی تھی، آدمی وضع قطع، شکل و صورت سے دیندار معلوم ہوتے تھے، ان کو اس زخم کی وجہ سے بڑی پریشانی ہوتی تھی، اس لیے انھوں نے حضرت

والا سے مسئلہ دریافت کیا۔

سوال: حضور میرے گھٹنے میں زخم ہے جو اچھا نہیں ہوتا، دعا فرمائیں کہ اچھا ہو جائے حضور! مجھے پریشانی یہ ہے کہ زخم کے اندر ہمیشہ نمی رہتی ہے، جب کپڑا اس سے لگتا ہے تو کپڑے پر رطوبت لگ جاتی ہے اور بار بار لگنے سے کپڑا انگل دو انگل داغدار ہو جاتا ہے تو کیا کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے اور وضو اس رطوبت سے ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ حضرت علیہ الرحمہ نے سائل کا سوال سن کر فوراً جواب ارشاد فرمایا: رطوبت اگر صرف نمی کی حد تک ہے، بہ کر باہر آنے کی اس میں قوت نہیں ہے، کپڑا لگنے سے کپڑے پر اس کا اثر آجاتا ہے تو نہ ہی اس سے وضو ٹوٹے گا نہ کپڑا ناپاک ہوگا، چاہے کم ہو یا زیادہ،

شامی میں ہے:

''لان القمیص لو تردد علی الجرح فابتل فلاینجس مالم یکن کذلک لانہ لیس بحدث ای ان فحش''

(اس لیے کہ اگر قمیص زخم پر بار بار لگے اور زخم کی نمی سے تر ہو جائے تو ناپاک نہ ہوگا جبکہ وہ رطوبت بہنے والی رطوبت کی طرح نہ ہو اس لیے کہ ایسی نمی حدث (وضو توڑنے والی چیزوں میں شمار) نہیں ہے اگرچہ کپڑے پر بہت زیادہ رطوبت لگ جائے)۔

اگر کسی عالم سے زبانی مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے تو نفس مسئلہ بتا کر بات ختم کردی جاتی ہے، مگر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے صرف سائل کو مسئلہ ہی نہیں بتایا بلکہ اس کتاب کا نام بھی ارشاد فرمایا جس میں یہ جزئیہ موجود تھا اور کتاب کی اصل عبارت بھی پیش فرمادی، یہ تھا آپ کا علمی استحضار جس کا اکثر اظہار ہوتا رہتا تھا''۔ (تابش انوار مفتی اعظم، ص ۴۹۔۵۱۔ مصنفہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ)

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی فتویٰ نویسی میں دوسرے استاذ حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کی فقہی خدمات کے تعلق سے مفتی آل مصطفیٰ مصباحی، استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی تحریر فرماتے ہیں:

''ان (حضور شارح بخاری) کی فقہی خدمات نصف صدی سے زائد عرصہ کو محیط ہیں۔ ۱۳۶۲ھ۔۱۳۶۱ھ سے آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔ اور اخیر عمر تک فتاویٰ صادر فرماتے رہے صرف بریلی شریف کے ایام قیام میں ۲۵؍ہزار فتاویٰ تحریر فرمائے۔ دیگر مختلف مدارس اسلامیہ میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ افتا کی خدمت بھی انجام دیتے رہے، ان اداروں میں لکھے جانے والے فتاویٰ کی مجموعی تعداد بھی ہزاروں سے کم نہیں۔ پھر جب ۱۴؍ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ کو عالم اسلام کی مشہور درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے شعبۂ افتا میں صدر مفتی کی حیثیت سے آپ کی تقرری عمل میں آئی، تو اخیر عمر تک (جس کی مدت تقریباً ۲۵؍سال ہے) افتا کی ذمہ داری پوری سرگرمی کے ساتھ نبھاتے رہے۔ اس طرح مجموعی طور پر آپ کے فتاویٰ کی

تعداد ستر ہزار سے زائد ہے۔علاوہ ازیں نو جلدوں پر مشتمل ''نزہۃ القاری شرح بخاری'' میں جملہ ابواب کے تحت احادیث کریمہ کی توضیح وتشریح کے ساتھ احناف کے مصحح، مختار، مرجح اور مفتیٰ بہ مسائل تحریر فرماتے۔اور مسلک حنفیت کی تائید میں ان مسائل کو کتاب وسنت کے نصوص اور اجماع امت وقیاس مجتہد کی روشنی میں مبرہن فرمایا۔صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ کے ''فتاویٰ امجدیہ جلد اول ودوم'' پر آپ نے گراں قدر تحقیقی حواشی تحریر فرمائے۔ملک وبیرون ملک کے قدیم وجدید رسائل وجرائد میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے رہے، آپ کی دیگر تصانیف مثلاً ایصال ثواب، منصفانہ جائزہ، مقالات شارح بخاری وغیرہ میں آپ کے علمی، فکری اور تحقیقی جواہر پاروں کے علاوہ فقہی مباحث ومسائل بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں۔''

موصوف مزید لکھتے ہیں: ''میرا خود ذاتی تجربہ ہے کہ جب میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں حضرت سے افتا کی ٹریننگ لے رہا تھا، تو املا کراتے وقت میں سوالات سناتا، وہ جوابات لکھواتے، جواب کے لیے نہ مسودہ بنواتے، نہ رک رک کر جواب لکھواتے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا کہ پہلے سے یاد کیا ہوا جواب لکھوا رہے ہیں، کتابوں کے حوالہ جات بھی عموماً زبانی ہی لکھواتے، بعض ہی استفتوں کے لیے کتابوں کی طرف مراجعت فرماتے، سوال کے اگر مختلف گوشے ہوتے تو عموماً دوبارہ استفتا سنے بغیر ہر ہر شق اور پہلو کا جواب لکھواتے، یہ وہ خصوصیات ہیں جن میں حضرت فقیہ عصر اپنی مثال آپ تھے خداداد قوت فہم وذکا کے علاوہ ان خصوصیات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شارح بخاری نے حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی قادری، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قدست اسرارہم کی بہار فقہ سے بے پناہ گل چینی کی۔

بریلی شریف کے ایام قیام میں جو فتاویٰ آپ نے صادر فرمائے، ان میں بیشتر پر حضور مفتی اعظم ہند کے تائیدی وتصویبی دستخط ہیں۔مدرسہ شمس العلوم گھوسی کے ایام تدریس میں مسلسل ۱۶ / ماہ تک حضور صدر الشریعہ سے باب افتا میں اکتساب فیض کیا۔آپ نے کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الفرائض تک تمام ابواب فقہ سے متعلق ہزاروں فتاویٰ تحریر فرمائے۔جس کی وجہ سے جزئیات فقہ کا استحضار اور مسائل کے استخراج کا اتنا ملکہ تھا کہ وقت کے بڑے بڑے مفتیان کرام آپ کی طرف رجوع کر کے اپنی الجھن دور فرمایا کرتے تھے۔'' (کنز الایمان کا شارح بخاری نمبر، ص ۸۹۔۹۰، مقالہ: مفتی آل مصطفیٰ مصباحی)

حضور شارح بخاری کی شان فقاہت کو دیکھ کر حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے یہ فرمایا تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضرت صدر الشریعہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ ''تفقہ جس کا نام ہے وہ موجودہ علما میں مولوی امجد علی میں زیادہ پائیے گا۔'' اور اب میں کہتا ہوں کہ چند بزرگوں کو چھوڑ کر تفقہ جس کا نام ہے وہ ہمارے مفتی شریف الحق صاحب میں زیادہ پائیے گا۔''

(ایضاً، ص ۹۷، مقالہ: مولانا مجیب الرحمٰن خان گونڈوی)

یہ ہے حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے اساتذۂ فتویٰ نویسی کی فقہی بصیرت وشان فقاہت۔جس کے اساتذہ ایسے عظیم

مفتیانِ کرام اور فقہاے جیاد ہوں وہ شاگرد بھی کیسا عظیم مفتی اور جید فقیہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کے فتاویٰ میں جو خوبیاں ہیں وہ حضور اشرف الفقہاء کے فتاویٰ میں بدرجۂ اتم نظر آتی ہیں۔ وہ خوبیاں حسب ذیل ہیں:

(۱) کتاب اللہ سے استدلال (۲) حدیث رسول اللہ سے استدلال

(۳) اجماع امت سے استدلال (۴) فتاویٰ کے ثبوت میں کتاب وسنت کے عموم واطلاقات سے استدلال (۵) فقہی جزئیات سے استدلال (۶) سائل کی الجھن کا ازالہ (۷) حالات زمانہ کی رعایت (۸) مسائل شرعیہ کے اسرار و حکم کی وضاحت (۹) بدمذہبوں کے دلائل کا جواب اور ان کی گرفت (۱۰) اختلافی مسائل میں اعتدال کی روش (۱۱) رسم المفتی پر نظر (۱۲) مستفتی کی زبان کی رعایت (۱۳) جواب میں اختصار و جامعیت وغیرہ وغیرہ۔

میرے پیش نظر حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے جو فتاویٰ ہیں ان میں اکثر مختصر مگر جامع ہیں۔ جن میں حکم شرع کو واضح کیا گیا ہے اور ساتھ ہی دلیل میں کسی معتمد فقہی کتاب کا کوئی جزئیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ سائل کو جلد اپنے سوال کا جواب مل جائے اور وہ دلائل کی کثرت میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ فتویٰ پر عمل کرنا اس کے لیے آسان ہو۔ اب ہم نمونے کے طور پر حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے چند فتاویٰ پیش کرتے ہیں جن سے حضرت کی فقہی بصیرت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

غیر مسلم کے یہاں سحری وافطار کی دعوت میں جانا کیسا؟

بخدمت عالی جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس مسئلے کے متعلق کیا فرماتے ہیں علمائے دین

مسئلہ: اگر غیر قوم کے لوگ روزہ داروں کو سحری وافطار کی دعوت دیں تو ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم کرائیں تو عین نوازش ہوگی۔

الجواب: بتوفیق الملک الوہاب، **بحکم قاعدہ کلیہ "الاصل الطھارۃ" وضابطۂ امام "الیقین لایزول بالشک"** فتویٰ جواز میں ہے لیکن تقویٰ حتی الامکان اس سے احتراز میں ہے، کیوں کہ سحر وافطار کا تعلق دینی امور سے ہے جو قبول کی امید پر کیے جاتے ہیں، ایسے امور میں شبہات سے بچنا اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نوٹ: میرے پیش نظر حضرت کا جو مجموعہ فتاویٰ ہے یہ اس کا سب سے پہلا فتویٰ ہے اور اس فتویٰ کی پہلی ہی سطر سے قواعد کلیہ فقہیہ واقوال مرجحہ ومصححہ پر حضرت کی گہری نظر کا پتہ چلتا ہے۔

اذان قبر کا ثبوت

مسئلہ: مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ہم خیریت سے رہ کر آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتے ہیں۔

دیگر مضمون یہ ہے کہ جو قبر پر اذان دی جاتی ہے اس کا ثبوت دو، قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم کراؤ۔

الجواب بتوفیق الملک الوہاب: اذان کی مشروعیت اگر چہ اعلان نماز کے لیے ہے مگر چوں کہ اس میں دوسرے فائدے بھی ہیں اس لیے اس کا جواز اپنے خاص مورد پر مقصود نہیں بلکہ دوسرے موقعوں پر بھی جائز بلکہ بعض جگہ مسنون و مستحب ہے، جیسے نومولود بچوں کے کان میں اذان واقامت کہنا حدیث سے ثابت ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابورافع رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ''رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن فی اذن الحسن بن علی حین ولدتہ فاطمة بالصلاة''۔

یعنی جب حضرت امام حسن حضرت فاطمہ رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہا کے یہاں پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی۔ اور دوسرے مواقع بھی ہیں جن میں اذان کہنا مستحب ہے، انہی میں ایک وہ ہے کہ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوں تو اذان کہیں۔

شامی میں ہے:

''وفی حاشیة البحر للخیر الرملی: رایت فی کتب الشافعیة انہ قد یسن الاذان لغیر الصلاة، کما فی اذان المولود والمہموم والمصروع والغضبان ومن ساء خلقہ من انسان او بہیمة وعند مزدحم الجیش وعند الحریق قیل وعند انزال المیت القبر قیاساً علی اول خروجہ للدنیا۔ لکن ردہ ابن حجر فی شرح العباب، وعند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن لخبر صحیح فیہ، ولا بعد فیہ عندنا''اھ (ردالمحتار، کتاب الصلاة ،باب الاذان، ج ۲،ص ۵۰، دالکتب العلمیہ ، بیروت)

نیز اذان اللہ کا ذکر ہے اور دفع وحشت اور رفع عذاب کے لیے ذکر اللہ سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا: ''مامن شیٔ انجیٰ من عذاب اللہ من ذکر اللہ'' (کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں ہے)

اسی لیے علامہ شامی نے فرمایا: ''لا بعد فیہ عندنا'' یعنی ہم احناف کے نزدیک اس کا جواز بعید از قیاس نہیں، لہٰذا بعد دفن قبر پر اذان دینا جائز اور باعث نزول رحمت و دفع عذاب و حصول برکت ہے۔ اس کو بدعت قبیحہ اور ناجائز کہنا صحیح نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ: مذکورہ فتویٰ میں بڑے اختصار و جامعیت کے ساتھ اذان قبر کے مسئلے کو واضح کرتے ہوئے دلائل سے مزین بھی فرمایا۔ یہ فتویٰ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ ''ایذان الاجر فی اذان القبر'' میں جو تفصیل ہے اس کا خلاصہ

اور نچوڑ ہے۔

کیا نابالغ جمعہ وعیدین ونکاح کا خطبہ پڑھ سکتا ہے؟

مسئلہ: بخدمت اقدس گذارش یہ ہے کہ زید کا لڑکا عمر ۱۲/سال ہے، جمعہ کا خطبہ اور نکاح کا خطبہ اور عید الفطر وعید الاضحیٰ کا خطبہ یہ بچہ اسلامی قوانین کے تحت وحدیث کے مطابق پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) امام صاحب بغیر خطیب کی اجازت کے پڑھا سکتے ہیں کیا؟ امام کے لیے کیا حکم ہے؟ تیسری سیڑھی پر بیٹھ جاتے ہیں؟ مستحب مسئلہ کے تحت فرمائیں۔

نوٹ: بچہ کا ناظرہ قرآن شریف ہو چکا ہے اور پہلے پارہ کا حفظ ہو چکا ہے اور حفظ شروع ہے۔ (یہ سائل کے الفاظ ہیں)

الجواب بتوفیق الملک الوہاب: جمعہ اور عیدین کا خطبہ اگر نابالغ پڑھے تو اس کے جواز وعدم جواز میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

عالم گیری میں زاہدی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ خطبہ کے لیے شرط ہے کہ وہ نماز جمعہ کی امامت کا اہل بھی ہو اور نابالغ میں چوں کہ امامت کی اہلیت نہیں لہٰذا اس کا خطبہ پڑھنا ناجائز ہوگا اور اس سے خطبہ کا فرض ادا نہ ہوگا۔

عالم گیری کی عبارت یہ ہے:

''واما الخطیب فیشترط فیہ ان یتاھل فی الامامۃ فی الجمعۃ کذافی الزاھدی''۔

اور تنویر الابصار وغیرہ کتابوں میں اس کے جواز کا حکم دیا ہے۔

تنویر الابصار کی عبارت یہ ہے:

''فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان و صلی بالغ جاز''۔ اور ''الاشباہ والنظائر میں ہے: ''لو خطب باذن السلطان و صلی بالغ جاز''۔ یعنی نابالغ نے بادشاہ اسلام کے حکم سے خطبہ پڑھا اور نماز بالغ شخص نے پڑھائی تو یہ جائز ہے۔

درمختار میں اسی حکم کو ''ھو المختار'' کہہ کر اختیار فرمایا ہے۔ اور فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے:

''صرناعن الخلاف نابالغ کا خطبہ پڑھنا مناسب نہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس اختلاف سے بچنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ جمعہ اور عیدین کا خطبہ نابالغ نہ پڑھے اسی میں احتیاط ہے، خطبہ نکاح میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) ائمۂ احناف نے اس کی وضاحت فرمادی ہے کہ خطیب معین کی اجازت کے بغیر دوسرا شخص خطبہ نہیں پڑھ سکتا اگر پڑھے گا تو خطبہ جائز نہ ہوگا اور خطبہ نماز کے لیے شرط ہے تو جب خطبہ نہ ہوا نماز نہ ہوئی۔

عالم گیری میں ہے:

''رجل خطب یوم الجمعۃ بغیر اذن الامام و الامام حاضر لایجوز ذلک الا ان یکون الامام امرہ بذلک

کذافی فتاویٰ قاضی خان۔''

یوں ہی امام معین کی اجازت کے بغیر کوئی نماز جمعہ پڑھائے تو نماز نہ ہوگی مگر اس صورت میں ہو جائے گی کہ امام معین اس نماز میں شریک ہو جائے۔

درمختار میں ہے:

''لو صلی احد بغیر اذن الخطیب لایجوز الا اذا اقتدابہ من لہ ولایۃ الجمعۃ''۔

لہٰذا صورت مستفسرہ میں خطیب صاحب اگر خطبہ اور نماز جمعہ کے لیے اس مسجد میں معین ہیں اور وقتی نماز کے لیے دوسرے صاحب مقرر ہیں تو وقتی امام کو بلا اجازت خطیب کے خطبہ پڑھنا اور نماز پڑھانا جائز نہیں۔امام پر لازم ہے کہ ایسا کرنے سے باز رہے اور فعل گذشتہ پر ندامت اور توبہ کرے اور اگر خطیب صاحب محض خاندانی صرف نام کے خطیب ہیں اور اہل محلہ کے پنج وقتی نماز اور نماز جمعہ کے لیے کسی صاحب کو امام مقرر کیا ہے تو اس صورت میں امام کو خطیب سے اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۳) امام کا بوقت خطبہ اوپر والی تیسری سیڑھی پر بیٹھنا شرعاً جائز ہے، اس پر اعتراض کرنا صحیح نہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاضل بریلوی فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

منبرہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ثلث درج غیر المسماۃ بالمستراح ''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم درجۂ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے تھے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے پر پڑھا، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسرے پر، جب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آیا پھر اول پر خطبہ فرمایا۔سبب پوچھا گیا، فرمایا: اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں، لہٰذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں اصل سنت اول درجہ پر قیام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ: اس فتویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی فقہی جزئیات پر کتنی گہری نظر تھی، جا بجا دلیل میں جزئیات فقہیہ پیش فرماتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فتاویٰ رضویہ شریف بھی آپ کے زیر مطالعہ رہا کرتی تھی، اکثر مقامات پر اس کے حوالے بھی ملتے ہیں اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی مفتی فتاویٰ رضویہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

اقامت سے پہلے درود وسلام پڑھنا

مسئلہ: (۱) اقامت سے پہلے مسجد میں درود وسلام پڑھنا بلند آواز سے قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں، اگر ہے

توقرآن کی کون سی آیت میں ہے یا کون سی حدیث میں، تحریر فرمائیں۔

(۲) ایک امام صاحب اقامت سے پہلے مسجد میں موذن سے بلند آواز میں صلاۃ وسلام پڑھاتے ہیں، ہم نے ان سے پوچھا کہ امام کیا قرآن وحدیث میں حوالہ ہے تو انھوں نے کہا کہ قرآن سے ثابت ہے تو ہم نے کہا: قرآن کی کون سی آیت ہے، ہم دیکھ لیں گے تو ہمیں آیت نہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ جو اس بات کو نہیں مانتا وہ قرآن کا منکر ہے لہٰذا ایسا کہنے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب بتوفیق الملک الوہاب: اقامت سے پہلے باآواز درودوسلام پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یاایہاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھو جیسا کہ سلام پڑھنے کا حق ہے۔ قرآن مجید کا یہ حکم مطلق ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا بلاقرینۂ شرعیہ صحیحہ اپنی طرف سے اس میں قید لگانی قرآن پر زیادتی ہے اور جائز نہیں۔

قرآن مجید میں صلاۃ وسلام کا حکم مطلق اور عام ہے، ہر حالت، ہر وقت اور ہر جگہ پڑھنا اسی حکم میں داخل ہے۔ سوائے ان حالتوں، وقتوں اور جگہوں کے جن میں ذکر اللہ کرنا از روئے شرع ممنوع اور محذور ہے، مثلاً بیت الخلا میں، حمام اور غسل خانے میں، بیوی سے ہم بستری کی حالت میں، شراب نوشی کے وقت وغیرہ وغیرہ۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، چلتے پھرتے، قبل اذان واقامت، آہستہ یا آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا حکم قرآن کی تعمیل ہے۔ اذان واقامت سے پہلے درودوسلام پڑھنے کو ناجائز وحرام کہنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ ممانعت پر شرع شریف سے کوئی دلیل پیش کریں، قرآن مجید کے حکم مطلق سے تو اس کا جواز ثابت ہے، عدم جواز کی کون سی دلیل ہے؟ حضور علیہ السلام پر جب عین نماز کی حالت میں سلام پڑھنا واجب ٹھہرا تو خارج نماز قبل اذان واقامت اس کو کیوں بلاثبوت شرعی محض اپنی مرضی سے ناپسندیدہ بلکہ ناجائز وحرام قرار دیا جائے آخر ایسا کرنے میں کون سا دینی فائدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ: اس فتویٰ میں حضرت نے آیت قرآنی کے عموم واطلاق سے استدلال کیا ہے۔ اصول فقہ کا قاعدۂ کلیہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے جب تک شارع کی جانب سے کوئی قید نہ آجائے۔ اپنی مرضی ہم کوئی قید لگا کر مطلق کو مقید نہیں کر سکتے۔ اس سے اصول فقہ میں حضرت کی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ اور فقہ کا ایک یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے کہ اشیا میں اصل اباحت ہے۔ دلیل شرعی کے بغیر کسی بھی چیز کو ناجائز وحرام نہیں کہا جا سکتا، اس لیے حضرت نے قبل اقامت درودوسلام کو ناجائز کہنے والوں سے مطالبہ کیا کہ وہ ناجائز وحرام کہتے ہیں تو اس کے ناجائز وحرام ہونے کی دلیل پیش کریں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان کے پاس اس کی

کوئی دلیل نہیں ہے۔

ایک بہت ہی اہم فتویٰ

مسئلہ: (۱) زید جو مسجد کا امام ہے جن کو آئے ہوئے ابھی چند روز ہوئے اور انھیں ابھی یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سنی ہے اور کون وہابی، ایسے وقت میں عمرو جو کہ مقتدی ہے امام صاحب کو دعوت طعام پر مدعو کیا اور عمرو خود ہر سال غوث پاک کی گیارھویں کرتا ہے جہاں عامۃ المسلمین کھانے کے لیے جاتے ہیں وہاں امام صاحب نے کھانا کھایا۔ اب بکر کو اعتراض ہوا کہ امام صاحب نے ایک وہابی کے یہاں کھانا کھایا ہے، لہٰذا تمام مقتدیوں سے گذارش ہے کہ امام کے پیچھے نماز نہیں ہوئی اور امام پر توبہ لازم ہے اس پر خالد نے کہا کہ امام کو تم سے زیادہ معلومات ہے، عوام میں انتشار کھڑا مت کرو۔ اب بکر جوش میں بول گیا کہ تم بھی وہابی ہو۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام پر توبہ لازم ہے اگر ہے تو کیوں کر؟

(۲) کیا ہر وہابی کافر ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو کیوں، پھر عوام میں جو علمائے دیوبند کی کفری عبارتوں سے نابلد ہیں اور جو تبلیغی جماعت میں گئے ان کا کیا حکم ہے؟

(۳) بکر نے خالد کو طیش میں آ کر وہابی کہہ دیا جس کے گواہ عامۃ المسلمین ہیں ازروے شرع اس پر کیا حکم ہے اور کیا ایسا شخص انجمن میں مدرس اور سنی مسجد میں امامت کر سکتا ہے؟

(۴) ایک سنی کو وہابی کہہ دینے سے کیا اس کی بیوی نکاح میں رہتی ہے؟ یا عقد ثانی لازم ہے؟

(۵) ایک مسلم کو کافر کہہ دینے سے قائل پر کون سا حکم لگایا جائے گا؟ ایک سنی صحیح العقیدہ کو رافضی اور وہابی کہنے والے پر کون سا حکم ازروئے شرع صادر ہوگا۔ بینوا بالتفصیل مع ایراد الدلائل الشرعیہ وتوجروا عند اللہ۔

الجواب بتوفیق الملک الوہاب: (۱) گیارھویں کرنے اور نہ کرنے سے کوئی سنی اور وہابی نہیں ہوتا، اصل میں سنی وہابی کا اختلاف اسلام کے بنیادی عقائد میں ہے۔ وہابیوں اور دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ خداوند قدوس جھوٹ بول سکتا ہے۔ (رسالہ یک روزہ، مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی) حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس، مولوی قاسم نانوتوی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس میں حضور کی کوئی تخصیص نہیں ایسا علم غیب زید و بکر ہر صبی مجنون (بچوں اور پاگلوں) کو بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم (تمام جانوروں اور چوپایوں) کو بھی حاصل ہے۔ معاذ اللہ (حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ اور وسیع علم شیطان کو حاصل ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل انبیٹھوی ومصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی) مذکورہ بالا انہی کتابوں کی عبارتوں پر علمائے حرمین شریفین نے یہ فتویٰ صادر فرمایا: ”من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر“ جو

ان اقوال کفریہ کے قائل کے کفر وارتداد میں شک کرے گا بلاشبہ وہ بھی کافر ہوجائے گا۔اب جو شخص ان اقوال کفریہ پر شرعی یقینی اطلاع پا کر ان کو درست مانے ،ان کے لکھنے والوں کو مسلمان جانے یا ان کے کفر وارتداد میں شک کرے وہ انہی کے زمرے میں شامل ہے۔

وہابیوں کے دیوبندیوں کے ان مذکورہ بالا عقائد کے علاوہ بھی بہت سے واہی تباہی عقائد ہیں جو سراسر اسلامی عقائد کے خلاف ہیں ،مثلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ مر کر مٹی میں مل گئے ۔اللہ کے حضور وہ ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں ۔بلکہ چوہڑے چمار سے ذلیل ہیں ۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر اور ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال نماز میں لانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور نمازی کو شرک کی طرف لے جاتا ہے ۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال نماز میں لانا اپنے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی برا ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد منانا کنہیا کی جنم اشٹمی منانے سے زیادہ برا اور خرفاتی کام ہے۔استغفر اللہ

خیال رہے اب کسی نے پوری زندگی گیارھویں شریف نہ کی مگر تمام عقائد اہل سنت کو صحیح اور حق مانتا ہے اور ساتھ ہی تمام گمراہ فرقوں کے عقائد باطلہ کو غلط اور مردود مانتا ہے، نیز ضروریات دین میں سے کسی دینی ضروری بات کا منکر نہ ہو وہ سنی صحیح العقیدہ ہے۔برخلاف اس کے جو محض مذکورہ بالا اقوال کفریہ قطعیہ پر اطلاع شرعی یقینی کے بعد ان کو حق جانے مانے ان کے قائل کو مسلمان سمجھے یا ان کے کفر وارتدار میں شک کرے اور ساتھ دھوم دھام سے ہر ماہ ہر سال گیارھویں شریف بھی کرے وہ پکا وہابی دیوبندی ہے۔اگر شخص مذکور ایسا ہی ہے تو اس کی دعوت قبول کرنا اس میں شریک ہونا حرام و ناجائز ہے۔

امام صاحب نئے ہونے کی وجہ سے لاعلمی میں شریک ہوئے ان کو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص وہابی ہے تو امام صاحب کو چاہیے کہ اس صورت حال سے عوام کو آگاہ کر کے اپنی صفائی پیش کردیں اور بارگاہ الٰہی میں رجوع واستغفار کریں تاکہ مسلمان بدگمانی سے بچ جائیں۔اور اگر وہ شخص ایسا نہیں تو اس کو بلا ثبوت شرعی وہابی کہنا سخت جرأت و بے باکی ہے۔یہ ایک مسلمان کی توہین وتذلیل کر کے اس کو ناحق ایذا پہنچانی ہے، جس کا وبال بہت سخت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبو افقد احتملو ابھتانا و اثما مبینا“۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”من اذیٰ مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔“(رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

لہٰذا بکر پر واجب ہے کہ توبہ کرے اور عمرو اور امام صاحب سے معافی مانگے اور خالد سے بھی، جب کہ وہ سنی ہے۔ تاکہ حق تعالیٰ اور حق العباد کی ادائیگی سے سبکدوشی پائے۔ اس صورت میں امام صاحب پر الزام نہیں۔

آج کے دور میں بہت کم لوگ ملیں گے جو سنی وہابی اختلاف سے نابلد ہوں، اگر واقعی کوئی ایسا ہو جو وہابیوں دیوبندیوں کے کفریات اور عقائد باطلہ کو بالکل نہیں جانتا اور ان کے ساتھ رہتا ہے تو اس کو وہابیوں، دیوبندیوں جیسا کافر و گمراہ نہ کہا جائے گا، ایسے لوگوں کو ان گمراہوں سے بچانے کے لیے پہلے گمراہ فرقوں کے عقائد باطلہ بتائے جائیں اگر وہ مان جائے تو فبہا ورنہ بعد اطلاع یقینی کے انھیں حق ماننے ان کی ہاں میں ہاں ملائے، انہی کے ساتھ رہے اور اہل سنت سے نفرت کرے تو وہ بھی انہی کی رسی کا گرفتار مانا جائے گا۔ ابالیسوں کی جہالت اور لاعلمی کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

اگر کوئی دیوبندی تبلیغی شخص، قادیانی جماعت کے ساتھ رہنے لگے ان کے ساتھ چل پھر کر تبلیغ کرے ان کے امام کے پیچھے نماز پڑھے ان کو سچا اور حق پر جانے تو کیا پھر علماے دیوبند اور امراے تبلیغی جماعت اس کی حرکت سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس کو اپنی جماعت کا سچا خیر خواہ مان لیں گے؟۔ ہرگز نہیں، لہٰذا اے سنی دینی بھائیو! گمراہوں کی ہر فریب چالوں سے ہوشیار رہیں اور حالات کے پیش نظر گمراہوں اور بدمذہبوں سے اس طرح بچیں جیسے سانپ بچھو اور شیر سے بچتے ہیں، اگر ذرا بھی ڈھیلے پڑے شیطان تمہیں لے ڈوبے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاکیداً ارشاد فرمایا: ''**ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم**'' یعنی گمراہوں کو قریب نہ بھٹکنے دو ان سے خود کو دور رکھو اور وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کو بھگاؤ اگر ایسا نہیں کروگے تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور فتنے میں ڈال دیں گے۔ کسی مسلمان کو بلاثبوت شرعی کافر، وہابی یا رافضی کہنا بہت بڑا گناہ اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔ بلکہ اگر اس مسلمان کو کافر اور وہابی اعتقاد کر کے کہا جب کہ وہ حقیقت میں ایسا نہیں تو اس صورت میں یہ کفر اسی پر لوٹ پڑے گا۔

حدیث شریف میں ہے:

''**ایما امرء قال لاخیه کافر أفقد باء بها احدهما فان کان کما قال والا رجعت علیه**'' (صحیح مسلم)

یعنی جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا ان میں سے کسی ایک پر کفر کی بلاضرور پڑے گی۔ جس کو کافر کہا اور وہ واقعی کافر تھا تو ٹھیک ورنہ یہ کفر کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔ رواہ المسلم والترمذی ونحوہ البخاری عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

لہٰذا بے ثبوت شرعی کسی سنی مسلمان کو کافر، رافضی، وہابی اور دیوبندی اعتقاد کر کے کہنا جب کہ وہ ایسا نہیں تو وہ حکم کہنے والے پر لوٹے گا۔ اس پر توبہ وتجدید ایمان واجب ہے۔ اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے، اس کے بعد اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جب کہ اس میں اور کوئی بات مانع امامت نہ ہو اور اگر اس نے غیظ وغضب میں آکر شب وشتم اور گالی گلوچ کے طور پر کافر اور وہابی کہا تو اس پر کفر کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

درمختار جلد ۳ رصفحہ نمبر ۱۸۳ میں ہے:

''عزر الشاتم بيا كافر وهل يكفر ان اعتقد المسلم كافر انعم والا لا به يفتى''۔

عالم گیری میں ہے:

''ان كان اراد الشتم ولا يعتقده كافر الا يكفر وان كان يعتقده كافر افخاطبه بهذا بناء على اعتقاده انه كافر يكفر كذا في الذخيرة''۔

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ کسی نے کسی کلمہ گو کو گالی گلوچ کی نیت سے کافر کہا جب کہ اس کو کافر اعتقاد نہیں کرتا مسلمان ہی جانتا ہے تو کہنے والے کی تکفیر نہ کی جائے گی، ہاں وہ قابل سرزنش ضرور ہے، توبہ کرے اور جس کے لیے ایسا کلمہ استعمال کیا ہے اس سے معافی مانگے بعد توبہ واستغفار اس کو امام بنانا جائز اور انجمن کا مدرس رکھنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ:۔ مذکورہ فتویٰ میں بڑے دل پذیر اور دلنشین انداز میں مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔ اور سائل کی الجھنوں اور اشکالات کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ افادۂ عام کے لیے بھی بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ ایک ماہر مفتی کی علامت ہے۔

یہ تھے حضرت کے کچھ فتاویٰ، اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے کیوں کہ خوف طوالت دامن گیر ہے، اس کے علاوہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی تصنیف ''مسائل سجدۂ سہو'' ایک عظیم فقہی شاہ کار ہے۔ یہ علما وحفاظ اور ائمۂ مساجد وعوام کے لیے یکساں مفید ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ سجدۂ سہو کے وہ مسائل جو مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے تھے ان کو حضرت نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ دار العلوم انوار رضا، نوساری نے اس کتاب کو گجراتی میں شائع کر کے اس کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اس کے علاوہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اپنے وعظ وبیان، تقریر وخطاب میں بھی بہت سے احکام شرعیہ اور مسائل فقہیہ بیان فرماتے اور لوگوں کی دینی رہنمائی فرماتے تھے۔ ان مسائل کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ذخیرہ ہوگا۔ نجی محفلوں میں بھی سیکڑوں لوگ اپنی الجھنوں، پریشانیوں اور مسائل کو لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ ان کی دینی وفقہی رہنمائی فرماتے، ان کے سوالات کے تشفی بخش جوابات عنایت فرماتے۔ الغرض فقہ وافتا کے میدان میں آپ کی عظیم خدمات ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے، آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔

اور ہم سب کو آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

جان کر من جملہ خاصان میخانہ تجھے مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ تجھے

☆☆☆

باب-4

اخلاق وآداب

حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے اوصاف جمیلہ

مفتی نظام الدین رضوی
جامعہ اشرفیہ مبارک پور

حامدا و مصلیا و مسلما

اشرف الفقہاء، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر عالم دین، مفتی و مدرس، خوش بیان واعظ و خطیب، صاحب تصنیف و تالیف پیر طریقت تھے۔ آپ کئی ایک کمالات اور خوبیوں کے جامع تھے۔ آپ کی چند اہم خوبیاں جن سے میں متاثر ہوں، اس طرح ہیں:

☆ آپ ایک عظیم مرشد طریقت تھے۔ بہار شریعت اور دوسری کتب میں پیر کے جو شرائط مذکور ہیں۔ ان تمام شرائط کے جامع تھے۔ آپ کا حلقۂ ارادت کافی وسیع ہے۔ آپ نے اپنے مریدین کی جو تربیت اور کردار سازی فرمائی وہ قابل ستائش ہے۔

☆ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ایک بہترین مفتی تھے۔ پوری زندگی دینی و علمی شمع روشن کی جس کی ضیا بارکرنیں آج بھی روشن و منور ہیں، مسائل دینیہ سے امت کی رہ نمائی کا سلسلہ تا دم مرگ انجام دیتے رہے۔

☆ آپ بہترین اور خوش بیان واعظ و خطیب تھے۔ ملک و بیرون ملک بحیثیت خطیب دورہ فرماتے رہتے تھے۔ آپ کا خطاب پر مغز، عام فہم اور دلائل و براہین سے مزین ہوتا تھا آپ حق گوئی و بے باکی کے ساتھ خطابت فرماتے تھے جس کے کئی ایک نظائر و شواہد موجود ہیں مگر طوالت کے خوف سے اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ کی چند تقریریں شائع بھی ہو چکی ہیں جن سے آپ کی خوبیاں صاف طور پر عیاں ہوتی ہیں۔

☆ آپ کو مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل تھا، آپ کو اس عظیم ذات گرامی کی صحبت میں برسوں رہنے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ آپ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ جلسوں میں جاتے اور خطاب کیا کرتے تھے۔ اس طرح ایک عظیم متقی شیخ طریقت کی صحبت نے آپ کو گوہر آب دار بنا دیا۔

☆ آپ کئی ایک کتابوں کے مصنف و مؤلف بھی ہیں۔ آپ نے اپنے تبلیغی دوروں کے سبب تصنیف و تالیف کی جانب خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ پھر بھی کئی ایک کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ مسائل سجدہ سہو، المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ، تنویر العین، تابش انوار مفتی اعظم وغیرہ کتابیں بطور مثال پیش کی جاسکتی ہیں۔

☆ آپ مہمان نواز بھی تھے۔علمائے کرام کا کافی پاس ولحاظ فرماتے تھے۔تقریباً دس سال قبل رائچور کرناٹک کے ایک جلسہ میں سوا تین گھنٹے تک مسلسل سوال وجواب کا پروگرام چلنے کی وجہ سے طبیعت کچھ ناساز ہوگئی مجھے فوری آرام اور چائے وغیرہ کی ضرورت تھی مگر داعی کی نااتفاقی کی باعث میں نے وہاں سے جلد ہی سفر کا ارادہ کرلیا۔مفتی صاحب کو معلوم ہوا تو آپ نے ہوٹل میں بلایا، کھانا کھلایا پھر آرام کا انتظام کیا اور فرمایا کہ آپ فی الحال اپنا سفر موقوف کریں ،ایئرپورٹ جانے کا ان شاء اللہ انتظام ہوجائے گا۔میں تو کھانا کھا کر سو گیا،ایک گھنٹہ بعد بیدار ہوا تو طبیعت سنبھل چکی تھی اور مفتی صاحب نے سفر کا انتظام بھی کردیا تھا۔ہم وہاں کے لیے بالکل اجنبی تھے مگر مفتی صاحب سے ملاقات کرکے خوشی ہوئی پھر ان کے کرم سے سکون حاصل ہوا۔اس واقعہ کے بعد میرے دل میں ان کی قدر ومنزلت اور بھی بڑھ گئی۔

ان سے جب بھی ملاقات ہوئی مسکراتے ہوئے ملے میں نے کبھی انھیں جلال میں نہیں دیکھا۔

آپ کے وصال سے اہل سنت وجماعت کے علمی حلقہ میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے،جس کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔آج کے دور قحط الرجال میں وہ عظیم عالم دین تھے۔بڑے خوش اخلاق،خوش مزاج اور اچھے مذہبی قائد تھے،آج کا حال یہ ہے کہ جو بڑا عالم بھی دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کی جگہ پر ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی ۔رب قدیر ان کے امثال اہل سنت وجماعت میں پیدا فرمائے۔آمین

اشرف الفقہاء نے محلہ کریم الدین پور قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ (حال مئو) کے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی،آپ کی تعلیم وتربیت مدرسہ شمس العلوم گھوسی،دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپیڑ وابلرام پور اور مدرسہ مظہر اسلام،مسجد بی بی جی،بریلی شریف میں ہوئی۔آپ کے اساتذۂ کرام میں شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی،شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی،حضرت مولانا ثناء اللہ امجدی محدث مئو،صدر العلما مولانا تحسین رضا خاں جیسی شخصیتیں شامل ہیں۔تعلیمی سفر مکمل کرنے کے بعد آپ نے عملی میدان میں قدم رکھا،مہاراشٹر کی سرزمین پر پوری زندگی دعوت وتبلیغ،وعظ ونصیحت اور تدریس وافتا میں گزاری،دیار مہاراشٹر،گجرات، کرناٹک وغیرہ میں آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں،وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے آپ کو گہری عقیدت ومحبت تھی۔مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے فقہی سمیناروں میں آپ شرکت فرماتے تھے اور اپنے وقیع تاثرات سے نوازتے تھے۔آپ فقہی سیمینار کے اجلاس اور بحثوں کو دیکھ کر بہت متاثر اور خوشی ہوتے تھے۔

لاک ڈاؤن کے ایام میں مسائل شرعیہ سے متعلق کئی بار اس بے مایہ کو یاد فرمایا۔اچانک آپ کی علالت کی خبر سن کر بہت تکلیف ہوئی۔آپ کی مزاج پرسی کے لیے براہِ راست آپ سے گفتگو کی،تسلی دی اور دیگر علما ومشائخ کے ساتھ آپ کے لیے بھی مخصوص اوقات میں برابر دعائے خیر کا سلسلہ جاری رہا۔آپ کے وصال کی جانکاہ خبر سن کر رقت طاری ہوگئی اور کافی ملال وافسوس ہوا کہ ایک عظیم عالم دین ہم سے روپوش ہوگیا۔رب قدیر آپ کے معتقدین ومتوسلین کو صبر وشکر کی توفیق بخشے اور اشرف الفقہاء کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆☆☆

حضرت اشرف الفقہاء: حسن اخلاق کی عملی تفسیر

محمد اختر علی واجد القادری

بانی وصدر جامعہ اسلامیہ میرا روڈ ممبئی 9324085470

الحمد و الشکر للہ العلی العظیم و الصلاۃ و السلام علی سید الامین.

امابعد: مذاہب عالم میں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عند اللہ محبوب و عند الناس بہت ہی مقبول ہے، اس مذہب مہذب میں عبادات مخصوصہ ومقصودہ وغیرہ کے علاوہ جن امور محمودہ ومحبوبہ کی تاکید آئی ہے ان میں اخلاق حسنہ کو بڑا مقام حاصل ہے، شارع اسلام حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بہت بلند تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے: ''و انک لعلی خلق عظیم'' (القلم آیت ۴) ترجمہ: اور بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے (کنز الایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے: ''فبما رحمة من الله لنت لهم، ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك'' (آل عمران 159) ترجمہ: تو اے حبیب! اللہ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں اور اگر آپ ترش مزاج، سخت دل ہوتے تو یہ لوگ ضرور آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔ (کنز الایمان)۔ اسی کو امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں گنگنایا ہے ۔

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم
(حدائق بخشش)

حدیث پاک میں ہے: ''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ'' (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۹۵۲) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اچھے اخلاق کو اُن کے اتمام تک پہنچانے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔''

ایک دوسری حدیث میں یوں ہے: ''عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا'' (صحیح بخاری، رقم 3559)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بدگوئی کرنے والے تھے نہ بدزبانی۔ آپ فرمایا

کرتے تھے: تم میں سے بہترین لوگ وہی ہیں جو اپنے اخلاق میں دوسروں سے اچھے ہیں۔''

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو خصلت ہے اس درجہ عظیم و با شوکت ہے کہ اخلاق عاقلان جہاں مجتمع ہو کر اس کے ایک شمہ کو نہیں پہنچتے ۔(ملخصا ج 30/ص 164)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق و کردار سے کتب احادیث و سیر بھری ہیں، ان کتابوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی اخلاق حسنہ کی تعلیم فرمائی ہے۔ ابو داؤد شریف کی حدیث ہے: ''عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ'' ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میزان عمل میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں۔(کتاب الادب، باب فی حسن الاخلاق، حدیث 4799)

اس لیے تاریخ اسلام میں کوئی بھی داعی دین ایسا نہیں ملے گا جو دعوت کا کام کیا ہو اور بد اخلاق ہو، بلکہ ہر داعی کے سوانح میں بلند اخلاق و کردار کے ہزاروں واقعات موجود ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہندوستان جیسے بت پرست سرزمین پر اسلام کی تبلیغ میں جن چیزوں کی وجہ سے مصائب و آلام کی ہر دیوار کو چکنا چور ہونا پڑا ان میں حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کا اعلیٰ اخلاق بھی شامل تھا، آپ کے اخلاق و غربا پروری کے جادو نے بت کے پجاریوں کو اس قدر مسحور و مدہوش کر دیا تھا کہ جو بھی آتا وہ آپ کا دیوانہ بن جاتا تھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک مختصر مدت میں ہزاروں ہزار لوگ چمن اسلام کی سرسبز و شادابی سے فیضیاب ہونے لگے، اتنا ہی نہیں بلکہ آپ نے اپنے خلفا کو با اخلاق رہنے کی تاکید فرمائی، ان کو احکام جاری کیے۔

مہاراشٹر کی مذہبی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ یہاں بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں جن عظیم ہستیوں نے اسلام و سنیت کے فروغ میں عظیم کارنامے انجام دیے ان میں حضور اشرف الفقہاء، حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام ان با اخلاق علمائے کرام میں آتا ہے جنہوں نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اخلاق مصطفیٰ کو اپنایا اسی کا نتیجہ ہے کہ وسائل کی قلت کے باوجود بہت کامیاب ہوئے، اپنی خدمات کے نہ مٹنے والے نقوش چھوڑے۔

حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کی ولادتِ باسعادت آپ کے وطنِ مالوف ''مدینۃ العلماء'' محلہ کریم الدین پور قصبہ و پوسٹ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ یوپی کے ایک خوشحال علم دوست گھرانے میں مورخہ ۲/رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ ۶/نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر کو بوقتِ سحر ہوئی۔ آپ کے آبا و اجداد میں بہت سارے علما و حفاظ گذرے ہیں، اور آپ کا وصال پر ملال ۶/اگست ۲۰۲۰ء بروز جمعرات دس بج کر چالیس منٹ پر ناگپور مہاراشٹر میں ہوا۔ یعنی آپ نے اپنی زندگی کی تقریباً ۸۳/بہاریں دیکھیں، آپ کے اساتذہ میں حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ کا نام نمایا ہے، جس طرح شارح بخاری اپنے

اصاغر نوازی میں حد درجہ فیاض وسخی تھے بالکل ویسے ہی آپ بھی علما و اصاغر نوازی میں ممتاز علمائے کرام میں شمار کیے جاتے تھے، آپ کی تمثیلی خطابت کا سکہ، سکۂ رائج الوقت کی حیثیت رکھتا تھا، شہرت کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنے جلسوں کی تاریخ کے لیے منتظر رہتے تھے، جہاں جاتے اس علاقے کے بڑے بڑے مالدار و با اثر لوگ آپ کے دامن ارادت میں جگہ پانے کے متمنی ہوتے تھے، باوجود اس کے آپ ہمیشہ اپنے سے چھوٹی عمر کے علمائے کرام وعوام اہل سنت کے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آتے تھے۔

راقم الحروف کا مشاہدہ ہے اور عام طور پر یہ دیکھا بھی جاتا ہے کہ جب کوئی شخصیت زیادہ شہرت پا جاتی ہے وہ مصروف ہو جاتی ہے، اور پھر وہ ہر کسی کو بات کرنے ملنے جلنے کا موقع نہیں عطا کرتی ہے، مگر حضور اشرف الفقہاء رحمۃ اللہ علیہ نہایت مصروف ہونے کے باوجود مجھ جیسے چھوٹے، فقہ کے طفل مکتب کی باتوں کو بھی بڑی توجہ سے سماعت فرماتے اور حوصلہ افزا کلمات سے نوازتے۔

کووڈ ۱۹ ارکی وجہ سے حکومت مہاراشٹر نے مسجدوں کو بند کرنے اور جمعہ کی نماز پڑھنے سے منع کر دیا، اور مسئلہ یہ درپیش آیا کہ فقہی کتابوں کے مطابق حکم یہ ہے کہ:

''شہر میں، جمعہ نہ پڑھنے والے جمعہ کے دن ظہر تنہا تنہا پڑھیں'' (بہار شریعت)

میں اس کی وجہ تلاش کرنے نکلا تو مجھے چند عبارتیں ملیں، اس سے مجھے محسوس ہوا کہ کوئی راستہ نکل سکتا ہے، ان عبارتوں کو میں نے جس طرح سمجھا اس کو میں نے ایک معروضی پوسٹ کی شکل میں لکھا اور ملک کے دیگر مفتیان کرام کے ساتھ ساتھ، محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی نظام الدین رضوی صاحب اور حضور اشرف الفقہاء کو بھی ارسال کیا، اور بعد ارسال فون کیا، وہ پوسٹ درج ذیل ہے:

''اہل علم ودانش کی بارگاہ میں چند معروضات

''معذور جمعہ کے دن ظہر تنہا پڑھے گا،، بہار شریعت اور فتاوی ہندیہ میں ایسا ہی لکھا ہے، معذور ظہر تنہا کیوں پڑھے گا؟ اس کے بارے میں درمختار میں ہے:'' **لتقليل الجماعة و صورة المعارضة الخ۔** (ج ۳، ص ۳۳) اسی کے تحت علامہ شامی لکھتے ہیں:''**قوله: (لتقليل الجماعة) لا ن المعذور قد يقتدى به وغيره فيؤدى الى تركها, بحر, و كذا اذا علم انه يصلى بعدها بجماعة ربما يتركها ليصلى معه, فاهم (ايضا) قوله: (وصورة المعارضة) لان شعار المسلمين فى هذا اليوم صلاة الجمعة و قصد المعارضة لهم يؤدى الى امر عظيم فكان فى صورتها كراهة التحريم (ايضا)**'' شامی میں ایک جزئیہ یہ بھی ہے کہ جس پر نمازِ جمعہ جگہ کی دوری کی وجہ سے واجب نہ ہو وہ ظہر کی نماز جماعت سے پڑھے گا، اس کی عبارت درج ذیل ہے:

''**وفى المعراج عن المجتبى, من لا تجب عليهم الجمعة لبعد الموضع صلوا الظهر بجماعة**''
(ج ۳ ص ۳۳)

میرا سوال یہ ہے کہ کیا آج کے قانون کی سختی کی وجہ سے ہی ہم سے مسجدیں دور نہیں ہوئی ہیں؟ یا پھر آج ہم معذور ہیں اس لیے جمعہ نہیں پڑھیں گے مگر کیا ویسے ہی معذور ہیں جس طرح ''لتقلیل الجماعة و صورة المعارضة'' والے معذور ہیں؟ اگر ویسے معذور نہیں ہیں تو پھر ظہر تنہا کیوں پڑھیں؟ حضور میں سمجھنے کے لئے یہ عبارتیں آپ کی بارگاہ میں ارسال کر رہا ہوں ''واجد القادری عفی عنہ''

میں نے پہلے یہ پوسٹ بھیجا پھر اس کے بعد حضور اشرف الفقہاء کو فون کیا، انہوں نے پوسٹ بھیجنے پر بہت دعائیں دیں، پھر بہت دیر تک مجھے ان فقہی جزئیات کے بارے میں بتایا، میں استفسار پر استفسار کرتا رہا اور حضرت ہر ایک کے بارے میں مجھے مطمئن کرتے رہے، المختصر یہ کہ اس دوران مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا وہ کہ ایک مشفق استاذ ہیں جو اپنے شاگرد کو سمجھا رہے ہیں۔

قارئین کرام! آپ ان کی عمر دیکھیے، اس عمر میں لوگ آرام گاہ پہونچ جاتے ہیں مگر وہ ہیں کہ اپنے پوتا شاگرد کی عمر کے بچے کو بھی مطمئن کرنے کے لیے وقت عطا کر رہے ہیں، یقیناً ان کے اس انداز نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اس واقعہ سے قبل، نوری دار الافتاء بھیونڈی کے صدر مفتی اور الجامعۃ الرضویہ کلیان کے شیخ الحدیث، میرے درجنوں فتووں کے مصلح ومصوب حضرت مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دار الافتاء کے جشن دستار افتاء میں بھی ملاقات وزیارت کا شرف حاصل ہوا، وہاں بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ کس قدر علما نواز تھے، اسی جلسے میں، انہوں نے حضرت مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی صاحب کو، اپنی تمام خلافتیں اور اجازتیں عطا فرمائیں۔ چند ماہ بعد کسی موقع پر ان کا ذکر جمیل چلا تو حضرت مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی صاحب نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے، حضور اشرف الفقہاء کے سامنے مجھے ایک پوسٹر دیا اور کہا کہ اسے چسپاں کر دیجیے گا، اس کی بات حضرت نے سن لی، حضرت نے اس آدمی سے فرمایا کہ:

آپ جانتے ہیں، یہ کون ہیں؟ وہ شخص خاموش ہو گیا، کیوں کہ وہ جانتا تھا، پھر حضرت نے خود ہی فرمایا: یہ عالم دین ہیں، پھر بھی آپ نے ان کو ایسا کہہ دیا، جناب! علما کی قدر کرنا سیکھیے، علمائے کرام کی قدر بہت بڑی چیز ہے، حضرت کی اس گفتگو سے وہ شخص بہت متاثر ہوا اور نادم ہو کر معذرت خواہ ہوا۔

مولانا حسینی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ:

'' تقریباً 2009ء سے پہلے کی بات ہے، جامعۃ المؤمنات حیدرآباد دکن کے بانی وسرپرست مولانا مستان علی قادری مدظلہ العالی، فقہی سیمینار کا انعقاد کرتے تھے، جو کبھی تاریخی مکہ مسجد وجامعہ کے سیمینار ہال یا شادی خانہ ہال میں منعقد ہوتا تھا، ایک مرتبہ فقیر قادری کو حاضری کا موقع میسر آیا لیکن سیمینار میں علما ہی کو داخلہ تھا، ہم بحیثیت رضا کار شرکت کرتے البتہ ایک جلسہ عام منعقد ہوتا جس میں حیدرآباد کے جامعہ نظامیہ کے علما کے ساتھ ساتھ بیرونی قادری رضوی اشرفی نوری علما بھی شرکت کرتے۔ ایک مرتبہ، حضور اشرف الفقہاء، مفتی محمد مجیب اشرف قادری نوری (خلیفۂ مفتی اعظم ہند نوری قدس سرہ وبانی جامعہ امجدیہ، ناگ پور) بھی تشریف لائے، ایک بھائی کے مکان کے مجلس میں سبھی عشاق موجود تھے، کچھ اور علما بھی تشریف لائے تھے، وہیں ہم نے حضرت کو

سرعت میں عمامہ باندھتے دیکھا، ایسا باندھا جیسے جہاد پر جارہے ہیں اور اسی موقع پر ایک لڑکے نے موبائل میں کسی کی تصویر دکھاتے ہوئے اس دعوے کی تصدیق چاہی کہ آیا کیا یہ حضور مفتی اعظم ہندنوری قدس سرہ کی تصویر ہے؟ حضور ناراض ہوئے دیکھا ہی نہیں اوراس کے ہاتھ کو ہٹایا اور کہا کہ سرکار مفتی اعظم ہندنوری قدس سرہ کی تصویر ہے ہی نہیں اوراس تصویر کو مجھے دیکھنا گوارا ہی نہیں جب کہ فقیر (اشرف الفقہاءعلیہ الرحمہ) کی آنکھوں میں حضور مفتی اعظم ہندنوری قدس سرہ بسے ہوئے ہیں! سبحان اللہ!

پھر ذمہ داروں نے جلسہ میں شرکت کی خواہش ظاہر کی کہ وقت ہو چلا ہے۔اور ہم سب باہر نکلے ہی تھے کہ کچھ ذمہ داروں نے کہا کہ حضرت مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی بھی کار سے یہاں پہنچ رہے ہیں! (یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ مفتی صاحب کے فتاویٰ میں چین کی گھڑی پہننا، چلتی ٹرین کا مسئلہ سامنے آچکا تھا اور سنی دعوت اسلامی ممبئ عظمیٰ کے سالانہ جلسہ کے روح رواں بھی رہا کرتے تھے) جیسے ہی اشرف الفقہاء نے سنا تو رک گئے اور استفسار کیا کہ کیا دونوں ساتھ نہیں جاسکتے تو ذمہ داروں اور رضا کاروں کو حیرت ہوئی (اس لیے کہ دونوں کے مابین مسائل فقہی میں اختلاف تھا) ایک صاحب نے پوچھا کہ کیا ان کے ساتھ جائیں گے؟ حضرت نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے؟ اتنے میں کار آگئی اور خود فقیر نے دیکھا کہ حضور (اشرف الفقہاء) چار چھ قدم آگے بڑھے، کار کے پاس پہنچے اور سراج الفقہاء سے سلام کے بعد گلے ملے اور دونوں خیر خیریت معلوم کی لیکن چوں کہ سراج الفقہاء سفر سے آئے ہی تھے اس لیے غالباً اشرف الفقہاء نے ساتھ چلنے کے لیے اصرار نہیں کیا، اور تنہا ہی کار میں سیمینار کے لیے رخصت ہوئے، پھر مکہ مسجد میں تقریباً 40 منٹ میں علمی، شعلہ بیانی سے جلسہ میں چار چاند لگا دئے۔

جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کیرالا کے میرے مشفق استاذ حضرت ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب کی دعوت پر آپ ایک بار میرا روڈ تشریف لائے تھے، راقم الحروف اپنے چند احباب کے ساتھ زیارت وملاقات کی غرض سے حاضر خدمت ہوا، ہم لوگ دست بوسی کیے، انہوں نے ہم لوگوں کا حال چال معلوم کیا، جب چلنے لگے، تو میرے احباب میں سے ایک کو انہوں نے کان میں کچھ کہا، بعد میں، میں نے پوچھا کہ آپ کو انہوں نے کان میں کیا کہا، وہ بولے کہ میری چار سالہ چھوٹی بچی کو بھی انہوں نے ہاف آستین کپڑا پہنانے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ مولانا! یہ ابھی بچی ہے، ابھی سے فل آستین کپڑوں کی عادت بنایئے کہ بڑی ہونے کے بعد دشواری نہیں ہوگی۔

میں سمجھ گیا کہ حضور اشرف الفقہاء دوسروں کی عزت نفس کا کس قدر خیال رکھتے ہیں، اس کے بعد، میں بھی جلدی کسی کی مجمع عام میں اصلاح نہیں کرتا ہوں بلکہ مجمع عام میں عام خطاب کرتا ہوں اور اگر کسی خاص بندے کو کچھ کہنا رہتا ہے تو تنہائی میں کہتا ہوں اور یہ طریقہ بہت موثر ثابت ہورہا ہے۔

اس قسم کے اور بھی چند واقعات ہیں جو قلم بند کئے جاسکتے ہیں۔مگر میں اسی پر بس کرتا ہوں۔

اللہ پاک ان کا فیضان جاری رکھے، اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆

اشرف فقہا شہنشاہِ حمائد

مشتاق احمد قادری عزیزی امجدی
جامعہ اہل سنت صادق العلوم، شاہی مسجد، ناسک

غریق بحرِ عشقِ رسالت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں ۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ہمارے ممدوح حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب رضوی رضی اللہ المسقط عنہ کی پوری زندگی اس شعر کی مصداق تھی بلکہ معاصرین کے درمیان اس میں انہیں شان امتیاز و انفرادیت حاصل تھی اس حقیقت کا ایک جہاں کو اعتراف ہے۔ آیئے اربابِ علم وفضل کے من جملہ تاثرات ومشاہدات سے ان کے بیان واحساسات دیکھیں جنھوں نے حضرت موصوف کو بہت ہی قریب سے دیکھا ہے ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد لکھتے ہیں:

"آپ جید ومتدین عالم دین، بالغ النظر مفتی، کہنہ مشق مدرس نکتہ رس خطیب، حاضر جواب مناظر، اور صوفی صافی پیر و مرشد کی حیثیت سے معروف مشہور ہیں''۔ ڈاکٹر صاحب آگے مزید لکھتے ہیں: ''۱۹۸۴ء میں دارالعلوم امجدیہ ناگپور میں میرا داخلہ ہوا وہیں پہلی بار میں نے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبل کو دیکھا اور متاثر ہوا، بارعب وجیہہ خوش پوش وخوش گفتار شخصیت سے کون متاثر نہیں ہوسکتا میں تو خیر طالب علم تھا ان کا بارعب ہونا جسمانی قد وقامت سے نہیں بلکہ ان کے اس سراپا سے تھا جس میں ظاہری وجاہت کے ساتھ علم، عمل، خدمت تینوں عناصر شامل تھے۔'' (تابش انوار مفتی اعظم)

نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت مفتی محمود اختر صاحب جو حضرت ممدوح کے قریبی رشتہ دار ہیں جنھوں نے آپ کو بنظر غائر دیکھا ہے ضرور ان کی نگاہ سچائی اور حقانیت ہی کی ترجمان ہوگی آپ ارشاد فرماتے ہیں، حضرت مفتی ممدوح قبلہ جو اپنی دینی تبلیغی خدمات اور خطاب وتقریر کے منفرد و مؤثر انداز بیان کی وجہ سے ملک و بیرون ملک مشہور ومقبول ہیں تقریر کی طرح ان کا اسلوب تحریر بھی بڑا سہل اور دل نشین ہے جس طرح وہ اپنی تقریر میں مشکل سے مشکل ترین بات بھی مثالوں کے ذریعہ بہت ہی آسان کر کے سامعین کے ذہن میں اتار دیتے ہیں اسی طرح تحریر میں بھی بڑے آسان پیرائے میں مشکل مسائل کی گتھیاں سلجائی ہیں، مافی

الضمیر پیش کرنے کا انداز کس قدر سلجھا اور دل نشین ہے۔'' (مسائل سجدۂ سہو ص ۲۰-۱۹)

فارسی کا مقولہ ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ یعنی کسی چیز کے بارے میں صرف سماعت سے یقین ہونا کوئی ضروری نہیں لیکن جس کو آنکھوں سے بار بار دیکھا جاتا ہے اس کا ہر پہلو قابل یقین بن جاتا ہے اس نظریہ کے تحت حضرتِ ممدوح کی صفاتِ حمیدہ ان کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی کے الفاظ میں پڑھتے ہیں جنھوں نے برسوں برس حضرتِ موصوف کی خدمات میں گذارے ہیں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

''آپ کی پہلودار شخصیت میں قدرت نے بڑی خوبیاں رکھی ہیں علمی اعتبار سے آپ کامیاب مدرس، بالغ نظر مفتی، اچھے مفسر، عظیم مفکر اور بہترین مقرر ہیں۔ تنظیمی اعتبار سے اعلیٰ منتظم، با اعتماد مہتمم اور با اخلاق محتسب ہیں، روحانی اعتبار سے قابل احترام شیخ طریقت صاحب رشد و ہدایت، مریدین کے لیے سراپا رحمت و شفقت ہیں امیر غریب چھوٹے بڑے سب آپ کے فیض کرم سے یکساں مستفیض ہوتے ہیں، طبیعت میں نرمی مزاج میں سنجیدگی گفتار میں سلاست اور برجستگی شامل ہے۔ آپ کی سادہ زندگی میں بڑی کشش پائی جاتی ہے غرض کہ آپ کی ذات حسن معاشرت، حسن اخلاق اور شریعت و طریقت کی جامع ہے آپ کی بافیض اور بابرکت صحبت میں ایک دو بار حاضر ہونے والا آپ کی پر کشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔''

ان جیسے تاثرات مولانا موصوف نے آگے چل کر اور بھی لکھے ہیں: ''حضرت والا مرتبت ایک مخلص بافیض بزرگ ہیں آپ کی ہر مجلس عام ہو یا خاص اس میں علمی اور رشد و ہدایت کی ہی باتیں ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی بابرکت محفل میں بیٹھنے والا چند ہی دنوں میں اپنے اندر خوش آئند تبدیلی محسوس کرنے لگتا ہے آپ سے جب بھی کوئی سوال کرتا ہے تو آپ سائل کی سمجھ اور استعداد کے مطابق تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے ہیں کہ اس کو اطمینان ہو جاتا ہے یہ میری زندگی کا ستائیس سالہ تجربہ ہے یوں ہی الجھے ہوئے مسائل کو بڑی حسن و خوبی سے حل فرما دیا کرتے ہیں تدبر معاملہ فہمی دور اندیشی صبر، تحمل میں آپ کا جواب نہیں، غرض اللہ تعالی نے آپ کو ہزاروں خوبیوں کا سرسبز و شاداب گلدستہ بنایا ہے۔'' (مسائل سجدۂ سہو۔ص ۲۲ تا ۳۰)

اشرف الفقہاء سے شرف ملاقات مجھے جشن صد سالہ حضور مفتی اعظم بمبئی میں ہوا، ابتدا میں آپ اپنے سفید رومال کو ہی اس طرح سر پر لپیٹ لیتے جو قائم مقام عمامہ ہو جاتا میں نے اسی حال میں پہلی ملاقات کی ان کے طرز کلام سے بہت متاثر ہوا پھر ملاقات کا یہ سلسلہ انتقال سے ایک سال قبل تک جاری و ساری رہا شہر ناسک میں سال کے اندر جلوہ گری ہوا ہی کرتی تھی مدارس کے جلسوں میں تشریف لاتے اور کبھی رمضان المبارک کے حسین موقع پر بھی اہلِ عقیدت کو زیارت سے مشرف فرماتے آپ کے وعظ سننے ان بافیض مجلسوں میں شریک ہونے کا موقع ملا میں نے آپ کے عہد میں آپ جیسا دلکش اور مؤثر خطاب کرنے والا خطیب نہیں دیکھا۔ دراصل خطاب کی یہ بے مثالی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی پیاری دعا و تربیت کا نتیجہ تھی جس کو آپ نے اپنی کتاب

تابش انوار مفتی اعظم میں تفصیل سے لکھا ہے میں ان کے اظہاریہ کو بطور دلیل یہاں نقل کر رہا ہوں آپ فرماتے ہیں، ''کچھی میمن کے متولی صاحب جناب عبدالستار مولانا صاحب حضرت (مفتی اعظم ہند) کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام اور دست بوسی کے بعد وہ بھی حضرت کے پاس بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ حضور آپ کے مرید جناب قاری مقیم الدین صاحب کانپوری جو ہماری مسجد کے امام تھے انھوں نے امامت سے استعفا دے دیا ہے ہم کو فوراً ایک اچھے امام کی ضرورت ہے حضرت والا نے میری طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا یہ امام آپ کو اچھے لگتے ہوں تو ان کو لے جایئے، متولی صاحب نے کہا کیا یہ تقریر کرلیں گے حضرت قبلہ نے استفسارانہ نظروں سے مجھے دیکھا میں نے عرض کیا کہ حضور میں تقریر نہیں کر پاؤں گا حضرت قبلہ نے مسکرا کر فرمایا جمعہ کے روز تھوڑا تھوڑا بیان کرنا شروع کر دیجیے ان شاء اللہ تقریر کرنا آ جائے گا، یقین جانئے کہ حضرتِ والا کے ان مبارک کلمات نے میرے حوصلوں کو سہارا دیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ تقریر کرلوں گا۔ حضرت نے متولی صاحب سے فرمایا ان کو لے جایئے ان شاء اللہ اچھے ثابت ہوں گے۔

دوسرے روز فجر کی نماز سے میں امامت کے فرائض انجام دینے لگا یہ جمعرات کا دن تھا دوسرے روز جمعہ تھا پوری مسجد نمازیوں سے بھر گئی۔ کچھی میمن مسجد ناگپور کی بڑی مسجدوں میں سے ایک ہے جو کرانہ ہول سیل مارکیٹ کے بیچ میں واقع ہے اس لیے جمعہ کے روز نمازیوں کی بڑی تعداد ہوتی ہے اتنے بڑے مجمع کو پہلی مرتبہ خطاب کرنا میرے لیے بہت مشکل معلوم ہوا مگر اللہ کا نام لے کر کھڑا ہو گیا جب نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم پڑھ کر تقریر کا آغاز کیا تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میری پشت پر کسی تسلی دینے والے کا ہاتھ رکھا ہوا ہے مجھے ایسا انشراحِ صدر ہوا کہ بولنے میں کوئی تکلیف ہوئی نہ کوئی جھجک محسوس ہوئی یک لخت تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں بحمدہ تبارک وتعالیٰ پندرہ منٹ تک پورے اطمینان کے ساتھ تقریر کی جس کو حاضرین مسجد نے بے حد پسند کیا فالحمد للہ علی ذلک یہ میری تقریری زندگی کا آغاز تھا۔ جو مرشد گرامی کی مقبول دعا کا نتیجہ تھا ورنہ میں کہاں تقریر کہاں'' (۵۸-۵۹)

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور اپنے مرشد گرامی حضور مفتی اعظم ہند کے خصوصی توجہ اور فیضان کرم سے مالا مال تھے یہی وجہ ہے کہ عمر بھر مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروفِ عمل تھے اپنے ہر خطاب میں آیت کریمہ کی تلاوت کے بعد موضوع کی مناسبت سے حدائق بخشش کا کوئی نہ کوئی شعر ضرور پڑھتے میں نے بہت سی تقریریں سنیں کوئی بھی تقریر رضا کے نعتیہ شعر سے خالی نہ پایا اور سرکار مفتی اعظم کی تربیت کے مطابق آپ اپنے خطاب میں بکثرت قرآن وحدیث سے استدلال فرما کر خطاب کو نہایت مؤثر بنا دیتے۔

ایک مرید کو جس طرح اپنے پیر کے نقش قدم پر چلنا چاہیے اس کی اداؤں اور طور طریقوں پر چلنا چاہیے وہ سب کچھ حضرت ممدوح کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھا۔ مجھ کو یاد آ رہا ہے کہ ۱۹۹۹ء میں جامعہ اہل سنت صادق العلوم کا جلسہ دستار بندی کا پروگرام تھا

حضرت اس میں مدعو تھے میں اور حضرت مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کو لینے کے لیے کاسودہ پہنچے رات کا پروگرام ختم ہوا اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر ناسک کے لیے روانہ ہو گئے اس وقت جو بات دیکھی وہ سمجھ میں نہیں آئی کہ عام طور پر گاڑی میں آگے والی سیٹ پر کسی بڑی شخصیت کو بٹھایا جاتا ہے لیکن حضرت نے حضرت مولانا عبدالغنی صاحب کو بٹھایا اور خود ڈرائیور کے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھ گئے اور ان کے بائیں میں، یہ بات مدتوں تشنہ معلوم رہی لیکن جب آپ کی کتاب تابش انوار مفتی اعظم پڑھا تو یہ راز کھلا جس میں آپ لکھتے ہیں: ''حضرت والا دامت برکاتہ کام میں تیامن یعنی داہنی طرف کو پسند فرماتے ہیں کیوں کہ حدیث شریف میں سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیامن کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں بھی اسی کا لحاظ فرماتے تھے۔

چوں کہ حضور سیدی مفتی اعظم سنتوں پر سختی کے ساتھ عمل فرماتے ہیں اس لیے کار میں بیٹھنے میں بھی اس پر عمل فرماتے ہیں کیوں کہ ڈرائیور کے پیچھے والی سیٹ داہنی جانب ہوتی ہے اور سامنے والی فرنٹ سیٹ بائیں طرف ہے اس لیے اس پر نہیں بیٹھتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگلی سیٹ پر بیٹھنے سے خود بینی اور بڑائی کا اظہار ہوتا ہے چوں کہ حضرتِ والا کی طبیعت میں تواضع اور انکساری پورے طور پر پائی جاتی ہے، خود پسندی اور خودنمائی کی متکبرانہ آلودگی سے آپ کی طبیعت بالکل پاک ہے جو کھلا یا کھا لیا جہاں بیٹھا یا بیٹھ گئے یہاں تک کہ تکلیف دہ سواریوں پر بھی خوشی خوشی سفر فرماتے اور کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لاتے، تیسری بات یہ ہے کہ حضرت قبلہ ڈرائیور کے پیچھے بیٹھ کر اس کی پشت پناہی فرماتے ہیں ڈرائیور گاڑی کو سنبھالتا ہے اور حضرت ڈرائیور کو سنبھالتے ہیں اس طرح ہمارے قبلہ ڈرائیور گاڑی اور گاڑی میں بیٹھنے والوں کی روحانی نگرانی فرماتے ہیں۔

یہ بات میں نے محض عقیدت سے نہیں کی ہے بلکہ میرا بارہا کا مشاہدہ ہے کہ ڈرائیور کی غفلت سے ایکسڈنٹ کا پورا پورا چانس ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرتِ بابرکت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی برکتوں سے خطرناک حادثوں سے بال بال بچالیا۔'' (ایضاص۔۲ ۱۳۲۔۱۳۳)

گویا اس سنت پر عمل کر کے آپ بھی اپنے مرشد کی یاد تازہ فرماتے اور جیسے پیر و مرشد گاڑی اور گاڑی میں بیٹھنے والوں کی روحانی نگرانی فرماتے تھے ویسے ہی آپ بھی نگرانی فرماتے تھے۔ (سبحان اللہ)

آپ کے خصوصی استاذ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تھے جن کی شانِ فضل درج ذیل عبارات سے عیاں ہے: ''شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی نوراللہ مرقدہ، کی ذاتِ والا صفات اب عالم اسلام میں کسی تعارف کی محتاج نہیں درس و تدریس کا میدان ہو یا فقہ وافتا کی مسند، خطابت کی کرسی ہو یا رزمگاہِ حق و باطل آپ علیہ الرحمہ ہر جگہ ممتاز نظر آتے ہیں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے آپ کے تلامذہ اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کے فتاویٰ ایک درجن سے زائد کتابیں آپ علیہ

الرحمہ کی دینی علمی ملی، اور سماجی خدماتِ جلیلہ پر شاہد عدل ہیں۔ آپ علیہ الرحمہ نے اردو زبان میں بخاری شریف کی شرح لکھ کر جہاں دنیا بھر میں جماعت کا نرخ اونچا کیا وہیں رضا اکیڈمی بمبئی کے ارباب بست وکشاد نے دینی خدمات کے صلہ میں آپ کو چاندی سے تول کر آپ کی ذات کو قابل صدر شک بنادیا۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی ترقی وعروج میں بھی حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ نے نمایاں کردار ادا کیا جسے اشرفیہ کی تاریخ میں ہمیشہ یادر کھا جائے گا۔'' (مکتوباتِ فقیہ ملت۔ص۲۶)

حضرت ممدوح مفتی صاحب علیہ الرحمہ اپنے اس عظیم الشان استاذ کی بارگاہ میں جو مقبولیت رکھتے تھے وہ قابل رشک ہے اسی کے ساتھ ان کے فضل وکمال ظاہری وباطنی کا اعلان بھی مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی لکھتے ہیں:

"حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کو اپنے اس شاگرد نامدار پر کتنا ناز تھا اس کا انداز اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں حضرت استاذ گرامی مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ عرسِ قاسمی میں شرکت کی غرض سے مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے بعد نماز مغرب صاحب سجادہ سرکار کلاں حضور مرشدی ومولائی سرکار احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ سے شرفِ ملاقات کی غرض سے آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے وہاں پہلے سے شارح بخاری تشریف فرما تھے حضرت والا کو شارح بخاری دیکھ کر بہت خوش ہوگئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اور سرکار احسن العلماء سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

"حضور یہ مجیب اشرف حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی صاحب اور رئیس الاذکیاء مولانا غلام یزدانی صاحب کے بھانجے ہیں اور میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا تو عرض کردوں گا مجیب اشرف کو لایا ہوں۔'' یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلماء علیہ الرحمہ کی آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ حضور احسن العلماء نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں'' (مسائل سجدۂ سہو۔ص ۲۴۔۲۵)

یہ حسن اتفاق ہے کہ جس خانقاہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے مرید سے ان کے پیر نے کل قیامت میں فکرِ آخرت کے دور ہونے کا اعلان کیا وہیں حضرت مفتی صاحب ممدوح کے استاذ گرامی نے اسی بات کا اظہار کیا جو آپ کی شان وعظمت میں چار چاند لگانے کیلئے کافی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك

حضور اشرف الفقہاء: تعویذ نویسی اور خدمت خلق

مولانا احمد رضا ازہری

استاذ: جامعہ حنفیہ سنیہ/ نائب صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء، مالیگاؤں

ہم نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت تو نہیں کی ہے مگر ان کے خلفا اور تلامذہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ جو آفتاب و ماہتاب کی مانند ہیں۔ جن کی شان، عظمت اور علم وتقویٰ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان کتنی بلند ہوگی۔ ان ہی خلفا میں ایک عظیم ذات پیکر استقامت، بقیۃ السلف، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت، شارح کلام رضا، مفتی اعظم مہاراشٹر، اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی ہے۔ عالم یہ ہے سرکار مفتی اعظم کی سوانح پڑھو یا سنو اور پھر حضور اشرف الفقہاء کو دیکھو تو آپ سرکار مفتی اعظم کا اخلاقی پرتو نظر آتے؛ بلکہ حضور مفتی اعظم ہند کی کرامات میں سے ایک کرامت کا نام اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف ہے۔

آپ ایک بے مثال وشیریں مقال واعظ وخطیب، بلند پایہ محقق ومصنف، متقی شیخ طریقت، بہترین منتظم ومہتمم، اور بااثر عامل بھی تھے۔ آپ پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی خاص نظر کرم تھی۔ جس طرح آپ کے وعظ ونصیحت نہایت مؤثر ہوتے اسی طرح آپ کی دعاؤں اور تعویذات میں بھی بہت اثر تھا۔ اثر آفرینی کے جلوے ہم نے مشاہدہ کیے ہیں؛ جب میں نے اپنے ابتدائی دور میں حضرت کو دیکھا تو اس وقت آپ کا قیام آپ کے بہت قریبی حاجی محمد اسماعیل میمن کے مکان پر ہوتا تھا۔ کم عمری کا زمانہ تھا مگر کسی نا کسی طرح وہاں پہنچ کر حضرت سے ملاقات کرنے کی کوشش رہتی تھی۔ قیام گاہ پر ملاقات کرنے والوں اور حاجت مندوں کی بھیڑ ہوتی تھی۔ اور لوگ اپنی اپنی پریشانیاں حضرت کی بارگاہ میں پیش کرتے اور پھر اس کے مطابق حضرت ایک ادائے دل نواز سے مسکراتے ہوئے اپنا تعویذات کے لیے مختص چھوٹا سا اور نہایت خوبصورت بیگ نکالتے اور اس میں سے تعویذات عنایت فرماتے اور پانی پر دم کر کے عطا فرماتے۔ اور آپ کے تعویذات بہت موثر ہوتے۔ اور خاص طور سے نا جانے کتنے ہی لوگ جو اولاد کی نعمت سے محروم تھے؛ انہیں اللہ رب العزت نے آپ کی تعویذ ودعا کے وسیلے سے اولاد کی نعمت سے بہرہ ور فرمایا۔

آپ کی تعویذات کے موثر ہونے کی مثال خود میری اپنی ذات ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں میری بائیں آنکھ میں کجی تھی جس وقت میں تیسری جماعت میں زیر تعلیم تھا ایک روز کلاس میں بیٹھے بیٹھے اچانک ہی میری آنکھوں کے سامنے سب بالکل دھندلا ہو گیا۔ یہاں تک کہ سامنے ڈیسک پر رکھی ہوئی بیاض کی لکیریں تک نظر نہیں آرہی تھیں۔ کسی طرح میں گھر پہنچا۔

کچھ وقت کے بعد سب صاف نظر آنے لگا پر میں نے والد ماجد سے اس تکلیف کی شکایت کی فوراً مجھے آنکھ کے اسپیشلسٹ کے پاس لے گئے۔ چیک اپ کرنے کے بعد اس نے کہا کہ دائیں طرف کی آنکھ تو بالکل درست ہے مگر بائیں آنکھ میں روشنی صرف دس پندرہ فیصد ہی ہے۔ آنکھ کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ اور آپریشن سے بھی آنکھ کی روشنی واپس نہیں آئے گی بس جو کجی ہے وہ ختم ہو گی۔ سب پریشان کہ کریں تو کیا کریں۔ اس کے ایک ہفتہ کے بعد حضور اشرف الفقہاء تشریف لانے والے تھے۔ گھر میں مشورہ ہوا کہ حضرت سے پہلے مشورہ کر لیتے ہیں اس کے بعد دیکھا جائے گا۔ برادر اکبر مجھے لیکر حضرت کی قیام گاہ پر پہنچے۔ میں وہاں سب سے چھوٹا تھا اس لیے سب سے پیچھے دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ بھائی نے حضرت کی بارگاہ میں میرا سارا معاملہ پیش کر دیا۔ حضرت نے فرمایا میرا مشورہ یہ ہے کہ آپریشن مت کروانا آنکھ کا معاملہ نازک ہوتا ہے۔ حضرت نے مجھے قریب بلایا، میں حاضر ہوا۔ میری آنکھ پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھ کر دم فرمایا اور پھر پانی پر دم کر کے اس میں ایک تعویذ ڈالی اور فرمایا کہ یہ پانی آنکھ میں ڈالتے رہو؛ ان شاء اللہ آنکھ ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ دن تھا اور آج کا دن ہے پھر مجھے وہ تکلیف کبھی نہیں ہوئی اور الحمدللہ آنکھ کی کجی بھی ختم ہو گئی۔ پھر اخیر عمر میں حضرت نے کرم فرمایا اور ہمارے غریب خانے کو زینت بخشی اور آخری دورہ (بموقع عقد مناکحت عزیزم مولانا عبداللہ) تک مسلسل کئی سال تک حضرت کا قیام راقم الحروف احقر کے غریب خانے پر رہا۔ چوں کہ اس دوران جامعہ ازہر مصر سے واپسی کے بعد سے آخری آمد تک ہمیشہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہتا تھا یہاں تک کہ کسی کو اگر کچھ دعا تعویذ کی حاجت ہوتی تو وہ مجھ سے کہتے؛ میں حضرت کی بارگاہ میں ان کا معاملہ پیش کر دیتا اور حضرت تعویذ عنایت فرماتے۔ اس لئے بہت سارے معاملات مشاہدے میں آئے۔ ایک دن تو ایسا ہوا کہ ایک ہی دن میں تین واقعات ایسے پیش آئے کہ تعویذ دینے کے تین دن کے اندر مشکل حل ہو گئی۔ پہلا معاملہ اس طرح کا ہے کہ ایک صاحب (قصداً نام نہیں لکھا) کی بیٹی کا کہیں رشتہ نہیں طے ہو رہا تھا۔ ایک جگہ کچھ بات چلی بھی تو لڑکے والوں نے منع کر دیا۔ انہوں نے حضرت کی بارگاہ عرضی پیش حضرت نے تعویذ عنایت فرمائی دوسرے ہی دن لڑکے کے گھر والوں نے خود سے آکر رشتہ کی بات کی اور بات پکی ہو گئی۔ اسی طرح میرے اپنے سگے بھانجے کا رشتہ کہیں بھی طے نہیں ہو رہا تھا۔ جہاں رشتے کی بات چلتی کہ کچھ لوگ پہنچ کر معاملہ بگاڑ دیتے تھے۔ ایک جگہ تو رشتہ طے ہونے کے کافی دنوں کے بعد رشتہ ختم کروا دیا گیا۔ حضرت نے ان کو بھی تعویذ دی تین دن میں ان کا معاملہ حل ہو گیا اور شادی طے ہو گئی۔ تیسرا معاملہ اس طور پر پیش آیا کہ ایک صاحب کے بھائی تقریباً ایک ہفتہ سے غائب تھے۔ کہیں کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ انہیں کسی نے کہا کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں جا کر حضرت سے عرض کرو ان شاء اللہ مشکل حل ہو جائے۔ دوپہر تقریباً بارہ ساڑھے بارہ بجے آکر انہوں نے معاملہ حضرت کے گوش گزار کر دیا۔ حضرت نے تعویذ عنایت فرمائی۔ رات میں عشا کے وقت وہ صاحب ہاتھ میں مٹھائی اور آنکھ میں آنسو لیے پہنچے اور عرض کیا کہ حضور میرا بھائی واپس آ گیا ہے۔ اور مٹھائی کا ڈبہ حضرت کی بارگاہ میں پیش کر دیا، حضرت نے پہلے

اپنے دست مبارک سے انہیں مٹھائی کھلائی اور چھوٹا سا ٹکڑا خود لے کر باقی تمام حاضرین میں تقسیم فرمادی۔

غرض حضرت کی تعویذات کی ہر طرف دھوم تھی۔ جہاں جاتے تعویذ لینے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ صبح سے رات تک کوئی نا کوئی آتے رہتا اور حضرت تعویذ عنایت فرماتے رہتے۔ کبھی تو ایسا کہ کسی کو تعویذ دے کر بیگ اندر رکھا ہی تھا کہ دوسرے نے طلب کر لیا اور حضرت نے بغیر کسی ناگواری و ناراضی کے اسے بھی عطا کر دیا۔ میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ حضرت روانگی کے لیے سواری میں تشریف فرما ہو چکے، سامان رکھا جا چکا اس کے بعد کسی نے تعویذ طلب کیا تو حضرت نے اسے بھی منع نہیں فرمایا۔ اور اگر وقت کم ہوتا اور حضرت کو منماڑ جا کر ٹرین پکڑنی ہوتی (مالیگاؤں سے منماڑ تقریباً 45 منٹ کا سفر ہے) تو حضرت فرماتے کہ میں ابھی سفر میں فلاں صاحب کو آپ کی تعویذ دے دوں گا آپ ان سے لے لینا۔ اور اس طرح حضرت نے انہیں بھی مایوس نہیں لوٹایا۔ آخر حضرت کی دعائیں اور تعویذات کیوں اتنی زود اثر تھیں۔ جب اس کے اسباب پر غور کیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ایک طرف حضور مفتی اعظم ہند کا فیضان حضرت کی دعاؤں اور تعویذات میں جاری ہوتا تھا اور دوسری طرف خود حضرت زہد و تقویٰ اور اخلاص و عمل کے پیکر، پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرنے والے تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ سفر میں گزرا مگر سفر میں بھی نمازیں قضا نہیں ہوتیں۔

روزانہ بلاناغہ تلاوت قرآن کریم کے ساتھ یومیہ اوراد و وظائف بالخصوص دلائل الخیرات شریف کے ورد کی پابندی فرماتے۔ ایک مرتبہ اس حقیر پر تقصیر نے پوچھا کہ آپ قرآن کریم کی روزانہ کتنی تلاوت فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ روز فجر بعد جتنا بھی ہو تلاوت کرتا چاہے ایک ہی صفحہ کیوں نا ہو۔ جب نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو پھر تلاوت موقوف کر دیتا ہوں۔ پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ تلاوت کی برکتیں بہت زیادہ ہیں مگر ہماری قوم اس سے غافل ہو کر دعا تعویذ کے لیے الٹے سیدھے باباؤں کے پاس چکر کاٹتے رہتی ہے۔ اگر نماز روزے (فرائض و واجبات) کی پابندی کرتے ہوئے روزانہ تلاوت کو اپنا معمول بنالے تو کسی دعا تعویذ کی ضرورت نہ رہے۔ اس کے علاوہ حضرت ہمہ وقت سنتوں پر عمل پیرا رہتے۔ غرض جس طریقے سے حضرت اپنی ساری زندگی وعظ و تبلیغ کے ذریعہ خدمت و فلاح امت میں لگا دی اسی طرح تعویذات کے ذریعہ بھی ہمیشہ مخلوق کی فلاح کا کام انجام دیتے رہے۔ رب کریم تا قیامت ہم پر حضور اشرف الفقہاء کا فیضان جاری و ساری فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اشرف الفقہاء اور شارح بخاری کے مراسم

ڈاکٹر محب الحق قادری
گوشۂ برکات، کریم الدین پور، گھوسی مئو

میں نے جب سے ہوش سنبھالا حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب کو غریب خانہ پر شارح بخاری قدس سرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے، پیچیدہ مسائل کو سمجھنے، علمی مذاکرہ میں حصہ لیتے دیکھا۔ مذاکرے کبھی بے حد مودبانہ اور کبھی بے باکانہ اور بے تکلفانہ ہوتے۔ مباحثہ میں علمی لطائف وظرائف بھی ٹپکتے جس سے محفل گلزار رہتی اور دیر تک چلتی۔ یہی انداز مولانا خلیق احمد صاحب مرحوم کا بھی رہتا۔ مذاکرے مباحثے پر لطف اور معلوماتی ہوتے موصوف بحث کو طرح درطرح پھیلاتے اور اس میں شقیں پیدا کرتے۔ جس سے محفل دیر تک گلزار رہتی ان سب مباحثوں اور مذاکروں کا خلاصہ اور جواب ''شارح بخاری'' عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں دیکر سب کو مطمئن فرماتے۔ افسوس وہ محفل شارح بخاری کے ساتھ رخصت ہوگئ ؏

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

اشرف الفقہاء اور شارح بخاری سے سرپرست، استاذ وشاگرد کے مراسم کا سلسلۃ الذہب ابتدائی تعلیم تا بریلی شریف مظہر اسلام سے فراغت تک رہا۔ اور آخر عمر تک یہ مراسم خسروانہ باقی رہے جس میں کبھی بھی نشیب وفراز نہیں ہوا۔ اور ابھی تک ہم کم ترین پر بھی اشرف الفقہاء نذر عنایت فرماتے ہیں۔

شارح بخاری فخر سے فرماتے تھے، میرا اکلوتا شاگرد جس نے مجھ سے اول تا آخر پڑھا ''وہ مولانا مجیب اشرف ہیں'' اشرف الفقہاء کی وہ عظیم الشان شخصیت ہے کہ شارح بخاری اپنی زندگی میں بھی فخر کرتے تھے، اوران شاء اللہ آخرت میں بھی، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ شریف الحق تم کیا لائے ہو، تو شارح بخاری فخر سے عرض کریں گے بار الہٰ دو چیز لا ہوں ایک شاگرد ''مجیب اشرف اور نزہۃ القاری'' ویسے تو شارح بخاری کی اتنی خدمات جلیلہ ہیں کہ سامان آخرت میں کمی نہ ہوگی مگر یہ دو چیزیں ممتاز ہیں۔

کچھ ایسے انسان ہوتے ہیں جو صرف اپنے لیے جیتے اور مرتے ہیں دوسروں کے لیے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، مگر کچھ ایسے انسان ہوتے ہیں جو اپنے لیے کم اور دوسروں کے لیے زیادہ فکر مند رہتے ہیں۔ اور ان کے لیے حتیٰ الامکان کچھ کرتے ہیں انہیں عظیم انسانوں میں شارح بخاری بھی تھے جنہوں نے اپنے وطن اور خاندان کے بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی ان کے والدین کو بلاکر علم دین کی تعلیم کی اہمیت کو بتایا اور سمجھایا، اوران کے بچوں کو سمجھا بجھا کر مدرسے تک لائے اوران کی تعلیم وتربیت پر

خصوصی توجہ دی، ان کی تعلیم وتربیت میں جلال بھی تھا اور جمال بھی، طلبہ پر ان کا جلال بھی شفقت بھرا ہوتا طلبہ کو کسی غلطی پر تنبیہ کے لیے مخصوص طریقے سے کان پکڑ کر اینٹھتے کہ طلبہ کی چیخ نکل جاتی اور چاروں طبق روشن ہوجاتے، جس کا کان پکڑ لیا اس کی لذت سے وہ ابھی تک آشنا ہیں۔ شارح بخاری کے جمال وجلال کو جس نے برداشت کرلیا وہ عالم وفاضل اور مشہور زمانہ ہوگیا۔

شارح بخاری نے ۱۹۴۷ تا ۱۹۵۴ مدرسہ شمس العلوم میں تعلیمی خدمات انجام دیں بڑے جوش وجذبہ اور مشقت سے شمس العلوم کی بنیاد مضبوط کی محلہ، گاؤں، دور دراز دیہاتوں سے چندہ کے ساتھ ساتھ طلبہ کو مدرسہ میں لاتے، اسی وقت مولانا مجیب اشرف صاحب نے بھی مدرسہ شمس العلوم میں ابتدائی تعلیم شروع کی جہاں شارح بخاری کی تعلیمی سرپرستی حاصل ہوئی مدرسہ شمس العلوم میں تدریسی خدمات بڑی مشقت بھری تھی تمام جدوجہد کے بعد چندہ وچٹکی لاتے تو تنخواہ ملتی ورنہ فاقہ مستی رہتی، ان تمام مسائل کے باوجود طلبہ کی تعلیم وتربیت کا مضبوط سلسلہ جاری رہا مگر مدرسہ کے حالات ناسازگار ہوئے تو ۱۹۵۴ میں مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑ واضلع گونڈا تشریف لے گئے ساتھ ساتھ اچھے طلبہ کی جماعت بھی لے گئے جس میں مولانا مجیب اشرف صاحب، مولوی عبدالولی صاحب، اور مولوی عبدالمغنی ابن مولانا رمضان صاحب مرحوم مولانا وکیل صاحب مرحوم وغیرہ دوسری جماعت میں ڈاکٹر شکیل صاحب کے ساتھ کچھ اور طلبہ بھی گئے وہاں ۱۹۵۶ تک تدریسی خدمات انجام دیں پھر مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف تشریف لے گئے وہاں بھی مولانا مجیب اشرف صاحب ودیگر طلبہ کو ساتھ لے لیے وہاں مولانا مجیب اشرف صاحب کی جماعت میں خواجہ مظفرحسین صاحب اور مفتی محمد اسلم وغیرہ کے ساتھ اچھے اور ذہین وفطین طلبہ کی جماعت ملی ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرمائی، جس کا نتیجہ یہ رہا کہ مفتی محمد اسلم صاحب مظفر پور بہار اور اطراف وجوانب میں مرجع خلائق تھے، اور علم وفضل میں تنہا تھے، جس کی گواہی ان کے نماز جنازہ میں اتنا بڑا جم غفیر لوگوں نے نہیں دیکھا خواجہ مظفر صاحب مرحوم نادر ونایاب فن کے امام اور مشہور زمانہ عالم تھے، اور مولانا مجیب اشرف صاحب تدریس وتحریک وتقریر وتبلیغ رشد وہدایت کے دُرِّشہوار ملک اور بیرون ملک میں ان کے جلوے گہر بار ہیں۔

اشرف الفقہاء کی دارالعلوم مظہر اسلام سے ۱۹۵۸ میں فراغت ہوئی۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے مشورہ سے شارح بخاری نے مدرسہ عربیہ ناگپور میں تدریسی خدمات کے لیے بھیجا اور بہت ہی کم مدت میں ناگپور اور اطراف میں آپ کے علم وفضل کا بول بالا ہونے لگا، کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے الگ ہوکر دارالعلوم امجدیہ قائم کیا اور اسے جامعہ امجدیہ بنایا۔ اپنے استاذ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے وطن گھوسی سے بھی مولانا شمیم احمد اور مولانا نسیم احمد اور مولانا احسان الحق صاحب کو ناگپور لے گئے، دارالعلوم امجدیہ کے طلبہ میں عمل کی وہ جوت جگائی کہ ان کے شاگرد رشید اپنے علاقے وادارے میں یگانۂ روزگار ہیں۔ طلبہ میں تعلیم وتربیت کے لیے چھڑی ڈنڈے سے علم وفضل کا رعب داب نہیں جمایا، بلکہ بہترین علم وفضل سے حسن تربیت اور جوامع

الکلمات سے پند ونصائح کا جام پلاتے رہے یہی وجہ ہے کہ آج ، مہاراشٹر، گجرات ، مدھیہ پردیش ، اور ملک کے دور دراز کے علاقوں میں ان کے شاگرد تعلیم وتبلیغ کا مینہ برسا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اشرف الفقہاء میں اتنی جامع صفات جمع کر رکھی ہیں جو دوسروں میں کمیاب اخلاص واخلاق کے پیکر جمیل، حسن و جمال فکر وخیال علم وفضل کا حسین امتزاج ، گفتار و کردار میں اللہ تعالیٰ کی برہان ، یہی وجہ ہے کہ مسلک ومشرب کی اشاعت کے لیے خاص طور سے مہاراشٹر و گجرات مدھیہ پردیس اور دیگر صوبوں میں محور تبلیغ ارشاد ہیں ۔جن کی خدمات ملک اور بیرون ملک میں بے شمار ہیں جن کی تفصیلات ارباب علم فضل کے مقالات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اشرف الفقہاء میں ایک اور اچھی بات جو میں دیکھ رہا ہوں وہ رشتہ داروں ،قرابت داروں ، چھوٹے ہوں یا بڑے یا حلقہ یاراں سب سے اچھے اور خوشگوار مراتب ومراسم ابھی تک باقی ہیں۔ جب وہ وطن تشریف لاتے ہیں تو وہ اس بات کا انتظار نہیں کرتے کہ لوگ ان سے ملنے آئیں بلکہ حسب مراتب اور موقعہ خود ان سے جا کر ملتے ان کے بال بچوں کی خیریت معلوم کرتے ان کے اچھے برے وقت میں شریک ہوتے ہیں، ان سے ملنے والا یہی سمجھتا کہ حضرت مجھ کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں، ابھی حال ہی میں ان کے پھوپھی زاد بھائی وصی احمد مرحوم زیادہ دنوں سے بستر علالت پر تھے کئی بار علالت کی خبر سن کر ان کی عیادت کرنے آئے اور گئے ۔اس مرتبہ جب زیادہ طبیعت خراب ہونے کی اطلاع ملی تو اپنے سارے پروگرام منسوخ کر کے تشریف لائے دوسرے دن ان کا انتقال ہو گیا تو نماز جنازہ وفاتحہ کے بعد اپنے پروگرام کے لیے باہر تشریف لے گئے ایسی صفات اعلیٰ بڑے لوگوں میں ہوتی ہیں کہ وہ اپنے مفاد کو قربان کر کے دوسروں کے درد کا درماں اور فرحت ومسرت کا ساماں بنتے ہیں ۔اسی لیے وہ عظیم انسان ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ جہاں بھی گئے اور جہاں بھی رہے قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے گئے ، یہ مرتبہ ہر کس و ناکس کو نہیں ملتا اسی لیے ’’شارح بخاری اوارڈ‘‘ کے لیے سب سے پہلے انہیں منتخب کیا گیا، کہ شارح بخاری کے چہیتے شاگرد ہیں۔ استاذ نے جس سوچ وفکر کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت فرمائی اور ایسا قیمتی ہیرا تراشا جس کی درخشندگی اور تابندگی دور دور تک پھیلی ہوئی ہے باری تعالیٰ حضرت کی ضوفشانیوں کو اور منور وتاباں فرمائے۔

ہر قدم دم بدم اور رہے فکر و فن

یا خدا ظل اشرف سلامت رہے

☆☆☆

سلامتی کے تین اصول اور حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

محمد شبیر عالم مصباحی
استاذ و مفتی دار العلوم انوار رضا نوساری گجرات

حامداو امصلیاو مسلما

ایک کامل انسان کے مختلف اوصاف وخوبیاں اور اچھی عادات واطوار ہوتے ہیں ۔انہیں عادات واطوار میں سے کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا ہے جنھیں انسانیت کی تکمیل میں نمایاں حیثیت حاصل ہے ،فارسی زبان کی ایک ابتدائی کتاب میں یہ فرمایا جاتا ہے۔ ''کم گفتن، کم خوردن وکم خفتن خوے انسان است'' کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا انسان کی خصلت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ان تین عادتوں کو لازم پکڑو کیونکہ زیادہ بولنا زیادہ کھانا اور زیادہ سونا یہ عادتیں بہت ہی خراب ہیں اور ان عادتوں کی وجہ سے انسان دین ودنیا میں ضرر ونقصان اٹھاتا ہے۔(جنتی زیور ،ص:۱۲۵)

پیر طریقت ،رہبر راہ شریعت حضور اشرف الفقہاء علامہ مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمہ والرضوان بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے ایک کامل مدرس ، ماہر مفتی ، بہترین واعظ اور ایک مرشد کامل تھے ،آپ کی وضع قطع ،رفتار وگفتار اور عادات واطوار سنت مصطفیٰ کے مطابق تھیں، دین ودنیا کے ضرر ونقصان سے بچنے کے تینوں اصول کم بولنے، کم کھانے اور کم سونے کے آپ پابند تھے اور عملی طور پر یہ تینوں وصف آپ کی زندگی میں نمایاں تھے،اس کی شہادت ہر وہ شخص دے سکتا ہے جس نے بھی حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ والرضوان کے شب وروز کو دیکھا ہے۔

کم بولنا:

کم بولنے سے مراد یہ ہے کہ انسان زبان کی حفاظت کرے، بولے تو اچھی بات بولے یا خاموش رہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات منہ سے نکالے یا خاموش رہے۔(صحیح البخاری۔رقم ۶۷۷۲)

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: معاذ! کیا میں تمہیں ہر نیکی کی جڑ بتادوں؟ یہ کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑلی اور فرمایا اس کی حفاظت کرو۔ نیز یہ بھی ارشاد نبوی ہے جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے''تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں

جنت کی ضمانت دیتا ہوں ایک زبان اور دوسری شرمگاہ‘‘ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضا جھک کر زبان سے کہتے ہیں ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیوں کہ ہم تجھ سے متعلق ہیں اگر تو یہی دو چیزیں بے شمار گناہوں اور معصیتوں کا سبب بنتی ہیں، اکل حرام، فحش گوئی، غیبت ،وعدہ خلافی، بہتان تراشی، طعنہ زنی، برے القاب سے یاد کرنا، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسمیں، کفر والحاد، غرض کہ گناہوں اور معصیتوں کی ایک طویل فہرست ہے جن کا ارتکاب انسان منہ سے کرتا ہے اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے تو انسان دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ والرضوان جب بھی جہاں بھی کلام کرتے اچھی ہی بات کرتے، کبھی سیرت رسول پر روشنی ڈالتے تو کبھی اسلاف مثلاً اعلیٰ حضرت ان کے شہزادے مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کی زندگی کے احوال وکوائف بیان کرتے ،مریدوں عقیدت مندوں کی تربیت کرتے، لوگوں کے الجھے ہوئے مسائل حل کرتے یا خاموش رہتے۔ آپ کا کلام حشو وزائد سے خالی ہوتا تھا اور سننے والوں پر گہرا اثر ڈالتا تھا۔

کم کھانا:

ڈٹ کر کھانے سے اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور بدن سست ہو جاتا ہے جس کے سبب عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوتی جیسا کہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں ’’پیٹ بھر کر کھانے سے عبادت کی حلاوت ومٹھاس ختم ہو جاتی ہے ۔امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں جب سے ایمان لایا ہوں پیٹ بھر کر نہیں کھایا کہ اپنے رب کی عبادت کی مٹھاس پا سکوں۔ (منہاج العابدین، ص: ۱۱۳)

انسان کو چاہیے کہ وہ سنت کے مطابق کھائے جب بھوک لگے تب کھائے، ایک تہائی معدہ غذا سے بھر، ایک تہائی پانی سے اور ایک تہائی خال رکھے، غذا خوب چبا کر کھائے چوپایوں کی طرح نہ کھائے، پانی پیے تو درمیان میں وقفہ کر کے سانس لے ،کھانے اور پینے کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھے اور فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر بجالائے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ والرضوان کا کھانا پینا عین سنت کے مطابق ہوتا، جس خوشی نصیب کو آپ کو ساتھ دسترخوان میں کھانا کھانا نصیب ہوا ہے وہ اس بات کی شہادت دے سکتا ہے۔ راقم الحروف کو کئی بار آپ کے ساتھ کھانا کھانا نصیب ہوا تو میں نے دیکھا کہ کھانے کے وقت بیٹھنا، کھانا شروع کرنا، چبانا اور کھانے سے فارغ ہونا سب سنت کے مطابق ہوتا، کھانے کی مقدار بہت معمولی ہوتی تھی۔

کم سونا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے نیند کو آسودگی یعنی تھکن دور کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ (سورۂ نبا ۹) چار ساڑھے چار گھنٹے

رات کوسونا اوردن میں آدھا گھنٹہ قیلولہ کرنا، آسودگی حاصل کرنے اور تھکن دور کرنے کے لیے کافی ہے ۔زیادہ سونے کے کئی نقصانات ہیں (۱)غفلت پیداہوتی ہے (۲)بلغم کی کثرت ہوتی ہے اوراس سے بھولنے کی بیماری ہوتی ہے(۳)معدہ کمزور ہوتاہے (۴)منہ سے بدبوآتی ہے (۵)جسم کمزور ہوتا ہے (۶)نگاہ کمزور ہوتی ہے (۷)زیادہ سونے والاشخص شیطان کولوگوں میں سے سب سے زیادہ پسند ہے۔(اللہ والوں کی باتیں،جلد ۴،ص: ۸۳)

جب ہم اپنے اسلاف کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ان حضرات نے رات کوتین حصوں میں تقسیم کرر کھا تھا۔ پہلا حصہ درس وتدریس یا وعظ ونصیحت اورارشادورہنمائی کے لیے ۔دوسرا حصہ سونے اورآرام کرنے کے لیے اور تیسرااورآخری حصہ ذکروعبادت کے لیے۔یعنی ان حضرات کی تقسیم اس طرح تھی کہ پہلا حصہ مخلوق کا حق اوردوسرا حصہ نفس کا حق ہوتا اور تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کا حق یعنی ذکروونکہ اوعبادت کے لیے ہوتا۔

حضوراشرف الفقہاءعلیہ الرحمہ کی زندگی کی جس نے بھی مطالعہ کیاہے۔جس نے بھی آپ کے شب وروزکودیکھا ہے وہ اس بات کی گواہی دے سکتاہے کہ آپ کے رات گذارنے کا طریقہ اسلاف کے طریقے کاعملی نمونہ تھاجوہم سب کے لیےمشعل راہ ہے ۔ ۲۳رفروری ۲۰۲۱ء بروزمنگل میرے مرشداجازت پیرطریقت حضرت علامہ مفتی محمد نیرصاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی خانقاہ لطیفیہ رحمٰن پورتکیہ شریف بارسوئی کٹیہار میرے غریب خانہ پرمیری دعوت پرتشریف لائے میں نے حضوراشرف الفقہاءعلیہ الرحمہ کاان کے سامنے تذکرہ کیا،آپ کے حالات پرجوبھی تحریری اورتقریری کام ہونے جارہاہے ان سب سے روشناس کیا۔حضرت مفتی نیرصاحب قبلہ نے بڑے فخرسے کہا کہ وہ میرے استاذ ہیں میں نے ان سے دارالعلوم امجدیہ ناگپور میں پڑھا ہے راقم الحروف نے حضرت کے سامنے اپنی اس مختصرسی تحریر کا تذکرہ کیا،اس کاعنوان اوراس میں تحریر کے لیے بنیادیں تینوں اصولوں اورحضوراشرف الفقہاءعلیہ الرحمہ والرضوان کی زندگی کاان کے مطابق ہونے کا تذکرہ کیاتو میرے مرشداجازت مفتی نیرصاحب قبلہ نے بے ساختہ ارشادفرمایا کہ مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ والرضوان کی زندگی ان تینوں اصولوں کی آئینہ دارتھی۔

مولیٰ تعالیٰ حضوراشرف الفقہاعلیہ الرحمہ والرضوان کے درجات بلندفرمائے ،ان کے پسماندگان اورارادت مندوں کوصبرجمیل کی توفیق عطافرمائے اورہم سب کوتاحیات ان کے نقش قدم پرزندگی گذارنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف اور فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم اشرفی: باہمی مراسم

نازش المدنی مرادآبادی

کہا جاتا ہے المعاصرۃ وجہ المنافرۃ کہ ہم عصر ہونا نفرت کا سبب ہوتا ہے مگر یہ ضابطہ کلی اور حتمی نہیں ہے ہم اگر اپنے اسلاف کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان کے مابین اس طرح کی نفرتیں اور ناچاقیاں قطعاً نہیں ہوتی تھیں بلکہ وہ نفوس قدسیہ آپس میں انتہائی میل ومحبت رکھتیں اور اپنی مجالس خیر میں ایک دوسرے کی مدح وستائش میں رطب اللسان رہتیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول محدث بدایونی علیہ الرحمہ کی شان میں 313 رعربی اشعار پر مشتمل قصیدہ بنام ''قصیدتان رائعتان'' تحریر فرمایا اسی طرح شہزادہ سیف اللہ المسلول علامہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ کی شان میں بھی 313 راشعار پر مشتمل قصیدہ بنام ''چراغ انس'' لکھا جس سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہوجاتی ہے کہ ہمارے اکابر کس طرح ایک دوسرے سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ اس تناظر میں جب ہم فقیہ اسلام علامہ مفتی عبدالحلیم اشرفی رضوی اور حضور اشرف الفقہاء علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی علیہما الرحمہ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان آپس میں کس قدر محبت والفت قائم تھی اتنی حد تک ان بزرگوں میں قربت تھی کہ باہم خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے۔ خاص بات یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی مسلکی دینی تبلیغی آماجگاہ بھی ایک ہی سرزمین رہی یعنی مہاراشٹر، خاندیش، آندھرا پردیش، تلنگانہ کرناٹک اور دکن کے علاقوں میں ان نفوس قدسیہ نے مسلک حقہ مسلک اعلیٰ حضرت کے علم کو بلند کیا اور تاحین حیات اپنی گوناگوں خدمات دینیہ سے اس سرزمین کو فیض یاب کرتے رہے۔ اسی طرح ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ حضور فقیہ اسلام اور حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی پیدائش اور وفات میں بھی تقریباً آٹھ آٹھ مہینے کا فرق ہے یعنی مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی پیدائش مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ سے جس طرح 8 ماہ پہلے ہوئی اسی طرح وفات بھی آٹھ ماہ پہلے ہوئی۔

حضور فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم اشرفی اور اشرف الفقہاء عہد تعلیم سے عہد تدریس تک:

ایک خصوصیت یہ بھی ان دونوں بزرگوں کو حاصل رہی کہ دونوں کا عہد طالب علمی بھی ایک ہی رہا یعنی دونوں نے بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی اور دونوں کی فراغت بھی 1957 کی ہے۔ مفتی مجیب اشرف صاحب نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام سے فراغت حاصل کی اور مفتی عبدالحلیم صاحب نے جامعہ رضویہ منظر اسلام سے فراغت حاصل کی۔ اسی وقت سے ان دونوں کے درمیان آپس میں گہری دوستی تھی۔ بعد عصر دونوں حضرات سرکار مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں جاتے مفتی مجیب اشرف صاحب مفتی

شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ لے کر جاتے اور مفتی اعظم ہند کو پڑھ کر سناتے تھے، حضرت اس کی تصحیح وتصویب فرماتے تھے۔ بعدہ مفتی اعظم ہند نے حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان صاحب اور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب کو فقیہ اعظم ہند کے حکم پر جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور تدریس کے لیے بھیجا اور اس درمیان حضور فقیہ اسلام مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ جامعہ رضویہ منظر اسلام میں پڑھاتے رہے اس کے بعد آپ علیہ الرحمہ چھپرا آ گئے کچھ دنوں یہاں تدریس کرانے کے بعد خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی قدس سرہ کے حکم پر مفتی عبد الحکیم صاحب قبلہ جامعہ عربیہ ناگ پور آ گئے کیونکہ مفتی مجیب اشرف صاحب بعض وجوہات کی بنا پر جامعہ عربیہ سے مستعفی ہو چکے تھے اس وجہ سے جامعہ عربیہ میں جگہ خالی ہو چکی تھی۔ جب مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ وہاں پہنچے تو ان میں تعلقات مزید بڑھ گئے کیوں کہ دوستی تو زمانۂ طالب علمی بریلی شریف سے ہی تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ 1978ء میں ناگپور ریلوے اسٹیشن کے عقب میں جہاں اب فیضان مدینہ ہے اسی کے پاس بڑی جامع مسجد ہے (جو فی الحال غیروں کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے) اس میں دیابنہ نے مولوی ارشاد دیوبندی کو بلایا اس میں اس طرح ہوتا تھا کہ ایک دن ارشاد بولتا تھا اور وہ ریکارڈ ہوتا تھا تو دوسرے دن اہل سنت وجماعت کی طرف سے حضور فقیہ اسلام مفتی عبد الحلیم صاحب اور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب اس کا جواب دیتے اس طرح یہ دونوں بزرگ مشترکہ طور پر اس کا کھل کر مقابلہ کرتے اور اس کا رد بلیغ کرتے۔

حضور فقیہ اسلام مفتی عبد الحلیم اشرفی اور حضور اشرف الفقہاء کی آپسی خوش طبعی:

ایک مرتبہ رضا مسجد بنگالی پنجہ (جس میں مفتی عبد الحلیم صاحب امام وخطیب تھے) میں مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ نیا اسکوٹر لے کر آئے مفتی عبد الحلیم صاحب اور دیگر کئی مصلی حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ مفتی عبد الحلیم صاحب کو چونکہ اسکوٹر چلانا نہیں آتا تھا اور مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کا مزاج چوں کہ خوش طبع تھا۔ تو مفتی صاحب مزاحاً فرمانے لگے میں اسکوٹر دوں گا تو صرف انہیں مولانا صاحب کو دوں گا کسی اور کو نہیں دوں گا۔

مفتی مجیب اشرف صاحب کا شہر ناگ پور محلہ شانتی نگر میں ایک بڑا میڈیکل اسٹور ہے لیکن مفتی مجیب اشرف صاحب انگریزی دوائیں استعمال نہیں کرتے بلکہ یونانی دوائیں استعمال کرتے تو مفتی عبد الحلیم صاحب علیہ الرحمہ مفتی مجیب اشرف صاحب سے مزاحاً فرماتے جیسا گاندھی نے خود تو کبھی ٹوپی پہنی نہیں مگر لوگوں کو ٹوپی پہنا دیا اسی طرح تم خود تو یونانی دوا کھاتے ہو اور انگریزی دوا استعمال نہیں کرتے مگر لوگوں کو دے دیتے ہو۔

مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ صحت کے لحاظ سے بھی کافی فٹ تھے بھلے ہی عصا لے کر چلتے تھے مگر پیدل ہی نماز کے لیے جاتے تھے۔ شہزادہ فقیہ اسلام یونس بھائی بیان کرتے ہیں کہ کبھی کبھار مسجد جاتے ہوئے میں بول دیتا کہ حضور مسجد تک میں چھوڑ دیتا

ہوں۔تو آپ بطور تفنن فرماتے میں تیرے ابّا جیسا تھوڑی ہوں میں پیدل ہی نکل جاؤں گا۔اسی طرح دونوں کا ایک طرز عمل یہ بھی تھا کہ دوران گفتگو ایسا کوڈ ورڈ استعمال کرتے کہ سامنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا اور ان کی باتیں بھی ہو جاتی تھیں۔

یونس بھائی ہی بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ابّا جی اور مفتی مجیب اشرف صاحب کہیں کسی شادی میں جا رہے تھے۔دوران گفتگو میں نے کسی کا تذکرہ چھیڑ دیا تو مفتی مجیب اشرف صاحب فرمانے لگے کس کی بات کر رہے ہو میں نے عرض کی فلاں کی تو فرمانے لگے جس کی بات آپ کر رہے ہو وہ راوی غیر مستند ہے اس طرح دوسرے کسی بندے کو بات سمجھ نہیں آئی اور یہ آپس میں سمجھ گئے مزید ایک واقعہ یونس بھائی اس طرح بتاتے ہیں: کہ مفتی یحییٰ رضا صاحب کی دستار بندی کے موقع پر میں ابّا اور حاجی غلام یسین صاحب اور شبیر بھائی ممبئی والے اشرفیہ مبارک پور جا رہے تھے بیتول اسٹیشن پر جب ٹرین رکی تو دیکھا حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب اور مولانا نسیم صاحب انجن کی طرف تیزی سے دوڑے جا رہے ہیں تو ابّا نے ان کو آواز دیا کہ ارے حضرت کہاں جا رہے ہو تو مفتی مجیب اشرف صاحب رک گئے اور ہمارے ڈبہ میں آ گئے ستمبر کا مہینہ تھا تقریباً پوری ٹرین خالی تھی مشکل سے ہر ڈبہ میں دس سے پندرہ پیسنجر ہوں گے اس کے بعد ابا نے پوچھا تیزی سے آپ کیوں دوڑ رہے تھے فرمایا ہمارا جو ڈبہ تھا اس میں میرے علاوہ فقط ایک ہی پیسنجر تھا اور وہ مجھ سے بار بار تعویذ مانگ رہا تھا اور وہ شراب کے نشے میں تھا تو میں پریشان ہو کر باہر نکل کر ٹی ٹی کو تلاش کر رہا تھا کہ اپنی بوگی تبدیل کروالوں پھر مفتی مجیب اشرف صاحب فرمانے لگے کہ مجھے دو چیزوں سے بہت ڈر لگتا ہے شرابی سے اور کتے سے اسی وجہ سے میں دوڑ رہا تھا تو ابا نے کہا اب یہاں ہی رک جایئے تو حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب بطور مزاح فرمانے لگے اس ڈبے میں شبیر بھائی اور غلام یٰسین بھائی ہیں سب رات کے راجہ ہیں یہ سب رات کو جاگنے والے ہیں ہمیں سونے دینے والے نہیں ہیں مجھے معلوم ہے اس ڈبے میں سونا نہیں ہوگا تو اس لیے میں دوسرے ڈبے میں چلا جاتا ہوں اسکے بعد پھر بنارس اسٹیشن پر مفتی مجیب اشرف صاحب اتر کر تیزی سے جانے لگے تو ابا نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ تو فرمانے لگے ہمارا دیار آ گیا ہے گھوسی تو ابا فرمانے لگے اچھا کہاوت ہے: کھائے پیے کس کے میاں بھائی کھسکے۔

ایک مرتبہ جامعہ فیض الرضا ددری کے دستار بندی کے موقع پر ابا نے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کو مدعو کیا اس وقت مظفر پور سے ددری تک 52 کلومیٹر کا راستہ بہت زیادہ خراب تھا (عموماً گجرات مہاراشٹر کے راستے اس طرح خراب نہیں ہوتے ہیں مگر اب مظفر پور سے ددری کا راستہ بہت شاندار بن گیا ہے) جس کی وجہ سے حضرت کو بہت تکلیف ہوئی۔عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جس دن ددری کا پروگرام ختم ہوا حضرت پٹنہ پہنچے اور وہاں سے ناگپور کی ٹرین تھی اور جس دن ناگپور پہنچے اسی دن حضرت کے یہاں گیارھویں شریف کا پروگرام تھا۔جس میں کافی لوگوں کی دعوت کی گئی تھی ہمارے بھی سارے گھر والوں کی دعوت تھی۔اتفاقاً ٹرین دو گھنٹے لیٹ ہو گئی جس کی وجہ سے دو گھنٹہ فاتحہ لیٹ ہو گئی، فاتحہ کے بعد میں حضرت کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے حضرت کی دست

بوسی کی پھر حضرت کا مزاج پوچھا تو فرمانے لگے ارے مزاج کیا میرے تو پورے بدن میں درد ہے پھر پاس میں بیٹھے ڈاکٹر مرسلین کو بتایا یاران کا راستہ ایسا ہے مظفر پور سے ددری کا کہ اللہ کی پناہ بڑے بڑے گڈھے ہیں فرمانے لگے جب آپ کے ابا آئیں گے تو ابا کو بولوں گا کہ جب تک وہاں صحیح سے راستہ نہیں بن جاتا، اس وقت تک آپ مجھے مدعو نہیں کرنا اور نذرانہ کا پیسہ بھی مجھ سے لے لینا اس طرح حضرت خوش طبعی فرماتے۔

اسی طرح ایک مرتبہ مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ گجرات کے دورہ پر تھے وہاں نوساری کے قریب بلی مورا گاؤں میں حضرت کا پروگرام تھا اگلے دن نوساری میں حضرت کا پروگرام تھا۔ اچانک کیا ہوا کہ حضرت کی طبیعت بگڑ گئی اور تین دن تقریباً سورت میں ایڈمٹ رہے اس کے بعد ناگپور گھر تشریف لے آئے۔ ناگ پور آنے کے بعد سب سے پہلی جو شخصیت ابا سے عیادت کرنے والی تھی وہ مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت تھی۔ عیادت کے بعد مفتی مجیب اشرف صاحب بطور تفنن فرمانے لگے مولانا صاحب نوساری بھیاّ میرا گڑھ ہے آپ میرے گڑھ پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو اس لیے بیمار ہوئے آئندہ نوساری نہیں جانا نوساری جاؤ گے تو پھر طبیعت بگڑ جائے گی۔

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (مالیگاؤں) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ناگپور گیا ہوا تھا اور میرا قیام حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کے مکان پر تھا۔ نماز ظہر میں مسجد امجدی میں حضرت فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم صاحب اشرفی علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا اور حضرت از راہ تفنن طبع فرمانے لگے آپ لوگ بڑے گھر کے ہوں گے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا پھر حضرت اپنے گھر لے گئے ناشتہ پانی کرایا پھر فرمانے لگے جب بھی آپ آئیں وہاں پر بھی اور یہاں پر بھی دونوں جگہ آپ ہمارے مہمان ہیں دوپہر میں اگر وہاں کھانا کھائیں تو شام میں ہمارے یہاں کھانا تناول کرلیا کریں۔

ڈاکٹر صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ جب بھی مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کے سامنے مفتی عبدالحلیم صاحب کا ذکر خیر ہوتا آپ انتہائی خوشی محسوس کرتے اسی طرح مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ کے پاس اگر اشرف الفقہاء کا ذکر ہوتا تو آپ بھی بہت فرحت محسوس کرتے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں بزرگوں کے درمیان کس قدر الفت ومحبت تھی۔

حضور فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم اشرفی اور مفتی مجیب اشرف صاحب کی باہمی محبتیں:

اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ مفتی عبدالحلیم صاحب سے قبلہ سے بہت محبت فرمایا کرتے یہاں تک کہ دارالعلوم امجدیہ کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں مفتی عبدالحلیم صاحب کو مدعو کیا جاتا اور جلسہ سے قبل جو میٹنگ ہوتی تھی اس میں بھی مفتی مجیب اشرف صاحب حضرت فقیہ اسلام کو مدعو کرتے اور تبادلۂ خیال ہوتا تھا کہ کس مقرر کو بلانا ہے۔

محبت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مفتی عبدالحلیم صاحب کے گھر شہزادی کی شادی تھی اس وقت مفتی مجیب

اشرف قبلہ نے اتنی مصروفیات کے باوجود تمام پروگرامز اور، دوروں کو ملتوی کر کے مفتی عبدالحلیم صاحب کے یہاں شادی میں شرکت کی اور نکاح حضرت ہی نے پڑھایا۔

مفتی عبدالحلیم صاحب کی جب مفتی مجیب اشرف صاحب سے کافی دنوں بعد ملاقات ہوتی تو ابا فرماتے کہ یار بہت دنوں میں ملاقات ہو رہی ہے تو مفتی مجیب اشرف صاحب فرماتے روز روز ملاقات سے اہمیت ختم ہو جاتی ہے تاخیر سے ملاقات ہونے سے آپس میں محبت زیادہ رہتی ہے۔

مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی حضور فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم صاحب سے ہمدردی:

یونس بھائی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیر بہار حضرت علامہ مفتی اسلم نوری علیہ الرحمہ ہمارے یہاں بنگالی پنجہ رضا مسجد میں آئے جہاں ہم کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ حضرت مفتی اسلم صاحب فرمانے لگے مجھے مفتی مجیب اشرف صاحب کے پاس جانا ہے اس وقت ایسا تھا کہ ہمارا علاقہ کچھ اندر تھا اور کوئی رکشہ والا جانے کو تیار نہ تھا آخر تواری اسٹیشن تک رکشہ ملا تواری اتر کر میں اور شیر بہار دونوں پیدل پیدل ہی حضرت کے یہاں پہونچے۔ تو شیر بہار نے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب سے فرمایا یہ کیا آپ نے جنگل میں مکان بنالیا تو حضرت مفتی صاحب فرمانے لگے مولانا! میں مولانا کم اور بیوپاری زیادہ ہوں بہت آگے کی مجھے سمجھ ہے بہت آگے کے بارے میں جانتا ہوں ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ یہ علاقہ ایسا ہوگا کہ لوگ یہاں جگہ کے لیے ترسیں گے۔ پھر حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے میں ان کے والد صاحب کو اتنا بولتا ہوں کہ مکان لے لو مکان لے لو وہ بولتے ہیں میں بنگالی پنجہ چھوڑوں گا نہیں مگر مجھے اتنا ترس آتا ہے بیچارے کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں، ان کو بولو کہ کم از کم اپنا نہیں بچوں کا تو خیال رکھیں لیکن وہ بولتے ہیں کہ دنیا سے جانا ہے اور اندھیری قبر ہے۔

بھئی بچوں کا تو خیال رکھو آپ تو چلے جاؤ گے یعنی مفتی مجیب اشرف صاحب بار بار اصرار کرتے تھے کہ مکان لے لو مکان لے لو مگر ابا محلہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ پھر 1986 میں اکتوبر کے مہینہ میں حاجی غلام یسین صاحب کسی فتویٰ کے سلسلہ میں مفتی مجیب اشرف صاحب کے پاس آئے مسئلہ پہ بات ہونے کے بعد حضرت مفتی صاحب حاجی صاحب سے فرمانے لگے میں مولانا عبدالحلیم صاحب سے بارہا بول چکا ہوں کہ مکان لے لو وہ جگہ لینے کو تیار نہیں ہیں اور یہاں میرے پیچھے ایک صوفی رحمت اللہ صاحب ہیں، ڈبے والے، بیچارے بہت شریف انسان ہیں، ان کے پاس میں ایک جگہ ہے وہ جگہ اس لیے بیچنا چاہ رہے ہیں کہ ان کی بیٹی کی شادی ہے اور ان کے پیچھے مکان کے لیے کئی دیوبندی لگے ہوئے ہیں۔ مگر وہ چاہتے ہیں کہ کوئی نیک پرہیزگار متقی انسان یہاں رہے، دیوبندی آئے گا تو یہاں دیوبندیت بڑھے گی، اس لیے میری نظر میں حضرت کے لیے وہ مکان بہترین ہے، غلام یٰسین بھائی بولے ٹھیک ہے، حضرت دکھائیے، حاجی صاحب نے فوراً وہ جگہ دیکھی اور اپنے بڑے بھائی حاجی علی بھائی کو بلا کر ٹوکن

دے دیا اور اس کا سودا طے ہو گیا۔

اس دوران مفتی صاحب دورہ پہ تھے۔ پھر جب مفتی صاحب دورہ سے آئے تو وہی پرانی بات کی کہ مجھے تو بنگالی پنجہ چھوڑ نا نہیں ہے میں رات کو دو بجے آتا ہوں تین بجے آتا ہوں اور پورا سناٹا رہتا ہے پھر مفتی صاحب نے دلاسا دلایا کہ کب تک آپ کرایہ کے مکان میں رہو گے کچھ آگے کی سوچیے، پھر ان کے کہنے سے حضرت والد صاحب نے مکان بنایا اس طرح مکان تو بن گیا مگر حضرت کا جو پڑوسی تھا وہ دیو بندی تھا، اس وجہ سے دو سال ہمارا مکان بند رہا، جب حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کو پتا چلا تو حضرت نے ابا کو ڈانٹا اور فرمایا اگر اس نے سلام کلام شروع کیا تو ڈانٹ دینا اور بول دینا تمہارا راستہ الگ ہمارا راستہ الگ چنانچہ حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کی کوشش بسیار کے بعد ابا ادھر شفٹ ہوئے اس طرح ہم پر مفتی مجیب اشرف صاحب کا ایک بہت بڑا احسان ہے جس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد پہلے فلور کا تعمیری کام چل رہا تھا اور اس وقت ابا دورہ پر تھے۔ تو ابا نے مجھ سے کہا کہ اگر کوئی پریشانی آئے تو حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کو بول دینا میں نے حضرت سے بول دیا ہے اس کے بعد حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب گھر پر تشریف لائے اور جائزہ لیا اور مزاحاً فرمایا تمہارے ابا گھومتے رہتے اور مجھے کام پر لگا دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مفتی مجیب اشرف صاحب محلہ کی مسجد میں نماز مغرب پڑھا کر جب فارغ ہوئے تو ایک صاحب حضرت سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے وہ صاحب یوپی کے تھے اور ہمارے یعنی مفتی عبدالحلیم صاحب کے گھر کا پتا پوچھ رہے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے وجہ پوچھی تو وہ صاحب کہنے لگے میں دیو بندی مدرسہ سے پڑھا ہوں۔ اڑیسہ میں کسی جلسہ میں حضرت کے ہاتھ پہ تائب ہوا ہوں میں چاہتا ہوں کہ حضرت مجھے لکھ کر دے دیں کہ یہ سنی صحیح العقیدہ ہیں اور لوگ اپنے جلسوں میں مجھے بلائیں۔

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب سمجھ گئے کہ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ہے حضرت ان کو لے کر گھر پہ آئے اور حضرت کی ایسی دور اندیشی تھی کہ حضرت نے ابا کو لکھنے نہیں دیا اور ان کو بولے کہ آپ دین کا کام کیجیے جب معاملات بہتر ہو جائیں گے تو ہم آپ کو سرٹیفیکٹ دے دیں گے

یونس بھائی مزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ کا آخری سفر گھوسی کا تھا اس سے ایک ہفتہ قبل ہمارے بھی گھر تشریف لائے ہمارے یہاں گرم گرم آلو پوہا بنا ہوا تھا تو حضرت نے اس کو تناول فرمایا حضرت کو بہت پسند آیا حضرت نے ایک اور منگوایا اور فرمانے لگے میں نے اپنی زندگی میں جب سے بالغ ہوا ہوں میرا گھر ہو یا مرید ہوں یا میرے رشتہ دار ہوں زندگی کا یہ پہلا موقع ہے جو میں مانگ کر کھایا ہوں اس کے بعد حضرت فرمانے لگے مریدین تین قسم کے ہوتے ہیں رسمی، مطلبی، مقصدی۔ رسمی وہ ہوتا آج ملے تو پھر سیدھا قیامت کے دن ہی ملیں گے۔ مطلبی وہ جس کا مقصد فقط اپنا مفاد ہو اگر فون آجائے

توسمجھ لینا بس کچھ مطلب ہی ہوگا۔ مقصدی وہ ہوتا ہے جو مرشد کی بارگاہ میں آتا بھی ہو عقیدت بھی رکھتا ہو نذر و نیاز بھی پیش کرتا ہے اور دعاؤں میں بھی یاد رکھتا ہے۔اس کے بعد ملکی حالات پر کووڈ 19 کے اوپر ایک ڈیڑھ گھنٹہ بات ہوئی۔

ایک مرتبہ ابا اور مفتی مجیب اشرف صاحب آندھرا پردیش جارہے تھے۔ ناگپور سے بیٹھے اور ٹرین چوں کہ پیچھے سے آرہی تھی۔تو جو پیچھے سے آنے والے تھے انہوں نے اوپر سیٹ تبدیل کرلی اور نیچے کی ان حضرات کو دے دی اتفاق سے ان لوگوں کو بھی وہیں اترنا تھا اچانک سے ٹرین 30 منٹ پہلے پہونچ گئی اور جو مریدین ان دونوں بزرگوں کو لے کر جانے والے تھے وہ نہیں پہنچ پائے مفتی عبدالحلیم صاحب بیسن میں منہ دھونے لگے مفتی مجیب اشرف صاحب نے ان لوگوں سے پوچھ لیا کہ کسی کے مرید ہو کہ نہیں ہو وہ لوگ بولے جی ہاں مرید ہیں حضور! تو حضرت نے پوچھا کس کے مرید ہو تو وہ بولے ناگپور والے مفتی عبدالحلیم صاحب کے۔ کب مرید ہوئے تھے کہنے لگے بچپن میں ہوئے تھے تو کہنے لگے ملاقات ہوئی کہ نہیں؟ بولے نہیں ہوسکی جب سے مرید ہوئے ہیں ہم نے آج تک اپنے پیر صاحب کو نہیں دیکھا ہے حضرت نے فرمایا اپنے پیر صاحب کو دیکھنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا جی حضور تو فرمایا جو بیسن میں منہ دھو رہے ہیں وہی آپ کے پیر صاحب ہیں اس کے بعد انہیں حضرت نے ڈانٹا کہ عجیب مخلوق ہو کہ جب سے مرید ہوئے ہو پیر صاحب سے ملے ہی نہیں حسن اتفاق ہے آپ کے پیر صاحب سے ملاقات ہوگئی نہیں تو ایسا ہوتا ہے کہ ایک بار مرید ہوگئے سیدھا قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔

حضور اشرف الفقہاء کے وصال پر فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم صاحب کا اظہار غم:

جس وقت اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی قدس سرہ کا وصال پر ملا ہوا تو اس دن حضرت مفتی عبد الحلیم اشرفی علیہ الرحمہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔اور بہت غمزدہ تھے۔حالانکہ ان دنوں کرونا کال عروج پر تھا مگر اس کے باوجود بھی حضرت کے مکان پر تین بار تشریف لے گئے جیسے ہی وصال کی خبر ملی اس وقت پھر نماز جنازہ کے لیے پہنچے اس کے بعد تعزیت کے لیے گئے۔کرونا کی وجہ سے مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ کی کئی جماعتیں ہوئیں، تھوڑے تھوڑے لوگوں کا وفد آتا جاتا اور نماز ادا کرتا جاتا،سب سے پہلے جنہوں نے نماز جنازہ ادا کی وہ مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ کی شخصیت تھی۔ وصال کے بعد جب علما و مشائخ حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب سے ملاقات کے لیے آتے تو آپ اظہار افسوس کرتے ہوئے فرماتے،آج میرا بازو ٹوٹ گیا ناگپور سے سنیت ختم ہوگئی ہے، ایک بہت بڑا عالم چلا گیا ہے،سنیت کی آنکھ ختم ہوگئی ہے،اب یہاں سنیت کا کیا ہوگا؟ حضرت کے شہزادے یونس بھائی بتاتے ہیں کہ مفتی مجیب اشرف صاحب کے وصال سے پہلے تک اتنی عمر میں بھی ابا کو کافی ہمت تھی مگر بعد وصال ابا کی کافی ہمت ٹوٹ گئی اور بہت غمزدہ رہنے لگے تھے،اور ہمت ہار گئے تھے اور لوگوں سے بار بار یہی کہتے تھے کہ اب میں اکیلا رہ گیا ہوں میرا بازو ٹوٹ چکا ہے۔

غلام مصطفیٰ رضوی (مالیگاؤں) بیان کرتے ہیں: حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کے وصال کے بعد رضا اکیڈمی مالیگاؤں کا ایک وفد اشرف الفقہاء کی فاتحہ کے سلسلہ میں ناگپور گیا۔ اشرف الفقہاء کے مکان کے قریب ہی چوں کہ حضرت فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ کا مکان ہے تو یہ وفد حضرت سے ملنے ان کے مکان پہ پہنچا تو حضرت مفتی صاحب فرمانے لگے اگر میرے پاؤں میں تکلیف نہ ہوتی تو فاتحہ خوانی کے انتظامات میں، میں خود شرکت کرتا اور ہاتھ بٹاتا۔

مفتی عبدالحلیم اشرفی قدس سرہ بارہا مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ سے فرماتے تھے کہ آپ مجھ سے ایک سال عمر میں زیادہ ہیں اس سے اشارہ ہوتا تھا میں بھی ایک سال میں آپ کے بعد چلا بھی جاؤں گا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی کہ کم و بیش ایک سال بعد حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب علیہ الرحمہ بھی وصال ہو گیا۔ یہ وہ چند واقعات تھے جن سے یہ واشگاف ہو گیا کہ ان دونوں بزرگوں درمیان کس حد تک محبت والفت تھی۔ اللہ جل شانہ ہم تمام کو ان کا صدقہ عطا فرمائے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ۔

باب-5

خدمات کا تنوع

جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے زندگی

وقار احمد عزیزی، بھیونڈی

اللہ کے مقبول بندے اپنے رب کی رضا کے حصول کے لیے زندگی کی ساری مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے ہنستے مسکراتے گذر جاتے ہیں۔ اسی مبارک پیغام کو لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے برصغیر پاک و ہند میں اصل اسلام کی وہ شمع روشن کی جو اطاعت رسول کے تیل اور عشق مصطفیٰ کی لو سے منور تھی۔ ان کی اس سعیِ مشکور کا برملا اعتراف کرتے ہوئے اہلِ اسلام پکار اٹھے ؎

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ

سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

یہی وہ پیغامِ محبت تھا جو حضراتِ صحابہ، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین اور اولیاے کرام کے وسیلے سے اعلیٰ حضرت تک پہنچا اور ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کہلایا۔

اعلیٰ حضرت کے بعد آپ کے فیض یافتہ خلفا و تلامذہ نسلاً بعد نسلٍ اس پیغام محبت کو لے کر جب برصغیر اور دنیا کے دور دراز خطوں تک پہنچے تو امت مسلمہ کے مشام جاں تن جاناں کی خوشبو سے معطر ہو گئے۔ آج وہی پیغام محبت لے کر آقائے نعمت، میرے مرشد اجازت، حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی اس پیرانہ سالی میں آپ کے دیار (بانکوٹ، ضلع رتنا گری) میں آئے ہیں۔

میرے دوستو! آپ غور فرمائیں کہ بیاسی سال کا یہ انسان اپنے اندر کیسے فولادی اعصاب اور مضبوط قویٰ رکھتا ہے۔ غور فرمائیں کہ آپ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے، حج سے واپس آئے تو ابھی تک گھر نہیں گئے، بلکہ دین کے کام کے لیے ملک کے دور دراز خطوں میں مسلسل سرگرم سفر ہیں۔ کل شب سورت میں خطاب فرمایا، رات ہی بذریعہ ٹرین بمبئی کے لیے روانہ ہوئے۔ صبح کے پانچ بجے بوریولی اسٹیشن اترے، وہیں سے بذریعہ کار رتنا گری کے لیے روانہ ہوئے، مغرب کے وقت یہاں پہنچے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ عشا کے فوراً بعد یہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے ہیں۔

میرے دوستو! اس پیرانہ سالی میں مسلسل تکلیف دہ سفر کر کے آپ کے اس دور افتادہ گاؤں میں حضرت کا تشریف لانا، اس لیے نہیں کہ یہ آپ سے کچھ چندہ وصول کریں گے۔ اللہ نے انھیں بہت نوازا ہے۔ ان کے وطن میں ان کی بہت ساری

خاندانی زمینیں ہیں۔ اکثر زمینیں یہ اپنے رشتہ داروں میں بانٹ کر صلہ رحمی کر رہے ہیں۔ ناگپور میں ان کے مکانات اور کاروبار دیکھ کر آپ دنگ رہ جائیں گے کہ اللہ نے آپ کو دنیاوی مال و متاع سے کتنا نوازا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس بڑھاپے میں جب آدمی آرام و آسائش کی خواہش کرتا ہے، جب وہ یہ چاہتا ہے کہ میرے بیٹے، پوتے دن رات میری خدمت کریں۔ اس پیرانہ سالی میں اتنی محنت جو کی جا رہی ہے صرف اس لیے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام پوری دنیا میں پھیل جائے۔ میرے دوستو! یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں کہ جہاں جاتے ہیں ان کے قدموں کی برکت سے رب کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ امت مسلمہ کے دلوں کو چین اور سکون ملتا ہے۔ میں زیادہ دور کی بات نہیں کرتا، آج ہمارے درمیان الحمدللہ حضرت مولانا قاضی ابراہیم مقبولی صاحب قبلہ موجود ہیں جو بیسیوں بار حج کر چکے ہیں۔ آپ انھیں سے پوچھ لیں کہ ہر سال جب حج کی تاریخ کا اعلان ہوتا ہے تو علمائے کرام پریشان ہو جاتے ہیں کہ ذی الحجہ کے چاند کا شرعی ثبوت ملا یا نہیں، وقوف عرفہ کب کیا جائے گا؟

میرے دوستو! یہ ان علمائے حق کے لیے جو شریعت و سنت کی پابندی کرنا چاہتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کی اہمیت کیا ہے۔ عوام الناس کیا جانے۔ اس سال بھی جب حج کے دن قریب آئے تو اردو دنیا کے جتنے علما، صوفیہ اور دیندار مسلمان تھے اس وقت سب پریشان تھے لیکن الحمدللہ نسبت غوثیہ کا یہ امین، امام احمد رضا کے در کا غلام، مفتیِ اعظم کا نام لیوا، جب مکہ کی دھرتی پہ بیٹھا، اللہ رب العزت کا وعدہ ولا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ”ہم تمہیں غالب کر دیں گے اگر تم ایمان والے رہے۔ تو دنیا نے دیکھا کہ اردو دنیا کے جتنے علما ہیں چاہے ہند و پاک کے ہوں یا یورپ و افریقہ کے، سب کی نظریں تلاش کر رہی تھیں کہ اس مشکل کا حل کیا نکلے تو الحمدللہ امام احمد رضا کے شاہزادے مصطفیٰ رضا کے خلیفہ حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو اللہ نے وہ مقام بخشا کہ ان کے پاس جن لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا تھا وہ آ کے گواہیاں دینے لگے، جب چاند کے اعلان کے شرعی تقاضے پورے ہو گئے تو حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ نے فون اور واٹس ایپ کے ذریعے فوراً چاند کی رویت کا اعلان کیا۔ الحمدللہ! یہ فقیر عزیزی بھی حاضر تھا، میرا اندازہ یہ ہے کہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر پوری اردو دنیا کے خوش عقیدہ مسلمانوں کو اطمینان، چین اور سکون مل گیا۔ کہ چاند کی گواہی اعلیٰ حضرت کے در کے غلام نے دی ہے۔ اور یہ بھی پتا چل گیا کہ جو مومن ہوتا ہے اللہ اسے عزت دیتا ہے۔ عزت اللہ کے لیے، عزت رسول کے لیے اور نبی پاک کے صدقے عزت نبی کے سچے غلاموں کے لیے ہے۔

میرے دوستو! رب کا شکر ہے کہ حضرت اس پیرانہ سالی میں ہماری دعوت پر آپ کی اس دور دراز کی بستی میں تکلیفیں اٹھا کر آتے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم حضرت کی عمر میں، جمال میں، کمال میں، فضل میں، ان کے فیضان میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے اور ان کے فیضان سے ہم اہل سنت کو تا دیر مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سارے اکابرین اہل سنت کو شاد آباد رکھے۔ آمین!

☆☆☆

سرزمین دکن پر مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں
حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا کارنامہ

خواجہ محمد العابدین رضوی مجیبی
مدرسہ بنات الرسول، انکاپلی، وشاکھاپٹنم

ہمارا دکن، نہ صرف فطری حسن وجمال اور قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، بلکہ یہ سرزمین ہر دور میں تہذیب وتمدن اور علم وادب کے اعلیٰ قدروں کی بھی امین رہی ہے۔ اس کی آغوش میں حکمت ومعرفت کے نہ جانے کتنے لعل وگوہر آرام فرما ہیں۔ یہ صوفیاے کرام کی بستی ہے، یہاں علم وعرفاں کی ندیاں بہتی ہیں۔ یہ خطہ ہر دور میں شریعت وطریقت کا حسین سنگم رہا ہے۔ صوفیاے کرام ہی کی تعلیمات اور صحبتوں کا فیض ہے کہ آپ اہل دکن کو، دینی معاملات میں حد درجہ رقیق القلب اور متبعانہ مزاج کا حامل پائیں گے۔

اس زرخیز زمین پر، ایک ایسا کرب ناک وقت بھی آیا جس نے یہاں کے معاشرتی اقدار کے ساتھ ساتھ، فکری اور مذہبی معیار کو بھی متاثر کیا۔ سن ۱۹۴۸ء کے اس دردناک حادثے میں بہت سارے ملی اور مذہبی سرمایوں کو شدید نقصان پہنچا۔ جس سے ابھرنے کے لیے ہمارے آباواجداد نے کافی جدوجہد کی ہے۔ عوامی طبقہ اپنے طرز حیات اور ذریعۂ معاش کو استوار کرنے میں مصروف ہو گیا تو دوسری جانب علما اور مشائخ پوری طرح دین وملت کے بنیادی مسائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہی وہ وقت تھا، جب اسلام مخالف طاقتوں نے منصوبہ بندی کے ساتھ، ریاست حیدرآباد میں بھی اس وائرس کو پھیلانا شروع کر دیا جسے نجد کی ایمان سوز لیباریٹری میں تیار کیا گیا تھا۔ جی ہاں! میں وہابی تحریک کی بات کر رہا ہوں۔

اگر ۱۹۴۸ء سے پہلے کی تاریخ دیکھیں تو آپ کو وہابی، دیوبندی، سلفی تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی جیسی وبائیں عوامی سطح پر، پوری ریاست حیدرآباد میں کہیں نظر نہیں آئیں گی۔ کسی بدعقیدہ فرقے نے دراندازی کی کوشش کی بھی تھی تو، یہاں کے خوش عقیدہ مسلمانوں نے اسے یکسر مسترد کر دیا تھا۔ لیکن اس حادثے کے بعد، حالات کے انتشار اور مصائب کے انبار کی آڑ میں، یہ فتنے دبے قدموں کے ساتھ داخل ہو گئے۔ سنیت کا لبادہ اوڑھ کر بھولے بھالے مسلمانوں کو بہکانے لگے، محبت رسول ﷺ کو مٹانے کی کوششیں ہونے لگیں، کہیں علم غیب پر سوال اٹھایا جاتا تو کہیں اختیارات وتصرفات پر اعتراض کیا جاتا۔ کبھی گیارہویں

اورنذرونیاز کو بدعت کہا جاتا تو کبھی مزارات اولیا پر حاضری کو شرک سے تعبیر کیا جاتا۔ کچھ ایسے ہی حالات ،شہرورنگل اوراس کے مضافات کے بھی تھے۔آئے دن سنیوں اور بدمذہبوں کے درمیان نوک جھونک اور بحث ومباحثے ہوتے رہتے۔

آج سے اڑتالیس سال قبل ،سن ۱۹۷۲ء کی بات ہے ۔شہرورنگل کی ایک ،دینی جذبے سے سرشار شخصیت ،اے ۔جے۔محمد علی سیٹھ مرحوم مالک ڈائمنڈ بیٹری نے ،مسجد کوثر میں ،جلسہ منعقد کروایا۔جس میں حضرت مولانا امانت اللہ صاحب مرحوم کو مدعو کیا گیا تھا۔مولانا مرحوم نے علم غیب کے ثبوت پر مدلل انداز میں خطاب کرتے ہوئے ،حفظ الایمان نامی کتاب کی گستاخانہ عبارت کا زبردست رد فرمایا،جس سے دیوبندیت کا اصل چہرہ عوام کے سامنے ظاہر ہوگیا۔بس پھر کیا تھا؟ دیوبندی حلقے میں کہرام مچ گیا۔عوام کے درمیان اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بچانے کے لیے ان لوگوں نے مناظرے کا چیلنج کردیا،اور مولانا مرحوم نے چیلنج قبول کرلیا۔جس کے بعد محمد علی سیٹھ کے ایما پر، وہ سیدھے ناگپور پہنچے اور مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ کے سامنے تمام حالات رکھ دیئے ۔مفتی صاحب نے ایک آدمی کو اندور بھیج کر مفتی مالوہ حضرت علامہ مفتی محمد رضوان صاحب قبلہ کو بلوالیا۔پھر مقررہ تاریخ پر ناگپور سے تین عظیم مفتیان کرام مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ، مفتی محمد رضوان صاحب قبلہ اور ہمارے ممدوح اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی صاحب قبلہ مناظرے کے لیے روانہ ہوگئے ۔یہ حضور اشرف الفقہاء کی علاقۂ دکن میں پہلی بارتشریف آوری تھی۔علماے اہل سنت کا یہ نورانی قافلہ ورنگل پہنچ گیا۔پہلی نشست میں فریقین کی جانب سے مناظر،معاون مناظراور دیگر شرائط طے کیے گئے ۔اہل سنت کی جانب سے مفتی محمد رضوان صاحب قبلہ بحیثیت مناظر اور حضوراشرف الفقہاء معاون مناظر کی حیثیت سے منتخب ہوئے ۔یہ حضوراشرف الفقہاء کی جواں سالی کا زمانہ تھا۔دیوبندیوں نے ،مبلغ دارالعلوم دیوبند مولوی ارشاد کو بطور مناظر پیش کیا۔جمعہ کی نماز کے بعد ،سینکڑوں مسلمانوں کی موجودگی میں ،مسجد کوثر کے اندر،حفظ الایمان کی اس گستاخانہ عبارت پر مناظرے کا آغاز ہوگیا ہے۔تاریخ گواہ ہے ،مناظر اہل سنت نے دلائل وبراہین کے انبار لگادیے لیکن دیوبندی مناظر سے کسی دلیل کا جواب جواب نہ بن سکا۔اسی دوران عصر کی نماز کا وقت آ پہنچا۔اذان ہوئی۔اعلان ہوا کہ نماز کے بعد مناظرہ دوبارہ شروع ہوگا۔مناظر اہل سنت مفتی محمد رضوان صاحب قبلہ نے امامت فرمائی ۔دعا کے بعد سارے لوگ ادھرادھر دیکھنے لگے ،جیسے کسی کو تلاش کررہے ہوں ۔پوچھنے پر معلوم ہوا کہ دیوبندی مناظر فرار ہوچکا ہے۔اتمام حجت کے لیے چند دیوبندی نوجوانوں کو پیچھے دوڑایا گیا،لیکن انھیں اپنے مناظر سے خوب کھری کھوٹی سننی پڑی۔

اس نے کہا کہ مجھے یہاں دھوکے سے بلایا گیا ہے ۔جلسے کے نام پر بلاکر،مناظرے میں بٹھادیا تم لوگوں نے۔ جاؤ، میں نہیں آتا۔بے چارے نوجوان ڈانٹ کھاکر،سر جھکائے چلے آئے ۔جس کے بعد اہل سنت کی فتح کا اعلان کردیا گیا۔اسی رات مسجد کوثر میں ،ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا،جس میں حضوراشرف الفقہاء نے اپنے مسحور کن انداز میں ایسا ولولہ انگیز خطاب

فرمایا کہ آج تک اس کی صدائے بازگشت مسجد کوثر کے منبر ومحراب سے سنائی دیتی ہے۔اس مناظرے کا اثر یہ ہوا کہ،عوام اہل سنت کے اندر،تحفظ عقائد کے تعلق سے،نمایاں طور پر بیداری آگئی اور آس پاس کے علاقوں میں بھی اچھے،برے عقیدوں کے درمیان فرق کرنے کا مزاج پیدا ہوگیا۔ادھر کچھ عرصے بعد شہر عوام حیدر آباد کی بھی فضا مکدر ہونے لگی تھی،جسے یہاں کے ذمے دار علما اور مشائخ نے بہت جلد بھانپ لیا اور بدعقیدگی کے بڑھتے ہوئے خطرات کا تدارک کرنے کے لیے،سجادہ نشین خانقاہ بندہ نواز حضرت سید محمد حسینی صاحب قبلہ،سجادہ نشین خانقاہ قادری چمن حضرت سید عمر حسینی صاحب قبلہ،سجادہ نشین خانقاہ شطاریہ حضرت مولانا کامل شطاری صاحب قبلہ،شیخ العلما حضرت مولانا ابوالوفا افغانی صاحب قبلہ،حضرت مولانا سید رشید پاشا صاحب قبلہ چشتی چمن،حضرت مولانا سید محمود پاشا صاحب تخت نشین،سید طاہر رضوی صاحب قبلہ جامعہ نظامیہ جیسے سرخیل علما اور مشائخ کی سرکردگی میں ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کے نام سے فوراً ایک انجمن تشکیل دی گئی۔انجمن کے سربراہ اعلیٰ حضرت سید محمد حسینی صاحب قبلہ گلبرگہ شریف اور تخت نشین حضرت مولانا سید محمود صاحب قبلہ نے،حضور اشرف الفقہاء کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال فرمایا کہ دکن میں دیوبندیت اور وہابیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو ختم کرنے کے لیے،ضروری ہے کہ شمال اور جنوب کے علما ومشائخ متحد ہوکر مؤثر اقدام کریں۔لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ،عظیم الشان سطح پر ایک آل دکن اجتماع کریں اور اس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شہزادۂ اعلیٰ حضرت،مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ شرکت فرمائیں۔اور شمال وجنوب کے علما متحدہ طور پر،ایک ہی اسٹیج سے اپنی قوم کو عقائد اہل سنت کے تحفظ کا پیغام دیں۔اس مکتوب کے ملنے کے بعد،حضور اشرف الفقہاء نے حضرت مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ اور دیگر اکابر سے مشاورت فرمائی،پھر یہ پیغام بریلی شریف تک پہنچایا گیا جسے حضور مفتی اعظم ہند نے بخوشی منظور فرمالیا۔یہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا جنوبی ہند کی جانب پہلا سفر تھا۔پندرہ دن کا یہ دورہ ناگپور سے شروع ہوا اور آندھرا پردیش کے مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے حیدر آباد پر ختم ہوا۔(آپ اس دورے کی تفصیل حضور اشرف الفقہاء کی تصنیف تابش انوار مفتی اعظم میں دیکھ سکتے ہیں)حضور اشرف الفقہاء بھی اس مکمل سفر میں مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ رہے۔
ہر جگہ آپ خطاب بھی فرمایا کرتے تھے۔جو ایک بار آپ کا خطاب سن لیتا،وہ آپ کا گرویدہ ہوکر رہ جاتا۔تحریک تحفظ عقائد اہل سنت کے ذمے داران اور اراکین،حضور اشرف الفقہاء کی علمی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ہر دو ماہ میں ایک بار آپ کو حیدر آباد اور مضافات میں مدعو کرنے لگے،آپ جب بھی تشریف لاتے چار پانچ پروگرام سں منعقد ہوجاتے۔عالم یہ تھا کہ ہر نئے اجلاس میں،پچھلے اجلاس کی بہ نسبت سامعین کی تعداد بڑھتی ہی جاتی۔لوگ آپ کے سنجیدہ بیان،شستہ زبان اور منفرد طرز استدلال پر فریفتہ ہوجاتے اور آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوکر،جوق درجوق سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک بھی ہوجاتے۔بلاشبہہ سرزمین دکن پر،سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے سلسلۂ طریقت وارادت کی نشر واشاعت میں،کوئی آپ

کا ہم سرنظر نہیں آتا۔ جہاں جہاں آپ کے قدم پہنچتے، وہاں سنیت کی بہار آجاتی، حقانیت نکھر جاتی، ایمان کو تازگی ملتی اور وہاں کے مسلمانوں میں ایک نیا جوش ایک نئی امنگ پیدا ہوجاتی۔ ہر جلسے کے اختتام پر لوگ اگلے جلسے کی تاریخ معلوم کرنے کے لیے بے قرار نظر آتے۔ اسی دوران حضرت سید محمد حسینی صاحب قبلہ سجادہ نشین درگاہ بندہ نواز علیہ الرحمہ اور حضور اشرف الفقہاء کے درمیان مراسم بہت گہرے اور مضبوط ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ حضرت سید محمد حسینی صاحب قبلہ، مسلسل چار سال تک عرس بندہ نواز کے موقع پر اشرف الفقہاء کو مدعو فرمایا۔ گلبرکہ شریف اور اس کے گرد و نواح میں لگاتار تین تین دن تک جلسے منعقد کروائے۔

حضور اشرف الفقہاء اپنی ہر محفل میں عشق و عرفان کے جام بھر بھر کر پلاتے رہے۔ ہر آنے والے کو آپ نے عشق نبی میں مستانہ بنادیا، بچے بچے کو مصطفیٰ پیارے کا دیوانہ بنادیا۔ ان پروگراموں کا ایک خاص اثر یہ ہوا کہ حضور اشرف الفقہاء کی ذات سے متاثر ہو کر لوگ اپنے نونہالوں کو حضور قبلہ کے قدموں میں لاکر ڈال دیئے اور عرض گزار ہوئے کہ انھیں بھی اپنے جیسا بنادیجیے۔ حضور اشرف الفقہاء نے ان بچوں کو اپنے کلیجے سے لگایا، حسن اخلاق سے سنوارا، عمدہ تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا اور ہر ایک کو اپنے اپنے علاقے کا سپہ سالار بنادیا۔ رائچور کے مولانا قلندر رضوی صاحب قبلہ ہوں یا ورنگل کا یہ راقم الحروف، ادونی کے سید مخدوم صاحب قبلہ ہوں یا سدی پیٹ کے ڈاکٹر سید حسین صاحب قبلہ یہ سارے کے سارے جو ہماری آنکھوں کے تارے ہیں، سب اسی در کے پروردہ ہیں۔ اسی در کے فیض یافتہ ہیں۔

مولانا قلندر رضوی صاحب کی ذات محتاج تعارف نہیں، آج ہندوستان بھر میں ان کے شاگرد دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ راقم السطور بھی ان ہی میں سے ایک ادنیٰ شاگرد ہے۔

ڈاکٹر سید حسین صاحب کو کون نہیں جانتا؟ کالج میں پڑھنے والا ایک نوجوان لڑکا جس نے کبھی کسی دارالعلوم میں داخلہ تک نہیں لیا۔ بس اشرف الفقہاء کی ایک نگاہ کیمیا اثر پڑ گئی، دل کی دنیا بدل گئی۔ آج وہ تلنگانہ اور آندھرا کے مختلف شہروں میں ۱۰ ر سے زائد مدرسے قائم کرچکے ہیں، جن میں تقریباً ساڑھے پانچ سو طلبہ اور طالبات علم دین حاصل کررہے ہیں۔ میں یہ کہوں تو بالکل مبالغہ نہ ہوگا کہ پچھلے اڑتالیس سال کے عرصے میں حضور اشرف الفقہاء نے سرزمین دکن پر بالواسطہ یا بلاواسطہ دین و سنیت کی جو خدمات انجام دی ہیں، اگر انھیں تھوڑی دیر کے لیے منظرنامے سے ہٹادیا جائے تو ہمارا یہ دکن سونا سونا دکھائی دے گا، بے رنگ و بے کیف نظر آئے گا۔ ایسا نہیں کہ ہر جگہ پھولوں ہی سے اشرف الفقہاء کا استقبال کیا گیا تھا، ایسا نہیں کہ ہر جگہ راہوں میں پلکیں بچھائی گئی تھیں، کئی بار حملے بھی ہوئے۔ کبھی ذاتیات پر حملے ہوئے، کبھی عزت نفس پر حملے ہوئے، کبھی پولیس کی مدد سے جلسے رکوانے کی کوششیں ہوئیں۔ مشیر آباد کے اس واقعے کو کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے؟ لیکن قربان جایئے اس ذات والا پر، ہر موڑ پر خود آگے بڑھ کر حکمت و دانائی سے مقابلہ کرتے اور اپنے چاہنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایسا بارہا ہوا ہے کہ پولیس کے اعلیٰ

افسران جلسہ رکوانے کے لیے آئے ،لیکن حضرت قبلہ کے متین اورسنجیدہ لب ولہجے سے متأثر ہوکر،خودشریک اجلاس ہوگئے ۔
حضوراشرف الفقہاء نے مصلحت کے نام پرکبھی مداہنت کواختیارنہیں فرمایا۔مفتی اعظم کے پروردہ ہیں ،شریعت پراستقامت اورحق بیانی آپ کاطرۂ امتیازرہاہے۔یہ ایسی خوبی ہےجس کی گواہی اغیاربھی دیتے ہیں ۔ہمیں فخرہے کہ ہم ایسےمرشد کے دامن ارشادسے وابستہ ہیں ۔اللہ کریم حضوراشرف الفقہاء کے مرقدکواپنے انواروتجلیات کامخزن بنائے ،آپ کی نسبت کوہمارے لیے دونوں جہان میں کامیابی کاذریعہ بنائےاورہم سب کوآپ کےنقش قدم پر،تاحیات گامزن رہنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

حضور اشرف الفقہاء ایک عہد ساز شخصیت

محمد عبید اللہ خان مصباحی
استاذ: جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں

خدائے وحدہ لاشریک کی رحمت جب کسی جانب متوجہ ہوتی ہے تو اسے کمال کی بلندیوں تک پہنچا دیتی ہے۔ اور پھر راہِ حق کا وہ مسافر دین وسنیت کی توسیع واشاعت میں غیر معمولی قوت پاتے ہوئے پیاسی روحوں کو سیراب کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے، اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہر جہت سے اللہ کے بندوں کی اصلاح کی جائے، تاکہ دارین کی سعادتیں ان کا مقدر بن جائیں۔

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمۃ انھیں خوش نصیبوں میں سے تھے جنھیں رب کریم نے مختلف خوبیوں سے نوازا تھا۔ زہد وتقویٰ، اتباع شریعت وطریقت، عبادت وریاضت، عزم واستقامت اور اخلاق وکردار کی بلندی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ بیک وقت معقولات ومنقولات کے بلند پایہ مدرس ہونے کے ساتھ فقہی گتھیاں سلجھانے والے عظیم فقیہ تھے۔ جب کبھی فقہی سیمیناروں میں شرکت کرتے تو بحثوں کو غور سے سماعت کرتے اور اپنی مناسب رائے پیش کرتے۔ فتویٰ نویسی میں تو ایسی مہارت حاصل تھی کہ آپ برجستہ لکھتے اور لکھاتے، آپ کے فتاوے دیکھ کر معروف علمائے کرام اور مفتیانِ عظام آپ کے علمی فضل وکمال کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے، اس طرح آپ کو اشرف الفقہاء کہا گیا۔

آپ کو تحریری وتصنیفی کاموں سے بھی بڑا ذوق رہا، حالات کے تقاضے کے مطابق کئی اہم کتابیں تصنیف فرمائیں۔ چند کے اسما درج ذیل ہیں:

[۱] مسائل سجدۂ سہو

[۲] تحسین العیادۃ

[۳] ارشاد المرشد

[۴] خطباتِ کولمبو

[۵] رمضان المبارک کے فضائل ومسائل

[۶] خطباتِ اشرف الفقہاء

[۷] تنویر العین

[۸] تنویر التوقیر ترجمۃ الصلوٰۃ علی البشیر

[۹] فتاویٰ اشرف الفقہاء

[۱۰] کلامِ مجیب

[۱۱] اشرف النصائح

[۱۲] تابش انوار مفتی اعظم

[۱۳] پیکر استقامت و کرامت

ان میں بعض تصانیف اب تک غیر مطبوع ہیں۔

نعت و منقبت نگاری سے بھی آپ کو کافی دل چسپی رہی۔ کلام مجیب اسی کی یادگار ہے۔ جس چیز کو سب سے زیادہ آپ نے تبلیغ دین کا ذریعہ بنایا وہ آپ کی خطابت اور وعظ و نصیحت ہے۔ میدانِ خطابت کے تو آپ شہ سوار مانے جاتے تھے، نا منقح مسائل کا حل اتنے آسان پیرائے میں بیان فرماتے کہ مجمع اَش اَش کرتا رہ جاتا۔ اندازِ تفہیم اس قدر دل نشیں کہ نظیر ملنا مشکل۔ احقاق حق اور اہل سنت کی بالا دستی کے لیے جس بھی نوعیت کی تقریر کا آپ سے مطالبہ ہوتا؛ فوراً حاضر ہو جاتے۔ اور ایسی برجستگی اور خود اعتمادی کے ساتھ بیان فرماتے کہ لگتا کہ مہینوں سے اس کی تیاری کی ہو۔ جملہ سلیس، روانی معتدل، وضوح واختصار کا خاص لحاظ، نہ یوں کہ اکتاہٹ ہونے لگے نہ ایسی کہ مراد واضح نہ ہو۔ غرض یہ کہ جیسی ضرورت ویسی خطابت ہوتی۔ اور چوں کہ اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے آپ کے گہرے تعلقات و مراسم تھے، بایں وجہ آپ کی اکثر تقاریر اعلیٰ حضرت کے اشعار کی تشریحات پر مبنی ہوتیں، خصوصاً اعلیٰ حضرت کے ان اشعار کو موضوعِ سخن بناتے جن سے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع پھوٹتی اور ردِ بد مذہباں ہوتا۔ اپنے پیرو مرشد تاجدارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم کی کرامتیں تو بڑے ہی دل نشیں انداز میں والہانہ انداز میں بیان فرماتے۔

راقم الحروف کو یاد آتا ہے وہ جلسہ غالباً ۲۰۱۶ء میں امراوتی مہاراشٹر کی سرزمین پر منعقد ہوا تھا، ناچیز بھی مدعو تھا اور تاج الشریعہ کو ٹریفک کے سبب جلسہ گاہ پہنچنے میں تاخیر ہو رہی تھی اور مجمع بے قابو ہو رہا تھا، ایسے نازک وقت میں حضور اشرف الفقہاء نے مائک سنبھالا۔ مجمع سنبھالا اور حضور مفتی اعظم کی کرامات بیان کرنا شروع کیں تو وہ مجمع جسے جلسہ کمیٹی کے افراد سنبھالنے میں عاجز تھے اس پر ایک دم سکوت طاری ہو گیا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ آپ نے بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اور اس طرح لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے قریب کرتے رہے۔

حضور اشرف الفقہاء نے ایسے دور میں ناگپور کے مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت اور ان کی ملی قیادت کا بیڑا اٹھایا

تھا جب محض ناگپور ہی نہیں بلکہ پورے صوبہ مہاراشٹر میں اہل سنت کی آواز نیم جاں ہو چکی تھی۔ (اگرچہ بعض علما اپنے اپنے علاقے میں متحرک تھے۔) اور مسلمانوں کی دینی و علمی، تہذیبی و تمدنی چراغ کی لو مدھم پڑ چکی تھی۔ خصوصاً خاندیش، ودربھ، مراٹھواڑے میں افسردگی و اضطراب کے بادل منڈلا رہے تھے۔ ایسے نازک ترین دور میں اصلاحِ ایمان و عمل کے میدان میں قدم رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی؛ مگر آپ ہر خوف سے بے خوف اور ہر خطرہ سے بے نیاز ہو کر مسلمانوں کے درستی عقائد اور اصلاحِ عمل کی جانب متوجہ ہو گئے۔ اور تنہا بیک وقت کئی محاذ سے کام شروع فرما دیا۔

جب آپ نے مسلمانوں کے اندر علمی انحطاط دیکھا، دینی پستی دیکھی تو درس و تدریس کا محاذ کھولا۔ اور دار العلوم امجدیہ قائم فرما کر باضابطہ درجۂ عالیہ کی تعلیم شروع فرمائی۔ جو بغیر کسی تعطل کے آج بھی جاری ہے۔ دوسری طرف فقہ و افتا کا محاذ قائم کیا۔ اور مفتی اعظم مہاراشٹر کا منصب بخوبی نبھایا۔

ایسے نازک موڑ پر جب کہ منہیاتِ شرعیہ کے مرتکبین اور غیر شرعی پیر شہر شہر گاؤں گاؤں گمرہی پھیلا رہے تھے؛ حضور اشرف الفقہاء نے لوگوں کی حفاظت کی، شرعی رہنمائی کی اور سلسلۂ قادریہ کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ آپ نے خلافِ شرع امور سے اجتناب کی تعلیم دی اور شریعت کے احکام پر عمل کا درس دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ جوق در جوق آتے گئے اور سلسلے کے فیض سے مالا مال ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ مہاراشٹر سمیت کئی ریاستوں میں آپ کے بکثرت مریدین موجود ہیں جن میں علما بھی ہیں اور مختلف شعبۂ حیات سے وابستہ سرگرم شخصیات بھی۔

غرض یہ کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ دین و سنیت کی اشاعت میں گزرا۔ آپ نے سنتوں پر عمل کا درس دیا۔ غیر شرعی راہوں سے روکا۔ عقائد کی حفاظت کی نصیحت کی۔ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی تلقین فرمائی۔ گستاخوں سے بچنے کا پیغام دیا۔ آپ کی حیات ہمارے لیے رہبر و رہنما ہے۔

حضور مفتی اعظم مہاراشٹرا اپنی خدمات کے آئینہ میں

نازش المدنی مرادآبادی

شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مفتی مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفاء میں حضور اشرف الفقہاء عمدۃ الخطباء مفتی اعظم مہاراشٹر شارح کلام رضا مفتی مجیب اشرف نوری رضوی قدس سرہ العزیز کی ذات وہ مجمع الکمالات اور منبع الحسنات ذات تھی کہ جن پہ سرکار مفتی اعظم ہند بھی بڑے نازاں تھے اور پیار سے 'ہمارے مولانا' کہہ کر پکارتے تھے، حضور اشرف الفقہاء کی مکمل زندگی خدمت دین متین سے عبارت تھی اب چاہے وہ میدانِ مناظرہ ہو یا خطابت کی دنیا یا تبلیغی اسفار یا تدریسی معاملات یا بیعت وارشاد یا مدارس ومساجد کا قیام یا پھر تنظیموں کا انتظام ونصرام ہر محاذ پہ آپ کی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، جس کا اندازہ مندرجہ ذیل چند نمایاں خدمات سے کیا جاسکتا ہے:

مساجد ومدارس کا قیام

دارالعلوم امجدیہ کا قیام:

جب حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ بعض وجوہات کی بنا پر جامعہ عربیہ اسلامیہ سے مستعفی ہو گئے تو آپ علیہ الرحمہ کو ہمہ وقت ایک ایسا اسلامی قلعہ قائم کرنے کی فکر لگی رہتی جس میں طالبان علوم نبویہ اپنی علمی پیاس بجھا سکیں اسی جذبہ کے پیش نظر 1922ء میں ناگپور کی سرزمین پہ حضور مفتی اعظم ہند اور برہان ملت علیہما الرحمہ کی سرپرستی میں جامعہ امجدیہ کی سنگ بنیاد رکھی اور اس کو خوب جانفشانی کے ساتھ تعمیر کیا اور دھیرے دھیرے یہ ادارہ ناگپور کا ایک مرکزی ادارہ بن گیا، جہاں ہندوستان کی مختلف ریاستوں (مہاراشٹر، ایم پی، اندھرا پردیش، کرناٹک، گجرات بہار، یوپی، کشمیر) کے طلبہ کی ایک بھاری تعداد طلب علم دین میں مصروف ہے۔

دارالعلوم انوار رضا نوساری کا قیام:

آپ علیہ الرحمہ کا ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ الرحمہ نے 1988ء میں نوساری گجرات کی سرزمین پہ ایک عظیم الشان دینی درسگاہ بنام دارالعلوم انوار رضا کا قیام فرمایا جس سے پورا علاقہ مستفیض ومستنیر ہو رہا ہے۔

امجدی مسجد کا قیام:

ناگپور کے محلہ شانتی نگر (جہاں آپ کا کاشانۂ اقدس ہے) میں آپ نے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر فرمائی جس کا شمار ناگپور

کی عظیم ترین مساجد میں ہوتا ہے اور آپ علیہ الرحمہ نے اس مسجد کا نام اپنے خاندانی بزرگ خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ کی طرف منسوب و معنون کیا یہ آپ کی حضور صدر الشریعہ سے غایت درجہ محبت کی دلیل ہے۔ان کے علاوہ بھی آپ علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں درجنوں مساجد و مدارس اور تنظیمیں چل رہیں ہیں، جیسا کہ:

* جامعہ نوریہ بالاکھاٹ مدھیہ پردیش
* دارالعلوم رضائے مصطفیٰ رائچور کرناٹک
* جامعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بنگلور کرناٹک
* داراالعلوم غوث اعظم پور بندر گجرات
* جامعہ اہلسنت صادق العلوم ناسک مہاراشٹر
* دارالعلوم غوث اعظم ناسک مہاراشٹر
* دارالعلوم حنفیہ غوثیہ شیر پور مہاراشٹر
* مدرسۃ البنات الصالحات ناسک مہاراشٹر
* دارالعلوم انوار مصطفیٰ سدھی پیٹھ آندھرا پردیش

جلوس عید میلاد النبی کا اجرا

جہاں آپ کی دیگر بیش بہا خدمات ہیں وہیں آپ کے اجرا، جلوس میلاد بھی نا قابل فراموش ہیں۔1965 میں آپ علیہ الرحمہ نے ناگپور کی سرزمین پر جلوس عید میلاد النبی کا اجرا کیا، اور الحمد للہ آج تک یہ سلسلہ رواں دواں ہے اور واقعی ناگپور کا جلوس میلاد کا منظر دیکھنے کے قابل ہوتا ہے پوری پوری سڑکیں چراغاں ہوتیں ہیں۔اس کے بعد آپ علیہ الرحمہ نے 1978 میں سورت گجرات میں جلوس میلاد کا اجرا فرمایا، جو کہ ہر سال نبی کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت پہ انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ نکلتا ہے۔

غیر مسلموں کا قبول اسلام

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ چوں کہ اکثر تبلیغی دوروں پر رہتے تھے اس لیے بعض مقامات پہ غیر مسلموں نے آپ کے رخ انور اور اخلاق حسنہ کو دیکھ کر آپ کے دست بابرکات پہ اسلام قبول کیا جن کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق 78 سے زائد ہے اور ہزاروں افراد عقائد باطلہ ونظریات فاسدہ سے تائب بھی ہو چکے ہیں۔

تبلیغی دورے

دین وسنیت کی ترویج واشاعت اور لوگوں کی رہبری ورہنمائی کے لیے آپ علیہ الرحمہ اندرون و بیرون ملک میں دینی، فکری اور تبلیغی اسفار فرماتے تھے۔

اندرون ملک اسفار : مہاراشٹرا، آندھرا پردیش، کرناٹک، تاملناڈو، کشمیر، گجرات، راجستھان، یوپی، بہار کے مختلف اضلاع وقصبہ ودیہات میں تبلیغی روحانی دورے فرماتے۔

بیرون ملک : حجاج مقدس، کویت، مصر، عراق، نیپال، سری لنکا، پاکستان، برطانیہ، دبئی، ساوتھ افریقہ وغیرہ کے الگ الگ شہروں میں علمی وروحانی دورے فرماتے تھے۔

مناظرے

احقاق حق وابطال باطل کے جذبہ کے پیش نظر آپ علیہ الرحمہ نے متعدد مناظروں میں شرکت فرمائی جن میں بحمد اللہ تعالی آپ علیہ الرحمہ کو فتح وکامیابی ملی جیسے جھریا دھنباد بہار کے مناظرے میں آپ نے شرکت فرمائی، بنارس کے بجرڈیہا علاقہ میں غیر مقلدوں سے ہوئے مناظرے میں آپ شریک تھے ناگپور میں ارشاد دیوبندی اور طاہر گیاوی جیسے بدباطن سے ہوئے مناظرے میں آپ شریک تھے۔ نیز اٹارسی مدھیہ پردیش میں مناظر اسلام مفتی مطیع الرحمٰن مضطر نوری اور طاہر گیاوی دیوبندی (نیز مولوی نذر محمد دیوبندی) کے درمیان ہونے والے مناظرے میں آپ نے صدارت فرمائی۔

یہ آپ کی چند نمایاں خدمات تھیں، ورنہ تو آپ کی مکمل زندگی خدمت دین متین سے عبارت تھی۔

اللہ جل مجدہ الکریم قبلہ اشرف الفقہاء قدس سرہ کی قبر انور پر نور ورحمت کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں بھی دین کا مخلص خادم بنائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مفتیِ اعظم مہاراشٹر کی جرأت و بہادری

''این آر سی'' اور ''سی اے اے'' کی مخالفت میں ہوئے مظاہروں کی تفصیلات کی روشنی میں

عطاء الرحمٰن نوری (ریسرچ اسکالر)، مالیگاؤں

4؍دسمبر 2019ء کو سٹی زن شپ امینڈمنٹ بل (CAB) ایوان میں پیشی کے بعد آسام خاص طور پر گوہاٹی اور ریاست کے دیگر علاقوں میں مظاہروں کا آغاز ہوا۔ دہلی، بنگلور، احمد آباد، حیدر آباد، جے پور، کولکاتہ اور ممبئی سمیت ہندوستان کے متعدد میٹرو پولیٹین شہروں میں بھی ردّعمل کا اظہار کیا گیا۔ کاٹن یونیورسٹی، گوہاٹی یونیورسٹی، آئی آئی ٹی ممبئی، پریزیڈنسی یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور ہندو بنارس یونیورسٹی سمیت ملک بھر کی کئی یونیورسٹیز میں بھی ردّعمل درج کروایا گیا۔ 16؍دسمبر 2019ء تک احتجاج، ریلیاں اور مظاہرے پورے ملک میں پھیل گئے جس میں میرٹھ، بجنور، چنئی، جے پور، بھوپال، لکھنو اور پانڈیچری سمیت ہندوستان کے تقریباً ہر شہر اور ضلع میں مظاہرے ہوئے۔ مہاراشٹر میں ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس، ممبئی یونیورسٹی، ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر مراٹھواڑہ یونیورسٹی، اورنگ آباد اور ساوتری بائی پھلے پونے یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات نے بھی پُرامن طریقے سے احتجاج درج کروایا۔ نیشنل اسٹوڈنٹس یونین آف انڈیا، اسٹوڈنٹس فیڈریشن آف انڈیا اور یووک کرانتی دَل جیسی تنظیموں کے ممبران نے بھی احتجاج میں حصہ لیا۔

19؍دسمبر کو پولس نے دفعہ 144؍کے نفاذ کے ساتھ ہندوستان کے متعدد حصوں میں مظاہروں پر پابندی عائد کر دی تھی جس کے تحت عوامی جگہ میں 4؍سے زیادہ افراد کے جمع ہونے کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ دارالحکومت نئی دہلی، اُتر پردیش، بنگلور اور چنئی جیسے حساس علاقوں میں پولس نے مارچ، ریلیوں اور مظاہروں کی اجازت سے انکار کر دیا۔ دہلی اور یوپی کے کچھ علاقوں میں انٹرنیٹ سہولت بھی بند رکھی گئی۔ پابندی کو مسترد کرنے کے نتیجے میں ہزاروں مظاہرین کو حراست میں لیا گیا جن میں بنیادی طور پر دہلی میں کئی اپوزیشن لیڈر اور کارکنان شامل تھے جیسے رام چندر گوہا، سیتارام یچوری، یوگیندر یادو، عمر خالد، سندیپ دکشت اور ڈی راجہ وغیرہ۔ حراست میں لیے جانے کے خوف کے باوجود ہزاروں افراد نے حیدر آباد، پٹنہ، چندی گڑھ، ممبئی اور دیگر شہروں میں احتجاج کیا۔ شاہین باغ میں خواتین اسلام نے احتجاج اور مظاہرے کی تاریخ رقم کر دی۔ سول سوسائٹی کے گروپس، سیاسی جماعتوں، یونیورسٹیز اور کالجز کے اسٹوڈنٹس، سوشل ایکٹیوسٹ، سماجی کارکنوں اور عام شہریوں نے حسبِ حیثیت پُرامن طریقے سے مظاہرے کیے۔ مالیگاؤں میں بھی کئی ریلیوں اور مظاہروں کا انعقاد کیا گیا جیسے: اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے ذریعے 24؍دسمبر کو اے ٹی ٹی ہائی اسکول کے کیمپس میں اجلاس کا انعقاد کیا گیا جس میں

مختلف کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ کے ساتھ راقم نے بھی اپنی تقریر کے ذریعے قوم کو مثبت پیغام دینے کی کوشش کی۔

3/جنوری تا 10/جنوری 2020ء تک مالیگاؤں میں پاسبانِ آئین ہند کمیٹی کے ذریعے بھی پُر امن طریقے سے احتجاج درج کروایا گیا۔ 6/جنوری بروز پیر 2020ء کو باپردہ خواتین کی ریلی نکالی گئی، اخبارات کے مطابق اس ریلی میں لاکھوں خواتین نے اپنا احتجاج درج کروایا۔ 14/جنوری 2020ء کو مالیگاؤں کے ہزاروں جیالے اور حساس اسٹوڈنٹس نے ننگے پیر کینڈل مارچ نکالا، اسی طرح مالیگاؤں میں دستخطی مہم بھی چلائی گئی۔

وکی پیڈیا کے مطابق ہندوستان بھر میں جاری احتجاج، ریلیوں اور مظاہروں میں جانی اور مالی نقصان ہونے کے بعد اب پولس اور انتظامیہ کی جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ان مظاہروں کے دوران مظاہرین کے ذریعے نجی اور سرکاری املاک کو جلایا اور تباہ کیا گیا جب کہ مظاہرین اور ذمہ داران کا کہنا ہے کہ پولس زبردستی کیمپس میں داخل ہوئی، طلبہ پر لاٹھی اور آنسو گیس کا استعمال کیا، پولس نے خود بسوں کو نذر آتش کیا اور آتش زنی کی۔ دہلی کے نائب وزیر اعلیٰ منیش سسّودیا نے اپنے ٹوئیٹر ہینڈل پر پولس کے ذریعے املاک کو نقصان پہنچانے والی ویڈیو کلپ اپلوڈ کر کے پیغام لکھا کہ 2020ء میں دہلی میں ہونے والے الیکشن کی خاطر منافرت اور تفرقہ پھیلایا جا رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق آسام میں مظاہرین پر پولس نے گولہ بارود کا استعمال کیا جس میں دو نابالغ بچوں کی بھی موت واقع ہوئی۔ یوپی میں اسٹوڈنٹس ریلی سے ٹیم لیڈر کو اٹھا کر دوسری جگہ لے جا کر گولی ماری گئی۔ اب تک سیکڑوں طلبہ وطالبات زخمی ہو چکے ہیں، ہزاروں افراد حراست میں ہیں اور درجنوں اموات ہو چکی ہیں۔ یوپی میں سی سی ٹی وی کیمرے کی فوٹوز سے لوگوں کو حراست میں لیا جا رہا ہے، بعض مقامات پر بینرز بھی نصب کیے گئے ہیں اور لوگوں سے اپیل کی جا رہی ہے کہ فوٹوز میں موجود لوگوں کی نشاندہی کریں۔ چند شہروں میں بشمول مالیگاؤں CAA کی حمایت میں ریلیاں نکالی گئی ہیں، ان مقامات میں پولس انتظامیہ ان ریلیوں کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آئی جب کہ پُر امن طریقے سے احتجاج کرنے والوں کے خلاف پولس نے سخت رویہ اختیار کیا تھا۔ ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پولس اعتدال کی راہ پر ہے؟ یا برسر اقتدار قوتوں کی کٹھ پتلی بن کر ان کے اشاروں پر رقص کر رہی ہے۔ اس طرح کی کئی مثالیں ہیں جن سے پولس اور انتظامیہ کی تانا شاہی ظاہر ہوتی ہے۔ پولس کی اس کارروائی پر بڑے پیمانے پر تنقید کی گئی اور اب بھی کی جا رہی ہے اور اس کے نتیجے میں ملک بھر کے طلبہ یکجہتی کے لیے تادمِ تحریر احتجاج کر رہے ہیں۔ اب تک دو درجن سے زائد یونیورسٹیز، کالجز اور مدرسوں میں طلبہ وطالبات نے اس ایکٹ کے خلاف احتجاج درج کروایا ہے۔

تادمِ تحریر مہاراشٹر، بہار، اڑیسہ، پنجاب، چھتیس گڑھ، کیرالا، ویسٹ بنگال، راجستھان، مدھیہ پردیش، دہلی اور آندھرا پردیش جیسی بڑی ریاستوں اور یونین علاقہ (UT) کے وزرائے اعلیٰ نے اعلان کیا ہے کہ وہ CAA اور NRC کو اپنی ریاست میں نافذ نہیں کریں گے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سینٹرل گورنمنٹ کے قانون کو ریاست میں نافذ نہ ہونے سے کیسے روکا جا سکتا ہے؟ اس کا نفاذ ہونا تو

بہرحال طے ہے کیوں کہ ہندوستان کا نظام پارلیمنٹری ہے۔ پھر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اس طرح کے بیانات کیوں دیے جار ہے ہیں؟ کیا ان ریاستوں کے وزراے اعلیٰ اپنے ان بیانات کو ریاستی حکومت سے منظور شدہ دستاویزات میں تحریری شکل میں دے سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر جھوٹا دلاسہ کیوں دیا جارہا ہے؟ یا پھر ایسا کوئی قانونی مرحلہ ہے جس کی بنیاد پر ہر ریاست اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سینٹرل گورنمنٹ کے قانون پر بندش لگا سکتی ہے؟

این آر سی کا راستہ صاف کرنے کے لیے سی اے بی کو سی ڈبل اے بنانے کے بعد این پی آر کا فیصلہ کرنے کی وجہ سے بھارت میں ہر طرف بے چینی ہے جو کہ این آر سی کی طرف پہلا قدم ہے، اس لیے ہر سماج کے لوگ اختلاف اور مخالفت کر رہے ہیں۔ دھرنوں پر بیٹھے طلبہ، بی جے پی کے نتن گڈکری اور گجرات کے وزیر اعلیٰ روپانی کی اِس بات پر بہت زیادہ غصے میں ہیں کہ مسلمانوں کے پاس 150/ملک ہیں لیکن ہندوؤں کے پاس صرف ایک دیش بھارت ہے۔ حالاں کہ مسلمانوں کے صرف 54/ملک ہیں لیکن اگر تعداد کی بنیاد پر شہریت اور پناہ دینے کی بات کریں گے تو CAA سے عیسائیوں کو نکالیں کیوں کہ ان کے سو سے زیادہ ملک ہیں۔ اُس لسٹ سے بودھ دھرم کو بھی نکال دیں کیوں کہ ان کے پاس میانمار، سری لنکا، جاپان اور تھائی لینڈ جیسے چار ملک ہیں اور کس نے کہہ دیا کہ ہندوؤں کا صرف ایک ملک ہے؟ نیپال بھی تو ہندوؤں کا دیش ہے اور بھارت کے ڈھونگی بابا نتیانند نے امریکہ کے ایک جزیرے پر صرف ہندوؤں کے لیے ہی ایک ملک بسایا ہے، اس کو بھول گئے؟

آدی باسی، ایس سی، ایس ٹی سماج کے ہندو طلبہ نے بھارت ماتا سے ہی سوال کر دیا ہے کہ من سمرپت، تن سمرپت اور جیون سمرپت (تن من دھن اور جیون قربان) کرنے کی بات ہم کیسے قبول کرلیں جب کہ آدھونِک کرن کے نام پر ہماری کاشت کی زمینیں چھین لی گئی ہیں اور ہمیں بندھوا مزدور بننے پر مجبور کر دیا گیا ہے اور جب اپنے حق کی آواز اٹھائی تو ہمیں نکسل کہہ دیا، فرضی انکاؤنٹر میں ہمارے بہت سے لوگوں کو مار دیا گیا پھر جب ہم نے لکھنا پڑھنا شروع کیا ہے تو بھارت سرکار ہمارے ریزرویشن کو ختم کرنے لگی ہے اور آج ایک کالا قانون بنا کر ہماری شہریت کا ثبوت مانگنے لگی، اُسے پتہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی بھومی نہیں اور جب بھومی نہیں تو کوئی دستاویز کہاں سے دیں گے؟

طلبہ نے سوال اٹھایا ہے کہ 5/سو سال کی پرانی بابری مسجد کے دستاویز دِکھانے اور ثبوت پیش کرنے کے باوجود سپریم کورٹ نے بابری مسجد کی زمین مسلمانوں کو واپس نہیں کی تو 70/سال پہلے کے دستاویز دِکھانے پر بھی ہماری شہریت کے ثبوت کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟ دھوکہ فریب کی ایک نہیں اَنیک مثالیں ہیں یہاں۔

کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے گجراتی اور ہندوستانی نژاد طلبہ نے بھارت سرکار سے پوچھا ہے کہ دنیا کے 20/ملکوں میں بھارت کے شہری بڑے بڑے سیاسی عہدوں اور سماجی منصبوں پر فائز ہیں، وزیر اعظم بھی ہو چکے ہیں اور عہدۂ صدارت کے امیدوار بھی

ہیں۔ممبر آف پارلیمنٹ تو بہت ہیں۔اگر وہاں کی سرکاروں نے بھی فیصلہ کرلیا کہ 1971ء سے پہلے دوسرے ملکوں سے آنے والے لوگ اپنی شہریت کا ثبوت پیش کریں ورنہ دیش کو چھوڑنا ہوگا تو پھر ہمارا حشر کیا ہوگا؟

دوسرے ملکوں میں شہری بن چکے اور نوکری کرنے والے چار کروڑ 85/لاکھ ہندوستانیوں کی ترجمانی کرتے ہوئے دلت ہندوسماج کے طلبہ نے ایک رپورٹ میں بھارت سرکار سے پوچھا ہے کہ اتنے لوگ واپس کردیے گئے تو پھر بھارت میں بے روزگاروں کی تعداد کیا ہوگی؟ سرکار گنتی شروع کردے کہ بھارت کے 6/کروڑ 50/لاکھ شہری باہر کے دیشوں میں رہتے ہیں جن میں 3/کروڑ 10/لاکھ وہاں کے شہری بن چکے ہیں اور بھارت کے بھی شہری ہیں جن کو ''این آر آئی'' کہتے ہیں۔ایک کروڑ 75/لاکھ ہندوستانی دوسرے ملکوں میں نوکری کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہر سال 75/ارب امریکی ڈالر آمدنی ہمارے دیش کو ہوتی ہے۔مودی جی یہ آنکڑا یاد رکھتے ہوئے جواب دیں کیوں کہ آپ کے ایک وزیر نے بیان دیا ہے کہ پاسپورٹ شہری ہونے کا دستاویزی ثبوت نہیں تو کیا آپ کی سرکار پاسپورٹ کو نہیں مانتی ہے جس کی بنیاد پر ہمارے 7/کروڑ ہندوستانی دوسرے دیشوں میں آرام سے اور آزادی سے رہتے ہیں؟

بھارت کے لوگوں نے این پی آر کا اعلان کرنے کے بعد بڑی بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ سوال کیا ہے کہ پاسپورٹ، پین کارڈ، آدھار کارڈ، ووٹر کارڈ، راشن کارڈ، ڈی ایل بھارتی ہونے کا ثبوت نہیں تو پھر 30/کروڑ ہندوستانی کیا کریں گے جن کے پاس زمین جائیداد نہیں؟ گھومنتو ذاتی کے 15/کروڑ ہندوستانی کیا کریں گے جو آج یہاں تو کل وہاں رہتے ہیں۔ایک کروڑ سات لاکھ بے گھر کہاں جائیں گے؟ اپنے شہری ہونے کا دستاویز بنانے اور تلاش کرنے پر 8/لاکھ 45/ہزار ادی باسی شہری اپنے کو کیسے پروف کریں گے جن کو آپ نے نکسل قرار دیا ہے؟ 20/کروڑ لوگ ہر سال سیلاب کا درد برداشت کرتے اور گاؤں گھروں اور شہروں میں آگ لگنے کی وجہ سے سبھی دستاویز گنوادیتے ہیں، ان کی شہریت کے ثبوت کا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟ کون سی تاریخ طے کریں گے ان کے لیے؟

بھارت کے دینی مدرسوں کے طلبہ نے بھی علمائے ہند سے سوال کیا ہے کہ این آر سی کے سمندر سے ارتداد کا طوفان آپ حضرات کو نظر نہیں آتا؟ تاریخ گواہ ہے کہ اسپین کی شہریت نہ ملنے اور ملک بدر کردیے جانے کے خوف سے بہت سے مسلمان عیسائی بن گئے۔اسی طرح گزشتہ تین دہائیوں میں بھی کئی ملکوں میں ہوا ہے پھر بھی اپنے مسلم عوام کی فکر نہیں تو آپ کی خاموشی کا انجام بھیانک ہوسکتا ہے۔

ہندوستان میں موجود خانقاہوں کے سجادگان، شہزادگان اور وابستگان نے بھی حق کی آواز بلند کی ہے۔مدارس اسلامیہ کے بانیان اور علمائے کرام نے بھی مورچوں اور میمورنڈم کے ذریعے این آر سی، سی اے اے اور ترمیم شدہ این پی آر پر اپنا احتجاج درج کروایا ہے۔

20/دسمبر 2019ء بروز جمعہ، دوپہر 2 بجے ناگپور شہر میں چٹنیس پارک سے ودھان بھون چوک تک ہندو مسلم سکھ عیسائی محبانِ وطن کا عظیم الشان احتجاجی مورچہ نکالا گیا۔اس عظیم الشان مورچے کی قیادت مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ نے فرمائی تھی۔مفتی اعظم مہاراشٹر کی قیادت میں نکلنے والے مورچے میں تقریباً 2 سے 3 لاکھ محبان وطن نے شرکت کی تھی۔مورچے کے اختتام پر

میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا تھا:

''مفتی اعظم مہاراشٹرا اپنی قوم سے اور ہندوستان میں رہنے والے تمام ناگرکوں سے خطاب کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ آج ہم نے جو مورچہ نکالا ملک کے سموِ دھان کی حفاظت اور اس کو بچانے کے لیے جس میں لاکھوں لوگوں نے مسلمان اور غیر مسلم حضرات شریک ہوئے اور انھوں نے ہمارا ساتھ دیا، اسمبلی ہم پہنچے۔ چیف منسٹر صاحب نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ ہمارا سواگت کیا اور انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے یہ کہا کہ آپ لوگ ڈر کر روڈ پر نکلے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم ڈر کر نہیں، خوشی میں نکلے ہیں کہ آپ ہماری بات سنیں۔ ہم جو میمورنڈم دے کر جا رہے ہیں اس کے بارے میں ہمارے سی ایم صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ میں پوری سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کروں گا۔ انھوں نے کہا کہ اگر این آر سی کے سلسلے میں کوئی بات ہوئی تو میں آپ کے ساتھ ہوں اور تمام مہاراشٹر کے رہنے والے خاص طور سے مسلمانوں کو میں یہ آگاہ کرتا ہوں، تلقین کرتا ہوں کہ جذبات میں آکر کوئی توڑ پھوڑ یا جھگڑے لڑائی اور انتشار کی بات سے اپنے آپ کو بچائیں، ملک کی سمپتی کو برباد کرنا خود اپنی سمپتی کو برباد کرنا ہے۔ مل جل کر رہنے میں سب سے زیادہ اچھائی اور اسی میں شانتی ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

علماے کرام اور قائدین اہل سنت کی سرپرستی میں مورچوں اور مظاہروں کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ مگر یہ بھی سچائی ہے کہ ابتدائی ایام میں دینی طبقے کی جانب سے مسلسل خاموشی کا مظاہرہ کیا گیا۔ تمہیدی کلمات میں پیش کیے گئے ناموں سے قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ملک کی سالمیت، قوم کی بقا اور مذہبی طبقاتیت کے خلاف آواز بلند کرنے والوں میں سرفہرست عصری علوم سے وابستہ افراد تھے۔ کالجز اور یونی ورسٹیز کے طلبہ و طالبات نے ظلم و جبر برداشت کرتے ہوئے حریت کا نعرہ بلند کیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ دینی ادارے حکومت وقت سے خائف ہیں یا حکمت و مصلحت کی چادر اوڑھے سوئے ہیں یا انھیں مستقبل قریب میں حکومت کے ذریعے ہونے والی انکوائری کا ڈر کفِ لسان اختیار کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ خیر، وجہ جو کچھ بھی ہو، عوام میں دین دار طبقے کے خلاف چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں۔ بعض مدارس کے طالب علموں نے اپنا احتجاج کیمپس کا دروازہ بند کر کے اندرونی حصے میں درج کروایا تھا جسے مصلحت اندیشی کی بجائے کم ہمتی سے تعبیر کیا گیا۔ انقلاب 1857ء میں علماے کرام، بانیان مدارس اور خانقاہوں کے ذریعے جس طرح کا نعرۂ مستانہ بلند کیا گیا تھا اس کی آواز 2019ء میں گُل ہو چکی تھی۔ بڑی بڑی قد آور شخصیات تحریر و تقریر سے کترا رہی تھیں۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ نے لاکھوں سرفروشوں کے ہمراہ صداے حق بلند کیا اور مہاراشٹر کے انیسویں نومنتخب وزیر اعلیٰ ادھو ٹھاکرے کے سامنے قوم مسلم کے مسائل کو بیان کیا اور ''این آر سی'' اور ''سی اے اے'' کے نفاذ پر قوم مسلم اور دیگر طبقوں کو ہونے والے نقصان کے خدشات کا برملا اظہار کیا۔

نوجوان، طاقت ور اور سالم و فربہ اہل جبہ و دستار کی خاموشی میں ایک بزرگ بلکہ بقول حضور امین ملت ''85 رسالہ جوان'' کی

جواں مردی، بے باکی اور مردانگی بھرا یہ اقدام صدا بہ صحرا ثابت نہیں ہوا۔ منبر و محراب کے مکینوں کی خاموشی ختم ہوئی، یکے بعد دیگرے مظاہروں کا سلسلہ دراز ہوا، دیگر افراد کے مظاہروں میں شرکت کا آغاز ہوا، لوگوں کا اعتماد دوبارہ بحال ہوا، اور پھر چہار جانب سے علما و صلحانے آوازیں بلند کرنا شروع کیں، مورچوں اور مظاہروں میں تقاریر کا سلسلہ دراز ہوا۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے کہ راقم دینی طبقے میں احتجاج اور مظاہروں کی اوّلیت کا تاج مفتی اعظم مہاراشٹر کے سر سجانا چاہتا ہے مگر اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جس وقت مفتی اعظم مہاراشٹر نے پہل کی تھی اس وقت تک دین دار طبقے میں شہر خموشاں کی طرح خموشی طاری تھی۔ آپ کے بعد رفتہ رفتہ یہ جمود ختم ہوا اور مظاہروں کا سیل رواں بنتا گیا۔ اسی اثنا کرونا وائرس جیسی وبائی بیماری نے پوری دنیا سمیت ہندوستان کو بھی اپنی چپیٹ میں لے لیا۔ حفظ ماتقدم کے تحت احتجاج اور مظاہروں کو بند کروایا گیا۔ پورے ملک میں لاک ڈاؤن کا نفاذ ہوا، اور اسی لاک ڈاؤن میں مفتی اعظم مہاراشٹر جیسی عظیم ہستی ہمیں داغِ مفارقت دے گئی۔ سال 2020ء میں بڑی بڑی شخصیات نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس لیے بعض علمانے اس سال کو ''عام الحزن'' سے تعبیر کیا ہے۔ بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اہل علم کا سایہ دراز فرمائے اور مسلمانوں کو شریروں کے شر اور ظالموں کے ظلم سے محفوظ رکھے۔ آمین!

باب-6

یادوں کے نقوش

عالم ربانی

افتخار احمد قادری

دارالعلوم قادریہ غریب نواز، لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

[۱] علمائے امت! روح کائنات سید مخلوقات فداہ ابی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب اور نمائندہ ہوتے ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغامات وہدایت کو افراد امت تک پہونچانے کا نہایت اہم فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اور تا قیام قیامت یہی مبارک سلسلہ رہے گا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اللھم ارحم خلفائی ،قالومن خلفائك یارسول اللہ؟

قال:الذین یردون احادیثی ویعلمونھا الناس (ارشاد الباری شرح البخاری)

اے اللہ! میرے نائبین پر کرم فرما، صحابہ نے عرض کیا۔ حضور آپ کے نائبین کون ہیں؟ سرکار نے فرمایا: وہ لوگ جو میری حدیثوں کو بیان کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان سے نکلنے والے احکام، ہدایات، فوائد وحکم سے لوگوں کو روشناس کرتے ہیں۔

سبحان اللہ! علمائے امت کا مقام ومنصب کتنا عظیم ہے کہ یہ حضرات آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائبین اور اسسٹنٹ ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب ذوالجلال کے نائب اعظم ہیں اور حضور کے نائبین علمائے ذوی الوقار ہیں، درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ڈائریکٹ حضور کو یہ اسسٹ کرتے ہیں۔ صحیح معنوں میں علمائے امت کی شان وشوکت کو واشگاف کرنے والی آیات ودیگر احادیث نہ ہوتیں تو بس یہی ایک حدیث ہی ان کی عظمت کے لیے کافی اور وافی تھی۔

پوری دنیائے اہل سنت شاہد ہے کہ عالم ربانی، فاضل صمدانی، مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کی بابرکت شخصیت پر یہ حدیث صادق آتی ہے، بلاریب انھوں نے اپنی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ اس عظیم خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا کہ ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک اور مقدس تعلیمات کو لوگوں تک پہونچائیں، اور افراد امت اس

پرنور ہدایات سے اپنے ماحول کو درخشندہ کریں۔رب کائنات موصوف کی خدمات جلیلہ کو شرف قبول عطا فرمائے۔

اپنے وطن میں عموماً شخصیات کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی اور خاص طور سے زندگی میں تو اور بھی اعتنا کم ہوتا ہے مگر حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ اس سلسلے میں بھی ممتاز و منفرد تھے وطن جب کبھی تشریف لے جاتے تو لوگ طرح طرح سے مستفید ہوتے جگہ جگہ تقریری پروگرام بھی کرتے اور علمی افادیت کا سلسلہ جاری رہتا۔

ناگپور مہاراشٹر آپ کا مرکز عمل تھا اس شہر کو آپ نے خوب خوب سیراب کیا، عالم شباب میں تعلیم و تدریس وخطابت سے اس کو منور و مستحکم کرتے رہے، پھر آپ نے اسی سرزمین پر ۱۹۶۶ء میں تاریخی ادارہ جامعہ امجدیہ قائم فرمایا۔تقریباً نصف صدی پیشتر اس ادارہ کا قیام عمل میں آیا جب سے آج تک اس ادارہ سے پورے ہند کے طلبہ اکتساب فیض کرتے رہے ہیں اور اس شہر کے مختلف علاقوں میں جامعہ کی برانچوں کو قائم کر کے آپ نے ایک علمی شہر بنادیا جن کی نورانیت سے پورا شہر جگمگا رہا ہے۔

☆☆☆

[۲] اپنی حیات کے دور اخیر میں توڈھابیل کے نواح میں نوساری کی سرزمین پر ۱۹۸۸ء میں دارالعلوم انوار رضا اپنے محبوب تلمیذ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کی معیت میں اس ادارہ کی اساس رکھی؛ اور آج یہ ادارہ اپنے مدرسۃ البنات کے ساتھ ایک بہت بڑا علمی تناور درخت بن چکا ہے؛ اور خوب پھل پھول رہا ہے۔ان دونوں اداروں کے طلبہ اور طالبات نہ صرف اہل گجرات کی علمی پیاس بجھارہے ہیں بلکہ ہند کے بہت سارے صوبوں کے تشنگان علم ان سے سیراب ہورہے ہیں؛ اور علوم اسلامیہ اور تربیت شریعت سے خود کو مزین اور آراستہ کررہے ہیں۔نوساری کے قریب ڈھابیل یہ وہ علاقہ ہے جہاں اغیار کا ایک بڑا علمی مرکز ہے، اس کے قرب وجوار میں قدم جمالینا اور ادارہ قائم کر کے اس کو مسلسل ترقیاں دینا یقیناً استقامت فی الدین اور جہاد کا ایک عظیم مظہر ہے۔

اگر برق و صیاد کی ضد یہی ہے
بنائیں گے ہم بھی یہیں آشیانہ

حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ نے یہ ادارہ قائم فرما کر نہ صرف ایک عظیم عزیمت کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ پورے اہل سنت کا فرض کفایہ بھی ادا کیا ہے۔رب تعالیٰ ان کے درجات میں اضافہ فرمائے اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کے برکات میں فزونی فرمائے۔آمین

☆☆☆

[۳] علمی مراکز کے ساتھ "وماخلقت الجن والانس" کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آپ نے متعدد مساجد کی

تاسیس بھی فرمائی۔ ۱۹۸۵ء میں محلہ شانتی نگرنا گپور میں ''امجدی مسجد'' کی بِنا رکھی جو تاہنوز تعمیری مراحل سے گزر رہی ہے۔ اپنے وطن گھوسی میں ''مسجد آمنہ'' کی تاسیس کے ساتھ اس کی پوری عمارت مکمل کرائی یہ مسجد گھوسی کی مساجد میں نہایت حسین وجمیل مسجد ہے تعمیر مسجد کے ساتھ تسلط مساجد میں بھی آپ بے نظیر تھے، سورت شہر کے مختلف علاقوں میں متعدد مساجد پر قبضہ آپ کے تاریخی کارناموں کا روشن باب ہے۔

☆☆☆

[۴]　زندگی کے ہر دور میں لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا اور دین کی مبارک ہدایات سے افرادِ امت کو مزین کرنا اور جہاں آپ ہیں وہیں دینی ماحول بنانا اور لوگوں کو دین سے قریب کرنا اور ان میں اسلامی روح پھونکنا آپ کی طبیعت ثانیہ تھی۔

رب ذوالجلال نے آپ کو پچیس سے زیادہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ ان مبارک سفروں میں موقع بموقع تعلیمی مجلس منعقد کرنا اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پند و نصائح سے نوازنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

مکہ مکرمہ کے مبارک علاقہ منیٰ میں بھی حجاج کرام کو وعظ و نصیحت دینا اور مسائل حج سے ان کو آگاہی دینا آپ کا امتیازی عمل تھا، تقریباً ہر حج میں بے شمار افرادِ امت کو صحیح مسائل اور تحقیقی فتاویٰ سے روشناس کرانا آپ کا امتیازی وصف تھا ہر شخص سے محبت کرنا خواہ چھوٹا ہو، بڑا ہو، بوڑھا ہو، جوان ہو، متحابین فی اللہ ۔ حدیث مبارک کا ٹکڑا ہے۔ اللہ کے لیے محبت کرنے والے یہ ہیں اللہ کے خاص بندے، یہ عنصر حضرت مفتی مجیب اشرف میں بدرجۂ اتم موجود تھا ع

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

الحب للہ سے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب بہت سے معرکے سر کر لیتے تھے۔ دو متحارب افراد یا دو محارب گروپ میں صلح و امن کا ماحول پیدا کرنا آپ کو ورثہ میں ملا تھا، ان کے والد ماجد مکرم الحاج محمد حسن علیہ الرحمہ کے ہاتھوں وطن میں بے شمار اختلافات اور جھگڑے آناً فاناً فنا ہو جاتے تھے۔ یہ عنصر حضرت مجیب اشرف میں بھی بڑا اور نمایاں تھا۔

☆☆☆

[۵]　مقام حیرت ہے کہ حضرت مفتی مجیب اشرف نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود بھی تحریری و تقریری؛ بڑے معیاری نمونے بھی یادگار چھوڑے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) المرویات الرضویۃ فی الاحادیث النبویۃ:

اب سے ۲۵ سال قبل آپ نے احادیث کا ایک خوبصورت مجموعہ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصانیف سے

تیار کیا تھا جو ابھی تشنہ طباعت ہے۔

(۲) تنویر التوقیر ترجمۃ الصلاۃ علی البشیر النذیر:

جو تین سو صفحات پر مشتمل ہے، اس میں درود پاک کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔

(۳) مسائل سجدۂ سہو:

سجدۂ سہو کے مسائل واحکام پر نہایت مفید اور تحقیقی کتاب ہے، ۱۲۸ر صفحات پر مشتمل یہ اہل سنت کے لیے ایک نادر نگارش ہے۔

(۴) تابش انوار مفتی اعظم:

علامہ موصوف نے اس کتاب میں حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی شخصیت سے متعلق اپنے مشاہدات درج کیے ہیں، جو سفر وحضر میں آپ نے ہادی ومرشد کی مقدس زندگی کا مطالعہ اور مشاہدہ کیا تھا۔

(۵) خطبات کولمبو:

سری لنکا کے سفر میں آپ نے متعدد خطبات ڈیلیور کیے ہیں، جو نہایت وقیع پر مغز اور تحقیقی تقریریں ہیں۔ الحمدللہ یہ کتاب منظر عام پر آچکی ہے جس سے اہل ذوق سیراب ہو رہے ہیں۔ آپ کی یہ ساری نگارشات بھی اہل سنت کے لیے ایک اہم اور زبردست علمی ذخیرہ ہیں؛ جن سے عالم سنیت اور عالم ثقافت مستنیر ہو رہے ہیں۔

الحاصل! آپ کی شخصیت ''ایک عالم ربانی'' کی شکل میں افق عالم پر درخشندہ ہے، اب سے تقریباً چھے ماہ قبل آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، موت العالم موت العالم۔

یقیناً آپ کا سانحۂ ارتحال ایک عالم کی موت اور اہل سنت کے لیے ایک نا قابلِ تلافی خسارہ ہے؛ مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولی۔

مضت الدهور فما اتين بمثله ولقد اتى فعجزن عن نظرائه۔

ترجمہ:۔ صدیاں گزر گئیں مگر اس کی مثال نہ لاسکیں اب جب وہ آگیا تو اس کی نظیر لانے سے قاصر ہیں۔ اہل سنت کی مرنجاں مرنج کار آمد اور انقلابی شخصیت اور عالم ربانی سے ہم محروم ہو گئے۔

رب ذوالجلال اپنے حبیب گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں خال کریم حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ کے درجات میں اضافہ فرمائے اور ان کے محبین کو توفیق مرحمت فرمائے کہ ان کے چھوڑے ہوئے مبارک کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ اجمعین۔ ☆☆☆

اشرف الفقہاء کچھ یادیں کچھ باتیں

ڈاکٹر سہیل انور اعظمی
برکات کلینک، گھوسی، مئو

مورخہ ۶/اگست ۲۰۲۰ء صبح ۱۱/بجے میرے بھائی محترم جناب ڈاکٹر جاوید ظفر صاحب نے ناگپور سے یہ جانکاہ خبر دی کہ افسوس اب ہمارے خالو جان یعنی حضور اشرف الفقہاء ہمارے درمیان نہ رہے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ یہ خبر وحشت اثر سن کر غم اندوہ کا ایسا پہاڑ ٹوٹا کہ کچھ دیر کے لیے سکتہ میں پڑ گیا ذہن ماؤف ہو گیا مگر معاً بعد دل نے کہا کہ یہ تو مشیت الٰہی ہے، دنیا فانی ہے، سب کو ایک نہ ایک دن دنیا سے رخصت ہونا ہی ہے۔

گزشتہ ایک ماہ سے آپ صاحب فراش تھے اس لیے روزانہ ہی خیریت دریافت کرتا، یہ سن کر قدرے اطمینان ہوا کہ اب صحت پہلے سے بہتر ہے؛ مگر ایک لمبی علالت کے بعد آپ بھی اس دنیا سے رحلت کر گئے، آپ نے پوری زندگی مذہب دین اسلام وسنیت کی بے لوث خدمت کی، آپ کی حیات کا ہر لمحہ اور وقفہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت، حفاظت وصیانت اور اس کی آبیاری کے لیے وقف تھا۔

ابھی حال ہی میں یکم جولائی ۲۰۲۰ء کو اپنے نواسے عزیزی مولانا راشد رضا سلمہ کی شادی خانہ آبادی کے موقع پر آبائی وطن گھوسی آپ کی تشریف آوری ہوئی تھی، متعدد ملاقاتیں رہیں، معمول کے مطابق غریب خانہ پر آپ کی تشریف آوری ہوئی اور سب کو دعائیں دیں، حضرت جب بھی گھوسی تشریف لاتے؛ راقم کے مطب پر ضرور تشریف لاتے، تھوڑی دیر بیٹھتے اور شفا کے لیے دعا کرتے، جس سے ہمیں علاج معالجہ میں کافی حوصلہ ملتا۔

ایک بار حضور اشرف الفقہاء، گھوسی میں مقیم تھے، طبیعت کچھ مضمحل ہوئی اور پھر بگڑتی گئی، نقاہت اور کمزوری بہت بڑھ گئی، حضور والا کو اسی روز ناگپور کے لیے نکلنا تھا، بہت پریشان ہوئے، راقم کو فون کیا کہ منسوب اختر کے گھر پہنچیں، میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، میں فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ B.P. چیک کیا تو لو تھا، میں نے کہا کہ حضرت B.P. لو ہے، انجکشن اور Drip لگانے کی ضرورت پڑے گی، حضرت نے فرمایا جو ٹھیک ہو کر لیں۔

علاج شروع کیا بفضلہ تعالیٰ دو چار گھنٹے ہی میں افاقہ ہو گیا اور حضرت تازہ دم ہو کر ناگپور جانے کے لیے پابہ رکاب

ہو گئے، ناگپور پہنچ کر حضرت نے فون کر کے بہت دعائیں دیں، یہ میرے لیے سعادت کی بات ہے کہ مجھے اشرف الفقہاء کے علاج ومعالجہ کا شرف حاصل رہا اور آپ میرے علاج سے روبصحت بھی ہوئے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ میرے والد ماجد مولانا الحاج ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی علیہ الرحمہ کے بچپن کے دوست، دیرینہ رفیق، ہم زلف اور سمدھی بھی تھے، اپنے رشتوں کے باوجود کبھی بھی میں نے دونوں کے درمیان شکر رنجی نہیں دیکھی، جوان کے مخلصانہ محبت اور تعلق کی علامت ہے، خالو جان سفر وحضر میں چاہے جہاں رہتے برابر والد محترم کو فون کر کے خیریت دریافت کرتے رہتے تھے۔

آپ جب بھی گھوسی وارد ہوتے نماز عشا اور عشائیہ کے بعد غریب خانہ پر ضرور تشریف لاتے، اس طرح دیر رات تک مجلس جمی رہتی، مختلف دینی، ملی، ادبی، شعری، مذہبی اور مسلکی موضوعات پر کھل کر گفتگو ہوتی، کبھی بھی میں نے مجلسی گفتگو میں دوسروں کی غیبت وغیرہ بیان کرتے نہیں سنا، وقفہ وقفہ سے چائے ناشتہ کی ذمہ داری اس ناچیز کی ہوتی، جسے میں بحسن وخوبی انجام دینے کی کوشش کرتا۔

سال گزشتہ اپنے بھانجہ عزیزم مولانا توقیر اشرف سلمہ کی شادی کے سلسلے میں ناگپور حاضر ہوا، باوجود یکہ ہم میزبان تھے، حضرت نے ہماری ضیافت اور مہمانی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، روانگی بارات سے قبل حضرت نے اپنے جملہ مریدین ومعتقدین، محبین اور اہلِ علم ودانش کے درمیان اپنے پوتے مولانا توقیر اشرف سلمہ کے ولی عہدی کا اعلان فرمایا اور یہ بھی کہا کہ میرے بعد یہ میرے جانشین ہوں گے، اس پر حاضرین نے تائیدی نعرے لگائے۔ اس وقت راقم حضور والا کے بغل میں بیٹھا تھا۔ حضرت نے اعلان فرمایا کہ: میرے پوتے مولانا توقیر اشرف کے نانا جان مشہور عالم دین اور بڑے شاعر وادیب اور ناقد ومحقق ہیں۔ آپ ضعف ونقاہت اور عوارضات کی وجہ سے تقریب شادی میں شریک نہ ہو سکے، لیکن ان کے صاحبزادہ ڈاکٹر سہیل انور اعظمی ان کے نائب اور نمائندہ کی حیثیت سے میرے بغل میں بیٹھے ہیں، اور یہ چھوٹے ڈاکٹر شکیل اعظمی ہیں، حضرت کی اس اصاغر نوازی کو میں زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتا۔

میرے خالو جان حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ میرے والد ماجد اور ہمارے پورے گھر پہ مکمل اعتماد اور بھروسہ فرماتے تھے، چنانچہ آپ نے اپنے خادم خاص مولانا غلام مصطفیٰ صاحب برکاتی نوساری گجرات کی بچی عزیزہ کنیز فاطمہ سلمہا کو میری والدہ مرحومہ جمیلہ خاتون بنت علامہ مفتی غلام یزدانی اعظمی علیہ الرحمہ کے حوالہ کر دیا تھا، میری والدہ نے اپنی دیگر بچیوں کی نگہداشت کی طرح مکمل طور پر اس کی بھی نگہداشت کی، چنانچہ وہ ہمارے ہی گھر پر رہ کر مدرسہ شمس العلوم نسواں سے اعدادیہ تا فضیلت کی تعلیم

تکمیل کی، اورایک سال تک معینۃ المعلمات کی حیثیت سے تدریس کے فرائض بھی انجام دیا،اس وقت وہ دارالعلوم انواررضانوساری کے شعبۂ نسواں میں صدر معلمات کی حیثیت سے فرائض منصبی انجام دے رہی ہیں۔

حضوراشرف الفقہاء ایک خوش اخلاق خوش مجالس اورخوش فکرانسان تھے۔افسوس آج جماعت اہل سنت کاایک بہترین خطیب اورمثبت فکروعمل کاایک مفتی ہم سے رخصت ہوگیا۔ ؎

آسمان ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

حضرت اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی!
یادوں کے جھروکوں سے

یحییٰ رضا نوری مصباحی
جامعہ فیضان المدینہ کنز الایمان، ممبئی

6 اگست 2020ء بروز جمعرات 11 بج کر 2 منٹ پر آن لائن ہدایہ پڑھا رہا تھا کہ میرے والد گرامی وقار حضرت مولانا مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا فون آیا دوران تدریس وہ مجھے فون نہیں کرتے ہیں بے وقت فون دیکھ کر گھبراہٹ طاری ہو گئی فون ریسیو کیا تو سلام کے بعد فوراً بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ مفتی مجیب اشرف صاحب کا وصال ہو گیا یہ سنتے ہی دل مضطرب ہو گیا حضور اشرف الفقہاء کی مبارک شبیہ ذہن و دماغ میں گردش کرنے لگی۔ جب سے شعور سنبھالا حضرت سے ملاقات اور گفتگو کا سلسلہ ہمیشہ رہا۔

ہمارا بچپن بنگالی پنجہ ناگپور میں گزرا ہم وہاں کرائے کے مکان میں رہتے تھے حضرت اشرف الفقہاء نے باصرار تمام والد صاحب کو کہہ کر اپنے گھر کے قریب ہی پڑوس میں ایک پلاٹ دلوایا۔
تعمیری مراحل کی تکمیل کے بعد ہم حضرت کے پڑوسی بھی ہو گئے۔

اسی سال میں نے والد صاحب اور اساتذہ کے حکم پر اشرفیہ مبارکپور جانے کا قصد کیا۔ ایک دن مولانا مجتبیٰ شریف خان سے امجدی مسجد میں ملاقات ہوئی۔

میں نے آمد کا سبب دریافت کیا مولانا نے کہا اشرفیہ جانے کا ارادہ ہے حضرت اشرف الفقہاء سے اجازت و مکتوب لینے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ میں نے حضرت اشرف الفقہاء سے عرض کیا میرا بھی ارادہ ہے اگر کرم فرمائیں تو میرا بھی تذکرہ اس مکتوب میں فرما دیں پھر دست بوسی کے بعد میں گھر واپس ہو گیا۔

برادرم مولانا مجتبیٰ شریف نے کچھ دیر بعد حضرت کا مکتوب بتایا کہ حضرت نے اس میں آپ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

رمضان المبارک میں حضرت تراویح اور وتر کے درمیان چند منٹ اس دن کی پڑھی ہوئی کسی ایک آیت کی تفسیر یا اس دن تلاوت میں کوئی واقعہ گزرا ہو تو اس واقعہ کو بڑے ہی اچھوتے انداز میں بیان فرماتے تھے کئی مرتبہ دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ

اے کاش اسے محفوظ کرلیا جاتا تو ایک بڑا تفسیری ذخیرہ اکٹھا ہو جاتا، اس تفسیر کے متعلق میرا ذاتی تجربہ ہے، جسے میں نے کوئی 3 یا 4 سال سنا اور اس سے میرے علم میں کافی اضافہ ہوا۔

ایک سال رمضان المبارک میں مَیں ناگپور میں موجود تھا اور حضور اشرف الفقہاء ابتدائی دنوں میں ہی ناگپور میں تھے پھر سفر پر روانہ ہو گئے، مسجد کے بعض ٹرسٹیان اور امام صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ ہی حضرت کی طرز پر بیان کر دیا کریں، ظاہر ہے کہ میں حضرت کا انداز کہاں سے لاؤں، مگر میں نے کوشش کی اور بیان شروع کیا، پھر شب قدر سے ایک دن قبل حضرت واپس تشریف لائے، اور پھر حضرت نے اپنے پرانے انداز میں بیان فرمایا اور اس کے بعد جب حضرت واپس جانے لگے تو راستے میں حضرت نے مجھے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے پورے رمضان میں تراویح اور وتر کے درمیان بیان سنبھالا، ماشاءاللہ بہت خوشی ہوئی اور پھر دعاؤں سے نوازا۔

اسی طریقہ سے حضرت ہمیشہ مجھے دعاؤں سے نوازتے رہے۔ عید کے موقع پہ اگر مجھے کہیں نماز پڑھانا نہیں ہوتی تو میں کوشش یہ کرتا کہ حضرت کے پیچھے ہی عید کی نماز ادا کروں۔ اگر میں اتفاقاً ناگپور میں ہوتا تو چاہے جمعہ ہو، یا عیدین ہوں یا پنج وقتہ نماز، اگر حضرت وہاں موجود ہوتے تو میری ایک عادت تھی کہ میں حضرت سے سب سے آخر میں مصافحہ کرتا تاکہ آرام سے مل سکوں۔

جب حضرت سے پہلی ملاقات ہوتی تو سلام کے بعد دست بوسی کرتا حضرت خیریت پوچھتے میں بھی خیریت پوچھتا اور پھر اس کے بعد حضرت دعاؤں وغیرہ سے نوازتے عید کے موقع پر بھی ایسا ہی ہوتا کہ حضرت گلے لگاتے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔

میری خوش قسمتی یہ بھی رہی ہے کہ حضرت کی تقریر 28/رمضان المبارک کو رضا مسجد بنگالی پنجہ میں بھی سنا کرتا تھا، جہاں والد گرامی وقار مفتی عبدالحلیم صاحب نے ایک طرح ڈالی تھی کہ اعلیٰ حضرت کی علمی خدمات سے نئی نسل کو روشناس کرایا جائے۔ اس کے لیے والد صاحب نے 28/رمضان المبارک یعنی 29/ویں شب میں "یادِ اعلیٰ حضرت" کے نام سے ایک پروگرام شروع کیا۔ اگر اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ ناگپور میں موجود ہوتے تو حضرت اس پروگرام میں ضرور تشریف لاتے۔ خصوصی خطیب حضرت ہی ہوتے۔ اے کاش! حضرت کی تقریریں ہم محفوظ کر لیتے بہت زبردست تقریر ہوتی کبھی اعلیٰ حضرت کے اشعار کی تشریح ہو رہی ہے تو کبھی اعلیٰ حضرت کے علمی نکتے کو بیان کیا جا رہا ہے ایک مرتبہ ایک بہت زبردست تقریر کی تھی اسی مصرع پہ ع

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے

اس مصرع پر پورے ڈیڑھ گھنٹے حضرت کا بڑا زبردست خطاب ہوا جس کی چاشنی آج بھی میں محسوس کرتا ہوں کبھی ع

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں

اس شعر پر حضرت نے تقریر کی، اس کے علاوہ بھی متعدد موضوعات ہیں، اشرف الفقہاء نے رضا مسجد بنگالی پنجہ ناگپور میں میرے اندازہ کے مطابق بیس پچیس سے زائد ''یادِ اعلیٰ حضرت'' کے موقع پر تقریریں کیں۔

بہت سارے اشعار تو میں نے ان تقریروں سے سمجھے ہیں اکثر ایسا ہوتا کہ حضرت تقریر ختم کر کے جانے لگتے تو ہم بھی حضرت کے ساتھ ہی گھر چلے جاتے تقریباً 4 یا 5 سال قبل کا واقعہ ہے کہ ہم گاڑی میں جا رہے تھے والد صاحب بھی موجود تھے گفتگو جاری تھی میں نے حضرت سے ایک مسئلہ پوچھا حضرت نے اس مسئلہ کا جواب دیا اور حضرت نے فرمایا میں نے اپنی کتاب کے اندر یہ لکھا ہے غالباً " مسائل سجدۂ سہو "اس کتاب کا نام ہے۔ اگلے دن بنفس نفیس حضرت خود گھر پر تشریف لائے اور وہ کتاب مجھے عنایت فرمائی، اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ حضرت تشریف لائے اور وہ کتاب مجھے عنایت فرمائی۔

الحمدللہ 2006ء/ 1426ھ میں حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، میں مکہ مکرمہ میں تھا تو معلوم ہوا کہ حضرت فلاں ہوٹل میں ہیں تو قاری گلزار صاحب (مدرس حنفیہ رضویہ قلابہ) کے ساتھ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت سے سلام و دست بوسی ہوئی تو حضرت نے مجھے باصرار روکا کہ کھانا کھا کر جاؤ میں بچنا چاہ رہا تھا کہ ذبیحہ کے مسئلے کی وجہ سے وہاں کا کھانا میں مناسب نہں سمجھ رہا تھا تو حضرت سمجھ گئے اور یہ حضرت کی کرامت سمجھیں یا جو بھی حضرت نے فرمایا کہ میں بھی یہ چیزیں نہیں کھاتا اس لیے آپ میرے ساتھ کھاؤ گے مفہوماً کوئی اسی طرح کی گفتگو ہوئی تھی بہر حال پھر جو حضرت نے سادہ کھانا کھایا وہی میں نے ساتھ کھایا اسی سال جب مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا 29 ذوالحجہ تھی 1426 سن ہجری ختم ہو رہا تھا مغرب کی نماز کے بعد میں مواجہہ مقدس کے قریب کھڑا تھا اور دل میں تمنا تھی اے کاش حضرت سے یا اکابر علما میں سے کسی سے ملاقات ہو جاتی اور ان کی سربراہی میں مَیں بارگاہ رسالت مآب میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے حضرت اشرف الفقہاء اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ جلوہ فرما ہیں، اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں اور اس کے بعد دعا شروع کی اسی اثنا مَیں نے عرض کیا حضور مَیں یحییٰ رضا میری بھی سفارش پیش کر دیجیے، اور میرے لیے بھی دعا فرما دیجیے، حضرت نے مواجہہ مقدس پر میرا نام لے کر میرے لیے دعا کی اور حضرت باہر نکلے اور میں بھی باہر نکلا اسی وقت چاند دیکھا اور آپس میں مبارکبادیں دی گئیں، اور حضرت نے فرمایا یہ محرم الحرام کا چاند ہے۔ حضرت نے چاند کی دعا پڑھی، میں نے حضرت سے عرض کی: حضور! مجھے دلائل الخیرات شریف پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما دیجیے، حضرت مواجہہ مقدس سے واپس ہوتے ہوئے باب السلام کے قریب کھڑے تھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میں نے آپ کو دلائل الخیرات شریف کی اور تمام احادیث کی اور فقہ کی اور اس کے علاوہ جو خلافت و اجازت اکابر علما سے حاصل ہیں، وہ ساری کی ساری اجازتیں اور خلافتیں میں نے آپ کو دیں۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ: جب تم ناگپور آؤ گے تو مجھ سے سند لے لینا اور جب میں ناگپور آیا تو میں لے نہیں سکا، ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت نے مجھ سے کہا کہ آپ نے سند نہیں لیں، میں نے آپ کی سند تیار کرلی ہے، آپ گھر پر آکر لے لیجیے، چنانچہ میں حضرت کے دولت کدے پر حاضر ہوا، حضرت نے میری ساری سندیں تیار کر رکھی تھیں، وہ سندیں ابھی بھی میرے پاس محفوظ ہیں، پھر حضرت نے مجھے سند قرآن وحدیث وغیرہ سے نوازا۔

اس کے علاوہ 2016ء میں بھی حج کی سعادت نصیب ہوئی اور اتفاقاً ایسا ہوا کہ جس ٹور میں حضرت تشریف لے گئے اسی ٹور سے ہم لوگوں کا بھی جانا ہوا، اور حضرت نے ہماری قدم قدم پر رہنمائی فرمائی، بلکہ بمبئی میں ہم نے جب احرام کے کپڑے پہن لیے مگر نیت نہیں کی، تو حضرت ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ لوگ ابھی نیت کیوں نہیں کر رہے ہو؟ ثواب ابھی سے لینا شروع کردو، تو حضرت کے حکم پر ہم نے اسی وقت نیت کی ورنہ ہمارا ارادہ تھا کہ جب فلائٹ چل پڑے گی تب نیت کریں گے۔ حضرت اس سفر میں بعد مغرب روزانہ بیان فرماتے تھے، اور ہم لوگ مستفیض ہوتے تھے اور حضرت کے پاس کئی مرتبہ بیٹھنے کا اتفاق ہوا، اور اس سفر میں بہت سی باتیں حضرت سے کیں اور اکثر اوقات حضرت کے پیچھے ہی نمازیں پڑھنے کا موقع ملا۔

فللہ الحمد! دعوت اسلامی کے مدنی مرکز فیضان مدینہ بمبئی میں 6 اگست 2020ء کو بعد ظہر خصوصی دعا کا اہتمام ہوا، نیز 7 اگست 2020ء بعد نماز جمعہ قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے فیضان سے ہم تمام کو مالا مال فرمائے۔ حضرت کے شہزادگان اور مریدین ومتوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اشرف الفقہاء! یادوں کے چراغ

عرفان رضا مصباحی
استاذ: جامعۃ الرضا برکات العلوم، مالیگاؤں

روشنی کی لطیف سی روپہلی کرنیں عقبی روحانی جھروکوں سے محرابی کمانوں کے درمیاں منبر کے وسطی درجہ پر فروکش جلوہ گاہ عقیدت میر مجلس کے وجود ناز کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔ جن کے رخِ زیبا کی تابشوں کے سبب محراب سحر آگیں نکہتوں سے معمور تھا۔ قدسی صفت وہ ذات صف بستہ پروانوں کی تشنہ نگاہوں کے ہر زاویہ کا مرکز منتہا تھی اور سماعتیں منتظر زمزمۂ حق، اس ارتکاز میں برقی تحرک بھی موجب ارتعاش نہیں، دفعتاً مہکی، معطر و مطہر ہواؤں کے دوش پر ضرب ازل "اللہ ہو" گوش مدہوش کے توسط دلِ مضطرب کے نہاں خانوں میں آبگینۂ دل کو مرتعش کرتے حق رسا ہوئی۔ قلب حزیں بسبب اس کے وجد بسمل کے الوہی رنگ سے زنگ کلفت کو رنگ الفت میں بدل کر خالق کے عشق حقیقی کی لذت سے آشنا ہوگیا۔ وہ فضائے بسیط روحانی نوری وجود کی موجودگی کے احساس کے ساتھ محبیانِ ضرب حق کی ہم آواز صداؤں سے گونج اٹھی۔ جو کائنات کی نجانے کن وسعتوں سے اجابت بارگاہ حق سے شادکام لوٹی، کہ کتنوں کے روحانی عروج کا سبب بن گئ۔ یہ اس روحانی مجلس کی نظیر ہے، جس میں دلوں کو سوز نوری عطا کر ساز ناری سے، کنارہ کشی پر کار بند کر دینے والے مردِ حق آگاہ افضل العلماء اشرف الفقہاء ذکر جہری کے ذریعے مسجد گلشن نوری کی ابتدائی نماز کے بعد آغاز دوام فرما رہے تھے، اس مجلس ناز سے اٹھے تو آج کا دن ہے بس اس مجلس کی چاشنی کی چاہ میں آبلہ پا ہیں، لیکن بار دگر نہ پایا آبِ حیات کو۔ یوں تو حضرت سے ابتدائی تعارف وتبادر جامعہ عربیہ دار العلوم حنفیہ سنیہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہوا تھا۔ وہ میرے عجب شعورِ بے شعوری کا زمانہ تھا۔ بیت الرسول کی دہلیز پار کر کے قال اللہ، قال الرسول کی صدائے دلنواز دل کی سماعتوں کو فکرِ دِینی کی مہمیز دینی شروع کر چکی تھی۔ علمائے اہل سنت کی صحبت کا مشتاق ان کی تقاریر و پروگرامات میں دور دور جاتا، ان دنوں جب کبھی حضور اشرف الفقہاء کا ورود مسعود ہوتا، آپ کی آمد کا مشتاق وقت سے پہلے ہی آپ کے جلسہ میں پہنچ جاتا۔ اور تقریر شروع ہونے کے بعد حسّیات کے عناصر کا کام بس حضرت کی ذات وکلمات سے ہوتا، اشرف الفقہاء کی تقریر میں آپ کے خطبہ میں تلفظ کی مخرجی ادائیگی پر میں محو حیرت رہتا، کہ جب لفاظی کے خوگر مقررین بطور ٹائٹل خطبہ کے الفاظ سرسری طور پر ذکر کر کے سامعین کو لطف ومستی میں لوٹ پوٹ کرنے پر دھیان رکھتے، حضور اشرف الفقہاء خود کی ذات سے علم کی اہمیت وافادیت اور فن

وعظ ونصیحت کے اقدار سے انصاف کا درس دیتے نظر آتے، مدرسوں کے اجلاس میں علم وادب کا جو مذاق آج اڑتا نظر آتا ہے الامان والحفیظ، جہلا مقرر اردو کتابوں سے رٹ کر درسِ بخاری دیتے نظر آرہے ہیں۔ جب کہ اشرف الفقہاء کی حضوری میں اجلاس حقیقی درس گاہِ اسلاف کا منظر پیش کرتا تھا۔ زبان وبیان کی چاشنی کے ساتھ موضوع کی جامعیت، شائستگی کے ساتھ حسب ضرورت دقیقہ سنجی، لطیف نکات کی آمیزش مجلس میں جمود کے احساس تک کو عنقا رکھتی تھیں، اسی دور میں ارض مالیگاؤں پر ایک کانفرنس بعنوان "جشن سادات مارہرہ" منعقد ہوئی۔

اشرف الفقہاء کے گجرات میں منعقدہ پروگرام میں دریافت مسئلہ کی علمی توضیح پر رافضیت کے شکار جہلا بڑے چیں بجبیں ہوئے تھے۔ جب اس کی تشریح آپ نے فرمائی کہ سادات تو اولادِ علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کو اور اصل سادات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں۔ تو جانِ مجلس شانِ سنیت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے حضور اشرف الفقہاء کی علمی جلالت وشان تفقّہ پر اس کانفرنس میں مہر ثبت کرتے ہوئے فرمایا۔ ''مجیب اشرف تو اپنے وقت کا مفتی ہے۔''.........

مالیگاؤں سے قبل آپ کی آمد متصل دھولیہ شہر میں ہوتی تھی، اس وقت دھولیہ شہر میں چند ہی سنّی مساجد تھیں۔ مخالفانہ ناموافق حالات کے باوجود آپ تسلسل سے وہاں آتے رہے، حالات یہ تھے کہ آپ خود فرماتے ہیں بعض جلسوں میں آکر جلسہ گاہ کی چٹائیاں تک اپنے ہاتھوں سے بچھائیں، اللہ اکبر! ہے کوئی اخلاص وللّٰہیت کا ایسا پیکر، یہاں تو مولانا کا لاحقہ ہی کرسی سے نیچے قدم رکھنے کو گوارا نہیں کرتا، کہاں مفتی اعظم مہاراشٹر اپنے دست مبارک سے عوام کی نشست گاہ کو سنوار رہے ہیں، ان پر خلوص کاوشوں کا نتیجہ آج دھولیہ شہر میں بیس سے زائد مساجد اہل سنت باغ وبہار کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ اور اہلِ مالیگاؤں کی تو گویا ماویٰ و ملجا ذات حضرت کی ہی تھی۔ ہر پیچیدہ مسئلے کا حل، بد مذہبیت کے وار کا منہ توڑ جواب، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج اور سلسلۂ قادریہ رضویہ کی اشاعت پر مالیگاؤں کی سنّیت تو حضور کی بہت زیادہ احسان مند ہے، بے شمار لوگ گمراہیت سے تائب سنیت پہ صائب ہوئے، آپ کے روحانی علاج سے ان گنت اشخاص صاحبِ اولاد ہوئے۔ مفتی اعظم مہاراشٹر؛ مہاراشٹر کے دیہاتوں میں پاپیادہ اپنے مرشد برحق کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے ایسوں کے بھی ایمان کی حفاظت فرمائی جو مشرکانہ بود وباش کے خوگر ہو چکے تھے۔ ان کی چوٹیاں کٹوا کر دھوتیوں سے چھٹکارا دلا کر؛ اسلامی تشخص وعقائد کا استحکام عطا کیا۔ الجامعۃ الاشرفیہ کے طالب علمی کے زمانے میں تعطیل کے ایام میں جب کبھی شرف ملاقات سے فیض یاب ہوتا؛ علمی سوالات کے تشفی بخش جوابات سے شرح صدر حاصل کرتا، طلبہ سے آپ کی محبت کا انداز ملاحظہ کرتا، سر پر دستِ شفقت پھیرتے، خوب دعاؤں سے نوازتے، حتیٰ کہ 18/اپریل 2017ء بمطابق ۲۲/ویں رجب المرجب ۱۴۳۸ھ بروز منگل کی شب کی وہ مسعود تاریخ اپنے دامن میں عظمتوں کے نشان لیے اس تہی داماں کی قسمت اشرف الفقہاء کی عطا" خلافت واجازت" کی نوازشوں سے چمکاتے طلوع ہوئی۔ ہم جو کبھی آپ کی تقریر دور کہیں

بیٹھ کر سنتے آج آپ کی نسبتوں کے روحانی انتساب سے اوج ثریا پر محسوس کر رہے تھے۔ **والحمدللہ علی ذٰلك**۔

پر حیف صد حیف! بعد کی مختصر مدت میں حضرت کی آمد سے کما حقہ فائدہ نہ اٹھا سکا، اس مرشد اجازت کے رنگ میں رنگنے کی کوششوں کے دوران ہی وہ طبیب روحانی ہم کو یکہ وتنہا چھوڑ گیا، مگر وہ روحانی فیض و برکت صحبت قدم قدم پر ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے۔ اللہ کریم آپ کی مرقد ناز پر رحمتوں کی گہرباری فرمائے آمین۔

حضور اشرف الفقہاء: آفتابِ رُشد و ہدایت

یہی تو فیضانِ مصطفیٰ ہے یہی تو اوصافِ سرمدی ہے

سیّد علی انجم رضوی، جلگاؤں

گزشتہ چند مہینوں میں ملک کی کئی نامور دینی ہستیوں نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ سرگرداں رہنے والی ان نفوسِ قدسیہ میں ایک نمایاں نام مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر، اشرف الفقہاء، پیرِ طریقت حضور مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا نام بھی شامل ہے۔ 85 رسال کی عمر میں حضرت کا وصالِ با کمال 6 راگست 2020ء بمطابق 15 رذی الحج 1441ھ بروز جمعرات صبح 10:30 بجے ہوا۔ آپ کے رخصت ہو جانے سے دینی و علمی ماحول میں ایک بہت بڑا خلا در آیا ہے۔ ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت جو رشد و ہدایت، زہد و تقویٰ، وعظ و افتا اور مسلم مسائل کے حل کے لیے ہمہ وقت نہ صرف تیار بلکہ ''طیّار'' رہتی تھی، وہ آج ہم میں جسمانی طور پر موجود نہیں۔ ہر شعبہ ہائے حیات حضرت کی عدم موجودگی پر ماتم کناں ہے۔ آپ کے مریدین، محبین اور متوسلین بھی روحانی طور پر یتیمی کے شکار ہو گئے ہیں اور محسوس کر رہے ہیں کہ ؏

ایک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

وہ آفتابِ رُشد و ہدایت کہ جس کی نورانی کرنوں نے عالمِ اسلام میں پرچمِ امام احمد رضا کو نصب فرما کر لوگوں کے دلوں میں شمعِ عشقِ رسالت مآب ﷺ کی تابنا کی کو دَوام عطا کر دیا۔ جن کے ولولہ انگیز خطبات اور فکر انگیز قلمی تخلیقات نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی آگ کو ہر سینۂ مومن میں اس قدر بھڑکایا کہ وہ محبتِ رسول ﷺ کا مدینہ بن گیا۔ وہ یورپ کا جدّت نواز معاشرہ ہو کہ افریقہ کی قدامت پسند اقوام، امریکہ کی انا پرست سوسائٹی ہو کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قُدومِ میمنت لُزوم سے آراستہ ملکِ عراق کی سرزمین، غاصب عرب حکمرانوں کا شکوہ کرتی حجازِ مقدس کی پُرکیف وادیاں ہوں کہ سری لنکا کے نغماتِ مصطفیٰ ﷺ گنگنانے والے سبزہ زار۔ ہر جگہ جن کے کارہائے نمایاں تاریخ کے روشن صفحات پر انھیں مقامِ امتیاز بخشتے نظر آتے ہیں، وہ ذاتِ مقدس پورے عالمِ اسلام میں بحر العلوم، کنز الفنون، خلیفۂ تاجدارِ اہل سنت، مناظرِ اہل سنت، مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر، اشرف الفقہاء، افضل الفضلاء، حضور پُرنور سیدی و مرشدی مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے شہرت کی بلندیاں چھو رہی ہے۔ جب جب امام احمد رضا کے مشن کو یقین و اعتماد کے ساتھ بے پناہ کامیابیوں سے ہمکنار کرنے والوں کی تاریخ تدوین کے مراحل سے گزرے گی تب تب حضور اشرف الفقہاء علیہ

الرحمہ اپنی تمام تر فضیلتوں اور برکتوں کے ساتھ سب سے ممتاز نظر آئیں گے۔ آپ کی علمی وجاہت کا یہ حال تھا کہ اپنے دور کے جیّد علما وفضلا آپ کے آگے زانوے تلمّذ تہہ کرنے میں سعادتِ عظمیٰ تصور کرتے تھے۔ آپ کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والا ہر ہر لفظ علم وحکمت کے دفاتر پر فوقیت رکھتا تھا۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیغامِ عظیم کو عام کرنے کے لیے مفتیِ موصوف دیوانہ وار دور دراز کے علاقوں میں صحرا نوردی کرتے دکھائی دیتے۔ ان مراحل میں آپ کو اپنی پیرانہ سالی کا خیال ہوتا اور نہ ہی ضعفِ قویٰ کا احساس۔ آپ کی یہ وارفتگی اور درویشانہ طرزِ عمل تاجدارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی بے پناہ عقیدت ومحبت اور والہانہ خود سپردگی کے بیّن ثبوت ہیں۔ یہی دردِ جگر اور کربِ سفرِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وادیوں میں آپ کی رفتارِ بے شمار کے لیے مہمیز کا کام انجام دیتے ؂

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائیں کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہل سنت مفتیِ اعظمِ اہلِ محبت علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا فیضانِ کرم اور برسوں کی صحبتِ ذی حشم ہی کی کرشمہ سازیاں ہیں کہ حضور اشرف الفقہاء تاعمر جماعتِ اہل سنت کے اُفُق پر شمسِ تاباں اور ماہِ درخشاں بن کر چمکتے رہے ؂

ذرّے جھڑ کر تری پیزاروں کے   تاجِ سر بنتے ہیں سیّاروں کے

بالخصوص علاقۂ خاندیش آپ کی کرم فرمائیوں کا بارِ گراں صبحِ قیامت تک اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائے رہے گا۔ معرفتِ رضا سے تہی دامن خوش عقیدہ مسلمانوں کا یہ علاقہ حقیقی مقامِ رضا سے واقف تھا اور نہ ہی پیغامِ رضا سے آشنا۔ مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر نے ربع صدی سے زیادہ عرصہ میں اپنی خدماتِ ذی ثبات سے اس علاقہ کو دینی ومسلکی طور پر سرسبز وشاداب کر دیا۔ یہاں کی فضاؤں کو نغماتِ رضا کا عادی بنا دیا۔ آنے والی نسلوں کے لیے یہ ایسا تحفۂ گراں قدر ہے کہ جس کا فیضانِ ذی شان تادیر ہمیں دیکھنے کو ملے گا۔

حضرت کے وجودِ مسعود سے ایک انجمن آباد تھی۔ آپ سے وابستہ ملک وبیرونِ ملک کے لاکھوں افراد میں آپ کی شخصیت ایک محرک کا کام کرتی تھی۔ آپ سے تحریک پا کر ملک وبیرونِ ملک میں کئی مدارس ومساجد کا قیام عمل میں آیا۔ آپ اپنے عقیدت مندوں کے لیے مرکزِ عقیدت بھی تھے اور آفتابِ رُشد وہدایت بھی۔ آپ نہ صرف دینی معاملات میں اپنے عقیدت مندوں کی رہنمائی فرماتے بلکہ دینی خطوط پر چلتے ہوئے عصری تعلیم کے حصول میں بھی ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ یہی وجہ رہی کہ آپ کی سرپرستی میں دنیا بھر میں جاری دینی اداروں کے علاوہ گجرات کے نوساری شہر میں کئی ایکڑ زمین پر کروڑوں روپیوں کی لاگت سے ایک جدید ایجوکیشنل انسٹی ٹیوٹ زیرِ تعمیر ہے۔

اس انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے لیے حضور اشرف الفقہاء نے پیرانہ سالی میں بڑی جد وجہد فرمائی۔ ملک و بیرونِ ملک آپ کے دینی اسفار کے دوران ہر مقام پر آپ نے اس تعلیمی ادارہ کی خصوصیات بیان کر کے لوگوں کو متوجہ کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تقریباً دو سال قبل جلگاؤں شہر کے علاوہ ایرنڈول تحصیل کے شہر کاسودہ میں 4 / دسمبر 2018ء کو جب حضرت نے اس ادارہ کے قیام کا اعلان فرمایا تو لوگوں نے بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس میں بڑھ چڑھ کر تعاون دیا۔ اس جلسہ میں ناچیز نے حضور کا تفصیلی تعارف پیش کیا تھا، جسے حضرت نے بہت پسند فرمایا۔ میرا تعلق عصری تعلیم گاہ میں درس وتدریس سے ہونے کی وجہ سے کاسودہ میں حضرت نے اپنی تقریر میں اس گنہ گار کا ذکر کرتے ہوئے کچھ اس طرح کہا کہ ''ماسٹر علی انجم رضوی ہمارے اس منصوبہ میں بڑے کارآمد ثابت ہوں گے۔'' گزشتہ برس جب محبِ مکرم ڈاکٹر رئیس احمد رضوی (صدر رضا اکیڈمی، مالیگاؤں) اور اکیڈمی کے فعال رکن عزیزم شکیل سبحانی کے ساتھ نوساری شہر کا دورہ کیا تو احساس ہوا کہ حضور اشرف الفقہاء نے جس عظیم الشان تعلیمی ادارہ کی نہ صرف بنیاد رکھ دی ہے بلکہ جو پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے قریب ہے۔ آپ کا یہ علمی کارنامہ آپ کے شاگردِ رشید وخلیفہ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب کی زرّیں خدمات کا مرہونِ منّت ہے۔ برکاتی صاحب کی شبانہ روز کی محنت اس کے پیچھے کارفرما ہے۔ امید ہے کہ حضرت کے اس خوابِ نایاب کو برکاتی صاحب اسی طرح خلوص وللّٰہیت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے اور اس سے ہماری قوم کے نونہالان مستفیض ہوں گے۔ اگر اسی برق رفتاری سے یہ ادارہ ترقی کرتا گیا تو یقیناً چند برسوں ہی میں اس ادارہ کا شمار گجرات کے نمایاں تعلیمی اداروں میں ہوگا۔ یہی حضور اشرف الفقہاء کا فیضان ہے، جو نہ صرف ملکِ ہند بلکہ دنیا بھر میں جاری ہے ؎

کسی چراغ کا اپنا مکاں نہیں ہوتا   جہاں رہے گا وہیں روشنی لٹائے گا

حضور اشرف الفقہاء کی پوری زندگی ملک و بیرونِ ملک قوم وملت کی بہتری کے لیے سرگرداں رہتے ہوئے گزری۔ آپ نے مسلمانوں کی دینی رہنمائی کے لیے ملک کے گوشے گوشے میں سفر کیے۔ بھارت کا شاید ہی ایسا کوئی ضلع ہو جہاں آپ رُشد وہدایت کے لیے تشریف نہ لے گئے ہوں۔ اس کے علاوہ بیرون ممالک مثلاً حجازِ مقدس، کویت، مصر، ایران، عراق، نیپال، شری لنکا، پاکستان، برطانیہ، دُبئی ، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، موزمبیق، زامبیا، الاسکا وغیرہ میں بھی آپ کے جلسوں کی دھوم رہا کرتی تھی۔ علاقۂ خاندیش میں آپ کا پہلا مرید ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد سے میں حضرت کے قدموں سے گزشتہ 32۔33 برسوں تک وابستہ رہا ہوں اور یہ دیکھا ہے کہ مہینہ میں بیس پچیس دنوں تک آپ وعظ ونصیحت کی محفلوں کے لیے گھر سے دور رہتے اور بڑی رغبت سے رشد وہدایت کے فرائض انجام دیتے رہتے۔ آپ کے مواعظِ حسنہ جہاں قرآنِ مجید کی آیات، احادیثِ مبارکہ اور امام احمد رضا کے اشعار سے مزین رہا کرتے تھے وہیں ہلکے پھلکے انداز میں کی جانے والی آپ کی گفتگو لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہوتی اور دقیق مسائل کو سمجھنے میں مُمِد ومُعاون ثابت ہوتی۔ پھر کبھی کبھی آپ دینی مسائل کی تفہیم کے لیے جس طرح جدید ٹکنالوجی اور انگریزی کے الفاظ کا استعمال فرماتے وہ سننے سے تعلق رکھتا۔ آپ کی تقاریر

میں اکثر حالاتِ حاضرہ کا عکس جھلکتا تھا۔ یہ آپ کے بیدار مغز ہونے اور اپنے گردو پیش سے آگہی رکھنے کی علامات تھیں۔

ساٹھ ستّر برس تک دینی شعبہ سے وابستہ رہنے اور دینی جلسوں میں مصروف رہنے کے باوجود آپ کی گہری نظر مسلمانوں کو درپیش مسائل پر بھی تھی۔ یہی وجہ رہی کہ جب CAA، NRC اور NPR کے خلاف پورے ملک کے مسلمان سڑکوں پر نظر آئے تو حضور اشرف الفقہاء بھی اپنے جلسوں میں ان موضوعات پر مسلمانوں کی شعوری رہنمائی کرتے دکھائی دیئے۔ بلکہ مہاراشٹر کے ناگپور شہر میں سرمائی اسمبلی سیشن کے دوران آپ کی قیادت میں لاکھوں مسلمانوں کا جلوس تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا اور آپ کی قائدانہ جرأت مندی کو ظاہر کرتا رہے گا۔ اس طرح ہر شعبۂ حیات میں آپ رشد و ہدایت کی روشنی لٹاتے رہے۔ حضور اشرف الفقہاء کی انہی ہمہ جہت خصوصیات کو دیکھ کر ناچیز اپنے ان اشعار سے خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔

شعورِ فن کی مہکتی زبان لگتا تھا	وہ ایک شخص مکمل جہان لگتا تھا
ہر اِک عذاب میں تکتی تھی ہر نظر اس کو	کڑکتی دھوپ میں وہ سائبان لگتا تھا

آپ کا یہ معمول تھا کہ دینی جلسوں کے لیے جب بھی آپ کسی شہر میں تشریف لے جاتے تو دینی موضوعات پر گفتگو کے ساتھ ساتھ وہاں مسلمانوں کو درپیش مسائل پر ضرور بات کرتے اور مناسب رہنمائی فرماتے ہوئے مسائل کا سادہ اور آسان حل فراہم کرتے۔ آپ کی یہ محفلیں لوگوں کی ہدایت کا بہترین ذریعہ تھیں۔ بلکہ آپ کا یہ سلسلۂ ہدایت حج کے دوران بھی جاری رہتا۔ حجازِ مقدس میں مختلف مقامات پر چھوٹی چھوٹی محفلیں منعقد ہوتیں اور لوگ آپ سے وعظ و نصیحت کے علاوہ حج و عمرہ کے مسائل میں رہنمائی حاصل کرتے۔ آپ کو 32 رمرتبہ حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب آپ نے 25 رواں حج کیا تو جلگاؤں (مہاراشٹر) میں آپ کے لیے ایک عظیم الشان جلسۂ اعزاز منعقد کیا گیا۔ ممبئی سے براہ راست آپ جلگاؤں تشریف لائے۔ رنگ برنگے برقی قمقموں سے سجی خوبصورت گھوڑا گاڑی پر آپ جلگاؤں ریلوے اسٹیشن سے امام احمد رضا چوک، نعمت پورہ تشریف لائے۔ جہاں آپ کے مرید اور جلگاؤں میونسپل کونسل کے سابق نائب صدر بلدیہ سیّد نیاز علی رضوی کی سرپرستی میں تاریخ ساز جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں راقم الحروف نے حضرت کا جامع تعارف اور علاقۂ خاندیش میں آپ کی خدمات کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ ''بزمِ گلشنِ فیضانِ مجیب، جلگاؤں'' کی جانب سے ایک سپاس نامہ بھی تحریر کر کے پروگرام میں پیش کیا۔ آپ کی شمعِ رُشد و ہدایت سے روشنی پانے والے ہزاروں عقیدت منداس جلسہ میں موجود تھے۔

حضور اشرف الفقہاء کی شخصیت اپنے اندر مقناطیسی قوت رکھتی تھی۔ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا، وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ میں ایک زبردست خوبی یہ تھی کہ ایک بار کسی سے ملاقات ہو جاتی تو نہ صرف اس کا نام بلکہ اس کے مختصر کوائف بھی ہمیشہ کے لیے آپ کے ذہن میں محفوظ ہو جاتے۔ آپ کا یہ وصف بھی بڑا حیرت انگیز تھا کہ آپ کے ہر عقیدت مند کو یہ لگتا کہ گویا حضرت سب سے زیادہ لگاؤ اسی سے رکھتے ہیں۔ رُشد و ہدایت کی محفلوں میں یہ عنصر بڑا کارگر ثابت ہوتا۔

اہل خاندیش جانتے ہیں کہ حضرت کو جلگاؤں شہر میں لانے کا شرف احقر کو حاصل ہوا۔ 1990ء میں اورنگ آباد میں بی ایڈ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب اکتوبر 1991ء میں بغرض ملازمت جلگاؤں آیا تو برسوں سے دھولیہ شہر میں جلسوں کے لیے تشریف لانے والے اور ہمارے ہی گھر پر قیام کرنے والے حضور اشرف الفقہاء کو میں نے پہلی مرتبہ 1991ء میں جلگاؤں مدعو کیا۔ حضرت کی آمد کے بعد ہی یہاں مسلکِ اعلیٰ حضرت کا صحیح تصور سامنے آیا۔ یہاں خوش عقیدہ مسلمانوں کی غالب اکثریت موجود تھی، جو انبیا، اولیا پر اپنی جان نچھاور کرتے تھے۔ اس کے علاوہ حضور اشرف الفقہاء کے شاگرد و خلیفہ فخرِ خاندیش حضرت علامہ و مولانا عبدالغنی رضوی نصیر آبادی علیہ الرحمہ نے بہت حد تک جلگاؤں ضلع میں بدعقیدہ مکاتبِ فکر کا تعارف پیش کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے خوش عقیدہ مسلمانوں نے ان سے دوری بنائی ہوئی تھی۔ اس پر استحکام حضور اشرف الفقہاء کی ذاتِ بابرکات نے عطا فرمایا۔ جب حضرت جلگاؤں تشریف لائے تو یہاں اہل سُنّت کی باقاعدہ تین مساجد قائم تھیں۔ سُنّی جامع مسجد نعمت پورہ (تب اس کا نام سُنّی مسجد، بھیل پورہ تھا) جہاں حضرت ہمیشہ تشریف لایا کرتے اور مغرب کی نماز کے بعد آپ خصوصی اور شہرۂ آفاق خطاب دیا کرتے، المدینہ غوثیہ مسجد خواجہ نگر اور شاہ اولیا مسجد تانبہ پورہ۔ اس کے فوراً بعد ہری وِٹّھل نگر کی نوری غوثیہ مسجد، بسم اللہ چوک تانبہ پور کی سُنّی حنفیہ مسجد اور شیو کالونی کی رحمانیہ مساجد قائم ہوئیں۔

حضور اشرف الفقہاء کے پچاس سے بھی زیادہ جلسوں کا انعقاد ناچیز کی ایما پر ہوا۔ اکثر جلسوں میں نظامت کے فرائض بھی ادا کرتا تھا۔ نہ صرف جلگاؤں ضلع کے اکثر شہر بلکہ دھولیہ اور نندوربار اضلاع میں بھی حضرت کے جلسے منعقد کروائے۔ نندوربار ضلع کی تشکیل سے قبل تلودہ شہر جیسے دور دراز کے علاقوں میں بھی حضرت مولانا شعیب رضا صاحب کی مدد سے حضرت کے جلسے منعقد کیے۔ اس دوران تقریباً پندرہ برسوں کے طویل عرصہ میں ہزاروں عقیدت مند حضرت کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر داخلِ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ ہوئے۔ فالحمدللہ

حضور اشرف الفقہاء مسلمانوں کی اصلاح و تربیت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔ کسی کا بھی فون آتا تو آپ ضرور ریسیو کرتے۔ دینی یا دنیاوی جو بھی مسائل دریافت کیے جاتے، صبر و سکون کے ساتھ جواب مرحمت فرماتے۔ نہ اپنی مصروفیات میں خلل ڈالنے پر غصہ ہوتے اور نہ ہی بے جا سوالات پر چراغ پا۔ اسی لیے ملک و بیرونِ ملک سے لوگ حضرت سے برابر رابطہ میں رہتے اور فیض یاب ہوتے۔ یہ رابطہ بھی رُشد و ہدایت کی راہ میں اہم کردار ادا کرتا۔ آپ کی تصانیف بھی عوام کی تربیت و اصلاح کا ایک موثر ذریعہ ہیں۔ جلسوں کی تھکا دینے والی مصروفیات کے باوجود آپ تصنیف و تالیف کے لیے وقت نکال لیتے۔ آپ کی تصنیف کردہ کتابیں مسائلِ سجدۂ سہو، تحسین العیادہ، ارشاد المرشد، خطباتِ کولمبو، مفتیِ اعظم پیکر استقامت و کرامت، رمضان المبارک کے فضائل و مسائل، اشرف النصائح اور تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بن چکی ہیں۔ ان کے علاوہ کئی کتابیں زیرِ طبع ہیں۔ ایک بڑی اہم بات جو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تقریباً 26/27 برس قبل حضرت نے اذانِ ثانی کے مسئلہ پر ایک اہم کتاب تحریر فرمائی تھی۔ حضرت نے اس کی کتابت شدہ کاپی مجھے بغرض پروف ریڈنگ عنایت کی۔ میں نے اس کی پروف ریڈنگ کر دی تھی۔ کسی وجہ سے کتاب طباعت کی منزلوں سے نہیں گزر سکی۔ اسی

موضوع پر حضور ملک العلماء حضرت ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کی ایک کتاب میرے پاس موجود تھی، وہ بھی میں نے حضرت کو دکھائی تھی۔

مجھے طالبِ علمی ہی کے زمانہ سے اخبارات ورسائل میں لکھنے کا بہت شوق رہا ہے۔ 1994ء میں میرا پہلا مضمون رضا اکیڈمی کے ہفت روزہ اخبار ''دی انڈین مسلم ٹائمز، ممبئی'' میں شائع ہوا تھا۔ عنوان تھا ''حضرت بَل درگاہ کا تقدس اور موجودہ حالات''۔ دھولیہ میں حضرت کی آمد کے ابتدائی ایّام میں ملنے والوں کی زیادہ بھیڑ بھاڑ بھی نہ ہوتی۔ اس لیے ہمارے گھر پر حضرت کے قیام کے دوران کافی وقت آپ کی خدمت میں گزارنے کے لیے میسر آجاتا۔ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان خالی اوقات میں مَیں اپنے ابتدائی مضامین کی اصلاح حضور اشرف الفقہاء سے کراتا تھا اور حضرت بھی بڑے شوق وانہماک سے میری اوٹ پٹانگ تحریروں کو درست فرماتے۔ حضرت ہی کی تحریک اور اصرار پر میں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ایک سوانحی خاکہ بعنوان ''عکسِ رضا'' ترتیب دیا تھا۔ سن 1995ء میں میری یہ اوّلین تصنیف منظرِ عام پر آئی۔ اس کتاب کا اجراء سُنّی دعوتِ اسلامی کے عالمی اجتماع آزاد میدان، ممبئی میں حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی مدظلہ العالی صاحب کے ہاتھوں ہوا تھا۔ جلسہ سے قبل رضا اکیڈمی کے بانی وسکریٹری جنرل الحاج محمد سعید نوری صاحب قبلہ کے ساتھ علامہ صاحب سے ملاقات کر کے یہ کتاب ان کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اس کتاب کو میں نے اپنے مرکزِ عقیدت حضور اشرف الفقہاء سے منسوب کیا تھا۔ اسی طرح اس کتاب کے صفحۂ آخر کی پشت پر حضرت والا کی اپنے پیرومرشد حضور مفتیِ اعظم عالم علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان میں تحریر کردہ ایک منقبت بھی شامل ہے۔ یہ منقبت حضور اشرف الفقہاء نے ایک سفر کے دوران مجھے ترنّم کے ساتھ سنائی تھی۔ میں نے اسے اسی وقت قلم بند کرلیا تھا۔

آج حضرت والا کی بارگاہِ عالی جاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے بڑا اطمینان وسکون محسوس ہورہا ہے کہ جن کے دامنِ کرم سے ہم وابستہ ہیں، اللہ رب العزت کی بارگاہ کے مقربین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ پوری زندگی وہ سرکارِ ابد قرار ﷺ کی سُنّتوں کی پابندی کرتے رہے۔ اسی لیے حضرت کی زندگی بھر کی خدمات کا مجموعی طور پر جائزہ لینے پر ناچیز کے یہ اشعار جنھیں مَیں نے اکثر آپ کے جلسوں میں آپ کے روبرو پیش کیے ہیں، زبان حال پر بے ساختہ جاری ہوجاتے ہیں۔

مدینے والے کی سُنّتوں پر بسر ہوئی جو وہ زندگی ہے ... یہی تو فیضانِ مصطفیٰ ہے یہی تو اوصافِ سرمدی ہے

جو فیض احمد رضا کا جاری ہے آلِ رحمٰن مصطفیٰ سے ... حضور مفتی مجیب اشرف سے آج ظاہر وہ روشنی ہے

تقویٰ اور قربانی

’’تقویٰ ایک جامع لفظ ہے اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں ۔ ہر ایک قسم کو حاصل کرنے کے لیے الگ الگ شعبے ہیں ۔نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ، قربانی بھی انھیں شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے ۔اس کے ذریعہ تقویٰ کی ایک خاص صفت حاصل ہوتی ہے جو صرف قربانی ہی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے، صدقۂ مالیہ کے ذریعہ اس مخصوص صفت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے گلاب کے پھول سے چنبیلی کی خوشبو حاصل کرنے کی سعیِ ناکام کرنا جو یقیناً انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

پھر جس طرح ہر خوشبو کا ایک خاص موسم ہوتا ہے جس میں وہ خوشبو نسبتاً زیادہ محبوب و مرغوب ہوتی ہے اور دوسری خوشبو کا خوشبو ہونا اپنی جگہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر عبادت اور عمل کے لیے ایک وقت اور موسم ہے، جس میں اس عمل کی قدر و منزلت نسبتاً زیادہ ہوتی ہے ۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’قربانی کے دنوں میں بنی آدم کے اعمال میں قربانی سے زیادہ پسندیدہ عمل خدا کی بارگاہ میں کوئی دوسرا عمل نہیں ہوتا۔‘‘

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

(مضامین اشرف الفقہاء سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

باب-7

تابش فکر و نظر

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

اشرف الفقہاء کی بارگاہ میں چند یادگار لمحے

غلام مصطفیٰ رضوی

نوری مشن/ اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، مالیگاؤں

مدیر: یادگار رضا، ممبئی 9325028586

وہ بندگانِ خدا جن کے ظاہر و باطن میں یکسانیت ہوتی ہے، کردار و عمل سے دین پر استقامت کا مشاہدہ ہوتا ہے، ان کی باتیں دِلوں میں گھر کر جاتی ہیں، اُن کی یادوں کے نقوش دماغ میں بَس جاتے ہیں، اُن کے تذکرے باعثِ سکوں ہوتے ہیں، اُن کی گفتگو انقلاب بداماں ہوتی ہے۔ ایسی ہی خصوصیات کے جامع ہیں خلیفۂ حضور مفتی اعظم، اشرف الفقہاء، مفتی محمد مجیب اشرف (ناگپور)۔ آپ کئی دہائیوں سے مالیگاؤں تشریف لاتے رہے ہیں۔ آپ کے دَم قدم سے یہاں دین وسُنّیت کی بہاریں عود کر آئیں۔ اہلِ سنّت کے تعمیری کام کو حیاتِ تازہ ملی۔ تعمیری فکر بیدار ہوئی۔ مساجد و مدارس اور اشاعتی ادارے قائم ہوئے۔ آپ کی سرپرستی ورہنمائی میں اہلِ سنّت و جماعت کا کارواں تیز گام ہوا۔ صالح افکار و نافع کردار ہویدا ہوئے۔

تازہ نقوش: یکم جولائی ۲۰۱۸ء کو حضور اشرف الفقہاء مالیگاؤں تشریف لائے۔ سنی جمعیۃ العلماء نے اجلاس منعقد کیا۔ جہاں آپ نے بڑی متانت کے ساتھ عقائدِ حقہ پر استقامت کی تلقین کی۔ اعلیٰ حضرت کی تصنیف ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' جو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب سے متعلق ہے، کی وجہِ تصنیف اور مکہ مکرمہ میں پذیرائی پر دل پذیر گفتگو کی۔ اس نشست میں پیغام دیا کہ: عقائد کی حفاظت کیجیے اور اعمال و عبادات کو بچایئے۔ نمازوں کی پابندی کیجیے اور مسلکِ امام احمد رضا جو عظمت و ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا نام ہے- پر کاربند رہیے۔

خطاب سادہ، ایمان افروز، پیغام سے لبریز، زباں میں اثر- اِس لیے بات دل میں اُترتی ہے اور باطن روحانی کیف سے سنورتا ہے۔ انبوہِ کثیر نے یکسوئی سے خطاب سُنا، اطراف و جوانب سے جوق در جوق عاشقانِ مصطفیٰ تشریف لائے۔ اور عقیدہ وعمل کی درستی کی فکر لے کر لوٹے۔

یادگار لمحے: اِسی شب چند ساعتیں حضور اشرف الفقہاء کی بارگاہ میں گزریں۔ جو توشۂ حیات بن گئیں۔

ہم نے آپ کو راہ چلتے دیکھا۔ متانت سے نگاہیں نیچی کیے میانہ رفتار سے چلتے ہیں۔ راہ میں بچے، جواں، بوڑھے سلام کرتے ہیں، آپ جواب خندہ پیشانی سے دیتے ہیں۔ خیریت پوچھتے ہیں۔ دُعائیں دیتے ہیں۔ مُسکرا کر ملتے ہیں۔ ملنے والے سکون نہیں لینے دیتے، بُرا منائے بغیر حسنِ سلوک کا یہ معاملہ تسلسل سے جاری رہتا ہے۔ لوگ اپنے مصائب پیش کرتے ہیں، تشفی بخش جواب دُعاؤں کے ساتھ عطا فرماتے ہیں۔ ہر ملنے والا مسرور ہو اُٹھتا ہے۔ خاص طور پر نوجوان طبقہ متاثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوانوں کی زندگیوں میں حضور اشرف الفقہاء کے خطاب کے گہرے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اور یہ مشاہدہ صرف مالیگاؤں ہی کا نہیں، ہر شہر ہر قریہ میں ہم نے دیکھا، بلکہ مدینہ منورہ میں بھی دیکھا کہ، پڑھے لکھے نوجوان بصد شوق ملنے آتے ہیں۔ کوئی جدہ سے آ رہا ہے، کوئی مکہ معظّمہ سے، کوئی اطراف کے شہروں سے۔ کشش ایسی کہ دل کھینچے چلے آتے ہیں۔ یہی کیفیت ہر جگہ ہوتی ہے۔ مسائل تو جہان بھر سے پوچھے جاتے ہیں۔ شرعی رہبری کا فریضہ سفر و حضر میں برابر جاری رہتا ہے۔ جس محفل میں حضور اشرف الفقہاء چلے جاتے ہیں، محفل نورٌ علیٰ نور بن جاتی ہے۔ یہ فیضِ حضور مفتی اعظم کی جلوہ گری ہے۔

دورانِ گفتگو ہم نے کہا کہ حضور آپ کی عمر کا طویل حصہ مسافرت میں گزرا۔ فرمایا کہ: ہم نے کام کہاں کیا! راقم نے کہا کہ حضور! آپ کی تقریروں نے عقائد کی اصلاح کی، اعمال کی اصلاح کی، کام والوں کو حوصلہ بخشا، راہیں ایستادہ کیں۔ بنیادیں فراہم کیں۔ سیکڑوں مسجدیں آپ سے وابستگی کی بنیاد پر آج عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں قائم و سرگرم ہیں۔ کتنی ہی تنظیمیں، ادارے، سرگرم افراد، مخلص داعیان آپ سے مستنیر ہو کر راہِ عمل میں موجود ہیں۔

اِس ملاقات میں آپ نے کافی وقت تک حضور مفتی اعظم کی عنایات کا ذکر کیا۔ ان کی تقویٰ شعار زندگی، شریعت پر استقامت اور تحفظ شریعت کے لیے بیباکانہ اقدامات کا ذکرِ جمیل رہا۔ آپ نے بتایا کہ اپنے مشاہدات پر مبنی جو کتاب ''تابش انوار مفتی اعظم'' تحریر کی ہے؛ وہ بڑی پسند کی گئی؛ جس کی وجہ یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم کی خدمات کا تذکرہ سادہ اور آسان لفظوں میں کیا گیا ہے۔ یادداشت سے جو باتیں لکھی گئیں وہ بارگاہِ مفتی اعظم میں گزرے لمحات کی یادیں ہیں۔ تمام پہلوؤں کے بیان کے لیے دفتر چاہیے۔ سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے۔

حضور اشرف الفقہاء نے بتایا کہ حضور مفتی اعظم کی حیاتِ طیبہ کا بڑا حصہ دَوروں میں گزرا، جس کی برکتیں ایسی ہیں کہ مختلف مقامات پر دین و سنیت کے کام کو تقویت ملی۔ لاکھوں زندگیوں میں انقلاب آیا۔ ایمان کی سلامتی کے لیے حضور مفتی اعظم نے عملی نمونہ پیش فرمایا۔ مسافرت کے زمانے میں ایک عرصہ وہ بھی گزرا کہ حضور مفتی اعظم بعض پہلو نوٹ کرواتے، میں لکھ لیتا۔ بڑی اہم اور ضروری باتیں نوٹ بک میں لکھی گئیں۔ لیکن افسوس کہ وہ نوٹ بک کسی نے غائب کر دی۔ افسوس! قوم کے لیے درسِ عمل اور فیض رساں مواد جسے چھپنا چاہیے تھا اسے کسی نے پار کر لیا...... حضور اشرف الفقہاء نے فرمایا کہ مجھے جب اس نوٹ بک کا

جانا یاد آتا ہے تو۔ بہت دُکھ ہوتا ہے۔

فتاویٰ اشرف الفقہاء کی تدوین: حضور اشرف الفقہاء کے فتاویٰ بھی بڑی اہمیت و افادیت کے حامل ہیں۔ تاہم آپ کے ملفوظات کا زیادہ شہرہ ہے۔ فقہ سے جڑے علما جنھیں آپ کے فتاویٰ کے ملاحظہ کا شرف حاصل ہوا، انھیں فتاویٰ میں جزئیات کی گہرائی اور توضیح مسئلہ میں تعمق و دقتِ نظر کا اعتراف ہے۔ اِس ضمن میں حضور اشرف الفقہاء نے بتایا کہ فتاویٰ کے ریکارڈ کھنگالے جا رہے ہیں۔ رجسٹروں سے فتاویٰ یک جا کیے جا رہے ہیں۔ کتنے ہی فتاویٰ جن کی نقلیں محفوظ نہ ہوسکیں وہ مجموعہ میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ پھر بھی دستیاب فتاویٰ دو ضخیم مجلدات میں سما جائیں گے۔ امکان ہے کہ جمع و تدوین کے بعد اشاعت عمل میں آجائے۔ نگاہیں طبع کی منتظر ہیں۔

اِس درمیان راقم نے دیکھا کہ دورانِ سفر خطبات کا مجموعہ تصحیح کے مرحلے سے گزر رہا ہے۔ راقم کے سامنے دو سو صفحات کا کمپوزڈ مواد موجود تھا۔ جب کہ خطبات بھی یقیناً کئی جلدوں میں مرتب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ! آسانیاں مہیا فرمائے تاکہ حضور اشرف الفقہاء کا یہ اثاثہ جلد مرتب ہو کر منصۂ شہود پر ہو۔

خطبات کی اشاعت سے جہاں عظمتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نگاہوں کو نور عطا کریں گے، وہیں اشعارِ اعلیٰ حضرت کی گہرائی و گیرائی اور توضیح و تشریح کا نظارہ بھی ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کی نعتوں کی تشریح کا بڑا اچھوتا اسلوب ہے ہمارے اشرف الفقہاء کا۔ راقم نے شرحِ کلامِ رضاؔ کے سلسلے میں حضور احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمۃ کے خطبات کا تجزیہ کیا ہے، وہی چاشنی، وہی لطافت آپ کی تشریحات میں محسوس کی جاسکتی ہے۔

تین واقعات: اِسی دن دو ایسے واقعات ہوئے جن کا علم مجھے دوسرے دن ہوا۔ اس بابت اجمالی تفصیل یہ ہے:

[۱] جناب یوسف رضا نے بتایا کہ ایک بچی کے رشتہ کے لیے کافی دنوں سے تگ و دو کی جارہی تھی۔ کامیابی نہیں مل رہی تھی۔ افرادِ خانہ پریشان تھے۔ حضور اشرف الفقہاء کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے فوراً تعویذ عنایت کیا۔ دُعا کی۔ اور ایک ہی دن میں مسئلہ حل بھی ہوگیا۔ الحمدللہ!

[۲] حشمت رضوی (ساکن رضا پورہ مالیگاؤں) کا بیان ہے کہ ان کے بھائی ہفتہ عشرہ سے لاپتہ تھے۔ شہر و اطراف کے علاقے چھان ڈالے گئے۔ کئی تعویذات بھی لائے گئے۔ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ افرادِ خانہ پریشان تھے۔ ضعیف والدہ بیماری و صدمے سے نڈھال تھیں۔ ایسے عالم میں حضور اشرف الفقہاء کی خدمت میں رجوع کیا گیا۔ آپ نے تعویذ عطا فرمایا۔ ہدایت کے مطابق افرادِ خانہ نے عمل کیا۔ دوسرے دن یہ خوش خبری ملی کہ موصوف کا گم شدہ بھائی بہ حفاظت مل گیا۔ حشمت بھائی نے بتایا کہ ہم نے حضور مفتی اعظم کا فیض حضور اشرف الفقہاء کے تعویذ سے دیکھ لیا۔ ایمان تازہ ہوا۔ ضعیف والدہ کی طبیعت بھی بحال ہوگئی۔

نیز ایک واقعہ دوران تحریر معلوم ہوا۔

[۳] ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت کی تعویذات اور نقوش کی مدد سے کئی لاولد جوڑے اولاد کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ نیز شادی کے لیے بیٹھی ہوئی بچیوں کے لیے اسباب رشتہ بھی تعویذات کی برکت سے مہیا ہوئے۔ ایسے جوڑوں اور بچیوں کے ناموں کی فہرست طویل ہے۔

بظاہر یہ واقعات چھوٹے ہیں۔ لیکن ایمان کی تازگی اور بزرگوں کے فیضان کے مظہر ہیں۔ پریشاں حالوں کی دقتیں بزرگوں کی نگاہ سے دور ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے ذریعے اُلجھے مسائل حل فرما دیتا ہے اور ایمان کی تازگی کا ساماں مہیا کرتا ہے۔

ہمیں ناز ہے کہ ہم ایسے خاصانِ خدا کے دامن سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مشائخ اہلِ سنّت کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے فیضانِ کرم سے ہم سب کو نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

☆☆☆

شذرہ: یہ مضمون جولائی ۲۰۱۸ء کے ابتدائی ایام میں لکھا گیا؛ جس کی معاصر اخبارات میں اشاعت بھی ہوئی۔ حضور اشرف الفقہاء نے اسے دھولیہ کی سرزمین پر ملاحظہ بھی فرمایا۔ راقم کی تحریر، اسلوب اور ذوقِ مطالعہ پر دعاؤں سے نوازا۔ بعد کو کئی نشستوں کے احوال قلم بند کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ تمام یادداشتیں لکھ لی جائیں تو ضخیم جلد تیار ہو جائے۔ (غلام مصطفیٰ رضوی)

پیغامِ فکر و عمل

خطباتِ حضور اشرف الفقہاء کے آئینے میں

غلام مصطفیٰ رضوی

نوری مشن/ اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، مالیگاؤں

مدیر: یادگار رضا، ممبئی 9325028586

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ کی پوری زندگی خدمتِ دین اور اشاعتِ حق میں گزری۔ آپ کی گفتگو، ارشادات، بیانات اور نصائح ایسے ہوتے کہ دل کی دُنیا بدل جاتی۔ آپ کی نصیحتوں کے زیر اثر بلاشبہ لاکھوں زندگیوں میں خوش گوار انقلاب برپا ہوا۔ عقیدے کے ساتھ ساتھ عمل کی بھی اصلاح ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اشرف الفقہاء کی زبان میں وہ تاثیر عطا کی تھی کہ بات دل میں اُترتی اور خوش گوار نتائج رونما ہوتے۔ اِس مقالے میں ہم بعض خطبات وارشادات، پروگرام ومواعظ کی اخباری رپورٹس سے اقتباس پیش کریں گے۔ مختلف وقتوں میں مالیگاؤں واطراف میں منعقد ہونے والے جلسوں، کانفرنسوں اور افتتاحی تقریبات میں حضور اشرف الفقہاء نے جو پیغامات دیے، جن کی رپورٹنگ راقم غلام مصطفیٰ رضوی نے کی، ان سے یہاں عطر کشید کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ حضور اشرف الفقہاء کے یہ پیغامات بڑی افادیت کے حامل ہیں۔ نوع بہ نوع عناوین کو محیط ہیں۔ ان میں آپ کی علمی بصیرت، روحانی عظمت، اور اعتقادی واصلاحی فکر کی جھلک بھی ہے، اور سیاسی تدبر وبصیرت بھی۔ قومی تعمیر ووقار کے تحفظ کا جذبۂ صالح بھی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ کا مبارک پیغام بھی موجود ہے۔ جنھیں گلشنِ حیات میں آویزاں کر لیا جائے تو عقائد کا چمن بھی ہرا بھرا ہوگا، اور اعمال کی کیاریاں بھی خوشبو لٹائیں گی۔ اب ان پیغامات کے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جو حضور اشرف الفقہاء کے لبہائے مبارک سے ادا ہوئے؛ اُمید کہ ان پیغامات کی پشت پر موجود درد کا احساس کرتے ہوئے بزمِ اہل سنت کو مہکائیں گے۔ ضمنی عناوین راقم کے قائم کردہ ہیں، جب کہ اقتباس حضور اشرف الفقہاء کے بیان سے ماخوذ:

عزتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلم پرسنل لا

خواتین اسلام کورٹ میں اپنے شرعی معاملات نہ لے جائیں۔ اپنے مسلکِ سُنّی دار الافتا میں لے جائیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

شریعت کے مطابق فیصلہ ہوگا اور اسے قبول کیا جائے گا تو دُنیا و آخرت میں نیکیاں ہیں۔ ضرورت ہوئی تو شریعت کی حفاظت و حمایت کے لیے خواتین بھی باپردہ ہو کر نکلیں۔ آپ لوگ 'شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے احکام پر عمل کرتے ہوئے مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لیے سرگرمِ عمل ہو جائیں۔ ہمارے لیے بریلی شریف کے احکام کافی ہیں۔ ہم شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرتے ہیں اور شریعت پر ہی عمل کریں گے۔ شریعت کی پیروی میں ہماری نجات ہے۔ مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لیے اسلاف کے طریقوں پر چلیں گے۔

عزت! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گلی میں ملے گی۔ عزت! اللہ کے یہاں ہے، عزت! اللہ کے لیے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور سچے مومنین یعنی غوث وخواجہ اور اولیائے اسلام کے لیے ہے، اور ان ہی کے دامن سے وابستگی میں مسلمانوں کی عزت ہے۔ عزت لینا ہو تو درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ آؤ۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لو رب راضی ہو جائے گا۔ عزت کسی کی ملکیت نہیں۔ عزت میرے رب کی ہے اور اس کی تقسیم بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہے۔ عزت حاصل کرنا ہے تو سچے مسلمان بن جاؤ۔ اللہ کی بارگاہ میں جھکنے کا انداز اختیار کرو۔ یہی ''عزت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس'' کا مقصد ہے۔ ظالم انجام کو پہنچے گا۔ حالات بدلیں گے۔ آج مسلم پرسنل لا کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کل ابرہہ نے کعبے کو ڈھانے کی کوشش کی، اللہ نے ابابیل بھیج کر انھیں تباہ کیا۔ نمرود کے تکبر کو ایک کمزور مچھر کے ذریعے خاک میں ملایا۔

قرآن نے تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلقین کی۔ قرآن کریم نے تین نکات کی تعلیم دی: ایمان وعقیدہ، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت، صبح وشام خدا کی عبادت۔ عقیدہ محفوظ ہو تو عمل صالح عزت کا باعث بنے گا۔

تحفظِ شریعت کے لیے امام حسین رضی اللہ عنہ کا کردار دیکھو۔ یزید نے مسلم پرسنل لا پر حملہ کیا۔ قرآن کے قانون کو توڑا۔ امام حسین شریعت کی حفاظت کے لیے شہید ہوئے۔ اپنا خون دے کر بھی ہم شریعت کی حفاظت کریں گے۔ شریعت معاشرے کو سنوارتی ہے۔ شریعت کا قانون اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ اس میں تبدیلی کے لیے ہم تیار نہیں ہیں۔ اسلام نے دیانت وانصاف کی بنیاد پر ۴؍شادیوں کی مشروط اجازت دی۔ ہم یکساں سول کوڈ قبول نہیں کریں گے۔ اس قسم کی تبدیلی کے لیے ہرگز راضی نہیں۔

(۲۱؍اکتوبر ۲۰۱۶ء، تاریخی ''عزتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس'' نوری مشن مالیگاؤں)

صوفیہ کی اصل تعلیمات اور مسلک اعلیٰ حضرت

صوفیہ کی اصل تعلیمات کی تعبیری اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ صوفی ازم وہی ہے جو عقیدے کی سلامتی کے ساتھ ہو۔ جہاں ملاوٹ نہ ہو بلکہ احکامِ شریعت کی بالادستی ہو۔ تصوف کی آڑ میں اگر حق و باطل ملایا جائے تو صوفیہ کی (سچی) تعلیمات کے منافی ہے۔ (۱۳؍مارچ ۲۰۱۶ء، سنی اجتماع واصلاح معاشرہ کانفرنس، راویر)

قدرتِ الٰہی کا جلوہ

پانی کے ذریعے زمین میں اناج زندگی پاتا ہے اور فصل لہلہاتی ہے؛ یہ قدرتِ الٰہی کا جلوہ ہے، شہید کی مکھیاں درود پاک کے وِرد کے ساتھ پھولوں کا رَس چوستی ہیں، میٹھا شہد حاصل ہوتا ہے یہ رب کی قدرت کا جلوہ ہے، اس میں انسانوں کیلئے تندرستی ہے۔ قرآن شفا و تندرستی کا منبع ہے۔ قرآن سے رجوع نے مسلمانوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی کرامتوں میں رب کریم کی قدرت کے جلوے ہیں۔

(۲۳/اپریل ۲۰۱۶ء، اجلاس دارالعلوم اہلسنّت سیدنا امیر حمزہ، مالیگاؤں)

عقیدہ، احترام رسول ﷺ اور عبادت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا کہنا نہ شریعت کے مطابق ہے، نہ قرآن کے مطابق۔ قرآن نے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے جانے کا ذکر کیا۔ صحابۂ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے علم وسیع عطا فرمایا۔

عقیدہ، احترامِ رسول ﷺ اور عبادت یہ اسلام کے تین ایسے پوائنٹ ہیں کہ جنھیں اپنا لیا جائے تو زندگی کامیاب ہو جائے۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے۔ یہی اسلام کی بنیاد ہے۔ امام احمد رضا نے احترامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا اور ایمان کو بچایا۔ امام احمد رضا کا سب سے بڑا کارنامہ تحفظِ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ امام احمد رضا نے عشق رسول ﷺ کی شمع بھی روشن کی، اور (بارگاہِ الٰہی میں) سجدے کی تلقین بھی کی۔ اپنی جبیں کو بارگاہِ الٰہی میں جھکاؤ، سجدوں سے مسجدوں کو آباد کرو۔

(۲۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء، اجلاس: جماعت رضائے مصطفیٰ، ایولہ)

پابندیِ وقت

میرا معمول ہے کہ جہاں بھی جمعہ میں پہنچتا ہوں تو جماعت کا وقت معلوم کر لیتا ہوں۔ خطاب مختصر کرتا ہوں اور دیے ہوئے وقت سے پانچ منٹ قبل ہی گفتگو سمیٹ لیتا ہوں۔ تاکہ وقت پر ہی جماعت کا اہتمام ہو۔ مساجد اہلِ سنّت میں جمعہ میں خاص طور پر وقت کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ نمازی، جن میں کوئی آفس والا ہوتا ہے، کوئی سروس والا، کوئی کاروباری، ہر ایک اپنے شیڈول کے مطابق نماز کے بعد کام کرے۔ کسی کو کوئی ڈسٹرب نہ ہو........ پابندیِ وقت سے ہم کئی رُخ سے کامیابی پا سکتے ہیں۔ ہمارے جلسوں کا معیار بھی اِس سے بلند ہوگا۔ زیادہ دیر تک جلسوں کے جاری رکھنے سے فجر میں بعض لوگ کوتاہی کر جاتے ہیں، جلسے وقت پر شروع کر دینے اور وقت پر ختم کر دینے سے نماز اور کاروبار سبھی میں پابندی ہوتی ہے۔

(۲۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء، نجی محفل، بموقع اجلاس سنی جمعیۃ العلماء، مالیگاؤں)

نصیحت

عقائد کی حفاظت کیجیے اور اعمال وعبادات کو بچایئے۔ نمازوں کی پابندی کیجیے اور مسلکِ امام احمد رضا جو عظمت و ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا نام ہے، پر کاربند رہیے۔

(یکم جولائی ۲۰۱۸ء، اجلاس سنی جمعیۃ العلماء، مالیگاؤں)

بارگاہِ حضور مفتی اعظم میں حضوری

حضور مفتی اعظم کی حیاتِ طیبہ کا بڑا حصہ دَوروں میں گزرا، جس کی برکتیں ایسی ہیں کہ مختلف مقامات پر دین وسنیت کے کام کو تقویت ملی۔ لاکھوں زندگیوں میں انقلاب آیا۔ ایمان کی سلامتی کے لیے حضور مفتی اعظم نے عملی نمونہ پیش فرمایا۔ مسافرت کے زمانے میں ایک عرصہ وہ بھی گزرا کہ حضور مفتی اعظم بعض پہلو نوٹ کرواتے، میں لکھ لیتا۔ بڑی اہم اور ضروری باتیں نوٹ بک میں لکھی گئیں۔ لیکن افسوس کہ وہ نوٹ بک کسی نے غائب کر دی۔ افسوس! قوم کے لیے درسِ عمل اور فیض رساں مواد جسے چھپنا چاہیے تھا اسے کسی نے پار کر لیا......

(یکم جولائی ۲۰۱۸ء، نجی محفل مالیگاؤں)

اخلاصِ نیت

حضرت امام سیدنا محمد ابن اسماعیل بخاری امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ جو بخارا کے رہنے والے تھے۔ دُنیائے علم حدیث میں امام بخاری کی حکومت ہے۔ بخاری شریف میں پہلی حدیث نیت سے متعلق امام بخاری نے درج کی۔ ہماری نیت اور مقصد نیک ہونا چاہیے۔ بچو! حصولِ علمِ حدیث میں خلوصِ نیت رکھو گے تو بخاری شریف کا فیض حاصل ہوگا۔

(۱۱/اپریل ۲۰۱۹ء، تقریب ختم بخاری شریف، جامعہ حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں)

خانقاہ برکاتیہ کی برکتیں

جب سے مدرسہ قائم ہوا تب سے ہی تنقید کرنے والے بھی سرگرم عمل ہیں۔ منافقین نے اصحابِ صفہ کو تنقید کا نشانہ بنایا جس کے جواب میں قرآن پاک کی آیات موجود ہیں۔ خانقاہِ برکاتیہ کی برکتیں دارالعلوم انوار رضا کے ساتھ ہیں۔

(۱۴/اپریل ۲۰۱۹ء، تعلیمی اجلاس دارالعلوم انوار رضا، نوساری)

اکابر اہل سنت کی راہ، راہِ حق

اکابر اہلسنّت کی راہ ہی راہِ حق ہے، اس سے رُوگردانی اخروی بربادی کا پیش خیمہ ہوگی، اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں اپنی زندگی گزاریں اور امام اہل سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں۔

(۱۳/اپریل ۲۰۱۹ء، پیغام حق کانفرنس وصد سالہ عرس اعلیٰ حضرت، سورت)

موت کی یاد اور دل کی زندگی

احادیث میں صالحین اور نیکوں کے ذکر کو کفارہ فرمایا گیا۔ گناہوں کا کفارہ نیکوں کا تذکرہ کرنا ہے۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے تقویٰ کے ذریعے ہمیں اسلامی شعور عطا کیا۔ شریعت کا ایسا پاس و لحاظ کہ جہاں کوئی خلافِ شرع اَمر پاتے فوراً ٹوک دیتے۔

موت کی یاد سے دل زندہ ہوتا ہے۔ قبر کی یاد جنت سے قریب کر دیتی ہے۔ جس کا نام دفتر ملائکہ میں لکھ دیا جاتا ہے وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

مردِ مومن کی شان ہے کہ اس کی پاکیزگی اس کی شہادت سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل تھا۔ مولانا محمد مرتضیٰ کی موت درس گاہ کی تعمیر کی فکر دے گئی۔

(۱۴ر ستمبر ۲۰۱۹ء، عرس حضور مفتی اعظم، فاتحہ چہلم مولانا محمد مرتضیٰ ابن مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی نوساری)

امام حسین سے محبت کا تقاضا

شریعتِ مطہرہ پر استقامت کا معیار امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں پیش کیا۔ دینی اُصولوں پر گامزن ہو جانا امام حسین سے محبت کا تقاضا ہے۔ ہمیں شہدائے کربلا (رضی اللہ عنہم) سے اُلفت و عقیدت ہے اور اصحابِ رسول سے بھی نسبت ہے۔

(۲۷ر ستمبر ۲۰۱۹ء، پیغام تاج الشریعہ کانفرنس، مالیگاؤں)

جان دے دو وعدۂ دیدار پر

موت کی یاد آخرت کی نعمتوں کو یاد دلاتی ہے، اللہ والے اس دُنیا میں موت کو یاد کر کے خوش ہوتے ہیں کہ موت محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا پروانہ لائے گی ؎

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

وہ موت ہے جس کے ساتھ دیدارِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوش خبری ہے، ہم موت سے گھبراتے ہیں، بندۂ مومن بن جایئے موت مژدۂ نجات عطا کرے گی۔ ہمارے اسلافِ کرام موت کی تمنائیں کیا کرتے ہیں کیوں کہ ان کی پاکیزہ آنکھیں محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کی متمنی ہوتیں۔

اب تو پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسیؔ
ہے شب گور بھی اس گل کے ملاقات کی رات

موت کی یاد کرو ان شاء اللہ خشیت پیدا ہوگی اور دُنیا سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔

(۲۷ ستمبر ۲۰۱۹ء، خطابِ جمعہ، مسجد رضائے غوث اعظم، مالیگاؤں)

جانِ آدم جانِ حوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

قرآن نے فرمایا کہ (مفہوم) وہ خوش نصیب ہیں جو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مؤدب رہتے ہیں، اس لیے کہ اللہ نے انھیں تقویٰ کے لیے چن لیا ہے۔ جن کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام نہ تھا، ان کے لیے سورۂ منافقون نازل ہوئی۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و احترام کرتا ہے وہ صادقین میں سے ہے۔ اور جو ظاہر میں کتنا ہی سچا ہو لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اس کے دل میں نہیں ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ رب نے ارشاد فرمایا کہ (مفہوم) یہ منافق جھوٹے ہیں ان کی صحبتوں سے بچو۔ نیکیوں کی طرف رغبت پیدا کرو برائیوں سے معاشرے کو بچاؤ۔

حدیث پاک میں ہے کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم آب و گل کی منزل میں تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کو پانی اور مٹی سے بنایا گیا۔ لیکن روح کو قرار جبھی آیا جب نور پاکِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی پیشانی میں رکھ دیا گیا۔ احسان! سلام پر مجبور کرتا ہے۔ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان حضرت آدم پر ہے کہ انھوں نے حضرت حوا کا مہر صلوٰۃ وسلام پڑھ کر ادا کیا۔ تو اس کی برکتیں ظاہر ہوئیں۔ قرآن نے رب کی نعمتوں اور عطاؤں پر شکر کی تلقین کی۔ نعمتوں کی عطا پر سلام پڑھنا رب کا شکر بجالانا ہے۔ ہر سانس پر اللہ کا شکر بجالانا چاہیے۔

آب و گِل میں نور کی پہلی کرن
جانِ آدم جانِ حوا آپ ہیں

پابندیِ شریعت کے لیے مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت ضروری ہے۔ قرآن نے اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ کی روِش اختیار کرنے کی تعلیم دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت رکھنے والا سچا ہے۔ تمام خوبیاں ہوں لیکن اگر گستاخِ رسول ہو تو وہی جھوٹا ہے۔ قرآن میں حکم ہوا کہ (مفہوم) رسول پاک کی بارگاہ میں چلا کر بات نہ کرو ایسا کرو گے تو تمام نیکیاں اکارت ہو جائیں گی۔ تمام اعمالِ صالحہ غیر مقبول ہو جائیں گے۔ صحابۂ کرام تعجیل کرتے اور نہایت احترام و ادب کا مظاہرہ کرتے۔

(۱۵ جنوری ۲۰۱۶ء، جشن غوث اعظم، سنی جمعیۃ العلماء مالیگاؤں)

شریعت پر استقامت

تقویٰ اختیار کرنے والے اللہ کے محبوب بندے ہوتے ہیں۔ شریعت پر استقامت حاصل کرنے والا صاحبِ تقویٰ

ہوتا ہے۔ نیکوں کا لباس الگ ہوتا ہے لفنگوں کا لباس الگ ہوتا ہے۔ لباسِ تقویٰ نیکوں کا ہے، وہ لباسِ تقویٰ وشریعت ہے جو غوثِ اعظم نے پہنا تھا، غریب نواز، مخدوم پاک، اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم اور تاج الشریعہ نے پہنا۔ اسلاف نے تقویٰ کا عملی مظاہرہ پیش کیا۔ دو راستے ہیں ایک شریعت کا راستہ دوسرا گمرہی کا۔ اگر کوئی کیسے ہی کمالات دکھائے تو متاثر مت ہوجانا یہ دیکھنا کہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتنا عمل پیرا ہے۔ شریعت پر استقامت ہی معیار ہے۔ اولیائے کرام نے استقامت فی الدین اختیار کی، شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود کو آراستہ کیا تب وہ مقامِ عظمت پایا کہ ان کے نشانِ قدم مشعلِ راہ ہو گئے۔

زرخیز زمین ہی برکت لاتی ہے اس لیے اپنی نسبت بنجر زمینوں سے نہیں بلکہ اولیاے کرام کی زرخیز بارگاہوں سے استوار کریں، اسی میں آخرت کی فوز وفلاح اور کامیابی ہے۔

(۱۵؍جنوری ۲۰۱۶ء، مجلس بیعت، رضا مسجد مالیگاؤں)

ظاہری وباطنی پاکیزگی

اسلام پاکیزگی کا مذہب ہے۔ حدیث میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کریم! پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ پاکیزگی ظاہری بھی ہوتی ہے اور باطنی بھی۔ اولیائے کرام، صوفیائے اسلام باطنی صفائی کرتے ہیں۔ خانقاہوں نے باطن کو نکھارا ہے اور اسلام کی سچی تعلیمات کی اشاعت کی ہے۔ امام احمد رضا نے شریعت وطریقت کے فرق کو مٹایا ہے۔ بے شرع پیروں کی گرفت کی اور شریعت کی حفاظت کر کے طریقت کو تباہ ہونے سے بچایا۔

اکابرین اسلام میں ہر ایک اگر ایک طرف عظیم صوفی گزرا ہے تو دوسری طرف اسلامی درس گاہ کا فارغ التحصیل عالم ومفتی اور عظیم مصلح بھی رہا ہے۔ محدثین عظام وعلماے اسلام کی جماعت صاحبِ دل وطبیب روح بھی رہی ہے۔ خانقاہ ودرس گاہ کا رشتہ قدیم رہا ہے۔

(۲۱؍اگست ۲۰۱۴ء، خطاب خانقاہِ رضویہ، افتتاحِ محفلِ ذکر، مالیگاؤں)

شریعت کی حفاظت

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت ٹھکرا کر درس دے دیا کہ شریعت کے احکام کی پامالی کرنے والا ٹھکرائے جانے کے لائق ہے۔ حسینیت حفاظتِ شریعت کا نام ہے۔ خلافِ شرع امور اپنانا حسینیت نہیں ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں بعد کی نسلوں کے لیے دین کی بقا وسلامتی کا درسِ عظیم دیا۔ ہمارے اسلاف امام حسین رضی اللہ عنہ کے مشن کے امین و وارث ہیں۔ اس لیے ہر خلافِ شریعت راہ کے مقابل استقامت کا پیکر بن جاؤ، یہی درس مفتی اعظم نے دیا۔ ان کی تقویٰ شعار زندگی اور شریعت کی حفاظت کے لیے صاحبانِ اقتدار کی پروانہ کرنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل کی نمایاں مثال ہے۔

قرآن مقدس کا فیصلہ ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ ہم خاصانِ خدا کو زندہ مانتے ہیں۔ یہی اسلام کا عقیدہ ہے۔

(۲۹/اکتوبر ۲۰۱۵ء، ذکرشہید اعظم ومفتی اعظم، نوری مشن، مالیگاؤں)

عظمت امام حسین رضی اللہ عنہ

مقام ابراہیم ایک پتھر ہے لیکن نسبت کا اعزاز دیکھیے کہ اسے شعائر اللہ قرار دیا گیا۔ اس کی قدر ومنزلت بڑھ گئی۔ جنھیں خونِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت حاصل ہے ان کا مقام کیسا بلند وبالا ہوگا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کے لیے نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہت ہے۔ پھر ان کی صبر ورضا اور استقامت دیکھیے کہ کربلا کے میدان میں شہید ہونا منظور فرمالیا لیکن شریعت سے کھلواڑ کرنے والے یزید کی تائید گوارا نہ کی۔ یزیدیت شریعت سے انحراف کا نام ہے۔ حسینیت اسلامی احکام پر عمل آوری اور تحفظِ شریعت کے لیے جاں نثاری کا نام ہے۔

(۱۸، ۱۹/نومبر ۲۰۱۴ء، اجلاس بیادشہید اعظم، دھولیہ)

اسلام اور درسِ خیر وتقویٰ

اسلام امن وشانتی کا پیغام دیتا ہے۔ احترام وانصاف کا مبیج اسلام نے دیا۔ خطبۂ حجۃ الوداع میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام دیا کہ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ علم وتقویٰ سے سیرت وکردار سنورتے ہیں۔ خواجہ غریب نواز نے دل کی صفائی کی اور تقویٰ کا مزاج دیا۔ اسلام آتنک واد نہیں سکھاتا۔ دیانت واخوت کا پیغام دیتا ہے۔ مدرسوں ودرس گاہوں میں اسی پیغام کو پڑھایا جاتا ہے۔ مدارس خیر کا درس دیتے اور شر سے انسانیت کی حفاظت کرتے ہیں۔ داعش وطالبان جیسے نظریات کو اسلام مسترد کرتا ہے۔

تلامذۂ امام احمد رضا نے علم کی شمع روشن کی۔ مختلف شعبوں میں دین کی عظمتوں کے علم نصب کیے۔ درس گاہِ اعلیٰ حضرت سے مفتی اعظم، صدر الافاضل وصدر الشریعہ جیسی ذات ملی۔

(۱۴/ستمبر ۲۰۱۵ء، جشن اہلسنّت، سنی جمعیۃ العلماء، مالیگاؤں)

مبارک عمل

مساجد کو جبینوں سے آباد کرو۔ مسجد کا قیام ایسا مبارک عمل ہے جس کا اجر جنت الفردوس ہے اور رب کریم کی رضا وخوشنودی۔ ایمان وعقیدہ سلامت ہے اور دل آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے معمور ہے تو اعمالِ صالحہ کام دیں گے اور پل صراط پر نور ہوگا۔ صوفیاے کرام نے باطن کی صفائی پر زور دیا، دل ونگاہ میں عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش جمیل ہوگا تو عبادت مقبول ہوگی۔

اسلافِ کرام نے عقیدے کی سلامتی کا پیغام دیا۔ میں مبارک باد دیتا ہوں مسجد کے بانیان کو جنھوں نے اللہ کے عظیم گھر کی تعمیر کی۔
(۱۲/مارچ 2015ء، افتتاح مسجد اہلسنّت مریم، مالیگاؤں)

ان پیغامات میں ظاہر و باطن کے تزکیہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ اصلاحی فکر مستور ہے۔ عقائد کا جوہر مہیا ہوتا ہے۔ نافع کردار کی تعمیر کا ضابطہ مضمر ہے۔ نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ حضور اشرف الفقہاء کی نصیحتوں پر عمل کا جذبہ بیدار کریں۔ ان شاء اللہ! نسبتوں کی صبح طلوع ہوگی اور مصائب کی شام دور ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق بخشے اور اہلِ سنّت کے پاکیزہ مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا کرے۔ آمین بجاہ حبیبہٖ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محررہ: ۲۰/اگست ۲۰۲۰ء

☆☆☆

حضور اشرف الفقہاء: دینی و علمی مجالس کے آئینے میں

ملفوظات وارشادات ہمہ جہت عناوین کومحیط ہوتے اور شرعی مسائل کی تفہیم سے فروغِ علم کا پیغام ملتا

غلام مصطفیٰ رضوی

نوری مشن، مالیگاؤں

نگاہِ حضور مفتی اعظم کی جلوہ گری تھی کہ: جواُن کے دامن سے وابستہ ہوا چمک گیا، جواُن کے زیرِ تربیت رہا؛ زمانے پر چھا گیا، اپنی دینی و علمی خدمات کے نقوش اِس جہان میں چھوڑ گیا۔ ایسی ہی شخصیت خلیفہ حضور مفتی اعظم اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ کی تھی۔ آپ نے طویل عمر پائی، نصف صدی سے زیادہ مدت تک دین متین کی نشر و اشاعت اور فروغِ حق و صداقت کے لیے سرگرم عمل رہے۔ ہمہ جہت پہلوؤں سے اصلاحِ مسلمین کا مبارک فریضہ انجام دیتے رہے۔ بنیادی طور پر خطیب، مصلح، مفکر اور داعیِ اسلام تھے۔ لیکن جہاں جاتے مجالس علمی سج جاتیں۔ جوق در جوق خلقت آتی، بیعت کی سعادت حاصل کی جاتی، ایمان تازہ ہوتے اور روحانی برکتوں کی خوش گوار فضا میں رُخصت ہوتے۔ آپ کی نجی مجالس بھی فروغِ دین و اصلاحِ مسلمین کا مؤثر ذریعہ تھیں۔ حاضر باش اس کے شاہد و مؤید ہیں۔ راقم نے سیکڑوں مجالس میں شرکت کی اور پل پل تقویٰ و طہارت اور اخلاقی تطہیر و فکری پاکیزگی کا مشاہدہ و نظارہ کیا۔ مجالسِ اشرف الفقہاء ہمہ جہت عناوین کو محیط ہیں۔ جس کا اجمال بشکلِ نکات درج کیا جاتا ہے:

[۱] حضور اشرف الفقہاء کی مجالس عموماً بوقت بعد نمازِ عصر، بعد نمازِ مغرب اور شب میں بعد از خطاب اقامت گاہ پر آراستہ ہوتیں، جہاں آپ اپنے ملفوظاتِ عالیہ سے نوازتے۔ ہمہ جہت عناوین پر گفتگو ہوتی لیکن سب کا ایک ہی مقصد ہوتا، تقویتِ دین وحفاظتِ ایمان وعمل۔

[۲] حضور اشرف الفقہاء بڑی متانت سے گفتگو فرماتے۔ ہر فرد سے اس کی لیاقت یا Status کے مطابق مخاطب ہوتے۔ عام لوگوں سے عام فہم انداز میں بات کرتے۔ سبھی کی خیریت دریافت فرماتے۔ خندہ پیشانی سے ملتے۔

[۳] عموماً نشست بڑی سادہ ہوتی۔ مسہری کے ایک سرے پر براجمان ہوتے، لیکن قدموں کو سمیٹ کر بیٹھتے۔ پیروں کو پھیلائے ہم نے مجالست نہیں دیکھی۔ انکسار و عاجزی کے انداز میں بیٹھتے۔

[۴] لوگ مسائل کے حل نیز روحانی معاملات میں رہنمائی لینے حاضر آتے۔ ہر ایک سے مسائل معلوم کر کے ان کا دینی حل بتاتے۔

[۵] جسے تعویذ کی ضرورت ہوتی، تعویذ عطا فرماتے۔ لیکن اسی کے ساتھ پابندیِ صوم وصلوٰۃ کی نصیحت ضرور فرماتے۔

[٦] پیچیدہ معاملات میں بھی دُعاؤں کی سوغات دیتے، بعد کو مشاہدہ ہوا کہ پیچیدگی دور ہوئی اور سائل مطمئن ہوا۔

[۷] باہمی رنجش کے مسائل میں اتحاد واخوت کی فضا استوار فرماتے۔ ہم مزاج وہم خیال افراد میں اختلافی فضا آپ کی مجالس میں دور ہو جاتیں۔

[۸] عقائد کے معاملے میں تصلب واستقامت کو مقدم رکھتے۔ اس میں کسی بھی طرح کا سمجھوتہ گوارا نہ تھا۔ مومن کی یہی صفت ہے کہ ؎

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم گاہِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

کی عملی تعبیر تھے۔ اپنوں سے نرم مزاجی صفت تھی اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُشمنوں کے لیے گویا فولاد تھے۔

[۹] مرید ہونے کوئی آتا تو مرید بھی بناتے، ساتھ ہی شریعت پر سختی سے گامزن رہنے کی نصیحت فرماتے۔ تمام باطل فرقوں سے بچنے کی تلقین لازماً کرتے۔

[۱۰] خواتین اسلام کے لیے پردے کی تاکید ونصیحت فرماتے۔ بیعت بھی پردہ کے توسط سے فرماتے۔ عموماً ہم لوگ جب بھی بیعت کے لیے خواتین یا بچیوں کے نام پیش کرتے تو داخلِ سلسلہ فرماتے۔ جب کہ احباب کو بیعت کروانا ہوتا تو مجلس میں لے کر جاتے۔

[۱۱] علمی مسائل پر سوالات کیے جاتے، خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دیتے۔ دلائل بھی عام فہم انداز میں پیش کرتے۔ گفتگو میں توضیحی وتشریحی پہلو غالب ہوتا۔

[۱۲] حضور اشرف الفقہاء کی بارگاہ میں بیٹھنے والا ہر فرد اس بات کی گواہی دے گا کہ شفقت ومروت کا معاملہ فرماتے اور ہر فرد کی ضرورت پوچھتے اور مناسب حل فرماتے۔

[۱۳] راقم جب ملنے جاتا، اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کی دینی، علمی، اعتقادی واصلاحی خدمات پر ہونے والے تحقیقی کاموں کی بابت ضرور پوچھتے۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ مصطفویہ کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کو سراہتے۔ گھنٹوں اعلیٰ حضرت کا تذکرہ بصد ذوق فرماتے۔ سامعین سنتے رہتے۔ اور شرکا کی معلومات میں اضافہ ہوتا۔

[۱۴] تفہیم اشعارِ رضاؔ کے سلسلے میں اکثر استفسار کیا جاتا۔ بہت انہماک سے توضیح فرماتے، انشراح صدر ہوتا۔ نعتیہ اشعارِ رضاؔ پر جب بات ہوتی تو مجلس میں نورانیت بڑھ جاتی۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاکیزہ فضا قائم ہوتی۔ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ بزم طویل ہو

جاتی۔ تشنگی باقی رہتی۔

[۱۵] جب کسی کے یہاں دعوت پر تشریف لے جاتے، ہر ایک کی دل جوئی فرماتے۔ غذا بہت قلیل تناول کرتے۔ دوسروں کا خیال رکھتے کہ تمام لوگ کھانے سے فارغ ہولیں۔ برکتوں کی دُعا کرتے۔ جنھیں تعویذ کی ضرورت ہوتی تعویذ دیتے۔ دُعائیں دیتے۔ نصیحتیں کرتے ہوئے رُخصت ہوتے۔ عموماً ہر مقام پر لوگ طلبِ بیعت کرتے۔ بیعت فرماتے اور نمازوں کی پابندی کی تلقین کرتے۔

[۱۶] عموماً کام کے لیے رہنمائی چاہنے والے ہر مقام پر ملاقات کو حاضر ہوتے۔ تعمیری کاموں کی طرف ذہن موڑ دیتے۔ جلسوں جلوسوں کی بجائے مدارس، مساجد، علم دین اور اشاعت و اصلاحی کاموں کی طرف توجہ مبذول کرواتے۔ ذہن سازی کرتے۔ ہر معاملے میں صحتِ عقیدہ کو مقدم رکھتے۔ یوں ہی تمام باطل عقائد والوں کے شر سے بچنے کی تاکید کرتے۔ باطل فرقوں سے کسی بھی طرح کے اتحاد، اشتراک، میل جول سے بچنے کی تلقین و نصیحت فرماتے۔

[۱۷] مزاج و کردار میں یک رنگی تھی۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے افعال و کردار سے درسِ اصلاح و درسِ تقویٰ فراہم ہوتا۔ ایسے لوگ جو اُلٹے سیدھے کام کرتے ہیں وہ جب اشرف الفقہاء سے ملتے تو اپنی اصلاح پر خود بہ خود مائل ہوتے۔ کتنوں کا مشاہدہ ہوا کہ انھیں سمجھایا جاتا لیکن نہیں سمجھتے، جب وہ بارگاہِ اشرف الفقہاء میں پہنچے تو معاملہ بدل گیا۔

[۱۸] حوصلہ ہارے ہوئے مجلسِ اشرف الفقہاء میں عزم محکم لے کر اُٹھتے۔

[۱۹] بچوں پر شفقت ہوتی۔ ان سے تعلیم کا پوچھتے اور حوصلہ دیتے۔ ذوقِ علم بڑھاتے۔

[۲۰] طلبۂ علوم دینیہ پر خصوصی اکرام فرماتے۔ انھیں احترام دیتے کہ دوسروں کو طلبہ کا احترام کرنے کا درس ملے۔ یوں ہی سرپرستوں کو توجہ دلاتے کہ وہ بچوں کو حصولِ علم دین کے لیے آمادہ کریں۔ مجالس میں جو ملفوظات ارشاد فرماتے، وہ ہمہ جہت عناوین کو محیط ہوتے۔ خصوصیت سے شرعی مسائل کے حل عام فہم انداز میں عنایت فرماتے۔ کاش! انھیں کوئی لکھتا تو علم وعرفان کا عظیم ذخیرہ منظر عام پر آتا اور قوم کی فلاح کا سامان ہوتا۔ بہر کیف مجالس کے حاضر باش علما و طلبہ کو چاہیے کہ یادداشت کو صفحات پر منتقل کریں اور اپنے اکابر سے وابستگی کا علمی فیض عام کریں۔

محررہ: ۱۸/اگست ۲۰۱۸ء

☆☆☆

حضور اشرف الفقہاء اور یادوں کے نقوش

غلام مصطفیٰ رضوی
نوری مشن، مالیگاؤں

۶/اگست ۲۰۲۰ء/ ۱۵/ذی الحجہ ۱۴۴۱ء جمعرات کی صبح خلیفۂ مفتی اعظم حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ اِس جہان سے رُخصت ہو گئے... یادوں کے تابندہ نقوش چھوڑ گئے...

☆☆☆

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹/برس قبل مالیگاؤں کی سرزمین پر یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: "مجیب اشرف اپنے وقت کا مفتی ہے"... لاریب! مفتی اعظم مہاراشٹر کا تاج حضور اشرف الفقہاء کے سر زیب دیتا ہے... واقعی آپ نے شرعی رہبری کی... تابند نقوش چھوڑے... وقت کے عظیم مفتی کا منصب نبھایا...

☆☆☆

حضور اشرف الفقہاء نے فتاویٰ بھی تحریر فرمائے... جن کا مجموعہ زیر ترتیب تھا... وصال سے کچھ مدت قبل ملاقات میں آپ نے بتایا تھا کہ فتاویٰ بعد از ترتیب شائع کرنے کا عزم ہے...

ہم نے دیکھا ہمیشہ فون پر لوگ شرعی مسائل دریافت کرتے... آپ رہنمائی فرماتے... راقم نے خود کئی بار رہنمائی چاہی... ایامِ حج میں زائرین/حجاج مسلسل رابطہ کرتے... مسائل حج دریافت کرتے... خندہ پیشانی سے جواب عنایت فرماتے... پیچیدگی دور فرماتے...

☆☆☆

ان کی یاد روشنی لے کر آتی ہے... ان کا تصور ایمان تازہ کرتا ہے... ہاں! ان کی مجالس نورٌ علیٰ نور ہوتیں... دل چمک جاتے... باطن مہک مہک اُٹھتے... ہم نے دیکھا ہے کہ مشرک آتے ہیں... ایمان سے معمور ہو کر جاتے ہیں... تربیت گاہِ حضور اشرف الفقہاء میں ہم نے نومسلم کو بھی استفادہ کرتے دیکھا... بڑے بڑے افسران دست بستہ دیکھے... حضور اشرف الفقہاء نے ایک بار ارشاد فرمایا: کئی افسران آئے اور اسلام قبول کر کے گئے... اکثر تعلیم یافتہ افراد آتے رہتے ہیں اور اسلام قبول کر کے جاتے ہیں...

☆☆☆

ہم نے حضور اشرف الفقہاء کو علما کی بزم میں دیکھا... میرِ مجلس پایا... علما کا قدر دان پایا... چھوٹوں پر ایسی شفقت کہ نو جوان علما یہ گمان کرتے کہ حضرت تو سب سے زیادہ مجھ پر شفقت فرماتے ہیں... جہاں جاتے عوام کو علما سے وابستہ رہنے کی نصیحت فرماتے... علما کی اور علم دین کی قدر سکھاتے... طالبانِ علومِ دینیہ کی تکریم سکھاتے... حصولِ علمِ دین کی ترغیب دیتے... دینی درس گاہوں کے قیام کی فکر دیتے... مدارس کی سرپرستی فرماتے... مدارس کو اپنی جیب سے چندہ عنایت فرماتے... یہ میرا مشاہدہ ہے...

☆☆☆

ان کا اخلاق بلند تھا... کردار نکھرا ہوا تھا... زباں پاکیزہ اور چہرہ روشن... ایسا کہ دیکھو تو خدا یاد آجائے... بے شک! اللہ والوں کے چہرے تاباں ہوتے ہیں اور کردار اُجلے... جن کی بارگاہِ ناز کے چند لمحے زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیتے... تیری محفل میں بیٹھنے والا... آدمی خوش نصیب ہوتا ہے... اور جو نوازے گئے وہ بزبانِ حال گویا کہہ رہے ہیں ؎

عباؤں قباؤں کو میں کیا کروں گا
عطا ہو گیا مجھ کو تاجِ غلامی

☆☆☆

خاکساری ایسی کہ بھری بزم میں کہتے کہ... مجھے بولنا نہیں آتا... دیہاتی لہجے میں تقریر کرتا ہوں.. تواضع ایسا کہ کہتے کہ مجھے علم کہاں... یہ تو میرے حضور مفتی اعظم اور حضور شارح بخاری کا فیضان ہے کہ کچھ بول لیتا ہوں... اسی تواضع نے ایسا سربلند کیا کہ... بات دل میں اترتی... زندگیاں بدل جاتیں... بدعقیدگی کے داغ دُھل جاتے... دل محبتِ محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منور ہو جاتا.. عقیدہ سنور جاتا.. عقیدت رہِ مستقیم پر گامزن ہو جاتی...

☆☆☆

ان کا باطن روشن تھا... جوان سے بیعت ہو جاتا... وہ بھی اُجلے مَن سے آراستہ ہو جاتا... راقم کا مشاہدہ ہے... جہاں جہاں ہم نے مجلسِ بیعت منعقد کی... تزکیۂ باطن و تطہیر قلب کا نظارہ کیا.. تصلبِ دینی کے جلوے دیکھے... راقم خود درجنوں طلبہ/سیکڑوں اہلِ علم کو آپ کی مجلس میں لے گیا... اور زندگیوں میں صالح انقلاب دیکھا... احباب گواہ ہیں... ماضی کی تلخیاں نگاہِ اشرف الفقہاء کے فیض سے چھٹ گئیں... حال اسلامی سانچے میں ڈھل چکا ہے... روشن ضمیر! دل بدل دیتے ہیں... اور عملی زندگی اسلامی بہاروں کا مسکن بن جاتی ہے...

☆☆☆

وہ بزم کی رونق تھے... ساداتِ مارہرہ مطہرہ کے جھرمٹ میں بھی دیکھا... حضور امین ملت میرے اشرف الفقہاء فرماتے... بلکہ مسلسل جدوجہد اور ہمہ جہت خدمات کے پیش نظر" جوان اشرف الفقہاء" کہتے...آپ کے تفقہ اور خدمات کا تذکرہ فرماتے... بڑی محبتوں کا اظہار کرتے... ایک بار حضور احسن العلماء کے اکرام کا بھی ذکر کیا...کہ حضور احسن العلماء؛ حضور اشرف الفقہاء کا خطاب بڑے اہتمام سے سنتے تھے...ہم نے رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں کی زبان بھی حضور اشرف الفقہاء کے تذکروں سے تَر دیکھی...ہم نے کئی مشائخ کی زباں پر اشرف الفقہاء کی دعوتی و تعمیری خدمات کا چرچا مشاہدہ کیا...

☆☆☆

علمی شخصیت تھے... علمی کاموں کو پسند فرماتے... جب مالیگاؤں تشریف لاتے... راقم کو یاد کرتے... کبھی تاخیر سے خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو فرماتے... میں منتظر تھا... محفل سجی ہوتی... علمی موضوعات ہوتے... کبھی محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں... کبھی عقائد اہلسنّت کا بیاں... کبھی تاریخ اسلامی کے تاباں اوراق وا ہوتے... کبھی درس گاہی نکات... علمی اشکالات کی گرہیں کھولی جاتیں... فنونِ ادب کے صفحات چمکتے... احادیث مبارکہ کی توضیحات سے بزم چمک جاتی... اعلیٰ حضرت کا ذکرِ جمیل ہوتا... حضور مفتی اعظم کی بارگاہِ ناز میں گزرے پاکیزہ لمحات یاد کیے جاتے... اس درمیان مختلف علاقوں سے وفود آتے... مسائل کا حل چاہتے... اشرف الفقہاء مسکرا کر حل فرماتے... مسائل حل فرماتے... دقائق دور کرتے... پیچیدگیاں دور فرماتے... باہمی رنجش ختم کرتے... شیر وشکر ہوکر فروغِ مسلک اعلیٰ حضرت کی تلقین فرماتے...

☆☆☆

عموماً جلسوں کی کامیابی کے بعد تعلیم گاہوں کے قیام کی تلقین کرتے... مساجد اہلسنّت کے قیام کے لئے عزم وحوصلہ دیتے... مدارس دینیہ کی سرپرستی فرماتے... ہنرمندوں کی ذہن سازی کرتے... نتیجہ یہ ہوا کہ جس زمیں پر گئے... درجنوں مساجد قائم ہوئیں... متوسلین نے انقلاب برپا کردیا... صالح انقلاب... پاکیزہ انقلاب... وہ انقلاب جس سے جہان روشن اور آخرت درخشاں...

☆☆☆

وہ غریب پرور تھے... غریبوں سے شفقت فرماتے... متبع سنت تھے... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غریبوں سے محبت کا درس دیا... ان کے سچے غلام حضور اشرف الفقہاء نے ہر غریب سنی کو سینے سے لگایا... ان پر کرم فرمایا... مجھے یاد ہے... ایک غریب لیکن مخلص سُنّی نوجوان نے اپنے غریب خانہ پر لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا... میں نے سوچا کہ شاید نہیں کہہ دوں تو دل کا آبگینہ ٹوٹ جائے گا... پھر حضرت کی بزرگی اور انتظامات کی کمی کا سوچا تو شش وپنج میں پڑ گیا... مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب

سے دریافت کیا.. تو آپ نے کہا بالکل لے جایے... اشرف الفقہاء غریب کے یہاں جانا پسند فرماتے ہیں... راقم ٹوٹے راستوں سے تنگ و تاریک گلیوں میں لے کر پہنچا.. حضور اشرف الفقہاء خوش ہوئے... غریبوں کو نوازا.. محبتوں کی شمع روشن کر دی... دل جیت لیے... اور گویا درس دے دیا کہ جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو وہ تو عزت کے مستحق ہیں... وہ تو محبت کے حقدار ہیں...

☆☆☆

پیکرِ تقویٰ تھے... حضور مفتی اعظم کے شیدائی و فدائی تھے... ہر اَدا سُنّت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آئینہ دار تھی... خلاف سُنّت کام دیکھتے تو نرمی سے اصلاح فرماتے... نمازوں کی پابندی فرماتے... منزل بہ منزل سفر ہوتا.. لیکن نمازیں برابر وقتوں پر ادا کی جاتی... مسائل سے متعلق بڑے محتاط تھے... اسلاف کی روش اختیار کر رکھی تھی... اسی لیے مصالحت سے کوسوں دور تھے... اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے تاعمر سرگرم عمل رہے... ہر بیان کا خلاصہ اعلیٰ حضرت کا یہ شعر ہوتا کہ ؎

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

☆☆☆

وقت کی قدر فرماتے... پابندیِ وقت کے لیے راقم کو نصیحت بھی کی... بیان سے قبل وقت کی معلومات لیتے... وقت متعین سے پانچ منٹ قبل گفتگو ختم فرماتے... کبھی وقت کم ملتا تو اتنے وقت میں ہی گفتگو مکمل فرما لیتے... اس خوش اسلوبی سے کہ احساس بھی نہیں ہوتا... کہ معمولی سے وقت میں انشراح صدر فرما دیا... ایک بار جمعہ کی نماز کے لیے ایک مسجد میں جب ٹائم معلوم کیا تو امام صاحب نے کہا کہ... حضور! جمعہ کا عمومی وقت ڈیڑھ بجے ہے... آپ دو بجے تک بیان فرمائیں... حضور اشرف الفقہاء نے فرمایا کہ عمومی وقت کا لحاظ ضروری ہے... لوگ نوکری اور ڈیوٹی والے ہوتے ہیں... ان کی رعایت ضرور کرنی چاہیے... پھر ڈیڑھ بجے سے قبل ہی بیان مکمل فرما دیا...

☆☆☆

خندہ پیشانی سے ملتے... ہر ایک سے مشفقانہ رویہ ہوتا... وصال کے بعد سے اَب تک درجنوں افراد مِلے... سبھی کا ایسا گمان تھا کہ حضور اشرف الفقہاء مجھ پر سب سے زیادہ مہربان تھے... کسی نے کہا کہ جب ملاقات کو حاضر ہوتا خیریت پوچھتے... مُسکرا کے ملتے... دُعائیں دیتے... ہر فرد کے ساتھ یہی سلوک تھا...

ہم نے بہت سے صاحب ثروت اور دولت مندوں کو دیکھا کہ مال پر روپے طے ہوتے ہیں... غریبوں سے بدسلوکی... امیروں کی عزت... ہاں! وہ غریب سے بھی یکساں سلوک کرتے... ان سے ملاحت ایسی کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا اپنا غم بھول جاتا... ایمان کی تازگی لے کر جاتا... عزم پا کر رُخصت ہوتا...

☆☆☆

ضعف کا عالَم ہوتا... آرام کی ضرورت ہوتی... لیکن! معمولات کے مطابق تمام کام بحُسن وخوبی انجام دیتے... سفر کی تکان، عمر کا تقاضا، ملاقاتیوں کا اژدہام.... پھر بھی ماتھے پر شکن نمودار نہ ہوتی...

جلسوں میں مجمع کثیر ہوتا... لوگ دیدار کو حاضر ہوتے... تمنائیں لے کر آتے کہ دست بوسی کی سعادت حاصل کریں گے... ہر ایک سے ملتے... لوگ قطاریں لگائے کھڑے ہوتے... ہم بھی محوِ زیارت ہوتے... مُسکرا کر دُعائیں دیتے... دیدار سے سب غم غلط ہو جاتے... اُلجھنیں دور ہو جاتیں... راقم کا یہ مشاہدہ ہے...

☆☆☆

بریلی شریف سے محبت کا انداز نرالا تھا... بریلی! محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کا خوبصورت عنوان ہے... بریلی نسبتوں کا گلشن ہے... جہاں سے بخشش کے باغات کی خوشبو آتی ہے...

راقم نے جب ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ میں مدینہ منورہ میں ملاقات کی... بتایا کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۶؍رمضان المبارک سے ۲۱؍رمضان المبارک تک بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوا... بہت خوش ہوئے... حضور تاج الشریعہ کی ایک ایک ادا کا پوچھتے رہے... بزمِ عرفاں کے کیف وسُرور کو محسوس کرتے رہے...

اکثر حضور مفتی اعظم کا تذکرہ فرماتے... ان کے ساتھ سفر کی یادوں کے چراغ فصیلِ حیات پر روشن کرتے... تقویٰ و استقامت کا بیان کرتے... دین پر استقامت کا منظر تازہ کرتے... عقیدہ وعقیدت کو جلا بخشتے...

☆☆☆

روحانیت کے متلاشی آتے... تعویذ طلب کرتے... لے جاتے... پانی پر دَم کراتے... شفا پاتے... فیض اُٹھاتے... اپنے مشاہدات بیان کرتے... کہ کس طرح لاینحل مسائل حضور اشرف الفقہاء کی دُعا اور تعویذ سے حل ہو گئے... آپ تصلب دینی کی نصیحت فرماتے... مسلکِ اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے کا درس دیتے...

کسی کو نامُراد نہیں لوٹاتے... لوگ تھکن، عمر اور سفر کا کچھ خیال نہیں کرتے... وقت تنگ ہوتا... واپسی کا لمحہ... تعویذ مانگنے والوں کا پورا پورا خیال فرماتے...

☆☆☆

وصال سے کچھ عرصہ قبل راقم نے ایک علمی پروجیکٹ کے لیے مشورہ طلب کیا... رہنمائی کی... رہبری کی... کامیابی کا مژدہ سُنایا... انہی ایام بعض ناگفتہ بہ حالات کے باعث کام بننا دُشوار نظر آیا... لیکن! حضور اشرف الفقہاء نے ہمت دی؛ کام بنتے چلے گئے... آپ نے مجھے نصیحت کی کہ بنیاد مضبوط کیجیے... پھر کام ظاہر کیجیے... تب تک خاموشی سے لگے رہیے... تاکہ کام پختہ ہو... حائل رکاوٹیں دور ہوں... ہم نے مشاہدہ کیا... دُشواریاں دور ہوئیں... مطلع صاف دکھائی دینے لگا... دشواریاں قدموں کو منجمد نہ کرسکیں... بلکہ حضور اشرف الفقہاء کی دعاؤں کی گھنیری چھاؤں میں مشکلیں آسان ہوگئیں... مکین گنبد خضرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نواز دیا... حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا ؎

مِری مشکل کو یوں آساں مِرے مشکل کشا کر دیں
ہر اِک موج بلا کو میرے مولیٰ نا خدا کر دیں

☆☆☆

اشرف الفقہاء کے حکیمانہ اقوالِ زرّین

ترتیب وپیش کش: بنت ڈاکٹر مشاہد رضوی، مالیگاؤں

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بڑی عظیم تھی آپ ایک بافیض اور مخلص بزرگ تھے، آپ اسلاف کے پیکر تھے آپ کی مجلس میں خواہ وہ عام ہو یا خاص، خالص علمی گفتگو اور رشد وہدایت کی باتیں ہی ہوا کرتی تھیں، آپ کی باتیں ایسی دل پذیر ہوا کرتی تھیں کہ سننے والا براہ راست اپنے دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہوتے محسوس کرتا تھا۔ آپ کی نصیحتوں سے نہ جانے کتنوں کی زندگیوں میں اصلاح ہوئی اور نہ جانے کتنے گمراہوں کو ہدایت کی روشنی ملی۔ اگر ان ملفوظاتِ حسنہ اور اقوالِ زرّین کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے یہاں حضرت اشرف الفقہاء کے خطبات اور ان کی مختلف تصانیف کی مدد سے ان کے چند اقوال زرّین پیش کیے جارہے ہیں۔ انھیں بہ غور پڑھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، اللہ کریم حضرت کے درجات کو بلند تر فرمائے، اور ہمیں ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے، آمین!

☆ حسنِ اخلاق مومن کا زیور ہے اور حسنِ نیت اعمالِ حسنہ کی اساس ہے جس نے ان دونوں کو پالیا وہ کامیاب ہے۔

☆ اچھے منتظم میں تین خوبیاں ضروری ہیں، تحمل، تدبّر اور حسنِ تکلم۔

☆ شریعت پر استقامت اور معصیت پر ندامت مومن کا اصلی جوہر ہے۔

☆ خدمتِ خلق عقل مندی ہے، غفلت شرمندگی ہے۔

☆ بزرگوں کا ادب زندگی کا سرور اور ایمان کا نور ہے۔

☆ انسان کی اچھائی کا مدار مال ودولت اور عیش وعشرت پر نہیں بل کہ دل کی سچائی، ذہن کی صفائی اور کردار کی اچھائی پر ہے۔

☆ جس معاشرہ میں نیک نیتی، روشن خیالی اور حسنِ عمل کی توانائی کی نورانی فضا چھائی ہوئی ہوگی اسی کو اچھا معاشرہ کہا جائے گا۔

☆ پیر ایسا ہو جو مریدوں کے حق میں ماں باپ سے زیادہ شفیق ومہربان ہو، بااخلاق وخوش گفتار ہو، پابندِ شریعت اور متقی وپرہیزگار ہو تاکہ مریدوں میں پیر کی خوبیاں پیدا ہوجائیں اور مرید کی آخرت کامیاب ہوجائے، اور پیری مریدی کا یہی اصل مقصد ہے کہ آخرت سنور جائے۔

☆ خواتین اسلام کورٹ میں اپنے شرعی معاملات نہ لے جائیں۔ اپنے مسئلے سنی دارالافتاء میں لے جائیں۔ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ ہوگا اور اسے قبول کیا جائے گا تو دنیا وآخرت میں نیکیاں ہیں۔

☆ قرآن نے تعظیمِ نبی ﷺ کی تلقین کی۔قرآن کریم نے تین نکات کی تعلیم دی: ایمان وعقیدہ، مصطفی ﷺ کی عزت، صبح و شام خدا کی عبادت۔عقیدہ محفوظ ہو تو عملِ صالح عزت کا باعث بنے گا۔

☆ جس طرح بدن کی بقا اور اس کی توانائی وطاقت کے لیے اس کو کھلایا پلایا جاتا ہے، اس کے راحت وآرام کا بھرپور خیال رکھا جاتا ہے اور اس کے دکھ درد کو دور کرنے کی فکر کی جاتی ہے اسی طرح آپ کو اپنی روح کی بھی حفاظت کرنی ہے، طریقت کا سلسلہ دراصل روحانی تربیت اور روح کی طاقت وقوت کی حفاظت و بالیدگی کا ایک پاکیزہ ومقدس سلسلہ ہے۔

☆ نفس کشی کے بغیر طریقت کے راستے پر ایک قدم چلنا ناممکن ہے کیوں کہ نفسِ امّارہ گھر کا بھیدی اور گھر کے اندر کا دشمن ہے، نفسِ امّارہ شیطان کی سواری اور اس کا سب سے بڑا مددگار ہے شیطان جو باہر کا دشمن ہے اسی کے ذریعہ سے آدمی کے بدن میں داخل ہو کر وسوسے ڈالتا ہے نفسِ امّارہ کو اگر کچل دیا جائے تو شیطان کی آدھی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔

☆ علم انسان کا جوہرِ اوّل ہے، اس لیے روٹی بوٹی کپڑا، مکان سے پہلے علم کی دولت سے نوازا گیا، کیوں کہ فضیلت کا مدارِ اوّل علم اور صرف علم ہے خواہ اوّلین کا علم ہو یا آخرین کا علم ہو۔

☆ سلام، باہمی اتحاد کی علامت ہے۔سلام آپسی عداوت ونفرت کو ختم کرنے کا مؤثر عمل ہے۔سلام مسلمان کا مسلمان پر اسلامی حق ہے۔سلام، اللہ ورسول کی رضا کا مبارک سبب ہے، غرض کہ سلام خیر وبرکت کا انمول خزانہ ہے۔

☆ عقیدہ، احترامِ رسول ﷺ اور عبادت یہ اسلام کے تین ایسے پوائنٹ ہیں کہ جنھیں اپنا لیا جائے تو زندگی کامیاب ہو جائے۔ یہی اسلام کی بنیاد ہے۔

☆ اگر ایمان کی روشنی چاہتے ہو تو توحید ورسالت دونوں سے وابستگی ضروری ہے اور اس وابستگی اور تعلق میں بڑے احتیاط کی ضرورت ہے، ذراسی بے احتیاطی ہوئی تو ایمان کا فیوز اڑ جائے گا، بجائے روشنی کے اندھیرا ہی اندھیرا پھیل جائے گا، نہ دونوں کو اس طرح ملاؤ کہ دونوں ہم سر اور برابر ہو جائیں، خالق کبھی مخلوق اور مخلوق کبھی خالق نہیں ہوسکتا، معبود کبھی عبد اور عبد کبھی معبود نہیں بن سکتا۔

☆ اللہ اللہ ہے، نبی نبی ہیں، اللہ اور نبی کو ملا کر برابر کا درجہ دوگے تو ایمان کا فیوز اڑ جائے گا، اور دونوں میں سے ایک کو دوسرے سے ہٹاؤ گے، صرف اللہ کو مانیں گے رسول کو ماننے کی ضرورت نہیں، صرف اللہ کی تعظیم بجالائیں گے رسول کی عزت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تو ایسا کرنے والا شیطان بن جائے گا۔

☆ پابندیِ وقت سے ہم کئی رخ سے کامیابی پاسکتے ہیں۔ ہمارے جلسوں کا معیار بھی اِس سے بلند ہوگا۔زیادہ دیر تک جلسوں کے جاری رکھنے سے فجر میں بعض لوگ کوتاہی کرجاتے ہیں۔ جلسے وقت پر شروع کردینے اور وقت پر ختم کردینے سے نماز اور کاروبار سبھی میں پابندی ہوتی ہے۔

☆ عقائد کی حفاظت کیجیے اور اعمال و عبادات کو بچائیے۔ نمازوں کی پابندی کیجیے اور مسلکِ امام احمد رضا جو عظمت و ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کا نام ہے، پر کاربند رہیے۔
☆ اکابرِ اہلِ سنت کی راہ ہی راہِ حق ہے، اس سے روگردانی اخروی بربادی کا پیش خیمہ ہوگی۔ اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں اپنی زندگی گذاریں اور امام اہل سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں۔
☆ زرخیز زمین ہی برکت لاتی ہے اس لیے اپنی نسبت بنجر زمینوں سے نہیں بلکہ اولیاے کرام کی زرخیز بارگاہوں سے استوار کریں، اسی میں آخرت کی فوز و فلاح اور کامیابی ہے۔
☆ اسلام پاکیزگی کا مذہب ہے۔ حدیث میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کریم پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ پاکیزگی ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی۔
☆ اسلام امن و شانتی کا پیغام دیتا ہے۔ احترام و انصاف کا منبع اسلام نے دیا۔ خطبۂ حجۃ الوداع میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام دیا کہ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ علم و تقویٰ سے سیرت و کردار سنورتے ہیں۔ خواجہ غریب نواز نے دل کی صفائی کی اور تقویٰ کا مزاج دیا۔ اسلام آتنک واد نہیں سکھاتا۔ دیانت و اخوت کا پیغام دیتا ہے۔ مدرسوں اور درس گاہوں میں اسی پیغام کو پڑھایا جاتا ہے۔ مدارس خیر کا درس دیتے اور شر سے انسانیت کی حفاظت کرتے ہیں۔ داعش اور طالبان جیسے نظریات کو اسلام سختی سے مسترد کرتا ہے۔
☆ دل نیکی، بدی اور اچھائی برائی کی آماج گاہ ہے، اچھے برے کام کے خیالات دل ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ برے خیالات سے دل کو پاک و صاف رکھو اور اچھے خیالات کو دل میں جماو، بٹھاو، جس نے اللہ کی اس ہدایت پر عمل کیا وہ بلاشبہہ کامیاب ہو گیا، فلاح پا گیا، اور جس نے اچھے خیالات کے بجائے برے خیالات اور باطل عقیدوں سے دل کو آلودہ کیا، وہ نامراد، خائب و خاسر ہوا۔
☆ انسان کو پیدا کیے جانے کا اصلی مقصد کیا ہے؟ جب آدمی اس کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے میں اپنی مرضی اور خواہشات کو چھوڑ کر صرف اللہ جل مجدہٗ کی ہدایتوں پر جو قرآن میں دی گئی ہیں اس پر ایمان داری اور ثبات قدمی کے ساتھ عمل کرتا ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر محبت و احترام کے ساتھ کامل اعتماد کر کے آپ کی دی ہوئی گائیڈ لائن پر چل پڑتا ہے تو اسی مقام کو حدیث پاک میں من عرف نفسہٗ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا ظاہر و باطن قانونِ خداوندی اور سنتِ محمدی کا مکمل پابند ہو جاتا ہے، اس کے وجود پر شریعت کی مکمل حکمرانی ہوتی ہے، اس کا دل معرفتِ الٰہی اور حبِ رسول کے نور سے معمور ہوتا ہے
☆ مومن کی کامیابی کے لیے دو چیزیں اسلام نے عطا کی ہیں، ایمان اور عمل، ایمان و عقیدہ جو اندر ہوتا ہے نظر نہیں آتا ہے وہی

اصل ہے، وہی مغز اور گودا ہے۔ رہا عمل تو یہ چھلکے کی طرح نظر آنے والی چیز ہے جو ایمان وعقیدے کی نشو ونما اور حفاظت کے لیے ہے، مقصودِ اصلی نہیں، اگر عمل بہ ظاہر صاف ستھرا، گناہوں کی آلودگی اور داغ دھبوں سے پاک ہے، مگر عقیدہ گندا اور سڑا ہوا ہے، گمراہی کے کیڑے پڑ گئے ہیں، جب ایسے عمل کو اس علیم بذات الصدور مولا کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جو دلوں کی تمام حرکات وسکنات سے باخبر ہے تو قبول نہ فرمائے گا، انھیں جہنم میں اوندھا کر کے ڈال دے گا، خالی علم اور محنت ومشقت کام نہ آئے گی، عاملة ناصبة تصلیٰ نارا حامية عمل کریں، مشقتیں جھیلیں، جائیں بھڑکتے انگارے میں۔

☆ مسلمانوں سے خندہ پیشانی سے ملنا، اچھی بات کرنا، سلام کرنا، مصافحہ کرنا، تحفہ تحائف بھیجنا، دعوت قبول کرنا، چھینک کر الحمد للہ کہنا، چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے میں شامل ہونا، راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا، یہ وہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں جن پر بڑے بڑے ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ گناہوں سے مغفرت، درجات کی بلندی، رحمتِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے، یہ چھوٹے کام خیر وبرکت کے خزانے ہیں قیامت میں اس کی حقیقت معلوم ہوگی۔

☆ صوفیہ کی اصل تعلیمات کی تعبیری اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ صوفی ازم وہی ہے جو عقیدے کی سلامتی کے ساتھ ہو۔ جہاں ملاوٹ نہ ہو بلکہ احکامِ شریعت کی بالادستی ہو۔ تصوف کی آڑ میں اگر حق وباطل ملایا جائے تو صوفیہ کی سچی تعلیمات کے منافی ہے۔

حضرت اشرف الفقہاء کے ان حکیمانہ اقوالِ زریں میں تہذیبِ اخلاق، تدبیرِ منزل، سیاستِ مُدن، اصلاحِ فکر و اعتقاد، تزکیہ وطہارت، پاکیزگیِ نفس، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، توحید ورسالت، محبت والفتِ رسول، حسنِ معاشرت اور صحیح طرز پر زندگی گذارنے کی خوشبوئیں رچی بسی ہیں۔ ان اقوال پر عمل کر کے ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین!

حاصل مطالعہ کتابیں:

۱ خطباتِ کولمبو: اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

۲ تحسین العیادۃ: اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

۳ ارشاد المرشد: اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

۴ تذکرۂ مجیب: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

۵ پیغامِ فکر وعمل: غلام مصطفی رضوی

دعوتِ عمل

''لوگو! تم عقل وخرد کے بیش بہا جوہر سے سرفراز کیے گئے ہو۔ کھرے کھوٹے اور نیک و بد میں فرق وتمیز کی قوت وصلاحیت رکھتے ہو۔ سچ کو سچ، جھوٹ کو جھوٹ، اُجالے کو اُجالا اور اندھیرے کو اندھیرا ہی جانتے ہو، سمجھتے بھی ہو اور کہتے بھی ہو۔ برخلاف اس کے اگر تم سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ سے، اُجالے کو اندھیرے سے اور اندھیرے کو اُجالے سے تعبیر کرو تو یہ ممکن ہے کہ کوئی ''یتیم العقل'' تمہاری اس غلط تعبیر کو مان لے، لیکن کیا خود تمہارا دل اس کو تسلیم کرے گا؟ ہرگز نہیں، کیوں کہ تم جانتے ہو کہ یہ تعبیر سراسر دھاندلی اور خلافِ واقعہ ہے۔

تو پھر کیوں؟ تم اچھائی کے روئے روشن سے آنکھیں چرا کر برائی کے سیاہ فام چہرے پر نظریں جمائے ہو۔ کھرا چھوڑ کر کھوٹا بننے کی فکر میں کیوں ہو؟ روشنی کو تاریکی اور تاریکی کو روشنی کہنے پر کیوں تلے ہوئے ہو جب کہ خود تمہارا دل تمہاری زبان سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

تم جانتے ہو کہ نادانی کہ بنا پر غلطی کر لینے کو نظر انداز تو کیا جا سکتا ہے لیکن دانستہ غلطی کا ارتکاب جرمِ عظیم، ناقابلِ معافی اور لائق سرزنش ہوتا ہے۔ باوجود اس کے تم جانتے بوجھتے بھی اپنے پالنہار اور محسن کی نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے ہو اور اس کے احساناتِ عظیمہ کو فراموش کر بیٹھے ہو۔

حالاں کہ زمانے کے ہر لمحے اور وقت کے ہر تقاضے کے ساتھ اس کا دل نشین اندازِ فہمائش تمہاری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ بشرطیہ کہ تم اس کو سنو اور اس پر سنجیدگی سے غور کرو، دیکھو وہ کیا فرما رہا ہے:

وَأَنِيبُوٓا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُۥ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ ٱلْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ

(سورۃ الزمر: ۵۴)

لوگو! تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے حضور اپنی گردنیں جھکا دو اس سے پہلے کہ تم پر آخری عذاب آجائے اور تم بے یار و مددگار رہ جاؤ۔''

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

(مضامین اشرف الفقہاء سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

باب–8

خطبات کا تنوع

حضور اشرف الفقہاء

دنیائے خطابت کی ایک عظیم شخصیت

محسن رضا ضیائی
پونہ، مہاراشٹر 9921934812

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کی اندوہ ناک خبر سن کر بے حد رنج و ملال ہوا، آپ کے اچانک پردہ فرمانے سے آپ کے مریدین، معتقدین، متوسلین اور محبین میں شدید رنج وغم کی لہر دوڑ گئی اور سب ہی افسردہ اور سوگوار ہیں۔ یقیناً دنیا ایک نادرِ زمن ہستی اور باکمال شخصیت سے محروم ہوگئی۔ آپ کی رحلت دنیائے سنیت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے۔ آپ نے اپنی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ قوم وملت اور دین وسنیت کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اس سلسلے میں آپ کی بے شمار خدمات ہیں، جنھیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

آپ کی شخصیت علوم وفنون کی جامع، اخلاق وکردار کی آئینہ دار اور زہد وتقویٰ میں عالیشان تھی۔ آپ کے اندر اپنے پیرو مرشد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مکمل جھلک موجود تھی، یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کی خدا بھاتی صورت کی دید کے لیے قطاروں میں لگتے تھے اور آپ کے شرفِ دیدار سے مستفیض ہوتے تھے۔

آپ کی زندگی کا مختصر تعارف یہ ہے کہ آپ بیک وقت بہترین عالم و فاضل، ممتاز فقیہ و محقق، بے مثال مناظر و متکلم، مایہ ناز شاعر و ادیب اور ایک شاندار خطیب تھے۔ آپ کی عمر کا بیشتر حصہ دین وسنیت کی دعوت وتبلیغ میں صرف ہوا۔ طویل عرصہ تک درس وتدریس اور رفقہ وافتا سے بھی وابستہ رہے۔ کئی ایک مدارس وجامعات کی سرپرستی فرماتے رہے، بالخصوص اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ امجدیہ، ناگپور کو کافی پروان چڑھایا، (یہ ادارہ آپ کی ایک عظیم الشان یادگار ہے، جس نے اب تک قوم وملت کو سیکڑوں علما وفضلا کی ایک عظیم فوج دیا۔) آپ کئی ایک مناظروں میں بہ حیثیت مناظر شریک بھی ہوئے اور باطل جماعتوں کو اپنے دلائل وبراہن سے ایسا لاجواب اور طشت از بام کیا کہ یا تو وہ اسٹیج چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کیے یا تو اپنی شکست وریخت تسلیم کر لیے۔ آپ کے نوکِ قلم سے کئی کتابیں بھی معرضِ وجود میں آئیں۔ شعر وسخن سے بھی آپ کو کافی شوق وشغف تھا اور جذب وکیف میں ڈوب کر شاعری بھی کی۔ تاحینِ حیات خطابت وتقریر سے رشتہ استوار رہا، بلکہ یہ کہہ لیا جائے تو بے جانہ

ہوگا کہ خطابت سے آپ کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ دنیاے خطابت میں اپنی پُرکشش اور دل کش خطابت سے منفرد شناخت قائم کی اور بین الاقوامی سطح پر ایک عظیم اور ممتاز خطیب کے طور پر جانے گئے۔ آپ نے دین وسنیت کی دعوت وتبلیغ کے لیے خطابت کو ذریعہ بنایا اور اپنی علمی، فکری، اصلاحی، عرفانی اور روحانی تقاریر سے ایک جہاں میں انقلابِ عظیم پیدا کر دیا۔ آپ جہاں جاتے وہاں اپنی پُراثر خطابت کا جلوہ بکھیرتے اور گم گشتگانِ راہ کو جادۂ مستقیم پر گامزن کرتے۔ آپ کی شخصیت کے گونا گوں اور مختلف پہلو ہیں، جن میں سے ایک بہ طورِ خطیب بھی ہے۔ ہم یہاں آپ کی ''خطابت'' کے اس اہم اور نمایاں پہلو پر کچھ خامہ فرسائی کرنے کی سعی وکوشش کریں گے۔

تقریر وخطابت ایک ایسا فریضۂ دینی ہے، جسے ہر دور میں اہلِ علم نے سرانجام دیا ہے اور دینِ متین کی دعوت وتبلیغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ دین وسنیت کی نشر واشاعت کے لیے یہی سب سے زیادہ مؤثر اور اہم ذریعہ ہے، جس سے لاکھوں کروڑوں لوگوں تک دین کی آفاقی تعلیمات و پیغامات کو بہ آسانی پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس کام کو ہمارے اسلاف واکابر نے بڑی خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیا ہے اور آج عہدِ حاضر کے اہلِ علم بھی اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی کو آگے بڑھائے ہوئے ہیں۔ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے بھی اپنے اسلاف واکابر کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے اس عظیم فریضہ کو بہ حسن وخوبی نبھایا اور اس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ ایک ایسے مایہ ناز خطیب تھے، جن کی سحر آفریں خطابت سے جہاں لوگوں کے دلوں میں عشقِ نبوی ﷺ کی کرنیں جلوہ گر ہوجایا کرتی تھیں، وہیں باطل ایوانوں میں ایک لرزہ پیدا ہوجایا کرتا تھا۔ آپ کے زورِ خطابت کی گھن گرج بھی ایسی تھی کہ مجمع پر ایک طرح کا سکوت طاری ہوجایا کرتا تھا۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کو خطابت وتقریر کا بہترین فن اور ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کی خطابت کا انداز واسلوب سنجیدہ اور غیر جذباتی ہوا کرتا تھا۔ آپ کو معقولات ومنقولات میں بھی کمال وعبور حاصل تھا، جس کا اثر آپ کی خطابت میں بہت زیادہ جھلکتا تھا۔ آپ بات بات میں قرآن واحادیث کے کئی ایک دلائل وبراہین پیش فرمادیا کرتے تھے، جس سے آپ کی خطابت نہایت ہی علمی، معلوماتی اور مؤثر ہوا کرتی تھیں، جس کے اثرات ونقوش سامعین کے قلوب واذہان پر تادیر ثبت رہا کرتے تھے، جو سنتا وہ آپ کا عقیدت وارادت مند ہوجاتا۔ آپ خطابت کے لیے جہاں کہیں تشریف لے جاتے وہاں لوگوں کا انبوہِ کثیر جمع ہوجاتا اور لوگ بڑے جذبہ واشتیاق سے آپ کی عالمانہ اور فاضلانہ گفتگو کو سماعت کرتے اور آپ کی قیمتی اور گراں قدر باتوں کو اپنے نہاں خانۂ دل میں جاگزیں کرلیتے۔

اہل علم ودانش یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ خطیب ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے یا چند کتابوں کو رٹ کر خطابت کرلینا

کوئی بڑا کمال نہیں، بلکہ ایک خطیب کو مختلف موضوعات پر سیکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنا، زبان وبیان پر عبور ہونا، خطابت کے اصول وضوابط سے آشنائی ہونا، آواز اور لہجہ کے نشیب وفراز سے کما حقہ واقفیت ہونا، سامعین کی نفسیات کا وافر علم ہونا، مواد کا وقت و حالات اور عنوان کے مطابق وموافق ہونا، جذبات پر قابو ہونا، انداز واسلوب میں سلاست وشیفتگی ہونا، مبہم، غیر واضح اور غیر مانوس الفاظ کے استعمالات سے گریز کرنا، فکر وخیال میں پختگی اور تازگی ہونا، دلائل وبراہین اور قرائن وشواہد کی کثرت ہونا اور اپنی شخصیت میں اعلیٰ اخلاق وکردار کی نبوی مہک ہونا جیسے کمالات وصفات درکار ہوتے ہیں، جس کے اندر مذکورہ اوصاف جمع ہوں گے، وہی صحیح معنوں میں بہترین اور مثالی خطیب بن سکتا ہے۔

بلا شبہہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے اندر یہ تمام اوصاف وکمالات بدرجۂ اتم موجود تھے۔جس طرح آپ کی شخصیت وضع دار، ملنسار اور خوش طبیعت کی مالک تھی، اسی طرح آپ کی خطابت بھی ارفع واعلیٰ تھی۔

ایک کامیاب مقرر اسے کہتے ہیں جب سامعین کو یہ احساس ہونے لگے کہ مقرر اپنا پیغام اپنے دل ودماغ سے ان کے دل ودماغ تک پہنچا رہا ہے۔ یقیناً سامعین کو آپ کے خطاب سے ایسا محسوس ہوتا جیسے آپ باتیں اپنے دل ودماغ سے ان کے دل دماغ میں اُتار رہے ہیں۔آپ اپنے خطاب میں سامعین کو عمل پر برانگیختہ کرنے کے لیے بسا اوقات سبق آموز اور بصیرت افروز واقعات بھی بیان کیا کرتے تھے، جس سے لوگوں میں احساسِ ذمہ داری اور عملی بیداری پیدا ہوتی دکھائی دیتی تھی۔

امتیازات وخصوصیات:

یہاں ہم آپ کی خطابت کی چند امتیازات وخصوصیات ذکر رہے ہیں، جن سے آپ کی تقریری صلاحیت وقابلیت اور اس کی نزاکت ولطافت کو سمجھنا قدرے آسان ہوجائے گا۔

☆ آپ اہلِ سنت وجماعت کے ایک ایسے خطیب تھے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے خوب صورت آواز اور منفرد لب ولہجہ عطا فرمایا تھا۔ جب آپ قبلِ خطاب اپنی خوب صورت اور مترنم آواز میں عربی خطبہ پڑھتے اور موضوع کی مناسبت سے کوئی آیت تلاوت فرماتے تو سامعین پر ایک وجد طاری ہوجاتا اور طبیعت جھوم اُٹھتی تھی۔آپ تقریر کرنے سے پہلے ہی مجمع سے داد وتحسین لوٹ لیتے تھے۔حاضرین پر آپ کی آواز کا جادو ایسا سر چڑھ کر بولتا کہ کوئی مجمع سے نہیں اٹھتا اور وہ شروع تا اخیر آپ کے خطاب کو ہمہ تن گوش ہوکر سماعت کرتا۔

☆خطبۂ مسنونہ کے بعد موضوع کی مناسبت سے اشعارِ رضا گنگناتے اور ان کی اس طرح شاندار اور علمی تشریح و توضیح فرماتے کہ سامعین حیرت واستعجاب کے عالم میں ڈوب جاتے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اشعارِ رضا آپ کی تقاریر میں جزوِ لاینفک کی حیثیت رکھتے تھے اور ہمہ وقت آپ کی نوکِ زباں پر رہتے تھے، بلا تکلف اور برمحل آپ کی

زبان پر جاری ہوجاتے تھے، گویا آپ کو اشعارِ رضا اوران کی تشریحات پر کمال واستحضار حاصل تھا جس کی وجہ سے آپ کو شارحِ کلامِ رضا کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ یہ ایک قلبی حقیقت ہے کہ اشعارِ رضا میں وہ جاذبیت وسرور موجود ہے، جنھیں سن کر دلوں میں خود بہ خود فرحت وانبساط کی ایک عجیب کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

☆ جس موضوع کا انتخاب کرتے ،اولاًاس کی اہمیت وافادیت پر مختصر روشنی ڈالتے اور پھراس پر سیر حاصل گفتگو فرماتے۔کبھی بھی آپ اپنے موضوع سے نہ ہٹتے اور نہ اِدھر اُدھر کی گفتگو میں وقت کا ضیاع کرتے، بلکہ جس موضوع پر لب کشائی فرماتے اس کا حق ادا کردیتے۔ایک کامیاب مقرر کی یہی سب سے بڑی خصوصیت وانفرادیت ہوتی ہے۔

☆ بات بات میں قرآن کریم کی آیات اوراحادیث کریمہ کواس طرح تجوید وترتیل کی مکمل رعایت اورخوب صورت اور دلکش آواز میں پیش کرتے کہ مجمع میں سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کی صدائیں گونجنے لگتیں،جس سے پورے مجمع کا ماحول خوشگوار اور پُر سکون ہوجاتا۔

☆ تقریبِ ذہن کے لیے ایمان افروز اوردرس آموز واقعات بیان کرتے ،جس سے مجمع کی ساری توجہ آپ کی طرف منعطف ہوجاتی اور مثالوں کے ذریعہ باتوں کو ذہنوں میں بہ آسانی اُتاردیتے۔آپ کی تقاریر نادر و نایاب مثالوں سے لبالب اور بھرپور ہوتی تھیں۔

☆ تقریر کے اخیر میں صوم وصلاۃ اورشریعت وسنن کی پابندی کی سختی کے ساتھ تاکید کرتے نیز مسلکِ اہلِ سنت یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے قدیم ومتوارث عقائد ونظریات پر گامزن رہنے کی تعلیم وتلقین کرتے۔

☆ آپ کا خطاب تین طرح کا ہوتا۔(۱) عوام (۲) خواص (۳) بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں کے لیے۔آپ ان تینوں طرح کے لوگوں کے لیے انداز واسلوب ایک دوسرے سے علاحدہ اورجداگانہ اپنایا کرتے تھے۔

☆ جب آپ عوام الناس سے مخاطِب ہوتے تو لب ولہجہ نہایت ہی سادہ، انداز واسلوب بہت ہی دل نشیں، سنجیدہ اور غیر جذباتی ہوتا اورحدیثِ رسول ﷺ ”**کلموا الناس علی قدر عقولھم**“(لوگوں کی فہموں کے مطابق کلام کرو) بعینہ آپ کا خطاب اس حدیث کی تفسیر معلوم ہوتا، جوعوام کے دلوں میں گھر کرجاتا۔

☆ جب آپ اربابِ علم ودانش سے خطاب کرتے تو اندازعوام سے علاحدہ ،منفرد ہوتااور”**خیر الکلام ما قل و ما دل**“ کے بالکل مطابق ہوتا، زبان وادب کی رنگارنگی، فکروخیال کی پختگی اورسلاست وشگفتگی کی جلوہ آرائی ہوتی، جسے سن کر سبھی اہلِ علم ودانش عش عش کر اٹھتے اورآپ کے خطاب کی داد دیے بغیر نہیں رہتے۔

☆ اور جب بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں کا ردِبلیغ فرماتے تو دلائل و براہین کے انبار لگادیتے، زبان بہت ہی

مہذب و شائستہ اور اسلوب نہایت ہی علمی ہوا کرتا، جس سے متأثر ہوکر بہت سے بد عقیدہ و بد مذہب جماعت کے افراد اپنے عقائدِ باطلہ سے توبہ ورجوع کر لیتے۔

☆ آپ کی خطابت کا سب سے زیادہ قابلِ ذکر پہلو یہ ہے کہ آپ ہمیشہ مبہم، غیر واضح اور غیر مانوس الفاظ سے گریز فرماتے اور صاف شفاف، سلیس اور شستہ الفاظ ہی استعمال فرماتے، جس کو سامعین بہ آسانی سمجھ لیتے۔ اور ایک اہم بات یہ ہے کہ پوری تقریر میں متانت وسنجیدگی کا عنصر غالب رہتا تھا۔

یہ وہ خصوصیات و امتیازات ہیں، جو آپ کو آپ کے معاصر خطبا میں ممتاز کر دیتے ہیں۔ ایک مقرر میں جو خوبیاں اور اچھائیاں ہونا چاہیے وہ آپ میں بدرجۂ کامل موجود تھیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر پُراثر، جامع اور مفید ہوا کرتی تھی۔

خطبات کی اشاعت:

آپ کی مختلف موضوعات پر کئی کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئیں، جن میں ایک کتاب ''خطباتِ کولمبو'' اور دوسری ''مفتیِ اعظم پیکرِ استقامت وکرامت'' تقریر کے ایک اہم موضوع پر ہیں۔ آیئے ''خطباتِ کولمبو'' پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔

آپ نے سری لنکا کے کئی ایک دورے کیے، جن میں مختلف محفلوں اور نشستوں میں آپ کے خطابات ہوئے، جنہیں علمی اور عوامی حلقے سے خوب پذیرائی بھی ملی اور پھر آپ کے ان تمام خطابات کو افادۂ عام کی غرض سے کیسیٹوں سے منتقل کر کے کتابی شکل میں جمع کیا گیا۔ یہ کتاب یعنی ''خطباتِ کولمبو'' 216 صفحات پر مشتمل آپ کی علمی، فکری، اصلاحی، روحانی اور عرفانی تقاریر کا ایک عطر بیز مجموعہ ہے۔ اس میں دس مختلف اور حساس عنوانات پر مشتمل تقاریر ہیں، جو دنیا و عاقبت کو سنوارنے والی ہیں۔ ان تقاریر کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں:

(1) انا اعطینک الکوثر (2) نسبت کی بہار (3) تزکیہ باطن (4) طالبانِ علم دین کا ربانی اعزاز (5) صراطِ مستقیم (6) مومن کی پہنچان (7) نتائجِ اعمال (8) عظمتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (9) شانِ حضور مفتیِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (10) بہارِ سلام

ان میں سے بعض وہ عنوانات ہیں، جن پر ہر مقرر جوہر نہیں بکھیر سکتا۔ بلکہ آج کے موجودہ دور کے خطبا تو ایسے علمی، تحقیقی اور فکری عنوانات سے اپنا پیچھا چھڑاتے ہیں۔ لیکن حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا یہ طرّۂ امتیاز رہا ہے کہ آپ ایسے ہی عنوانات پر سیر حاصل خطاب فرمایا کرتے تھے اور عوام وخواص سبھی کے دلوں میں یک لخت اتار دیا کرتے تھے۔

مذکورہ کتاب سے آپ کی تقاریر کے چند اقتباسات ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لیے خوانِ مطالعہ پر سجا رہے ہیں، جن سے آپ کی تقاریر کی خوبیوں، باریکیوں، نزاکتوں اور اسلوبوں کو سمجھنے میں اور بھی مزید لطف آئے گا۔

آپ مثالوں کے ذریعہ باتوں کو سمجھانے میں بڑے ماہر تھے اور مثالیں بھی ایسی دیا کرتے تھے، جو بہت ہی عام فہم ہوتیں اور ذہن و دماغ میں آسانی کے ساتھ اتر جاتیں۔ چناں چہ ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۶/ جولائی ۲۰۰۲ء کو میمن حنفی مسجد کولمبو میں ''تزکیۂ باطن'' کے ایک اہم عنوان پر آپ کا خطاب ہوا، جس میں آپ نے مفہوم کو سمجھانے کے لیے ایک شاندار مثال دی، چناں چہ آپ فرماتے ہیں:

''یہ عام بات ہے کہ آپ جب کوئی مشین وغیرہ خریدتے ہیں تو اس کے ساتھ کمپنی کی طرف سے بک لیٹ اور کیٹ لاگ دیا جاتا ہے، جس میں مشین، اس کے پارٹس (پرزے) اور اس کو استعمال کرنے کے بارے میں پوری انفارمیشن ہوتی ہے، اگر آپ اس مشین کو خواہ چھوٹی ہو یا بڑی کیٹ لاگ کے ڈائریکشن (ہدایت) کے مطابق چلائیں گے اور اس کے پرزوں کو اسی جگہ لگائیں گے، جہاں لگانے کے لیے بنائے گئے ہیں، تو جس مقصد کے لیے مشین بنائی گئی ہے، وہ مقصد پورا ہوگا، اور اس سے پروڈکشن اور فائدہ مل سکے گا اور اگر کمپنی کے کیٹ لاگ کے خلاف اپنی مرضی سے مشین کو چلائیں گے تو یقین جانیں فائدہ کی بجائے نقصان اٹھانا پڑے گا اور بہت ممکن ہے کہ مشین اور پارٹس خراب ہوجائیں یا ٹوٹ پھوٹ جائیں، اس طرح آپ کا وقت بھی برباد ہوگا اور جو رقم اور محنت خرچ ہوئی ہے وہ بھی بیکار ہوجائے گی۔

یہ ہمارا پورا وجود ایک مشین ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرت کے کارخانہ میں تیار کیا ہے، ہاتھ، پاؤں، آنکھ، منھ، زبان اور دل و دماغ وغیرہ اس کے قیمتی پارٹس اور پرزے ہیں اور اس انسانی مشین کے بنانے کا بھی ایک مقصد ہے، اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے اسے دنیا میں پیدا کیا گیا ہے، پھر ہر زمانے میں اس انسانی مشین اور پرزے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان اور دل و دماغ کو صحیح طور پر استعمال کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کیٹ لاگ بشکلِ کتاب دیا گیا، زبور، توریت، انجیل اور صحف ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، سب سے آخر میں اللہ جلّ مجدہٗ نے کتابِ ہدایت (گائڈ بک) قرآنِ مقدس کو نازل فرمایا اور اس خدائی کیٹ لاگ کو سمجھانے کے لیے ہادیِ اعظم، رہ نمائے اکرم، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، جن کا علم (کوالیفیکیشن) سب سے زیادہ ہائی سے ہائسٹ، جن کی عقل سب سے زیادہ کامل و اکمل ہے۔ (بحوالہ: خطباتِ کولمبو۔ ص: ۴۷-۴۳)

تقریر کے اس اقتباس سے بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سامعین کو کس طرح لطیف مثالوں کے ذریعہ مفہوم سمجھایا کرتے تھے۔

قرآن واحادیث کی روشنی میں آپ کا طرزِ استدلال بہت ہی عالمانہ اور شاندار ہوتا، جس سے تقریر کا توازن بڑھ جاتا اور سامعین بڑی دل چسپی سے آپ کا خطابِ نایاب سماعت کرتے۔ یہاں اس طرح کا ایک اقتباس ہم نذرِ قارئین کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

بخاری اور مسلم شریف میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: قال لی رسول اللہ ﷺ هذا جبریل یقرأ علیك السلام قالت: قلت وعلیه السلام ورحمة الله وبركاته

یعنی ایک روز حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ یہ جبریل ہیں تم کو سلام کہہ رہے ہیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جواباً میں نے کہا کہ جبریل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

سبحان اللہ! ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیا شان ہے، سید الملائکہ، سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے حرمِ نبوی کے ادب ولحاظ کا سبق سکھاتے ہوئے خود براہ راست سلام پیش نہیں فرمایا، بلکہ سیدِ عالم ﷺ کے واسطے سے سلام پیش فرمایا، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ غیر مرد کو جائز ہے کہ عورتوں کو ان کے محرم کے واسطے سے سلام پیش کر سکتے ہیں، اور بلا واسطہ غیر مرد کا عورتوں کو سلام کرنے کی بھی اجازت ہے، مگر جب کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو، چناں چہ ابوداؤد کی حدیث شریف میں حضرت اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا گزر ایسی جگہ سے ہوا، جہاں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، تو آپ نے ان کو سلام فرمایا،، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ يُسَلِّمُ عَلَيْنَا" اور ترمذی شریف میں یوں ہے: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْماً وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُوْدٌ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيْمِ"۔

مطلب یہ ہوا کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ مسجدِ اقدس میں تشریف لائے تو اس وقت عورتوں کی ایک جماعت مسجد میں بیٹھی ہوئی تھی، جب حضورِ انور ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ نے سلام فرماتے ہوئے اپنے ہاتھ سے سلام کا اشارہ فرمایا، اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے، مگر اس حدیث کی محدثین نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ:

"جَوَازُ سَلَامِهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ لِعِصْمَتِهِ مِنَ الْفِتْنَةِ اَمَّا غَيْرُهُ فَاِنْ اَمِنَ الْفِتْنَةَ وَوَثِقَ بِنَفْسِهِ جَازَلَهُ وَاِلَّا فَالصَّمْتُ وَعَدَمُ السَّلَامِ اَسْلَمُ"

یعنی حضورِ اقدس ﷺ کو عورتوں کو سلام فرمانا اس وجہ سے تھا کہ آپ معصوم تھے، کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کے اندیشہ کا، تصور بھی نہیں ہوسکتا، اس لیے عورتوں کو سلام کرنے کی اجازت وہیں ہوگی، جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، اور آدمی کو اپنے نفس پر اعتماد ہو، ورنہ خاموش رہنے اور سلام نہ کرنے میں بھلائی ہے"۔ (بحوالہ: خطباتِ کولمبو۔ ص: ۲۱۴، ۲۱۵)

آپ زبان وادب پر یکساں مہارت رکھنے والے ایک ایسے بلند پایہ خطیب تھے، جن کی خطابت میں ادبی حلاوت و

چاشنی اورزبان وادب کی ہم آہنگی کا بھی بڑا موئثر رول تھا۔اسی طرح مرصع ومسجع الفاظ کا بھی حسین سنگم تھا،جس سے آپ کی خطابت میں چار چاند لگ جاتے تھے۔اس طرح کا ایک اقتباس آپ کے خطاب سے ہم آپ کی نذر کررہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

’’حضور ہی کی وجہ سے جودوسخا کے دروازے کھلے،قدرت کی فیاضیوں، خالقِ کائنات کی کرم فرمائیوں کے دروازے کھلے کہ آپ پیدا کیے گئے،آسمان پر مہ وخورشید کی ضیاباریاں، جگ مگ کرتے ستاروں کی جلوہ نمائیاں، برستے بادلوں کی فیاضیاں، سرسبزوشاداب زمین کی زرخیزیاں،سبزہ زاروں کی چمن آرائیاں، پرندوں کی نغمہ سنجیاں،اہلِ علم کی دانش مندیاں،صاحبانِ ہنر کی فنکاریاں،گل وریحاں کی عطربیزیاں، اور جہانِ رنگ وبو کی رعنائیاں تمام کی تمام کریم ورحیم مولیٰ جلّ مجدہٗ کی فیاضیاں،ان فیاضیوں کا دروازۂ کرم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں کھلا۔سچ ہے۔(بحوالہ: خطباتِ کولمبو۔ص:۲۹-۲۸)

اسی طرح حضور مفتیِ اعظمِ ہند کی استقامت وکرامت کے ایک اہم عنوان پر آپ کی ایک تقریر بہت ہی مشہور ہے، جو انٹرنیٹ اورسوشل میڈیا پر بھی اپلوڈ ہے۔اس تقریر کو جتنی بار سنا جائے کم ہے۔آپ نے اپنے پیرومرشد حضور مفتی اعظمِ ہند علیہ الرحمہ کے واقعات وحالات اور کرامات واستقامت کونہایت ہی اچھوتے اوردلنشیں انداز میں بیان کیا ہے،جس سے ایمان وعقیدہ میں مزید پختگی وتازگی پیدا ہوجاتی ہے۔اس کے علاوہ بھی مختلف اوراہم عنوانات پر آپ کی سیکڑوں تقاریر ہیں، جوایمان وعقائداور اعمال کوسنوارنے والی ہیں۔

ان متذکرہ بالا امثال واقتباسات سے یہ خوب واضح ہوگیا کہ آپ کا اُسلوبِ خطابت دلکش اورطرزِ استدلال سب سے منفرد ویگانہ ہوتا تھا جومجمع کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا، بلکہ یہ کہہ لیجیے کہ آپ کی تقریر میں بلا کی جاذبیت اورتاثیر ہوتی تھی، جوسامعین کے دلوں میں رس گھول دیتی تھیں۔

آپ اپنے عہد کے ایک عظیم الشان اورعمدہ خطیب تھے، جوہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔گرچہ آج آپ ہمارے درمیان نہیں رہے،لیکن آپ کی علمی،فکری، اصلاحی اورروحانی وعرفانی تقاریر کاعلمی سرمایہ ہمارے درمیان ہے، جوہمیں اورآنے والی نسلوں کے ایمان وعقائداوراعمال کوسنوارنے کا گراں بہا کام سرانجام دیتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ لم یزل میں دعاہے کہ آپ کی تربتِ اطہر پرانواروتجلیات کی خوب بارش برسائے اورآپ کے بیانات وخطابات پرہمیں وُفورِعمل کی توفیقِ ارزانی عطافرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

اشرف الفقہاء! ایک عظیم داعی اسلام

مولانا سراج احمد قادری

مدرسہ فیضان اشرف الفقہاء اہلسنت، دھولیہ

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت وصیانت کی خاطر ہمیشہ اپنے مقرب بندوں کو پیدا فرماتا ہے۔ جو دین متین کی ترویج و اشاعت بہ حسن وخوبی انجام دیتے ہیں حق وباطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ کر پرچم حق بلند کرتے ہیں۔ جن کو لوگ رہتی دنیا تک یاد کرتے ہیں، ایسی ہی عبقری شخصیات میں ایک جامع الصفات شخصیت آبروے اہل سنت، فخر سنیت، سراپا استقامت، صاحب کشف وکرامت، رہبر شریعت وطریقت، پاسبانِ شان الوہیت، محافظ ناموس رسالت، نیر برج ولایت، عظیم المرتبت، باکمال لاجواب محسن، مفکر اسلام، عارف باللہ، عاشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پیکرِ رشد و ہدایت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، سلطان الشریعہ، اشرف العلماء، شارح کلامِ رضا، مرشد برحق، حضور اشرف الفقہاء الحاج الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس ہے۔

جنھوں نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ احکام شریعت کی اشاعت اور ترویجِ سنیت میں صرف ہی نہیں کیا بلکہ خود عمل کر کے لوگوں کو عمل کی دعوت دی لوگوں نے انکار نہیں بلکہ اقرار کر کے اپنی زندگی کو شریعت وسنت کے مطابق گزارنے کا عزم مصمم کیا۔ اس حسنِ اخلاق سے گفتگو فرماتے کہ اگر حاسد آتا تو عاشق بن کر جاتا۔ وہ صرف عاشق اشرف الفقہاء نہیں بلکہ عاشق مفتی اعظم ہو جاتا، عاشق اعلیٰ حضرت ہو جاتا۔ وہ ایسا عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا۔ وہ ہر آن مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحرمت پر اپنی جان قربان کرنے کو سعادت محسوس کرتا۔

اس طرح مسلک اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کو عام کیا کہ آج لوگ گھر گھر مجبور ہو کر نہیں بلکہ مسرور ہو کر رضا رضا کر رہے ہیں یہ فیضان ہے حضور اشرف الفقہاء کا کہ ہم شان سے معمولات اہلسنت پر عمل کر رہے ہیں ورنہ ایک وقت تھا کہ گجرات اور مہاراشٹر میں کچھ علاقوں میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جرم تھا! لیکن حضور اشرف الفقہاء نے شیر وشکر ہو کر لوگوں کے دلوں کی دنیا اس طرح بدلی کہ وہی لوگ جو معمولات اہلسنت پر عمل کرنے والوں کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے وہی لوگ عقائد اہل سنت کے پہرے دار بن گئے۔ ہمارے شہر دھولیہ مہاراشٹر کا بھی یہی حال تھا کہ یہاں کثرت ہماری تھی لیکن غالب باطل تھا۔ صرف اس لیے کہ ہمارے یہاں حق وباطل میں کوئی تمیز نہیں تھی۔ لیکن اس مرد قلندر نے اس طرح خطِ امتیاز کھینچا کہ دھولیہ میں گلشنِ مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم سرسبز وشاداب ہے اوران کے دم قدم سے سنیت کا پرچم حق بلند سے بلند ہوتا جارہا ہے۔ یہ احسان ہے حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا۔

حضور اشرف الفقہاء 30/35 سال سے ہر سال شہر دھولیہ تشریف لاتے اور جس پودے کو ایک عرصہ قبل لگایا تھا۔ اس میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا آبِ شیریں ڈال کر مزید تازگی بخشتے، لیکن افسوس صد افسوس 6/ اگست 2020ء کو ایک ایسی صبح نمودار ہوئی جس نے اپنے دامن میں رنج وغم کی خبر لائی جس خبر کو سن کر عاشقان اشرف الفقہاء کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زبان سے نکلا۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اسلام کا احسانِ عظیم

''اسلام نے دُنیا کی عظیم ترین باامن انقلابی تحریک ہونے کی حیثیت سے بنی نوع انسان پر جو زبردست اور نا قابلِ فراموش احسانات کیے ہیں ان کا دائرہ اتنا وسیع اور پھیلا ہوا ہے کہ صرف ان کا تذکرہ اور احاطہ کرنا دُشوار ہے، اور یہ بات اس لیے بھی درست اور قابل تسلیم ہے کہ اسلام پنے ماننے والوں پر اس بات کو واجب اور ضروری گردان کر انھیں ذمہ دار بنا دیا ہے کہ ان کی زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو مذہب کے ماتحت ہو۔ اسی لیے فرزندانِ اسلام کے تمام تاریخی کارنامے بھی اسلام کے ان اصلاحی کارناموں کے حدود اور دائرے میں آجاتے ہیں جنھیں اسلام اور مسلمانوں کے مخالفین عالم انسانیت پر اسلام کے احسانات تسلیم کرتے ہیں۔''

(مضامین اشرف الفقہاء سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

باب-9

انتخابِ کلامِ مجیب

انتخاب وپیش کش: ڈاکٹر مشاہدؔ رضوی

''بزمِ شعروادب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؔ قادری کا نام اعتبار کا درجہ رکھتا ہے۔آپ کا نعتیہ گلشن ''حدائق بخشش'' کے نام سے خوشبو بکھیر رہا ہے۔جس کا مصرع مصرع محبت وعشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آبگینہ ہے۔جن شخصیات نے اعلیٰ حضرت کے تتبع میں نعتیں کہیں؛ان کا کلام بھی عشق وعرفان کا گنجینہ بن گیا۔حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرفؔ کی شاعری بھی کلامِ رضاؔ سے مستفیض ومستنیر ہے؛آپ نے شاعری برائے فن نہیں کی؛ بلکہ سوزِ دروں اور عشق تپاں کے اظہار میں اشعار کہے۔جس سے کلام میں محسوسات کا جمال صاف ظاہر ہوتا ہے۔شرعی خوبیوں سے مرصع اور حکایتِ دل سے لبریز اشعار نے بزم نعت میں وہ خوشبو بکھیری کہ حضور اشرف الفقہاء کی شاعری عشاق کی بزم میں چھا گئی۔اشعار میں جہاں الفاظ کا درو بست اور اسلوب کی رنگینی ہے وہیں فن کی فضا بھی آراستہ نظر آتی ہے۔آپ بھی چند کلام دل کی نگاہ سے پڑھیں اور فکر کے دبستاں میں بسائیں۔ان شاءاللہ ایمان تازہ ہوگا اور عقیدہ وعقیدت کا گلشن ہرا بھرا ہوجائے گا۔''

سرکار اپنا جلوۂ زیبا دکھایئے

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لایئے
سرکار اپنا جلوۂ زیبا دکھایئے

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف و کرم کی چھاؤں میں اب تو بلایئے

رہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچایئے

بادِ خلاف تیز ہے دریا ہے باڑھ پر
منجدھار میں ہے ناؤ کنارے لگایئے

صبحِ وطن سے دور شبِ غم نے آلیا
رنج و الم کے دام سے للہ چھڑایئے

زار و نزار حاضرِ دربار ہوں شہا
قلبِ حزیں سے بوجھ غموں کا ہٹایئے

بردِ یمانی رُخ سے ہٹا کر مرے حضور
حرماں نصیب ہوں مری قسمت جگایئے

تھوڑی جگہ عطا کریں اشرفؔ کو پاس میں
جامِ غمِ فراق نہ اُس کو پلایئے

☆☆☆

کردیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار

کردیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار
ایک اشارہ ہوجائے تو خلد چلیں بدکار

ہائے تپش اعمال کی پرسش کوئی نہیں غم خوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار

سر پہ گنہ کا بوجھ ہے بھاری ،چلنا ہے دشوار
دستِ کرم کا دے دو سہارا ہوجاؤں میں پار

سخت اندھیرا، وحشت آگیں، تنہائی غمناک
ان کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

ہمدم ہمدم کہہ کے پکاروں آس نہ کوئی پاس
آکے خدارا دیدو سہارا ناؤ لگے منجدھار

سوناجنگل، رات اندھیری، چور بڑے فن کار
ہائے مسافر دم میں نہ آنا رہنا تم ہشیار

یوں ہی سرکار میں اشرفؔ رہے آتا جاتا

سنتِ سرورِ کونین سے جڑتا جاتا
یوں مسلمان، نہ ہرگز کبھی مارا جاتا

مل گیا خیر سے دامانِ کرم کا سایہ
ورنہ اس دھوپ میں سب کچھ مرا جلتا جاتا

شکریہ آپ کی چشمانِ کرم کا مولا
ورنہ مظلوم کو ظالم کا ستم کھا جاتا

میری فریاد کو سن لیتے اگر شاہِ امم
سخت مشکل میں بھی جینے کا مزا آجاتا

میں نے آواز لگائی ہے بڑے درد کے ساتھ
آہ بے کس کا مددگار کوئی آجاتا

اپنے آقا کی محبت کا اگر ہوتا شعور
ہم غلاموں کا کبھی کچھ نہیں ہوتا جاتا

میری قسمت کا ستارا بھی چمک جاتا حضور
خاکِ طیبہ کا کوئی ذرّہ اگر پا جاتا

اس کی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہلِ نظر
جو لگاتار ہو سرکار میں آتا جاتا

کاش ہوتا کبھی طیبہ کے سفر میں ایسا
موئے تن نعتِ نبی جھوم کے گاتا جاتا

کاش مل جاتا مجھے حشر میں ایسا موقع
نعت سرکار کی، سرکار میں پڑھتا جاتا

جامِ جمشید کی خواہش نہ زر و مال کی فکر
یوں ہی سرکار میں اشرفؔ رہے آتا جاتا

زہے نصیب مدینہ مقام ہوجائے

بموقع حاضری مدینہ منورہ مورخہ 3/محرم الحرام 1415ھ مطابق 12/جون 1994ء بروز یکشنبہ

زہے نصیب مدینہ مقام ہوجائے
حضور کردیں کرم تو یہ کام ہوجائے

غلام حاضرِ در ہے قبول فرمالیں
سگانِ کوچہ میں اس کا بھی نام ہوجائے

تمہاری ایک نگاہِ کرم سے اے مولیٰ
درست زیست کا سارا نظام ہوجائے

ہٹادو بُردِ یمانی رُخِ منور سے
نگاہِ شوق بھی اب شاد کام ہوجائے

کرم کی بھیک میں اک ذرہ بھی عطا کردیں
نہال آپ کا ادنیٰ غلام ہوجائے

درِ حبیب پہ سر ہو زباں پہ نامِ خدا
مری حیات کا قصہ تمام ہوجائے

حضور آپ کی امت بہت پریشاں ہے
ذرا سا کردیں اشارا تو کام ہوجائے

درِ کریم پہ حاضر ہیں سب مرے احباب
طفیل غوث و رضا سب کا کام ہوجائے

درِ حضور پہ حاضر ہے اشرفؔ رضوی
سکونِ قلب کا کچھ انتظام ہوجائے

☆☆☆

سرکار کی گلیوں میں ہم چین سے رہتے ہیں

جذباتِ دل بوقت رخصتِ مدینہ منورہ بارِ چہارم 1411ھ

چلنا ہے مدینے سے، آواز یہ آئی ہے
دل دوز خبر کس نے آکر یہ سنائی ہے
سرکار کی گلیوں میں ہم چین سے رہتے ہیں
اے یادِوطن پھر کیوں ہنگامہ نوائی ہے
پایا ہے درِ جاناں مشکل سے بہت یارو
جانے کے لیے پھر کیوں تمہید اُٹھائی ہے
جانا تھا مرے یارو خاموش چلے جاتے
جذباتِ محبت کو کیوں ٹیس لگائی ہے
جانا تو نہ تھا لیکن، جاتے ہیں مدینے سے
قانون نے کچھ ایسی پابندی لگائی ہے
سرکار کرم کیجے ہر سال بلالیجے
ہم درد کے ماروں نے یہ آس لگائی ہے
مانگوں بھی تو کیا مانگوں بس اپنی خوشی دے دو
اس بھیک میں پوشیدہ ہر ایک بھلائی ہے
جاگے گا نصیب اپنا آئیں گے وہ آئیں گے
ارمانوں کی دنیا میں اک شمع جلائی ہے
فرمانِ نبی یعنی، مَن زَارَ کے مژدے نے
اشرفؔ کو شفاعت کی امید بندھائی ہے

☆☆☆

سرِ نیاز جھکاتا ہے اشرفؔ رضوی

9؍محرم الحرام 1433ھ/ 4؍دسمبر 2011ء

مرے کریم کا ایسا کرم ہوا مجھ پر
پچیس سال مسلسل بلالیا در پر

نگاہ جب بھی گئی روضۂ منور پر
سکونِ قلب ملا اور سکونِ روح و نظر

مرے حضور کی ذرہ نوازیاں دیکھو
کہ ایک ذرۂ کمتر کو کردیا برتر

مری بساط کہاں ، اور کہاں یہ فضل و کرم
محض حضور کے فیضانِ خاص کا ہے ثمر

نگاہِ نور اٹھی ہے جدھر جدھر اُن کی
فضائے تار میں چمکے ہزاروں شمس و قمر

حضور آپ کی شانِ سخا کا کیا کہنا
بٹے ہیں آپ کے در سے ہمیشہ لعل و گہر

نگاہِ شوق کی تابندگی ترے جلوے
سرِ نیاز کی آسودگی ترے در پر

کرم کی بھیک میں اپنی خوشی عطا کردو
تمہارے در پہ کھڑا ہے مجیبِ خستہ جگر

سرِ نیاز جھکاتا ہے اشرفِؔ رضوی
کرم کا ہاتھ بھی رکھ دو غلام کے سر پر

☆☆☆

نصیب لے کے چلا ہے مجھے مدینے کو

یکم محرم الحرام 1440ھ/ 12 ستمبر 2018ء چہار شنبہ

نصیب لے کے چلا ہے مجھے مدینے کو
نہ روک پائے گا طوفاں مرے سفینے کو

رہِ مدینہ ہے پاسِ ادب ضروری ہے
لگے نہ ٹھیس کہیں عشق کے قرینے کو

نظر نواز ہے ہر ایک شَے مدینے کی
چمن بنادیا کانٹوں نے میرے سینے کو

نہیں سلیقہ مجھے در پہ کس طرح پہنچوں
شعور بخش دے مولیٰ مرے قرینے کو

ملی ہے دولتِ عشقِ نبی بفیضِ رضا
بچائے رکھنا الٰہی مرے خزینے کو

کھڑے ہیں رہزن و عیار تیری راہوں میں
نہ لوٹ لیں کہیں ایمان کے نگینے کو

مری حیات کا ہر ایک لمحہ خوشبو دے
مجیب پائے جو سرکار کے پسینے کو

بھلادیا ہے غمِ زندگی کو اے لوگو!
بسا کے چشم و دل و روح میں مدینے کو

نہ دن نہ شب، نہ کسی اور ماہ نے پایا
ملا ہے رتبہ جو سرکار کے مہینے کو

رہِ وفا ہے سنبھل کر چلو یہاں اشرفؔ
لگے نہ ٹھیس محبت کے آبگینے کو

غلامِ مصطفیٰ ہے منتظر نوازش کا
نوازدیں مرے سرکار بے قرینے کو

باغِ ارض وسما نور ہی نور ہے

باغِ ارض و سما نور ہی نور ہے
ہر طرف ہے ضیا نور ہی نور ہے

کوہ و صحرا، گگن بحر و بر ہیں مگن
دے رہے ہیں صدا نور ہی نور ہے

آمنہ کا چمن کیوں نہ پُر نور ہو
نور کا گُل کھلا نور ہی نور ہے

جھوم کر کعبۃ اللہ یہ کہنے لگا
ہے یہ رب کی عطا نور ہی نور ہے

جشنِ میلاد کی رونقیں دیکھیے
آج ہر سُو بسا نور ہی نور ہے

جلنے والے بھی جل کر اندھیرے میں ہیں
بزمِ عشق و وفا نور ہی نور ہے

سنیو، جاگ جاؤ اٹھو اور سنو
آمدِ مصطفیٰ نور ہی نور ہے

ہم تو کہتے ہیں کہتے رہیں گے سدا
اُن کی ہر ہر ادا نور ہی نور ہے

راہِ سنت پہ چل ، سیکھ نوری چلن
سنتِ مصطفیٰ نور ہی نور کا

اے غلامِ حزیں جا سبھی کو بتا
شاہ کا تذکرہ نور ہی نور ہے

اشرفؔ بے نوا چل مدینے کو چل
منظر اُس شہر کا نور ہی نور ہے

☆☆☆

منقبتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہے محفلِ حسین عقیدت سے آیئے
سوئے ہوئے نصیب کو اپنے جگایئے

ذکرِ شہیدِ کربلا سنیے سنایئے
نامِ حسین سنتے ہی سر کو جھکایئے

حبِّ حَسن حسین کو دل میں بسایئے
پھر آنکھ بند ہوتے ہی جنت میں جایئے

اُن کے درِ کرم سے ملے گی ہر اک مراد
پیارے حسینِ پاک سے لَو کو لگایئے

صبر و رضا کے ساتھ عبادت کا ذوق ہو
ہر دل میں ایسا جذبۂ صادق جگایئے

کرب و بلا میں فاطمہ زہرا کے لال نے
درسِ وفا دیا ہے نہ اُس کو بھلایئے

پیارے حسین و قاسم و عباس کے طفیل
راہِ وفا میں جینا و مرنا سکھایئے

پیارے شہید اکبر و اصغر کا واسطہ
کوثر کا جام حشر میں ہم کو پلائیے

کرب و بلا کے سارے شہیدوں کا واسطہ
جَور و جفا کی آگ سے ہم کو بچائیے

وہ ہیں خبیث جو کریں توہینِ آلِ پاک
لعنت خدا کی، ایسوں سے دھوکا نہ کھائیے

حبِّ حسین حبِّ خدا و رسول ہے
اشرفؔ کا یہ عقیدہ ہے سب کو سنائیے

☆☆☆

منقبت سرکارِ غوث اعظم قدس سرہ العزیز

مظہرِ حسنینِ ذی شاں سیدی غوث الوریٰ
آپ ہیں محبوبِ یزداں سیدی غوث الوریٰ

حیدر و زہرا کے گلشن کی بہارِ باصفا
اور ولایت کے خیاباں سیدی غوث الوریٰ

نازشِ ملکِ کرامت، دافعِ رنج و بلا
دستگیری کے ہیں ایواں سیدی غوث الوریٰ

اے شہنشاہِ ولایت، فیض و رحمت کے دھنی
کیجیے ہم پر بھی احساں سیدی غوث الوریٰ

آپ کے در پر کھڑے ہیں لے کے ہم اپنی مراد
فیض سے بھر دیجے داماں سیدی غوث الوریٰ

قبر ہو یا حشر ہو چھوٹے نہ دامن آپ کا
لاج رکھنا شاہِ شاہاں سیدی غوث الوریٰ

لَو لگائے حاضرِ در ہیں غلامانِ رضا
ہو کرم بہرِ رضا خاں سیدی غوث الوریٰ

جامِ نوریؔ پائیں اشرفؔ اور غلامِ مصطفیٰؔ
کیجیے روشن دل و جاں سیدی غوث الوریٰ

اسلام کا اہم رکن زکوٰۃ

''زکوٰۃ اسلام کا وہ اہم رکن ہے جس میں دین و دُنیا کی برکتیں اور بھلائیاں پوشیدہ ہیں، زکوٰۃ دینے سے انسان میں ایثار و قربانی اور ہمدردی و مروت کے جذبات اور مستحقین کے حقوق کی ادائیگی کا خیال اور احساس پیدا ہوتا ہے، غرور و نخوت کی لعنتوں سے اس کا دامنِ حیات پاک ہو جاتا ہے، یہ وہ اوصاف ہیں جن پر اخلاقیات کی بنیاد قائم ہے نیز یہی انسان کے اصلی جوہر بھی ہیں اور دوسرے یہ کہ اُخروی سعادتوں کے علاوہ زکوٰۃ دینے سے دنیاوی عزت و وجاہت اور عوام کی پوری پوری ہمدردی بھی حاصل ہوتی ہے، مولیٰ تعالیٰ ہر صاحبِ استطاعت کو توفیق بخشے کہ وہ پوری دیانت اور ایمان داری سے ہر سال اپنی پاک کمائی کا چالیسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کر کے اپنے قوم و سماج کی فلاح و بہبودی اور ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور عند اللہ خیرِ کثیر اور اجرِ عظیم کا مستحق ہے۔''

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

(مضامین اشرف الفقہاء سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

باب-10

بزمِ شعر و ادب

اشرف الفقہاء کی نعت ومنقبت کا طائرانہ جائزہ

محمد عاصم اعظمی
شیخ الحدیث: جامعہ شمس العلوم، گھوسی

دار العلوم انوار رضا نوساری گجرات کی جانب سے اس ہیچ مداں کو دعوت نامہ موصول ہوا، جس میں حکم دیا گیا ہے، کہ یہ ناچیز اشرف الفقہاء، سلطان المتکلمین، حضرت علامہ الحاج مفتی مجیب اشرف صاحب دامت فیوضہم مفتی اعظم مہاراشٹر کی نعتیہ شاعری کا ادبی وتنقیدی جائزہ کے عنوان سے مضمون تحریر کرے۔ چوں کہ اس وقت تک مجھے علم نہ تھا، کہ حضور جملہ علمی وفنی محامد وکمالات کے ساتھ شاعری بھی کرتے ہیں، اگر چہ آپ کی گفتگو کا پیرایہ بیان شاعرانہ ہوتا ہے، بات میں بات پیدا کرنا، نکتہ آفرینیوں سے کلام بلاغت نظام کو مرصع کرنا آپ کا اسلوب گفتار ہے۔

اپنی کم سنی کے زمانہ میں میلاد شریف کی محفلوں میں دلکش آواز میں والہانہ سوز وگداز کے ساتھ نعت پاک پڑھتے ہوئے سنا اور بعد میں مقرر کی حیثیت سے اسٹیج پر جلوہ بار ہوتے، تو خطبۂ مسنونہ کے بعد عموماً امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کا نعتیہ کلام آپ کی زبان سے سنتا۔ ایک بار رحمانی (ہٹیہ) مسجد کریم الدین پور گھوسی میں میلاد شریف کا پروگرام تھا، حضرت جب کرسی خطابت پر رونق افروز ہوئے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی یہ نعت پاک ایسی دل کش آواز وانداز میں پیش کی، کہ پورا مجمع جھوم اٹھا۔ اثر آفرینی کے لیے کلام الامام امام الکلام ہونا ہی کافی تھا، مزید براں آپ کے ذوق وجذبۂ حب رسول نے سوز وساز کا پر کیف سماں باندھ دیا تھا اور ہر ہر شعر دل کے نہاں خانوں میں اترتا چلا گیا۔ امتداد زمانہ کے باوجود جب یہ نعت پڑھتا یا سنتا ہوں، نصف صدی کا عرصہ گزر جانے کے بعد وہ محفل نور نگاہوں کے سامنے رقص کرنے لگتی ہے اور آپ کے والہانہ ترنم کی گونج کانوں میں رس گھولنے لگتی ہے ؂

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جاں فزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہے بلبل رنگیں رضؔا یا طوطی نغمہ سرا
حق ہے کہ واصف ہے تیرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اگرچہ یہ نعت پاک حدائق بخشش میں بار بار پڑھی تھی، مگر حضرت والا کے شگفتہ ترنم اور دل ربا انداز نے لحن داؤدی کا منظر پیش کردیا۔ مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ گویا یہ نعت شریف پہلی بار میرے پردۂ سماعت سے ٹکرا رہی ہے اور دل کے نہاں خانے میں اترتی چلی جارہی ہے۔

دعوت نامہ موصول ہونے کے بعد پہلی فرصت میں کلام اشرف الفقہاء کی زیارت کا اشتیاق بڑھا، عزیز گرامی مولانا افتخار ندیم صاحب سے خواہش کا اظہار کیا، تو انہوں نے چند نعتیں اور کچھ منقبتیں میرے حوالہ کیں، جن کا ایک مجلس میں سرسری طور پر مطالعہ کرلیا، نعت کا ایک ایک شعر حب رسول کے جذبے سے معمور اور منقبتیں عقیدت وارادت سے لبریز ہیں۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

انسان کسی ہستی سے اس بنا پر محبت کرتا ہے کہ محبوب نے محب پر کوئی احسان کیا ہو، جس کی بنا پر طبیعت کا رجحان اور دل کا میلان اس محسن ذات کی طرف ہوتا ہے، یہ امر انسانی فطرت کے عین مطابق ہے کہ انسان حسن سلوک سے دوسرے کا گرویدہ ہوجاتا ہے اس نقطۂ نظر سے جب ہم محسن انسانیت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائل اور عالم انسانیت پر ان کے عظیم اور دائمی احسانات یاد کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان تمام صفات وکیفیات کی جامع ہے، جو محبت کو واجب کرنے والی اور ان کی ذات سے عشق کا بنیادی سبب ہے۔

چناں چہ سرور عالم فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ظاہری، حسن وجمال، حسن واخلاق کے علاوہ باطنی خصوصیات فضائل وسیر کی کتابوں کے علاوہ قرآن حکیم میں بھی موجود ہیں: "وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ (النساء ۴)

قاضی عیاض اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: "**حارت العقول فی تقدیر فضله علیه وخرست الالسن دون وصف یحیط بذالک**" (الشفاء ۱: ۵ ۱۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا جو فضل وکرم ہے عقلیں اس کا اندازہ کرنے اور زبانیں اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں،

امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا احاطہ ممکن نہیں، اس سلسلے میں چند علما کی تصریحات کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: ''وتحقیقت فضائل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بداں مخصوص وممتاز است بسیار است خارج از حد حصر واحصاء۔'' (اشعۃ اللمعات ۴:۴۶۹)

وہ فضائل جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص ہیں، اتنے کثیر ہیں کہ شمار سے ماوراہیں۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں: ''**اجتمع فيه صلی الله عليه وسلم من صفات الكمال مالا يحيط به حد ولا يحصره عد**'' (المداہت اللدنیہ ۴:۲۴۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں مجتمع اوصاف وفضائل کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی گنتی ان کا احاطہ کرسکتی ہے،

ائمۂ کرام، علما اور فقہاے امت نے ایمانیات کے باب میں بصراحت بیان فرمایا ہے کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار صورت وسیرت روے زمین پر ابدالآباد تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں سے افضل واکمل تسلیم نہ کرلے۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں: ''**قيل من تمام الايمان به اعتقاد انه لم يجتمع فی آدمی من المحاسن الظاهرة الدالة علی محاسنه الباطنة ما اجتمع فی بدنه عليه السلام**''۔

کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات ہر شخص سے بڑھ کر ہیں اور اس خوبی سے ودیعت کیے گئے ہیں، ظاہری اوصاف کا جلال وکمال عظمت باطن کا آئینہ دار بن گیا ہے۔

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی حقیقت کو مخلوق سے مخفی رکھا گیا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ظاہری کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں بھی محدثین وعلما کی رائے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کی حقیقت جو کچھ صحابہ وتابعین نے بیان کی ہے وہ بطور تمثیل ہے۔

امام ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں: ''**ومن وصفه صلی الله عليه وسلم فانما وصفه علی سبيل التمثيل والا فلا يعلم احد حقيقة وصفه الا خالقه**''۔ (المواہب اللدنیہ علی شمائل المحمدیہ ۱۹)

جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کیے ہیں، بطور تمثیل ہی کیے ہیں ورنہ ان کی حقیقت سواے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

خداوند تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اعلان اس طرح فرماتا ہے: "قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُنِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ"۔ (التوبہ ۹:۲۴)

(اے رسول آپ ان لوگوں سے) فرما دیجیے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان کے لوگ (معاشرے والے) اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تم کو خوف ہے اور وہ مکانات جو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور خوب سمجھ لو کہ اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

قاضی عیاض مالکی اس آیت کی توضیح میں فرماتے ہیں: ''فکفی بهذا حضا و تنبیها و دلالة و حجة علی الزام محبته و وجوب فرضها و عظم خطرها و استحقاقه لها صلی اللہ علیه و سلم اذ قرع اللہ تعالیٰ من کان ماله و آله و ولده احب الیه من اللہ و رسوله و اوعدهم بقوله تعالیٰ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامره'' (الشفا ۲: ۱۴، ۱۵)

(زیر نظر آیت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لازم ہونے اور اس کی اہمیت کے اظہار کے لیے کافی ووافی ہے۔ نیز اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اس محبت کی اصل مستحق ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور مزید براں یہ کہ اس آیت کریمہ سے ترغیب وتنبیہ بھی ملتی ہے کہ جن لوگوں نے اپنی اولاد اور اپنے مال کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت دی ان کو رب کریم نے سرزنش اور تنبیہ بھی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔''

اس آیت کے آخری الفاظ اس بات کی شہادت فراہم کر رہے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بغیر ایمان واسلام کا دعوی کرنے والوں کو بارگاہ الٰہی سے ہدایت نصیب نہیں ہوتی اور یہی لوگ بظاہر مسلمان ہونے کے باوجود فاسق اور گمراہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے محبت کرنے کو عین ایمان قرار دیا اور صحابہ سے بار ہا ارشاد فرمایا:

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون اللہ و رسوله احب الیه مما سواهما و ان یحب المرء لا یحبه الا للہ و ان یکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذف فی النار''۔ (صحیح البخاری ۱:۷)

جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ حلاوت ایمان سے لطف اندوز ہوگا: (۱) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو

سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲) اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اللہ کے لیے ہو (۳) اور کفر پر رجوع ہونے کو اسی طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو جانتا ہے۔

☆ ایک حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے: **''لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین''**۔ (صحیح البخاری ۱:۷ کتاب الایمان)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کو اس کے ماں باپ، اولاد اور دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: **''لانت احب الی من کل شئ الا نفسی التی بین جنبی فقال لہ النبی لن یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ فقال عمر والذی انزل علیک الکتاب لانت احب الی من نفسی التی بین جنبی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الآن یاعمر''** (الشفا ۲:۱۵)

میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان جو میری جان پوشیدہ ہے اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اگر ایسا ہے تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ کتاب ہدایت دے کر مبعوث فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے۔

متذکرہ بالا احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ اس حقیقت کی وضاحت ہوگئی کہ جب تک کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے دنیا و مافیہا کی ہر محبوب شے کی محبت سے بڑھ کر محبت نہیں کرے گا اور دوسری محبتوں پر اس محبت کو فوقیت نہیں دے گا تو اعمال صالحہ کے ڈھیر بھی اس کو مومن نہیں بنا سکتے۔ کیوں کہ باقی ارکان اسلام کی اہمیت بجا طور پر اپنی جگہ درست ہے مگر بنیاد اور اصل ایمان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان سے عشق ہے۔

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ عشق محمدی کی حقیقت اور اس کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں ؎

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولا مرے آقا ترے قربان گیا
آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا
دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

لم یات نظیرک فی نظرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

جلی جلی بُو سے اس کی پیدا ہے سوزش عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے
انھیں کی بُو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
وہ گل ہیں لبہائے ناز ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

بندگانش حور و غلمان و ملک
چاکرانش سبز پوشانِ فلک
مہرتابانِ علومِ لم یزل
بحر مکنونات اسرارِ ازل

اقبالؔ عشق محمدی کی حقیقت اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں
ہست حُبِّ رحمۃٌ للعالمیں

لہٰذا اس میں شک نہیں کہ ؎

محمد کی غلامی دینِ حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

عہد رسالت سے لے کر آج تک بلکہ قیامت تک عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبتوں کا خراج گلہائے رنگا رنگ میں پیش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے جن کی عطر بیزیوں سے مشام جاں معطر ہو رہے ہیں اور عشق کی حرارت اور محبت کا نور قوم مسلم کو زندگی اور روشنی عطا کر رہا ہے ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاکش بروید آرزو

تا زنُورِ مصطفیٰ او را بہاست
تا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی مدظلہ العالی نے گھوسی کی علمی وروحانی، شعری وادبی فضا میں آنکھ کھولی، اسی معارف پرور زمین پر بچپن کے لیل ونہار بسر کیے، تعلیم کا ابتدائی دور بھی یہیں گزرا، اس دور میں علم وفن کی لذت سے جہاں آشنا ہوئے، وہیں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ملکوتی وصف بھی قلب وروح میں جاگزیں ہوا۔ جب دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف

میں داخل ہوئے، تو ایک طرف قرآن وسنت، فقہ واصول، منطق وفلسفہ، عقائد وکلام کی تعلیم حاصل کی، وہیں امام عشق ومحبت کے شہزادے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت اوران کی اخلاقی وروحانی تعلیمات سے مستفیض ہونے کا سنہری موقع میسر آیا۔ یہ وہ بارگاہ تھی، جہاں عشق محمدی کی مئے ناب آبگینہ دل میں انڈیلی جاتی، جس سے دماغ معطراور روح مسرور ہوتی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ تصوف وروحانیت کا ذوق اور عشق سے سرشار طبیعت لے کر منصب تدریس وافتا پر فائز ہوئے، شعور وآگہی میں جوں جوں ترقی ہوتی گئی، چمنستان محبت کی شادابی اوراس کے غنچہ وگل اپنے رنگ ونور سے پورے وجود کو معطر کرتے رہے۔ عشق کی حرارت سے قلب وروح میں سوز وگداز کا عنصر پیدا ہوا، عشق کی وارفتگی نے فکر وشعور کو مہمیز دی، قلب کی واردات اور شوق ومحبت کے جذبات پیکر شعر میں ڈھل کر نعت کی صورت اختیار کرتے رہے۔ یہی والہانہ ذوق وشوق اور شیفتگی اور وارفتگی تھی، جس نے دیار محبوب کی حاضری کی خرمن دل میں ایسی آگ لگائی، جواب محبت کا آتش فشاں بن گیا ہے۔ جو حرم کعبہ کی خنک ہواؤں اور زم زم کے شیریں اور سرد پانی سے بھی سرد نہ ہوسکا، بلکہ فزوں سے فزوں تر ہوتا چلا گیا۔ بار بار روضہ رسول کی حاضری گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں، نخلستان مدینہ کی فردوس بدوش ہوائیں، شوق ووارفتگی کو جلا بخشتی رہیں اور آرزوئے مدینہ کی تڑپ رگ وپے میں سرایت کرتی رہی۔ بارگاہ رسالت میں بصد عجز ونیاز عرض پرداز ہیں ؎

میری قسمت کا ستارہ بھی چمک جاتا حضور
خاکِ طیبہ کا کوئی ذرہ اگر پا جاتا
کاش ہوتا کبھی طیبہ کے سفر میں ایسا
موے تن نعت نبی جھوم کے گاتا جاتا

یہ وہ طلب صادق تھی، جسے قبولیت کا درجہ حاصل ہوا اور یہ عاشق صادق نگاہ تصور سے گنبد خضرا کی زیارت اور چمنستان طیبہ کی مشک بو ٹھنڈی ہواؤں سے عالم خیال میں مست وسرشار ہوتا رہا۔ بالآخر اذن حاضری کی سعادت میسر آئی، قلب پر سوز اور وارفتگی شوق میں پہلی بار ۱۹۸۴ء میں حجاز مقدس کی سرزمین پر تشریف لے گئے۔ عالم خیال میں تصور کی آنکھوں سے مدینہ کے جلووں سے لطف اندوز ہونے والی شخصیت نے ظاہری آنکھوں سے خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کی سعادت حاصل کی، مسجد حرام کے پرنور جلووں سے دل وجگر کو شاد کام کیا ؎

کعبے کی رونق کعبے کا منظر اللہ اکبر اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر اللہ اکبر اللہ اکبر

حمد خدا سے تر ہیں زبانیں کانوں میں رس گھولتی ہیں اذانیں

بس اک صدا آرہی ہے برابر اللہ اکبر اللہ اکبر

تیرے حرم کی کیا بات مولا تیرے کرم کی کیا بات مولا

تاعمر لکھ دے آنا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر

یاد آگئیں جب اپنی خطائیں اشکوں میں ڈھلنے لگیں التجائیں

رویا غلاف کعبہ پکڑ کر اللہ اکبر اللہ اکبر

(صبیح رحمانی)

حج وعمرہ کی سرفرازی کے بعد زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سفر کا منظر کتنا پرکیف رہا ہوگا، ایک عاشق صادق فرط مسرت میں بادیدہ گریاں اس طرح سوے مدینہ چلا ہوگا ؎

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ

جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ

نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

(سید اقبال عظیم)

حضرت اشرف الفقہاء جب دیار محبت کے لیے روانہ ہوئے تو جذبہ شوق کا تلاطم دیدنی تھا، مدتوں کی آرزوئیں تکمیل پذیر ہورہی تھیں، ایک محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضری کے لیے کتنے والہانہ پن اور جوش عقیدت کے ساتھ روانہ ہورہا تھا، خود حضرت اشرف الفقہاء کے اشعار میں ملاحظہ فرمائیں ؎

نصیب لے کے چلا ہے مجھے مدینے کو

نہ روک پائے گا طوفاں مرے سفینے کو

رہِ مدینہ ہے پاس ادب ضروری ہے

لگے نہ ٹھیس کہیں عشق کے قرینے کو

نہیں سلیقہ مجھے در پہ کس طرح پہنچوں
شعور بخش دے مولا مرے قرینے کو

جب قافلہ شوق دیار محبت میں پہنچا اور آنکھیں چمنستان طیبہ کے نظاروں میں کھوگئیں تو ایک عاشق زار کے دل سے فرحت وشادمانی کی یہ صدا بلند ہوئی ؎

نظر نواز ہے ہر ایک شے مدینے کی
چمن بنادیا کانٹوں نے میرے سینے کو

اشرف الفقہاء نے بصد احترام واخلاص آقا کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کیا، نہ جانے دل کی زبان سے اپنی کتنی آرزوں اور مدعائے شوق کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا، اس کا اندازہ وہی عاشق صادق لگا سکتا ہے، جو بارگاہ رسالت میں ذوق وشوق کے ساتھ حاضر ہوا ہو۔ حضرت اشرف الفقہاء نے جو مدعائے دل پیرایہ نظم میں پیش کیا، اسے پڑھیے اور بارگاہ رسالت میں حاضری کے اساسی مقصد کو محسوس کیجیے ؎

حضور آپ کی شان سخا کا کیا کہنا
بٹے ہیں آپ کے در سے ہمیشہ لعل وگہر
نگاہِ شوق کی تابندگی ترے جلوے
سرِ نیاز کی آسودگی ترے در پر
سر نیاز جھکاتا ہے اشرفؔ رضوی
کرم کا ہاتھ بھی رکھ دو غلام کے سر پر

سرور کونین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً دست کرم اشرف الفقہاء کے سر پر رکھا اور ہر آرزو بارگاہ رسالت میں مقبول ہوئی اور اس کا صلہ مسلسل حج وزیارت کی سعادت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

حسان الہند بیکل اتساہی مرحوم نے اپنے پہلے سفر حج میں ایک نعت شریف دربار رسالت میں پیش کی، جس میں ایک عاجز ودرماندہ عاشق کی آرزو اور تمنا کو اس طرح عرض کیا ؎

ہمیں بھی یارسول اللہ شعورِ بندگی دے دو
دل تاریک کو سرکار اپنی روشنی دے دو
زمانے بھر کے ٹھکرائے ہوئے اب کس طرف جائیں

انہیں بھی اپنے شہر امن کی کوئی گلی دے دو
زمانے پر حکومت ہے مدینہ راجدھانی ہے
جہاں چاہو گدائے آستاں کو سروری دے دو
حضوری میں یہی عرض تمنا لے کے آیا ہوں
ہمیشہ کے لیے سرکار اذن حاضری دے دو

حسان الہند کی دعا یقیناً مقبول ہوئی ہوگی، لیکن وہ دو ہی چار بار حاضری کی دولت سے بہرہ مند ہوئے، مگر ہمارے ممدوح حضرت اشرف الفقہاء نے ۱۹۸۴ء میں پہلی بار حج وزیارت کی سعادت حاصل کی، ہر عاشق صادق کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ بار بار اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ مند ہو اور وہ اخلاص کے ساتھ مسلسل حاضری کی دعا کرتا ہے۔ حضرت موصوف نے بھی قبولیت دعا کی ساعت سعید میں جو مدعائے خاطر پیش کیا، سرکار نے اسے قبول فرمایا اور اب تک ۳۲/ بار حج وزیارت کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئے اور ایام حج کے علاوہ ۲۵/۲۶/ مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کی۔

جب ۲۵/ ویں بار حج وزیارت کی سعادت میسر آئی، غالباً ۲۵/ بار حاضری کی تمنا دل کے قافلے کو سوئے حجاز مہمیز کرتی رہی، اس منزل پر جب قافلہ شوق پہنچا تو بے ساختہ ارمانوں کی سوغات شعر کے خوب صورت قالب میں اس طرح ڈھلی کہ شاعر کے دل میں ہی نہیں بلکہ قاری کے دل میں بھی آرزووں کا طوفان برپا ہو جاتا ہے اور وہ چاہتا ہے، کاش سیمرغ کے بال و پر نصیب ہوں اور وہ بار بار پرواز کرتا ہوا اپنے قلب وجگر کو جان جاناں کے قدموں میں نثار کرتا رہے اور سنہری جالیوں کی آب وتاب سے اپنے دیدہ شوق کو آسودہ رونق کرتا رہے ؎

مرے کریم کا ایسا کرم ہوا مجھ پر
پچیس سال مسلسل بلا لیا در پر
نگاہ جب بھی گئی روضۂ منور پر
سکون قلب ملا اور سکون روح و نظر
مرے حضور کی ذرہ نوازیاں دیکھو
کہ ایک ذرۂ کم تر کو کر دیا برتر
مری بساط کہاں، اور کہاں یہ فضل وکرم
محض حضور کے فیضانِ خاص کا ہے ثمر

نگاہ نور اٹھی ہے جدھر جدھر ان کی
فضائے تار میں چمکے ہزاروں شمس و قمر

منقبت

اردو شاعری میں بحیثیت صنف سخن منقبت کا شمار نہیں ہوتا، لیکن یہ صنف مضمون اور حیثیت کے لحاظ سے قصیدے کے زمرے میں شمار کی جاتی ہے۔ قصیدے کی مختصر تعریف اس طرح کی جاتی ہے: قصیدہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی کی مدح یعنی تعریف کی جائے یا کسی کی ہجو یعنی برائی کی جائے۔ لیکن منقبت کا تعلق پہلے جز سے ہے، جس میں کسی گزشتہ بزرگ، ولی، عالم ربانی کے محامد و محاسن بیان کیے جاتے ہیں۔ منقبتیں عموماً خطابیہ رنگ میں لکھی جاتی ہیں، یعنی کسی تمہید و گریز کے بغیر ہی براہ راست ممدوح کی تعریف و توصیف اس کے علمی و روحانی کمالات کا تذکرہ عقیدت و محبت کے رنگ میں ڈوب کر کیا جاتا ہے۔ اردو شاعری میں منقبت گوئی کا سلسلہ بہت زمانے سے رائج ہے۔ اشرف الفقہاء نے بزرگانِ دین اولیائے کاملین اور اپنے مرشد برحق کی بڑی دل آویز منقبتیں لکھی ہیں، جو کمیت کے اعتبار سے بہت مختصر لیکن جامعیت و کیفیت کے لحاظ سے بڑی ہی وسیع و ہمہ گیر ہیں۔

شہزادۂ گلگوں قبا، فخر صدق و صفا، جامع عشق و وفا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان استقامت اور ان کی فیض بخش شخصیت کی مدح میں ایک منقبت تحریر کی ہے ؎

ہے محفل حسین عقیدت سے آیئے
سوئے ہوئے نصیب کو اپنے جگایئے
حب حسن حسین کو دل میں بسایئے
پھر آنکھ بند ہوتے ہی جنت میں جایئے
کرب و بلا میں فاطمہ زہرا کے لعل نے
درس وفا دیا ہے نہ اس کو بھلایئے
پیارے حسین قاسم و عباس کے طفیل
راہ وفا میں جینا و مرنا سکھایئے
کرب و بلا کے سارے شہیدوں کا واسطہ
جبر و جفا کی آگ سے ہم کو بچایئے

حضور غوث الثقلین، محبوب سبحانی، سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بانی سلسلہ قادریہ رموز دان معرفت، گنجینہ

حقائق علم وعرفان کے ماہتاب درخشاں کی بارگاہ میں بڑی ہی ارادت ومحبت کے ساتھ منقبت کے گلہائے رنگارنگ نچھاور کیے ہیں ۔

مظہرِ حسنینِ ذی شاں سیدی غوث الوریٰ
آپ ہیں محبوبِ یزداں سیدی غوث الوریٰ
حیدر و زہرا کے گلشن کی بہارِ باصفا
اور ولایت کے خیاباں سیدی غوث الوریٰ
نازشِ ملکِ کرامت، دافعِ رنج و بلا
دستگیری کے ہیں ایواں سیدی غوث الوریٰ
اے شہنشاہِ ولایت، فیض و رحمت کے دھنی
کیجیے ہم پر بھی احساں سیدی غوث الوریٰ
آپ کے در پر کھڑے ہیں لے کے ہم اپنی مراد
فیض سے بھر دیجے داماں سیدی غوث الوریٰ

اپنے مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان میں عقیدتوں کا گلدستہ بڑے ہی والہانہ پن کے ساتھ پیش کرتے ہیں ۔

فقیہہ و عالم و زاہد بنادیے کتنے
تری نگاہِ تقدس مآب نے اکثر
وہی ہے مفتی اعظم وہی ہے ابن رضا
خدا کی یاد میں گزرے ہیں جس کے آٹھوں پہر
شعورِ پاسِ شریعت، رموزِ راہِ سلوک
تری جناب سے لے کر چلے سب اہل نظر
کرم کی بھیک سے ہم کو بھی کچھ عطا کر دو
بٹے ہیں در سے تمہارے ہمیشہ لعل و گہر

حضرت اشرف الفقہاء نے ہندوستان کے چپے چپے، ایشیا، یورپ اور افریقہ کے مختلف ممالک کے دورے کیے، بڑی گہرائی کے ساتھ مسلمانوں کی تہذیب وثقافت، سیاست ومعاشرت، شریعت غرا سے دوری، مغرب زدگی اور ان سب کے ہولناک

نتیجے نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو زوال وادبار، نکبت وپستی کے ہولناک دہانے پر لا کھڑا کیا ہے اور امت محمدیہ اپنے انجام سے بے پرواہ ہوکر خواب غفلت میں مبتلا ہے اور اسے اپنے سود وزیاں کی مطلق پرواہ نہیں، آپ نے ''طرز وفا'' نامی نظم میں بڑے ہی درد انگیز احساسات کو شعر کا جامہ پہنایا ہے، اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

جب بھی سویا ہے مسلمان کا ایمانی ضمیر
ظلم کی دھوپ میں جلتی رہی اس کی توقیر
ذوقِ سجدہ بھی نہیں پاسِ شریعت بھی نہیں
خواہشِ نفس نے گردن میں ہے ڈالی زنجیر
بات اپنوں کی ہے غیروں کی شکایت کیسی
ہم بگڑتے نہیں گرتی نہیں برقی شمشیر

اشرف الفقہاء کا خمیر جس خاک سے اٹھا وہ علم وادب کا گہوارہ تھی، جہاں صبح وشام پاکیزہ شاعری کے نغمے گونجتے اور اس شہر علم وفن میں تعلیم کے مراحل طے کیے، وہ علم وفن اور شعر وسخن کا معتبر دبستان تھا، جہاں نعت گوئی اور منقبت نگاری پر زیادہ زور دیا گیا، اس ماحول سے آپ کا صرف نظر کرنا ممکن نہ تھا، چمنستان شاعری کے رنگ ونور سے یقیناً متاثر ہوئے، شاعرانہ ذوق کی جھلکیاں ان کے کلام بلاغت نظام سے ظاہر ہوتی ہیں، مجلسی گفتگو ہو یا کرسی خطابت ہر جگہ وہ منتخب اشعار پڑھتے اور نعتیں ایسے ترنم اور دل آویز انداز میں پیش کرتے کہ ان کی آواز شعر کے ساتھ فردوس گوش بن جاتی، اثنائے تقریر کلام اعلیٰ حضرت کی جو ایمان افروز بصیرت انگیز پر مغز تشریحات پیش کرتے ہیں، ان سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے، کہ آپ شاعری کے فنی محاسن اور الفاظ کے دروبست میں چھپے ہوئے نکات کی وضاحت جس خوش اسلوبی سے فرماتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعری کی روح آپ کی نکتہ سنج زبان سے بول رہی ہے۔ آپ نے کبھی باضابطہ شاعری نہیں کی، جب کہ ملکہ شعر گوئی آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات آبگینہ دل میں موجیں مارنے لگے اور سینے میں عشق کا طوفان اٹھا، تو جذبات محبت نے بے ساختہ شعری قالب عطا کردیا۔ زندگی میں جب بھی واردات قلب اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ صادق اپنی حدوں کو توڑنے لگا، تو اس سیلاب کو سینے میں روکنے کے بجائے برجستہ نعت ومنقبت کا حسین گلدستہ صفحہ قرطاس پر سجادیا۔ راقم السطور کو حضرت والا کی چند ہی نعتیں اور منقبتیں دستیاب ہوسکیں، جن کے مطالعے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کلام میں عشق وارادت کا والہانہ پن، محبت کی صداقت، جذبات عشق کی ترجمانی، ذوق وشوق کی فراوانی کی متاثر کن خوبیوں سے ایک ایک شعر معمور ہے۔ زبان بڑی پاکیزہ اور سلیس ہے، اسلوب بیان بڑا دل کش دل آویز ہے، ہر ہر شعر سے جذبات عشق کا سیلاب رواں ہے، جو قاری کی توجہ کو بے ساختہ اپنی جانب مائل کرلیتا ہے۔

سوزعشق، تخیل کی گہرائی، صداقت بیانی کلام کو دوآتشہ بنا دیتی ہے۔ فکر ونظر کی وسعت پاکیزہ تخیلات سادہ اور آسان زبان میں شاعری کے دبستان کو ایسی گل کاری اور رنگ ونکہت کی بہار سے آشنا کردیتے ہیں، جس سے قاری اور سامع عشق وارادت کی نکہت ونور بھری فضا میں سانس لینے لگتا ہے۔ بلا شک وریب، یہ وہ شاعرانہ اوصاف ہیں، جو خانوادہ رضا کے شعری دبستان سے مستعار لیے گئے ہیں۔ ہر شعر فن کی پختگی کے ساتھ عشق کی حرارت اور سوز دروں کی نمود، جذبات محبت وعقیدت کی کیفیتوں سے مالامال ہے۔

کلام میں بڑی ہی نغمگی اور پرسوزی ہے، چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں ؎

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف و کرم کی چھاؤں میں اب تو بلایئے
صبح وطن سے دور شب غم نے آلیا
رنج و الم کے دام سے للہ چھڑایئے
شکریہ آپ کی چشمان کرم کا مولا
ورنہ مظلوم کو ظالم کا ستم کھاجاتا
میری فریاد کو سن لیتے اگر شاہِ امم
سخت مشکل میں بھی جینے کا مزہ آجاتا

باغِ ارض و سما نور ہی نور ہے
ہر طرف ہے ضیا نور ہی نور ہے
ہم تو کہتے ہیں کہتے رہیں گے سدا
ان کی ہر ہر ادا نور ہی نور ہے

نازش ملک کرامت دافع رنج و بلا
دستگیری کے ہیں ایواں سیدی غوث الوری
لو لگائے حاضر در ہیں غلامان رضا
ہو کرم بہرِ رضا خاں سیدی غوث الوری

تمہارے کوچہ نوری کی شان کیا کہیے
جہاں گدائی کو آتے ہیں کتنے شمس و قمر
جو کم نظر ہیں وہ کیا جانیں مرتبہ اس کا
حریم شرع میں گزرے ہیں جس کے شام وسحر

پیاسے شہید اکبر و اصغر کا واسطہ
کوثر کا جام حشر میں ہم کو پلایئے
وہ ہیں خبیث جو کریں توہینِ آلِ پاک
لعنت خدا کی ایسوں سے دھوکہ نہ کھایئے

نگاہِ شوق کی تابندگی ترا جلوہ
سرِ نیاز کی آسودگی ترا جلوہ

حضوراشرف الفقہاء مدظلہ العالی نے اپنے کلام بلاغت نظام میں جن بحروں کا استعمال کیا ہے، وہ نہایت مترنم ہیں، جن سے کلام میں بدرجۂ اتم نغمگی پیدا ہوجاتی ہے۔حضرت موصوف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا جو بھی کلام پڑھتے ہیں، وہ ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں، امام الکلام کا ہر کلام خواہ نعت ہو، منقبت ہو، قصیدہ ہو، رباعی ہو یا مثنوی سب میں بھرپور ترنم اور نغمگی موجود ہے یہی تاثیر اشرف الفقہاء کے کلام کو بھی مترنم اور موثر بناتی ہے کہ جس محفل میں یہ کلام لحن داؤدی میں پڑھا جاتا ہے، شعر کا ایک ایک لفظ عشق وارادت کی شیرینی لیے سماعتوں کے حوالے سے قلب وروح میں پیوست ہونے لگتا ہے۔ یہ بجائے خود ایسی شعری خوبی اور حسن بیان ہے جو ہر شاعر کے نصیب میں نہیں آتی۔ ذیل میں حضرت اشرف الفقہاء کے بعض کلام کا عروضی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے، جس سے متذکرہ بالا قول کی وضاحت بخوبی ہوجائے گی۔

بحر متدارک مثمن سالم:

باغِ ارض و سما نور ہی نور ہے	ہر طرف ہے ضیا نور ہی نور ہے
فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

بحر رمل مثمن مخبون مقصور:

جب بھی سویا ہے مسلمان کا ایمانی ضمیر
ظلم کی دھوپ میں جلتی رہی اس کی توقیر

فاعلاتن فَعِلاتُن فَعِلاتُن فَعِلان
فاعلاتن فَعِلاتُن فَعِلاتُن فِعْلَان

بحر مجتث مخبون ابتر:

نگاہ جب بھی گئی رو ضۂ منور پر
سکون قلب ملا اور سکون روح و نظر

مفاعلن فَعِلَاتُن مفاعِلُن فِعْلُن
مفاعلن فَعِلاتُن مفاعِلُن فَعِلُن

بحر مجتث مخبون ابتر:

تری نگا ہ سے ملتا ہے نور قلب و نظر
کہ تو ہے نوری و نوری میاں کا نور نظر

مفاعلن فعِلاتُن مفاعلن فَعِلُن
مفاعلن فعِلاتُن مفاعِلن فعِلن

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف :

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لایئے
سرکار اپنا جلوۂ زیبا د کھایئے

مفعولُ فاعِلاتُ مفاعیلُ فاعلن
مفعولُ فاعلاتُ مفاعیل فاعلن

بحر مضار مثمن اخرب مکفوف محذوف :

ہے محفل حسین عقیدت سے آیئے
سوئے ہوئے نصیب کو اپنے جگایئے

مفعولُ فاعِلاتُ مفاعیل فاعلن
مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلن

بحر رمل مخبون محذوف :

مل گیا خیر سے داما ن کرم کا سایہ
ورنہ اس دھوپ میں سب کچھ مرا جلتا جاتا

فاعلاتُن فعِلاتُن فعلاتُن فِعْلُن
فاعلاتُن فعلاتُن فعلاتُن فِعْلُنْ

بحر مجتث مخبون ابتر:

نصیب لے کے چلا ہے مجھے مدینے کو
نہ روک پائے گا طوفاں مرے سفینے کو

مفاعلن فعلاتُن مفاعلن فِعْلُنْ
مفاعلن فعلاتُن مفاعلن فِعْلُن

بحر رمل مثمن محذوف:

مظہرِ حسنینِ ذی شاں سیدی غوث الوریٰ　　آپ ہیں محبوبِ یزداں سیدی غوث الوری

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن　　فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

حسن اتفاق ہے کہ اس مضمون کی ترتیب کے دوران ۵/مئی ۲۰۱۹ء بروز اتوار بعد نماز مغرب حضرت کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، مختلف موضوعات پر معلومات افزا معارف پرور گفتگو بڑی شگفتگی کے ساتھ فرماتے رہے، ناچیز نے موقع پاکر عرض کیا، حضرت! آپ نے کب شاعری شروع کی؟ مسکرا کر فرمایا، میں شاعری نہیں کرتا، ہاں! کبھی کبھی برجستہ اشعار میری زبان پر آجاتے ہیں اوران اشعار کا تسلسل نعت یا منقبت بن جاتا ہے، میں نے اپنی نعتوں اور منقبتوں کو باضابطہ کسی بیاض میں نقل نہیں کیا، کاغذ کے جن پرزوں پر نعت یا منقبت تحریر کرتا، انہیں ایک بیگ میں رکھ دیا کرتا، ایک زمانہ تک یہی دستور رہا، لیکن افسوس کسی صاحب ذوق نے بیگ ہی اچک لیا، معلوم نہیں، بیگ کی ہوس میں یا کلام کی طمع میں، اس نے یہ جسارت کی، مجھے اپنے نعتیہ کلام میں ایک نعت شریف بہت ہی زیادہ پسند تھی، وہ بھی بیگ کے ساتھ مفقود ہوگئی۔ نعت کے دوسرے اشعار تو حافظے میں محفوظ نہ رہ سکے، مطلع یاد رہ گیا ؎

نگاہِ شوق کی تابندگی ترا جلوہ
سرِ نیاز کی آسودگی ترا جلوہ

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی اپنے مضمون ''تذکرہ مجیب'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت مفتی صاحب قبلہ نے شاعری کا آغاز زمانۂ طالب علمی میں ہی کردیا تھا، چنانچہ ۱۹۵۹ء کے آس پاس جب آپ بریلی میں زیر تعلیم تھے، یہاں ایک عظیم الشان آل انڈیا طرحی مشاعرہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مشہور شاعر شکیل بدایونی کررہے تھے، مصرع طرح تھا ''کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل'' مفتی مجیب اشرف صاحب نے اس مصرع پر طبع آزمائی فرمائی اور ایک نعت تحریر کرکے مشاعرہ گاہ پہنچے۔ مشاعرہ میں پڑھنے کا موقع ملا، مصرع طرح پر آپ نے جو گرہ لگائی تھی، اسے سن کر صدر مشاعرہ شکیل بدایونی نے آپ کو بہت داد دی اور ۱۰/روپے انعام سے بھی نوازا۔ شعر خاطر نشیں کریں ؎

میں ازل سے ان کا دیوانہ ہوں مجھ کو ہوش کیا
کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل

متذکرہ بالا سطروں سے شاعری کے آغاز کا وقت متعین نہیں کیا جاسکتا اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اشرف الفقہاء نے یہ طرحی نعت پہلی بار بریلی شریف کے مشاعرے میں پیش کی اور داد وتحسین سے سرفراز کیے گئے۔ اشرف الفقہاء کا ارشاد'' میں شاعری نہیں کرتا، ہاں! کبھی کبھی برجستہ اشعار میری زبان پر آجاتے ہیں'' حضرت کے اس قول سے ان کی شاعری کے آغاز کا کوئی زمانہ متعین نہیں ہوتا۔ اگر حضرت کا سارا کلام مہیا ہوجاتا تو آپ کی شاعرانہ عظمت کے بہت سارے پہلو سامنے آجاتے اگر فقیر کو مطلوبہ کلام دستیاب ہوگیا تو آئندہ الگ مضمون میں اس کا ادبی اور تحقیقی تجزیہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ ☆☆☆

حضرت اشرف الفقہاء کی نعتیہ شاعری

مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری، بنارس
email:sajmalqadri@gmail.com
9839655808

مفتی اعظم مہاراشٹر، مرشد کامل، مخدوم مکرم، عطائے غوث وخواجہ، مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت، فخر اہل سنن، صاحب زہد و تقویٰ حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف قادری نوری علیہ الرحمۃ عصر حاضر کی ایک مؤقر، ممتاز، منفرد المثال اور جامع الصفات شخصیت کا نام ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے اکثر لمحات درس وتدریس، تصنیف وتالیف، فقہ وفتاویٰ، تحریر وتقریر، رشد وہدایت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت میں گزاری۔ اللہ رب العزت نے حضور اشرف الفقہاء کو علم وفضل، ذہانت و ذکاوت الفقہاء، بصیرت وبصارت، تقویٰ وخشیت، احترام شریعت وسنت اور زہد وورع جیسی لازوال دولت سے خوب نوازا تھا۔ آپ کے شب وروز اتباع شریعت اور آداب سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شاد وآباد تھے۔ جن حضرات نے حضور اشرف الفقہاء کے لیل ونہار کو قریب سے ملاحظہ کیا ہے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کس طرح اپنے کردار وعمل، سیرت واخلاق میں شریعت وسنت کا اتباع فرماتے ہوئے اپنے اسلاف کی سیرت کا عکس جمیل تھے۔ آپ کی تہہ دار علمی شخصیت کا ایک نمایاں ترین پہلو یہ بھی ہے کہ آپ قادر الکلام شاعر تھے۔ شاعری کے اصول وضوابط اور اس کے رموز واسرار سے خوب واقف تھے۔ حمد ونعت اور منقبت کے خوب صورت ترین اشعار آپ کی شعر گوئی اور قادر الکلامی کی روشن دلیل اور بین ثبوت ہیں۔

نعت شاعری کی بڑی مشکل صنف ہے، اس میں جتنی حد بندیاں اور پابندیاں ہیں، اتنی کسی اور صنف شاعری میں نہیں۔ اس میں پیش آنے والے موضوعات میں حد ادب سے سر مو تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔ نعت لکھنے سے پہلے شاعر کو فن سے واقفیت اور زبان پر کامل دسترس کے ساتھ ساتھ تاریخی شواہد، قرآنی تفسیر اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے متعلق صحیح معلومات کا ذخیرہ ہو بلکہ یہ بھی اشد ضروری ہے کہ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صالح عقیدت ومحبت، پاکیزہ خیالات اور نیک جذبوں سے کلام میں غیر معمولی جان اور تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ اردو شاعری میں نعتیہ مضامین ابتدا ہی سے قلم بند کیے جاتے رہے ہیں۔ اردو کے تمام شعرا کے دواوین خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، اس کے شاہد ہیں۔ خلوص وعقیدت سے قطع نظر نعت گوئی کو ایک طرح سے تقلیدی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ نعت گوئی اگرچہ ہمیشہ سے موجود تھی لیکن اردو زبان وادب میں اسے فن کی حیثیت سے امام اہل

سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے پہلے کسی نے نہیں اختیار کیا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی اردو کے پہلے بڑے شاعر ہیں، جنھوں نے اپنی شاعری کا موضوع صرف نعت گوئی کو قرار دیا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اردو نعت گوئی کو مستقل ایک فن کا مرتبہ دے کر اسے درجۂ کمال تک پہنچایا۔

اصناف شعر میں نعت سے زیادہ مقدس، نازک اور دشوار گزار کوئی دوسری صنف نہیں ہے۔ اسی لیے فارسی شاعر عرفی کہتے ہیں: ''نعت لکھنا تلوار کے دھار پر چلنا ہے'' اس کی وجہ یہ ہے کہ نعت میں ذرا سی چوک ایمان کو خارج کر دیتی ہے۔ نعت گوئی میں فنی محاسن سے زیادہ اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر شعر شریعت کی حدود میں رہ کر کہا گیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ اشعار شعری وادبی اوصاف ومحاسن کا مرقع ہو تو یہ شاعر کی قادرالکلامی کا واضح ثبوت ہوتا ہے۔ اسی نقطۂ نگاہ سے جب ہم حضرت اشرف الفقہاءء کے اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں، تو بجا طور پر ان کی قادرالکلامی اور ان کے ماہر زبان وفن ہونے کا بھرپور ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ آپ کے قلم سے نکلے ہوئے اشعار فصاحت وبلاغت، حلاوت وملاحت اور کیف وسرور میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ حضرت اشرف الفقہاءء کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو والہانہ عقیدت ومحبت ہے وہ ان کے اشعار میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ انہوں نے نعتیہ شاعری برائے شاعری نہیں کی بلکہ جذبۂ بے اختیار شوق کے تحت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام عشق وعقیدت سے لبریز ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لایئے
سرکار اپنا جلوۂ زیبا دکھایئے

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف وکرم کی چھاؤں میں اب تو بلایئے

میری قسمت کا ستارہ بھی چمک جاتا حضور
خاک طیبہ کا کوئی ذرہ اگر پا جاتا

کاش مل جاتا مجھے حشر میں ایسا موقع
نعت سرکار کی، سرکار میں پڑھتا جاتا

تمہاری اک نگاہ کرم سے اے مولیٰ
درست زیست کا سارا نظام ہو جائے

در حبیب پہ سر ہو زباں پہ نام خدا
مری حیات کا قصہ تمام ہو جائے

اے غلام حزیں جا سبھی کو بتا
شاہ کا تذکرہ نور ہی نور ہے

نگاہ شوق کی تابندگی ترا جلوہ
سر نیاز کی آسودگی ترا تلوہ

حضرت اشرف الفقہاء کے نعتیہ کلام کے جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے کلام میں ایک طرف پاکیزگی اظہار ہے، تو دوسری طرف سادگی ادب واحترام اور بے ساختگی بھی پائی جاتی ہے۔ان کے نعتیہ کلام میں طہارت فکر، سوز وگداز عشق، قوت ایمانی، عقیدت اور والہانہ پن نظر آتا ہے۔نعت کے عناصر جیسے توقیر وتکریم، دلکش انداز تخاطب، تعلیمات رسول ﷺ سے قلبی لگاؤ، جذبۂ عشق رسول ﷺ، جذب واثر اور نعتیہ شعری لوازمات کی پرکاری بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔حضرت اشرف الفقہاء کے نعتیہ کلام میں دلی سوز وگداز، عقیدت ومحبت کی فراوانی پائی جاتی ہے۔نعت کے ہر شعر سے ان کی حضور نبی کریم ﷺ سے والہانہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔وہ جو کچھ کہتے ہیں، اس میں عشق رسول ﷺ کی رنگا رنگ جھلکیاں، ان کے عاشق رسول ﷺ ہونے اور ایمان کی پختگی کا عکاس ہیں۔اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ حضرت اشرف الفقہاء کی ہر نعت اپنے اندر جدت واثر کی نئی دنیا لیے ہوئے ہے۔

حضرت اشرف الفقہاء کو جس طرح حضور نبی کریم ﷺ الفقہاء کی ذات والا صفات سے عشق ہے، اسی طرح انہیں صحرائے عرب، شہر مدینہ، روضۂ اقدس اور آپ کے سنگ آستاں سے بھی محبت ہے۔آپ نے دیار حبیب کی عظمت ورفعت کے پر شوق تذکرے کیے ہیں اور انہیں دیکھنے کی تمنائے بے قرار کا بڑے والہانہ انداز میں اظہار کیا ہے۔اسی جذبہ شوق نے مسلسل ۳۲؍سالوں تک حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ طیبہ کی دولت بے بہا سے بہرہ ور کیا۔حضرت اشرف الفقہاء اپنی قسمت پر نازاں ہیں کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے انہیں بار بار مدینہ منورہ میں حاضری کا موقع عنایت فرمایا۔عشق وعقیدت سے لبریز یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہل نظر
جو لگاتار ہو سرکار میں آتا جاتا

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے
حضور کر دیں کرم تو یہ کام ہو جائے

در حضور پہ حاضر ہے اشرف رضوی
سکون قلب کا کچھ انتظام ہو جائے

نگاہ جب بھی گئی روضۂ منور پر
سکون قلب ملا اور سکونِ روح و نظر

جام جمشید کی خواہش نہ زر و مال کی فکر
یوں ہی سرکار میں اشرفؔ رہے آتا جاتا

رسول کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسل انسانی کے لیے نمونۂ عمل ہیں، جس کی اتباع ہر مسلمان کے لیے کامیابی کی کنجی ہے۔ حضرت اشرف الفقہاء کا اپنے متوسلین و معتقدین کے لیے یہ پیغام ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا رہ کر ایک مسلمان اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ جسے آپ نے بہت عمدگی سے موضوع سخن بنایا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

سنت سرور کونین سے جڑتا جاتا
یوں مسلمان، نہ ہرگز کبھی مارا جاتا

راہِ سنت پہ چل، سیکھ نوری چلن
سنت مصطفیٰ نور ہی نور ہے

ایمان ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے۔ یہ ایک ایسی دولت ہے، جس کے سامنے دنیا کی ساری دولت ہیچ ہے۔ بنام اسلام دنیا میں متعدد باطل فرقے پیدا ہوئے۔ یہ فرقے ہمارا متاع ایمانی لوٹنے کے درپئے ہیں۔ اس لیے اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت ہماری اولین ترجیح ہونا چاہیے۔ حضرت اشرف الفقہاء اپنے کلام میں بار بار ایمان و عقیدے کی حفاظت کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سونا جنگل، رات اندھیری، چور بڑے فن کار
ہائے مسافر دم میں نہ آنا رہنا تم ہشیار

رہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچایئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے تمام خزانوں کے مالک ہیں۔ وہ جس کو جو چاہیں، جب چاہیں، عطا فرما دیں۔ یہ ان کا کرم ہے اور ان کی بندہ پروری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انہیں صفات کا ذکر حضرت اشرف الفقہاء کے یہاں ان الفاظ میں ملتا ہے۔

کر دیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار
اک اشارہ ہو جائے تو خلد چلیں بدکار

حضور آپ کی شان سخا کا کیا کہنا
بٹے ہیں آپ کے در سے ہمیشہ لعل و گہر

استمداد و استغاثہ نعت کے اہم موضوعات میں سے ہیں۔ اس میں شاعر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے مدد طلب کرتا ہے۔ حضرت اشرف الفقہاء کے یہاں بھی ایسے اشعار ملتے ہیں، جن میں فریاد، استمداد و استغاثہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

زار و نزار حاضر دربار ہوں شہا
قلب حزیں سے بوجھ غموں کا ہٹایئے

ہائے تپش اعمال کی پرشش کوئی نہیں غم خوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار

سر پر گنہ کا بوجھ ہے بھاری چلنا ہے دشوار
دست کرم کا دے دو سہارا ہو جاؤں میں پار

میری فریاد کو سن لیتے اگر شاہ امم
سخت مشکل میں بھی جینے کا مزہ آ جاتا

مجموعی طور پر حضرت اشرف الفقہاء کے بارے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ ایک بلند پایہ نعت گو شاعر تھے۔ ان کے

کلام میں خاص قسم کا احساس، درد اور ایک خاص قسم کی روشنی نظر آتی ہے، جو صاحبانِ دل کو بے چین کر دیتی ہے۔ ان کے نعتیہ کلام سے ان کے خلوص وصداقت، نبوی عشق وعقیدت، دینی وعلمی دردمندی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت اشرف الفقہاء کی سادگی، کریم النفسی اور تواضع کے پردے میں ان کے علم وفضل، ان کی شخصی عظمت کی تجلیات بکھری پڑی ہے۔ اسی طرح ان کے زبان وبیان کی سادگی اور سلاست کے جلو میں ان کے فکر وخیال کی نزاکت وبلاغت کے جلوے بھی مچل رہے ہیں۔

حضرت اشرف الفقہاء نے صنف نعت کے علاوہ دیگر اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی یہ منقبتیں شعری وفنی محاسن کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ نواسۂ رسول سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہے محفل حسین عقیدت سے آیئے
سوئے ہوئے نصیب کو اپنے جگایئے

ذکر شہید کربلا سنیے سنایئے
نام حسین سنتے ہی سر کو جھکایئے

حب حسن حسین کو دل میں بسایئے
پھر آنکھ بند ہوتے ہی جنت میں جایئے

کرب و بلا میں فاطمہ زہرا کے لعل نے
درس وفا دیا ہے نہ اس کو بھلایئے

حضرت اشرف الفقہاء نے سرکار غوث اعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں بھی اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

مظہرِ حسنینِ ذی شاں سیدی غوث الوریٰ
آپ ہیں محبوب یزداں سیدی غوث الوریٰ

حیدر و زہرا کے گلشن کی بہارِ با صفا
اور ولایت کے خیاباں سیدی غوث الوریٰ

نازش ملک کرامت، دافع رنج و بلا
دستگیری کے ہیں ایواں غوث الوریٰ

جامِ نوریؔ پائیں اشرفؔ اور غلامِ مصطفیٰؔ
کیجیے روشن دل و جاں سیدی غوث الوریٰ

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی عبقری شخصیت دنیائے علم وفن اور عشق وعرفان میں محتاج تعارف نہیں۔ حضرت اشرف الفقہاء کو آپ سے شرف بیعت اور اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ اپنے اس عظیم محسن کی بارگاہ میں یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

تری نگاہ سے ملتا ہے نور قلب ونظر
کہ تو ہے نوری و نوری میاں کا نور نظر

وہی ہے مفتی اعظم وہی ہے ابن رضا
خدا کی یاد میں گزرے ہیں جس کے آٹھوں پہر

شعور پاس شریعت، رموز راہ سلوک
تری جناب سے لے کر چلے سب اہل نظر

کرم کی بھیک سے ہم کو بھی کچھ عطا کر دو
بٹے ہیں در سے تمہارے ہمیشہ لعل و گہر

فی زمانہ امت مسلمہ جس دور انحطاط سے گزر رہی ہے، اس سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ حضرت اشرف الفقہاء کے دل میں اصلاح امت کی سچی تڑپ اور لگن موجزن تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ امت مسلمہ کی بدحالی اور پستی پر گریہ کناں ہو جاتے ہیں۔ حضرت اشرف الفقہاء مسلمانوں کی شریعت مطہرہ سے دوری کو پستی اور زوال کا سبب بتاتے ہیں۔ آپ کی نظم ’’طرز وفا‘‘ اسی رنگ و آہنگ کے ساتھ قلم بند ہوئی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

جب بھی سویا ہے مسلمان کا ایمانی ضمیر
ظلم کی دھوپ میں جلتی رہی اس کی توقیر

ذوقِ سجدہ بھی نہیں، پاس شریعت بھی نہیں
خواہش نفس نے گردن میں ہے ڈالی زنجیر

بات اپنوں کی ہے، غیروں کی شکایت کیسی
ہم بگڑتے نہیں، گرتی نہیں، برقِ شمشیر

خود شناسی کا چلن، سنت نبوی کی پھبن
مرد مومن کی روش، اہل نظر کی تنویر

حضرت اشرف الفقہاء کی شعری زبان نہایت پاکیزہ اور شستہ ہے۔ اس میں سادگی بھی ہے اور رنگینی بھی۔ انہوں نے اپنی شاعری میں اثر انگیزی اور اثر آفرینی پیدا کرنے کے لیے تمام فنی خوبیوں کا کامیاب استعمال کیا ہے۔ ابھی تک حضرت اشرف الفقہاء کا شعری مجموعہ منظر عام پر نہیں آیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے زیادہ سے زیادہ کلام کو تلاش کر کے جمع کیے جائیں تا کہ حضرت اشرف الفقہاء کا یہ شعری اثاثہ محفوظ رہ سکے۔

اشرف الفقہاء کی عقیدت افروز تقدیسی شاعری

ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ (ولادت: 2 ر رمضان المبارک 1356ھ/ 6ر نومبر 1937ء۔ وفات: 15ر ذی الحجہ 1441ھ/ 6ر اگست 2020ء) کو شعر و ادب کا کافی ذوق و شوق تھا۔ آپ ایک اچھے سخن سنج، سخن داں، سخن شناس اور سخن کے نکتہ ور تھے۔ شارحِ کلام رضا کی حیثیت سے دنیاے سنیت میں مشہور و معروف رہے۔ طبیعت موزوں تھی شعر کہتے تھے اور خوب کہتے تھے۔ لیکن شاعری کی طرف مستقل رغبت نہیں رکھی۔ البتہ سفرِ حج کے دوران محبوبِ کردگار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہرِ پاک مدینۂ منورہ میں عین دربارِ رسالت مآب میں حاضری کے وقت اکثر نعتیں قلم بند فرمائی ہیں۔ ایسے لگ بھگ 50 / 60 کلام ہوں گے جو کہ آپ نے مدینۂ طیبہ میں رقم فرمائے۔ ویسے حضور اشرف الفقہاء نے شاعری کا آغاز زمانۂ طالب علمی ہی میں کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ناچیز مشاہدؔ رضوی کے استفسار پر اس ضمن میں حضرت نے اپنی شاعری کی ابتدا سے متعلق ایک واقعہ یوں بتایا تھا:

> ''1954ء کے آس پاس جب میں بریلی میں زیرِ تعلیم تھا یہاں ایک عظیم الشان آل انڈیا طرحی مشاعرہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مشہور شاعر شکیل بدایونی کر رہے تھے، مصرعِ طرح تھا ''کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل'' میں نے بھی اس مصرع پر طبع آزمائی کی کوشش کی اور ایک نعت تحریر کر کے مشاعرہ گاہ پہنچا، مشاعرہ پڑھنے کا موقع ملا، مصرعِ طرح پر میں نے جو گرہ لگائی تھی اسے سن کر صدرِ مشاعرہ شکیل بدایونی نے بہت داد دی اور 10ر روپے کے انعام سے بھی نوازا۔''

حضرت کے اولین کلام کا مذکورہ شعر یہ تھا جس پر شکیل بدایونی نے انعام دیا۔

میں ازل سے اُن کا دیوانہ ہوں مجھ کو ہوش کیا
''کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل''

اسی نشست میں حضرت نے اپنی ایک نعت بھی سنائی جس کا مطلع مجھے بے حد پسند آیا تھا اور میں نے اس کی کئی بار تکرار کروائی۔ مطلع تصویریت کا حسن اور منظر کشی کا جمال لیے ہوئے ہے۔ لفظیات و تراکیب قابل دید و شنید ہیں، آقاے کریم

ﷺ کے جلوۂ جہاں آرا کو نگاہِ شوق کی تابندگی اور آپ ﷺ کے مبارک تلووں کو سرِ نیاز کی آسودگی کہنے میں جو تازگی، طرفگی اور شیفتگی ہے وہ قلب وروح کو سرشار کررہی ہے۔

'نگاہِ شوق' کی 'تابندگی' ترا 'جلوہ'
'سرِ نیاز' کی 'آسودگی' ترا 'تلوہ'

حضور اشرف الفقہاء کا کلام عقیدے وعقیدت کے جذبات کا آئینہ دار ہے۔ خلوص وللّٰہیت اور سچائی وصداقت کی لہریں کلام کی زیریں رَو سے ابھرا بھر کر ہمیں شاد کام کرتی ہیں۔ آپ کے کلام میں جذبہ وتخیل، معانی آفرینی، پیکر تراشی، ترکیب سازی، محاورات، محاکات، ایجاز واختصار وغیرہ کے گوہر ہائے آب دار موجود ہیں۔ آپ کے اشعار میں ایک اچھی اور سچی شاعری کی خوبیاں جلوہ گر نظر آتی ہیں۔

چوں کہ آپ کی پاکیزہ فکر نے اکثر نعتیں مدینۂ منورہ یا سفرِ مدینہ کے دوران کہی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں وارداتِ قلبی اور کیفیاتِ دلی کی صاف وشفاف ترجمانی ملتی ہے جن میں سلاست وروانی کے ساتھ ساتھ سادگی کا عنصر زیادہ نظر آتا ہے۔ دراصل آپ نے شعری حُسن وکیف سے زیادہ عشق ومحبتِ رسول ﷺ کے اظہار کے لیے عقیدت افروز تقدیسی شاعری رقم کی۔ ذیل میں آپ کے چند نمایندہ اشعار نشانِ خاطر کریں۔

ہٹا دو بُردِ یمانی رخِ منور سے
نگاہِ شوق بھی اب شاد کام ہوجائے

سبھی ڈھونڈا کریں ، پوچھا کریں، پائیں نہ وہ مجھ کو
مدینے کی گلی کوچوں میں یوں گم ہو کے رہ جاؤں

دنیا کی نگاہوں میں وہ خوار بھلا کیوں ہو
اک بار جسے آقا ''میرے ہی ہو تم'' کہہ دیں

سرکار کرم کیجے ہر سال بلا لیجے
ہم درد کے ماروں نے یہ آس لگائی ہے

جاگے گا نصیب اپنا آئیں گے وہ آئیں گے
ارمانوں کی دنیا میں اک شمع جلائی ہے

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری ہر اہلِ ایمان کی ایمانی خواہش اور قلبی آرزو ہے اور جو بھی اس دربارِ گہر بار

میں بار بار آتا جاتا رہتا ہے وہ قابلِ رشک ہے۔اور ایسے خوش نصیب صاحبِ ایمان پر ہر اہلِ نظر کو یقیناً رشک ہونا بھی چاہیے ۔

اس کی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہلِ نظر
جو لگاتار ہو سرکار میں آتا جاتا

خود اشرف الفقہاء کی ذات اس خصوص میں قابل رشک رہی ہے کہ آپ کو لگاتار تین دہائیوں تک طواف و زیارت کی سعادت ملتی رہی۔ یہ بھی کیسا عجیب و غریب اور حسین و جمیل اتفاق ہوا کہ موصوف نے 2019ء میں اپنا 32/واں حج مکمل کیا اور آپ کے سالِ وفات 2020ء میں جب کہ حالات اور ناگزیر (کورونا وائرس کی) وجوہات کے سبب طواف و زیارت سے محروم رہ گئے۔ اہلِ نظر کا وجدان کہتا ہے کہ امسال حج و زیارت سے محرومی نے فراقِ حبیب میں اتنا آزردہ کر دیا کہ اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے، کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ۔

گزشتہ سال تک اشرف ، خدا کے گھر کو جاتے تھے
مگر اِس سال تو حضرت ، خدا کے قرب میں پہنچے

واقعی حضور اشرف الفقہاء کا یوں حج کے مہینے میں قربِ خداوندی میں جانا آپ کی مکۂ مکرمہ اور مدینۂ طیبہ سے والہانہ انسیت اور مخلصانہ لگاؤ کا واضح اشاریہ ہے۔

نبیِ کریم ﷺ کے روضۂ مقدسہ کی زیارت اور حاضریِ دربار کی خواہش ہر اہل ایمان کے قلب و روح میں بسی ہوئی ہے۔ ہر اہلِ عقیدت یہ چاہتا ہے کہ کم از کم ایک بار ہی سہی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اے کاش حاضری کی سعادت مل جائے۔اشرف الفقہاء ایسے جملہ عاشقوں کی ترجمانی کرتے ہوئے بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں یوں التماس کرتے ہیں ۔

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف و کرم کی چھاؤں میں اب تو بلایئے
صبحِ وطن سے دور شبِ غم نے آلیا
رنج و الم کے دام سے للہ چھڑایئے

ان اشعار میں ''ظلم وستم کی دھوپ'' کی مناسبت سے ''لطف وکرم کی چھاؤں'' اور ''صبحِ وطن'' کی مناسبت سے ''شبِ غم'' کے استعمال نے شعر کے کیف کو دوبالا کر دیا ہے۔صنعتِ طباق وتضاد کے ساتھ ساتھ مراعاۃ النظیر کا حُسن بھی قابلِ داد ہے۔

مدینۂ منورہ کی جانب جب عاشق کوچ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی دلی کیفیات کا اندازہ کوئی بھی نہیں لگا سکتا اسے راہ کی کٹھنائیوں کا ذرہ بھر احساس نہیں ہوتا۔وہ شوق وذوق کے ساتھ راہِ طیبہ میں چلتا چلا جاتا ہے ۔

نصیب لے کے چلا ہے مجھے مدینے کو
نہ روک پائے گا طوفاں مرے سفینے کو

عاشقِ صادق راہِ طیبہ میں عازمِ سفر ہوتے وقت بے قرار ضرور ہوتا ہے، ایسے نازک موڑ پر کہیں یہ بے تابی اور بیقراری کوتاہی کا سبب نہ بن جائے۔ اشرف الفقہاء جیسا سچا عاشق ایسے وقت میں باہوش جوش کی بات کرتا ہے اور راہِ طیبہ کا ادب یوں بتاتا اور جتاتا ہے۔

رہِ مدینہ ہے پاسِ ادب ضروری ہے
لگے نہ ٹھیس کہیں عشق کے قرینوں کو

راہِ مدینہ میں پاسِ ادب کی اہمیت کا اظہار کرتے کرتے عاشق اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے کہ مجھ میں تو سلیقہ نہیں کہ میں کس طرح اس صدر رشکِ جنت اور عرش سے افضل بارگاہ میں پہنچوں۔ پھر خود ہی بارگاہِ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درِ حبیب پر پہنچنے کا سلیقہ وشعور طلب کرتے ہیں۔

نہیں سلیقہ مجھے در پہ کس طرح پہنچوں
شعور بخش دو مولیٰ مرے قرینے کو

راہِ مدینہ سے عاشق جب مدینہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کا کیف وسرور دوبالا ہوجاتا ہے اور محبوبِ دل نواز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر رعنا کی ایک ایک چیز سے اس کا والہانہ لگاو دیدنی وشنیدنی بن جاتا ہے۔ وہ شہرِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک ذرے سے اپنی نگاہوں کو ٹھنڈک اور اپنے قلب کو سکون پہنچاتے ہوئے وہاں کے کانٹوں سے بھی پیار کرتا ہے اور خارزارِ طیبہ سے اپنے سینے کو رشکِ گلشن تصور کرتا ہے۔

نظر نواز ہے ہر ایک شئے مدینے کی
چمن بنادیا کانٹوں نے میرے سینے کو

راہِ طیبہ کے سفرِ شوق میں عاشق تمنا کرتا ہے کہ کاش اس سفر میں ایسا ہوتا رہے کہ میرا ایک ایک موئے تن وجدانی کیفیت میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت پڑھتا جائے۔

کاش ہوتا کبھی طیبہ کے سفر میں ایسا
موے تن نعتِ نبی جھوم کے گاتا جاتا

بارگاہِ عزت نشان میں پہنچ کر عاشقِ صادق کا جذبۂ ایمانی اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں اپنے رنج وغم اور دکھ درد کا

اظہار کرتے ہوئے غمخوارِ امت سے انھیں دور کرنے کی التجا کرتا ہے اور اپنی حرماں نصیبی کو دور کرنے کے لیے سرکارِ اقدس ﷺ کے روے زیبا کی زیارت کا ملتجی ہے۔

زار و نزار حاضرِ دربار ہوں شہا
قلبِ حزیں سے بوجھ غموں کا ہٹائیے
بردِ یمانی رُخ سے ہٹا کر مرے حضور
حرماں نصیب ہوں مری قسمت جگائیے

دربارِ فلک آستاں پہنچ کر ہر عاشق کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اسی سرزمین پر ہمیشہ کے لیے رہ جائے۔ اشرف الفقہاء بھی اسی تمنا کا اظہار کرتے ہیں۔

زہے نصیب مدینہ مقام ہوجائے
حضور کر دیں کرم تو یہ کام ہوجائے
درِ حبیب پہ سر ہو زباں پہ نامِ خدا
مری حیات کا قصہ تمام ہوجائے

مزید ایک اور شعر میں یوں عرض کناں ہیں:

تھوڑی جگہ عطا کریں اشرفؔ کو پاس میں
جامِ غمِ فراق نہ اُس کو پلائیے

ایک بار طواف وزیارت کی سعادت حاصل ہونے کے بعد عاشق کی دلی کیفیت یہی ہوتی ہے کہ وہ بار بار حاضری سے مشرف ہوتا رہے۔ اشرف الفقہاء جیسے عاشقِ صادق نے نہ جانے قبولیت کی کس ساعتِ سعید میں اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کی بارگاہ میں یہ شعر پیش کیا ہوگا کہ انھیں ہر سال سرکار بلاتے رہے اور نوازتے رہے۔

جامِ جمشید کی خواہش نہ زر و مال کی فکر
یوں ہی سرکار میں اشرفؔ رہے آتا جاتا

یہ عریضۂ عقیدت قبول بھی ہوا منظور بھی ہوا اور اللہ کریم نے رسول کریم کے صدقہ وطفیل جامِ جمشید کی خواہش اور زر و مال کی فکر سے بے نیاز اپنے بندے اور محبوبِ کریم ﷺ کے عاشقِ صادق مجیب اشرف کو ہر سال سرکار میں حاضری کا شرف عطا فرماتا رہا۔ اس مسلسل سفرِ شوق کے پچیسویں سال کی تکمیل پر اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی کی دلی کیفیت کیا رہی

ہوگی وہ ہم تو بیان نہیں کر سکتے البتہ حضرت کی زبانی سنتے ہیں۔ خود اشرف الفقہاء نے اپنے وارداتِ قلبی کا اظہار 9؍محرم الحرام 1433ھ/ 4؍دسمبر 2011ء بروز اتوار کو کچھ اس طرح کیا تھا۔

مرے کریم کا ایسا کرم ہوا مجھ پر
پچیس سال مسلسل بلالیا در پر
نگاہ جب بھی گئی روضۂ منور پر
سکونِ قلب ملا اور سکونِ روح و نظر
مرے حضور کی ذرہ نوازیاں دیکھو
کہ ایک ذرۂ کمتر کو کردیا برتر
مری بساط کہاں، اور کہاں یہ فضل و کرم
محض حضور کے فیضانِ خاص کا ہے ثمر
نگاہِ نور اٹھی ہے جدھر جدھر اُن کی
فضائے تار میں چمکے ہزاروں شمس و قمر
نگاہِ شوق کی تابندگی ترے جلوے
سرِ نیاز کی آسودگی ترے در پر
کرم کی بھیک میں اپنی خوشی عطا کردو
تمہارے در پہ کھڑا ہے مجیبِ خستہ جگر

ماشاء اللہ سبحان اللہ! جذبہ و تخیل، شعری و فنی محاسن سے آراستہ یہ کلام اشرف الفقہاء کا دل کش اور خوب صورت عقیدت مندانہ اظہاریہ ہے۔ ایجاز و تراکیب سے سجا سنورا یہ کلام ہمیں کیف آگیں جذبات سے ہم کنار کرتا ہے۔ خصوصاً نگاہِ نور، فضائے تار، شانِ سخا، نگاہِ شوق کی تابندگی، سرِ نیاز کی آسودگی، سکونِ نورِ نظر جیسی لفظیات قابلِ داد ہیں۔

دنیا میں تو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ثناخوانی اور نعت گوئی کی سعادت ملتی رہی۔ عاشق چاہتا ہے کہ کاش محشر میں بھی ایسا موقع نصیب ہو کہ آقا کی ثناخوانی وہاں بھی کرتے کرتے کیف و سرور حاصل کرے۔

کاش مل جاتا مجھے حشر میں ایسا موقع
نعت سرکار کی، سرکار میں پڑھتا جاتا

اشرف الفقہاء نے تادم حیات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی کے مسلکِ حق وصداقت اور پیغامِ عشق و محبت کو اکنافِ عالم میں عام وتام کرنے میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ آپ کا لمحہ لمحہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں بسر ہوا۔ آپ نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولتِ عظمیٰ اور ایمان وعقیدے کے تحفظ کے لیے اپنی حیاتِ مستعار کو وقف کردیا تھا۔ ان کی نظر میں یہ قیمتی دولت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے عاشقِ صادق کے فیضانِ تجلی سے حاصل ہوئی تھی اور اس کی حفاظت وصیانت سب سے اہم فریضہ ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں یوں دعا گو ہیں۔

ملی ہے دولتِ عشقِ نبی بفیضِ رضا
بچائے رکھنا الٰہی مرے خزینے کو

انھیں احساس ہے کہ ہم کمزور وناتواں اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ ہم اس کا کماحقہٗ تحفظ کرسکیں کیوں کہ ہر چہار جانب ایمان وعقیدے کے لٹیرے تاک میں کھڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا عاشقِ صادق اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امداد واعانت کا طالب ہے۔

رہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچایئے
بادِ خلاف تیز ہے دریا ہے باڑھ پر
منجدھار میں ہے ناو کنارے لگایئے

پھر اہلِ ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے انھیں خبردار کرتے ہیں۔

کھڑے ہیں رہزن و عیار تیری راہوں میں
نہ لوٹ لیں کہیں ایمان کے نگینے کو

راہِ ایمان واسلام کے مسافروں کو مزید ہشیار کرتے ہیں۔

سونا جنگل ، رات اندھیری، چور بڑے فن کار
ہائے مسافر دم میں نہ آنا رہنا تم ہشیار

عاشقِ صادق کے نزدیک قبر کی تنہائی، اندھیرا اور وحشت آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوۂ جہاں آرا کی دید سے آرام و اطمینان کا گہوارہ بن جائے گی، اشرف الفقہاء کا یقین قابلِ رشک ہے۔

سخت اندھیرا، وحشت آگیں، تنہائی غمناک
اُن کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

میدانِ محشر کی سخت گرمی میں جب کہ نہ کوئی حامی ہوگا نہ کوئی مددگار، ایسے عالم میں بھی اگر کسی کا سہارا ہوگا تو وہ شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ کریمہ ہوگی۔ اشرف الفقہاء عالمِ تصور میں شفیعِ روزِ جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں فریاد کناں ہیں۔

ہمدم ہمدم کہہ کے پکاروں آس نہ کوئی پاس
آکے خدارا دیدو سہارا ناو لگے منجدھار

مایوسی کے گھور اندھیروں میں امید کی کرن سید عالم غم خوارِ امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، جب کہ نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور اعمال کی پرسش کا مرحلہ جاری ہوگا تو ایسے وقت میں بھی آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آجاتی ہے اور عرض کرتے ہیں۔

ہائے تپش اعمال کی پرسش کوئی نہیں غم خوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار
کردیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار
ایک اشارہ ہوجائے تو خلد چلیں بدکار

شفقتوں کے پیکر اشرف الفقہاء بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے لیے، امت مسلمہ کے لیے، کل اہل سنت کے لیے عریضہ پیش کرتے خصوصی طور پر اپنے معتمدِ خاص مولانا غلام مصطفیٰ قادری برکاتی کو فراموش نہیں کرتے بلکہ انھیں یاد کرتے ہوئے بارگاہِ سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کے لیے یوں استغاثہ پیش کرتے ہیں۔

غلامِ مصطفیٰ ہے منتظر نوازش کا
نوازدیں مرے سرکار بے قرینے کو

حضور اشرف الفقہاء نے نعت کے علاوہ دیگر اصنافِ سخن میں بھی طبع آزمائی فرمائی۔ اولیائے کاملین کی شان میں مناقب بھی تحریر کیں۔ تاجدارِ کربلا سیدنا آقا مولیٰ امام حسین رضی اللہ عنہ، خواجہ غریب نواز، حضور مفتیِ اعظم، حضور برہانِ ملت، حضور احسن العلماء، حضور شارح بخاری علیہم الرحمۃ کی شان میں لکھی گئیں منقبتیں شعری وفنی محاسن کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایجاز واختصار اور تراکیب کا مرقع بھی ہے، چند شعر خاطر نشین کریں۔

صبر و رضا کے ساتھ عبادت کا ذوق ہو
ہر دل میں ایسا جذبۂ صادق جگایئے
کرب و بلا میں فاطمہ زہرا کے لال نے
درسِ وفا دیا ہے نہ اس کو بھلایئے

(منقبتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ)

دامنِ خواجۂ اجمیر نہ چھوڑیں گے کبھی
ہم سے ہوجائیں اگر اہلِ زمانہ بھی خفا
لے کے آیا ہے یہاں حسنِ عقیدت کا شعور
بھیک میں دیجیے سرکار ہمیں نور و ضیا

(منقبتِ خواجہ اجمیری)

تری نگاہ سے ملتا ہے نورِ قلب و نظر
کہ تو ہے نوری و نوری میاں کا نورِ نظر
شعورِ پاسِ شریعت ، رموزِ راہِ سلوک
تری جناب سے لے کر چلے سب اہلِ نظر

(منقبتِ مفتیِ اعظم قدس سرہ)

زعیمِ اہل سنت بھی ، رئیسِ علم و حکمت بھی
زمانہ جن کو کہتا تھا وہ تھے برہانِ ملت بھی
وجاہت شان تھی ان کی، جلالت بانکپن اُن کا
سرِ تسلیم خم کرتے جہاں اربابِ ہمت بھی

(منقبتِ برہانِ ملت)

صاحب البرکات کے برکات سے
صاحب الفیضان تھے حیدر حسن
مسلکِ احمد رضا خاں کے لیے
حجت وبرہان تھے حیدر حسن
رہروِ راہِ طریقت کے لیے
مشعلِ عرفان تھے حیدر حسن

(منقبتِ احسن العلماء)

زندگی کی ہر ادا علمی وجاہت کی دلیل
واہ کیا تھی بات تیری اے شریفِ ذی وقار
لحہ لحہ فکر و فن کی گتھیاں سلجھائی ہیں
پاکبازی کے نشاں ہیں یہ ترے لیل ونہار

(منقبتِ شارح بخاری)

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کے دل میں اصلاحِ امت کی سچی تڑپ اور لگن موجزن تھی۔ تاعمر تقریر وتحریر کے ذریعے امت کی اصلاح وفلاح کی خاطر مصروف رہے۔ ایمان وعقیدے کے تحفظ کے لیے ہمہ وقت مشغول رہے۔ آپ امتِ مسلمہ کی بدحالی اور پستی پر تڑپتے اور پھر گریہ کناں ہوجاتے تھے۔ آپ کی نظم ''طرزِ وفا'' اسی رنگ وآہنگ کے ساتھ قلم بند ہوئی ہے، جب جب مسلمانوں کا ایمانی ضمیر مردہ ہوا ہے تب تب ان کی عزتیں نیلام ہوئی ہیں۔ سجدوں اور عبادت کا ذوق وشوق اور شریعت کا لحاظ اور پاس داری جب جب ختم ہوئی اور نفسانی خواہشات نے طبائع پر ڈیرہ جمایا مسلمان تباہ وبرباد ہوا۔ سچ تو یہی ہے کہ اہلِ ایمان پر ٹوٹنے والے مصائب وآلام خود ان کے اپنے اعمالِ بد کا نتیجہ ہیں غیروں سے اس کا شکوہ کیسا۔

جب بھی سویا ہے مسلمان کا ایمانی ضمیر
ظلم کی دھوپ میں جلتی رہی اس کی توقیر
ذوقِ سجدہ بھی نہیں، پاسِ شریعت بھی نہیں
خواہشِ نفس نے گردن میں ہے ڈالی زنجیر
بات اپنوں کی ہے، غیروں کی شکایت کیسی
ہم بگڑتے نہیں، گرتی نہیں، برقِ شمشیر

مصائب وابتلا اور آزمائش سے نجات کا راستہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے اور آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی عقیدت ومحبت میں ہے، مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اگر ہم سنت وشریعت سے قریب رہتے تو یوں مارے اور ستائے نہ جاتے۔

سنتِ سرورِ کونین سے جڑتا جاتا
یوں مسلمان، نہ ہرگز کبھی مارا جاتا
اپنے آقا کی محبت کا اگر ہوتا شعور
ہم غلاموں کا کبھی کچھ نہیں ہوتا جاتا

ملتِ بیضا کی زبوں حالی پر تڑپنے والا دل مسلمانوں کو بیدار کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ اس پستی ونکبت سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ خودشناسی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل پیرا ہونا اصل میں دینی ودنیوی کامیابی کی ضمانت ہے۔

خود شناسی کا چلن ، سنتِ نبوی کی پھبن
مردِ مومن کی روش ، اہلِ نظر کی تنویر

اپنے مسلمان ہونے اور اپنے باطن کو ایمان واسلام سے مزین ہونے کا ذکر کرتے ہوئے نادان واعظ کو کہتے ہیں کہ وہ گفتار کا غازی بن کر حوصلوں کو پست نہ کرے، مزید کہتے ہیں کہ جب سرفروشی کا جنوں اور جہد مسلسل کا شعور بیدا ہوگا تو پھر تقدیر بدل جائے گی لہٰذا ہمیں جہدِ مسلسل سے مسلسل کام لیتے رہنا چاہیے۔

حوصلہ پست نہ کر واعظِ ناداں میرا
ہوں مسلمان میں، باطن مرا ایمانی خمیر
سرفروشی کا جنوں، جہدِ مسلسل کا شعور
جب ملا اہلِ خرد کو تو بدل دی تقدیر

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ کی عقیدت افروز تقدیسی شاعری بڑے خاصے کی چیز ہے جو اہل عقیدت ومحبت کو لطف وسرور عطا کرتی ہے۔ کیا ہی بہتر ہو کہ جذبات کی صداقت، خیالات کی طہارت، افکار کی رفعت، معانی کی وسعت اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی الفت ومحبت سے لبریز اشرف الفقہاء کے منتشر کلام یکجا ہو کر منظر عام پر آجائیں تا کہ اہلِ محبت اس قیمتی اثاثے سے بہرہ مند ہو سکیں۔ اللہ کریم حضور اشرف الفقہاء کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں ان کے فیضانِ علمی سے مالا مال فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ کے کلام کا فنی مطالعہ

محمد کاشف رضا شادؔ مصباحی
ریسرچ اسکالر: گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرفؔ رضوی علیہ الرحمہ کی شخصیت بڑی پرکشش تھی، ان کی علمیت اور تقوی اور فراست مومنانہ سے سرفرازی نے انہیں بڑی مقبولیت عطا کی تھی۔ بحیثیت شاگرد وہ اپنے اساتذہ کی نظروں میں محبوب اور معتمد رہے، بحیثیت استاد اسلاف کا نمونہ بن کر علم اور اخلاق سے آراستہ شاگردوں کی ایسی جماعت چھوڑی جو ہند و بیرون ہند علم و اخلاق کی شمعیں جلا رہے ہیں، بحیثیت پیر اکابرین کی زندگی کا ایسے پرتو بن کر رہے کہ ان کے دامن طریقت سے وابستگی میں نہ صرف عوام بلکہ علم وحکمت کے بلند ترین میناروں نے بھی اپنے افتخار کا سامان جانا اور سلسلۂ رضویہ کی فروغ واشاعت میں کلیدی رول عطا کیا، بحیثیت خطیب اپنی جادو بیانی اور ناصحانہ کلمات کے ذریعہ ہزاروں گمگشتگان راہ کو راہ راست سے ہمکنار کیا، بحیثیت داعی و مبلغ مختلف علاقوں کا دورہ فرما کر اپنے علم وعمل اور تقوی شعار زندگی کے ذریعہ درجنوں قلوب میں کلمہ لا الہ الا اللہ کی شمع روشن کر کے انہیں دنیا و آخرت کی ابدی کامیابیوں سے ہمکنار کیا، بحیثیت بانی وسرپرست دینی اداروں کا قیام فرما کر تشنگان علوم نبویہ کو فکر و فن کی سیرابی کا سامان مہیا کیا اور اپنی ذات سے وابستہ کر کے درجنوں اداروں کو مرجع کی حیثیت دی۔ اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی ایسی درجنوں خوبیاں تھیں اور وہ اپنی ہر خوبی میں با کمال تھے۔ انہیں خوبیوں میں ایک یہ بھی تھی کہ وہ با کمال شاعر بھی تھے جس کی توسط سے وہ اپنے عشق رسالت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے بزرگوں سے عقیدت کا اظہار فرماتے اور منظوم کلام کی توسط سے قوم میں فکری انقلاب پیدا کرتے۔ انہیں موضوعات کا احاطہ کررہے تقریباً ایک درجن کلام سوشل میڈیا بالخصوص مکرمی ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی، مالیگاؤں کے توسط سے دستیاب ہوئے اور بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ اگر آپ کے نعتیہ کلام کی بات کی جائے تو آپ کا نعتیہ کلام آپ کے عشق ووارفتگی، عجز وانکساری اور سوز دروں کا اظہاریہ ہے۔ وہ اپنے نعتیہ کلام میں اپنی بے قراری و بے تابی کا اظہار اتنی عاجزی اور انکساری سے کرتے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے بس محبوب کے ہاں کہنے کی دیر ہے اور بندہ قدموں سے لپٹ جائے گا یا خود کو فنا کر دے گا۔

ہے کمینہ، بے سلیقہ اشرفؔ عصیاں شعار
اس طرف بھی اک نظر ہو اے شہ جود وکرم

زہے نصیب مدینہ مقام ہوجائے
حضور کردیں کرم تو یہ کام ہوجائے
غلام حاضر درہے قبول فرمالیں
سگانِ کوچہ میں اس کا بھی نام ہوجائے
در حبیب پہ سر ہو زباں پہ نام خدا
مری حیات کا قصہ تمام ہوجائے
در حضور پہ حاضر ہے اشرفؔ رضوی
سکون قلب کا کچھ انتظام ہوجائے

آپ کے کلام میں فکری اور موضوعاتی حسن کے علاوہ فنی گل کاریاں بھی ہوئیں ہیں راقم نے اس مضمون میں آپ کے کلام میں پائے جانے والے چند لفظی و معنوی خوبیوں کو درج کیا ہے۔

صنعت تضاد: کلام میں مخالف ومتضاد الفاظ جمع کرنا۔ جیسے دن، رات/صبح، شام وغیرہ۔ تضاد دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایجابی: جس میں ضدین ایجاب وسلب کے اعتبار سے مختلف نہ ہوں۔ یعنی جس میں متضاد الفاظ لائیں جائیں جس میں حرف نفی لاحق نہ ہو۔ جیسے۔ جاگنا اور سونا۔ (۲) سلبی: یعنی الفاظ متقابل ایجاب وسلب کے اعتبار سے مختلف ہوں اس طور پر کہ ایک ہی مصدر کے دو فعلوں یا دو اسموں کے درمیان جمع کیا جائے دونوں میں سے ایک مثبت اور اسی کا دوسری مرتبہ منفی استعمال کیا گیا ہو ایک ہی کلام میں۔ جیسے جاننا۔ نہ جاننا، چین۔ بے چین۔ تضاد ایجابی یہ مختلف طرح کے ہوتے ہیں کبھی دو اسموں کا تضاد، کبھی دو فعلوں کا تضاد، کبھی ایک اسم اور ایک فعل کا تضاد، کبھی دو حرفوں کا تضاد۔ اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے کلام میں اس صنعت کی آمد خوب ہوئی ہے،

تضاد اسمی: یعنی کلام میں ایسے متضاد الفاظ جمع کرنا کہ دونوں اسم ہوں۔

صبح یا کہ شام ہو، ہر آن ہر اک روز شب
خلق پہ برسا کرے ہے ان کا بارانِ کرم

صبح × شام۔ روز × شب

بات اپنوں کی ہے، غیروں کی شکایت کیسی
ہم بگڑتے نہیں، گرتی نہیں، برق شمشیر

اپنوں × غیروں

مرے حضور کی ذرہ نوازیاں دیکھو
کہ اک ذرۂ کمتر کو کر دیا برتر

کمتر × برتر

باغِ ارض و سما تک نور ہی نور ہے
ہر طرف ہے ضیا نور ہی نور ہے

ارض × سما

پیارے حسین قاسم وعباس کے طفیل
راہ وفا میں جینا و مرنا سکھایئے

جینا × مرنا

لحہ لحہ فکر وفن کی گتھیاں سلجھائی ہیں
پاکبازی کے نشاں ہیں یہ ترے لیل و نہار

لیل × نہار

مسلک احمد رضا کا پاسبانِ با وفا
درس گاہ حق و باطل کا زعیم و شہسوار

حق × باطل

تھوڑی جگہ عطا کریں اشرفؔ کو پاس میں
جامِ غمِ فراق نہ اس کو پلایئے

پاس × فراق

تضاد فعلی: کلام میں ایسے متضاد الفاظ لانا جو فعل ہوں۔

میں جہاں بھی تھک کے ہارا وہیں سے انہیں پکارا
نہ کہیں گیا نہ آیا مجھے مل گیا سہارا

گیا × آیا [بصورت منفی]

جام جمشید کی خواہش نہ زر ومال کی فکر
یوں ہی سرکار میں اشرفؔ رہے آتا جاتا

آتا × جاتا [بصورت مثبت]

تضاد اسم وفعل: کلام میں ایسے متضاد الفاظ لانا کہ ایک فعل اور دوسرا اسم ہو۔

ہے محفل حسین عقیدت سے آیئے

سوئے ہوئے نصیب اپنے جگایئے

سوئے سوئے [بصورت صفت اسم مفعول] × جگایئے [فعل امر]

تضاد سلبی: یعنی الفاظ متقابل ایجاب وسلب کے اعتبار سے مختلف ہوں اس طور پر کہ ایک ہی مصدر کے دو فعلوں یا دو اسموں کے درمیان جمع کیا جائے دونوں میں سے ایک مثبت اور اسی کا دوسری مرتبہ منفی استعمال کیا گیا ہو ایک ہی کلام میں۔

بے چین کو چین آئے، بے تاب کو تاب آئے

سینے پہ اگر آقا اک بار قدم رکھ دیں

بے چین × چین بے تاب × تاب

جانا تو نہ تھا لیکن جاتے ہیں مدینہ سے

قانون نے کچھ ایسی پابندی لگائی ہے

جانا تو نہ تھا × جاتے ہیں

پیارے حسین پاک سے لو تو لگایئے

مانگو نہ مانگو پاؤ گے تم کو جو چاہیے

مانگو × نہ مانگو

تضاد کی ایک اور قسم: حکیم نجم الغنی خان نجمی رام پوری لکھتے ہیں کہ ''اور یہ بھی طباق [تضاد] کے قبیل سے ہے کہ کلام میں دو لفظ ایسے جمع ہوں جن کے معنی میں آپس میں تضاد مقابلہ نہ ہو لیکن ایک دوسرے کی ضد کے ساتھ سببیت یا لزوم وغیرہ کی وجہ سے علاقہ ہو۔'' (بحر الفصاحت جلد دوم۔ مصنف: حکیم نجم الغنی خان نجمی رام پوری۔ ناشر: قومی کونسل، نئی دہلی۔ سن اشاعت: ۲۰۰۶ء) اس کا نمونہ اشرف الفقہاء کے کلام میں دیکھیں۔

سکونِ قلبِ حزیں لاالٰہ الا اللہ

شعورِ دینِ متیں لاالٰہ الا اللہ

''حزیں'' کا متضاد ''سرور، خوشی'' ہے سکون نہیں لیکن ''سکون'' کے لیے سرور لازم ہے۔

صنعت توریہ: اس صنعت میں ہوتا یہ ہے کہ شاعر شعر میں ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جس کے دو معنی ہوتے ہیں ایک معنی قریب

دوسرا معنی بعید۔ کلام سے ذہن معنی قریبی کی طرف متبادر ہوتا ہے جب شاعر کی مراد معنی بعیدی ہوتی ہے۔

مل گیا خیر سے دامانِ کرم کا سایہ
ورنہ اس دھوپ میں سب کچھ مرا جلتا جاتا

سایہ کا معنی قریبی دھوپ کی ضد ہیں اور معنی بعیدی حمایت ہیں اور یہاں یہی معنی بعیدی مراد ہیں۔

صنعت عکس: یعنی کلام میں ایک جز کو دوسرے پر مقدم کیا جائے پھر مقدم جز کو موٴخر اور موٴخر جز کو مقدم کر دیا جائے۔

رہنما راہ زن ،راہ زن رہنما الاماں الاماں الاماں الاماں
لٹ نہ جائے مسافر ترا کارواں چل سنبھل کر ان اشرار کے سامنے

پہلے مصرع میں ''رہنما راہ زن'' کو آگے عکس کر ''راہ زن رہنما'' کر دیا گیا ہے۔

صنعت مقابلہ: یہ ہے کہ اولاً دو یا زائد متوافق معنوں کو لایا جائے پھر اس کے مقابل معنی کو اسی ترتیب سے لایا جائے۔ مثال کے طور پر سورہ توبہ کی آیت مبارکہ ہے ''فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا'' اس آیت میں پہلے ضحک اور قلت کو لایا گیا پھر اس کے مقابل بکا اور کثرت کو ذکر کیا گیا یعنی ضحک (ہنسنا) کا مقابل بکا (رونا) اور قلیل (کم) کا مقابل کثیر (زیادہ) ہے اور ترتیب وار ہیں۔

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف وکرم کی چھاؤں میں اب تو بلایئے

اس شعر کے پہلے مصرع ''ظلم وستم'' اور اس کے موافق ''دھوپ'' لایا گیا ہے پھر ''ظلم وستم'' کے مقابل ''لطف وکرم'' اور ''دھوپ'' کے مقابل ''چھاؤں'' کو لایا گیا ہے۔

صنعت مراعاۃ النظیر: وہ چند ایسی چیزوں کو جمع کرنا ہے جن کے درمیان تناسب ہو تضاد نہ ہو۔

بادِ مخالف تیز ہے دریا ہے باڑھ ہے
منجدھار میں ہے ناؤ کنارے لگایئے

اس کے شعر کے سارے الفاظ کے درمیان تناسب ہے۔ بادِ مخالف تیز، باڑھ، منجدھار، ناؤ، کنارے لگایئے سب ''دریا'' کے مناسب ہے۔

صنعت تلمیح: کلام میں آیت قرانیہ، احادیث نبویہ یا کسی مسئلے، قصے وغیرہ کی طرف اشارہ کرنا۔

فرمانِ نبی یعنی مَنْ زَارَ کے مژدے نے
اشرفؔ کو شفاعت کی امید بندھائی ہے

اس شعر کے پہلے مصرع میں جہاں ''من زار تربتی'' سے صنعت اقتباس کی صورت ہوگئی ہے وہیں دوسرے مصرع کے ذریعہ مکمل حدیث یعنی وجوب شفاعت کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔

عرض کرکے رک گئے سدرہ پہ یہ روح الامیں
آگے جل جائیں گے پر گر یک سر موئے پرم

اس شعر میں صنعت اقتباس اور صنعت تلمیح دونوں کا رنگ پایا جاتا ہے۔ جہاں اس شعر میں شب معراج اور اس کے ایک اہم واقعہ (مقام سدرہ پہ جبریل امین کا رک جانا) کی طرف اشارہ ہے وہیں دوسرے مصرع میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے معروف ایک فارسی شعر (گر یک سر موئے برتر پرم۔۔۔۔۔) میں قدرے تغیر کے ساتھ سے اقتباس واشارہ کیا گیا ہے۔

صنعت ترجمۃ اللفظ: اس میں ایک لفظ کے بعد ایسا لفظ استعمال ہوتا ہے جو پہلے لفظ کا ترجمہ ہو۔

مسلک احمد رضا خاں کے لیے
حجت و برہان تھے حیدر حسن

اس شعر کے دوسرے مصرع میں لفظ ''حجت'' استعمال ہوا بعد میں لفظ ''برہان'' اسی لفظ حجت کا ترجمہ ہے۔

صنعت سیاق الاعداد: اس صنعت میں اعداد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وہ ہیں رحمت دو عالم میں اسیر شام غم ہوں
میں یوں ہی تڑپتا رہتا انہیں کب تھا یہ گوارا

مرے کریم کا ایسا کرم ہوا مجھ پر
پچیس سال مسلسل بلا لیا در پر

نگاہِ نور اٹھی ہے جدھر جدھر ان کی
فضائے تار میں چمکے ہزاروں شمس وقمر

پہلے شعر میں ''دو'' دوسرے شعر میں ''پچیس'' تیسرے شعر میں ''ہزاروں'' کا ذکر ہے۔

صنعت اقتباس: شاعر کا اپنے شعر میں قرآن وحدیث کے الفاظ کو بطور دلیل استعمال کرنا۔

فرمانِ نبی یعنی مَنْ زَارَ کے مژدے نے
اشرؔف کو شفاعت کی امید بندھائی ہے

مَن زَارَ یہ حدیث پاک سے اقتباس کیا گیا ہے۔

صنعت تکرار: کلام میں کسی لفظ کسی مقصد کے تحت مکرر لانا۔

نگاہِ نور اٹھی ہے جدھر جدھر ان کی
فضائے تار میں چمکے ہزاروں شمس وقمر
لمحہ لمحہ فکر وفن کی گتھیاں سلجھائی ہیں
پاکبازی کے نشاں ہیں یہ ترے لیل ونہار

پہلے شعر میں ''جدھر'' اور دوسرے شعر میں ''لمحہ'' کو مکرر لایا گیا ہے۔

صنعت تکرار بالواسطہ: اس صنعت میں بھی لفظ کو مکرر لایا جاتا ہے لیکن کسی لفظ کی توسط سے۔

جاگے گا نصیب اپنا آئیں گے وہ آئیں گے
ارمانوں کی دنیا میں اک شمع جلائی ہے

''آئیں گے'' کو مکرر لایا گیا ہے لیکن ''وہ'' کے ساتھ۔

صنعت مبادلۃ الراسین: کلام میں ایسے الفاظ جمع کرنا جس کا پہلا حرف بدلا ہوا ہو۔

یہ کہاں بساط اپنی، یہ انھیں کا ہے سہارا
میں گناہ گار ایسا نہیں کوئی میرے جیسا

ایسا۔جیسا

رفتار میں ،گفتار میں ہر بات میں
سید ذی شان تھے حیدر حسن

رفتار۔گفتار

صنعت اشتقاق: ایک ہی مصدر کے چند مشتقات کو کلام میں لانا۔

جلنے والے بھی جل کر اندھیرے میں ہیں
بزم عشق و وفا نور ہی نور ہے

''جلنے والے'' ''جل کر'' دونوں کا مشتق منہ ''جلنا'' ہے۔

ہم تو کہتے ہیں ،کہتے رہیں گے صدا
ان کی ہر ہر ادا نور ہی نور ہے

”کہتے ہیں“،”کہتے رہیں گے“ دونوں کا مشتق منہ ”کہنا“ ہے

محاورے: وہ کلمہ یا کلام جسے اہل لغت کے معتبر افراد نے کسی مناسبت یا بلا مناسبت معنی لغوی کے علاوہ کسی اور معنی کے لیے مخصوص کرلیا ہو۔

(۱) مقام ہونا: ٹھہرنا۔ قیام ہونا۔

(۲) کام ہونا: [۱] ضرورت پڑنا [۲] مطلب حاصل ہونا۔ [۳] جان سے جانا [۴] کام تمام ہونا۔

زہے نصیب مدینہ مقام ہوجائے
حضور کردیں کرم تو یہ کام ہوجائے

حضور آپ کی امت بہت پریشاں ہے
ذرا سا کردیں اشارا تو کام ہوجائے

درِ کریم پہ حاضر ہیں سب مرے احباب
طفیل غوث و رضا سب کا کام ہوجائے

(۳) نام ہونا: [۱] اسم ہونا۔ [۲] شہرت ہونا۔ [۳] تہمت لگانا۔ [۴] ذمے پڑنا۔ [۵] شرکت کرنا۔

غلام حاضرِ در ہے قبول فرمالیں
سگانِ کوچہ میں اس کا بھی نام ہوجائے

(۴) درست ہونا: [۱] ٹھیک ہونا۔ صحیح ہونا۔ موزوں ہونا۔ مناسب ہونا [۲] عاید ہونا۔

تمہاری ایک نگاہِ کرم سے اے مولیٰ
درست زیست کا سارا نظام ہوجائے

(۵) نہال ہوجانا: [۱] مالدار ہوجانا۔ [۲] خوش وخرم ہوجانا۔ کامیاب ہونا۔ مراد پانا۔

کرم کی بھیک میں اک ذرہ بھی عطا کردیں
نہال آپ کا ادنیٰ غلام ہو جائے

(۶) تمام ہونا: [۱] ہوجانا۔ پورا ہونا۔ [۲] مرجانا [۳] خرچ ہوجانا۔ [۴] بجھنا۔ ٹھنڈا ہونا۔

درِ حبیب پہ سر ہو زباں پہ نامِ خدا
مری حیات کا قصہ تمام ہوجائے

(۷)دور کرنا:[۱]الگ کرنا۔علیحدہ کرنا۔[۲]دفع کرنا۔

جہالتوں کے اندھیروں کو دور کر دینا
جلا کے شمعِ مبیں لاالہ الا اللہ

(۸)جلادینا:[۱]آگ لگانا یا سلگانا ۔[۲]غصہ دلانا [۳]چھیڑنا ۔ستانا۔[۴]چراغ روشن کرنا ۔[۵]رنج دینا

جلادو بت کدۂ دہر میں ہر اک جانب
چراغِ نورِ مبیں لاالہ الا اللہ

(۹) بھرم رکھنا:

یہ دل کی تمنا ہے سرکار کرم کر دیں
محشر میں اِس عاصی کا بس آپ بھرم رکھ لیں

(۱۰) قدم رکھنا:[۱]پاؤں دھرنا ۔[۲]دخل دینا۔مداخلت کرنا ۔[۳]کوئی کام کرنے کا دعویٰ کرنا۔[۴]کوئی کام اختیار کرنا۔[۵]آنا۔تشریف لانا۔

بے چین کو چین آئے، بے تاب کو تاب آئے
سینے پہ اگر آقا اک بار قدم رکھ دیں

(۱۱) کہہ دینا: ظاہر کردینا۔بھید کھول دینا۔[۲]جتادینا۔بتادینا[۳]عرض کردینا۔بات سنادینا۔

دنیا کی نگاہوں میں وہ خوار بھلا کیوں ہو
اک بار جسے آقا میرے ہی ہو تم کہہ دیں

(۱۲) آواز دینا: لفظ سنائی دینا۔کان میں بول پڑنا۔کان میں بھنک آنا۔ندائے غیب آنا۔

چلنا ہے مدینے سے آواز یہ آئی ہے
دل دوز خبر کس نے آکر یہ سنائی ہے

(۱۳)تمہید اٹھانا: کسی مضمون کسی بات کا عنوان شروع کرنا۔

پایا ہے در جاناں مشکل سے بہت یارو
جانے کے لیے پھر کیوں تمہید اٹھائی ہے

(۱۴) آس لگانا: امید باندھنا۔

سرکار کرم کیجے ہر سال بلا لیجے
ہم درد کے ماروں نے یہ آس لگائی ہے

(۱۵) نصیب جاگنا: قسمت کھلنا۔

جاگے گا نصیب اپنا آئیں گے وہ آئیں گے
ارمانوں کی دنیا میں اک شمع جلائی ہے

(۱۶) امید بندھانا: ڈھارس دینا۔ توقع دینا۔ تسلی دینا۔

فرمانِ نبی یعنی مَن زَارَ کے مژدے نے
اشرفؔ کو شفاعت کی امید بندھائی ہے

(۱۵) قدم اٹھنا: پاؤں اٹھنا۔ سرکنا۔ ہلنا۔ حرکت کرنا۔

ان کی مرضی ہوگئی اٹھے قدم سوے حرم
سلسلہ یہ چل رہا ہے دیکھیے ان کا کرم

(۱۷) جل جانا: آگ لگ جانا۔ ناراض ہونا۔ حسد کرنا۔

عرض کرکے رک گئے سدرہ پہ یہ روح الامیں
آگے جل جائیں پر گر یک سر موئے پرم

(۱۸) نظر ہونا:

ہے کمینہ بے سلیقہ اشرفؔ عصیاں شعار
اس طرف بھی اک نظر ہو اے شہ جودوکرم

(۱۹) زنجیر ڈالنا: دیوانے یا قیدی کے ہاتھ پاؤں میں زنجیر ڈالنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذوق سجدہ بھی نہیں، پاس شریعت بھی نہیں
خواہش نفس نے گردن میں ہے ڈالی زنجیر

(۲۰) دیکھ لینا: آزمانا۔ دیکھنا۔ سمجھنا۔

اٹھ مسلمان ذرا دیکھ لے رنگ محفل
ہر طرف پائے گا لٹکی ہوئی ننگی تصویر

(۲۱) ٹھیس لگنا: [۱] رگڑ لگنا۔ [۲] ہلکا سا صدمہ پہنچنا۔ [۳] ٹھوکر لگنا۔ اذیت ہونا۔

رہ مدینہ ہے پاس ادب ضروری ہے
لگے نہ ٹھیس کہیں عشق کے قرینے کو

(۲۲) لوٹ لینا: [۱] مال چھین لینا۔ [۲] موہ لینا۔ عاشق کر لینا [۳] چوری کر لینا۔ مال مار لینا۔ [۴] تباہ و برباد کر دینا۔

کھڑے ہیں رہزن وعیار تیری راہوں میں
نہ لوٹ لیں کہیں ایمان کے نگینے کو

(۲۳) جاگ جانا: سوتے سے اٹھ جانا۔ بیدار ہو جانا۔ چونک پڑنا۔ چونک اٹھنا

سنیو! جاگ جاؤ، اُٹھو اور سنو!
آمدِ مصطفیٰ نور ہی نور ہے

(۲۴) دھوکا کھانا:

وہ ہیں خبیث جو کریں توہین آل پاک
لعنت خدا کی ایسوں سے دھوکا نہ کھایئے

(۲۵) چل بسنا: مر جانا

رہنمائے اہل سنت مسلکِ حق کا نقیب
سوئے جنت چل بسا ہم سب یہاں ہیں سوگوار

☆ یہاں ''چل بسا'' کی جگہ ''چل پڑا'' محاورہ مناسب و موزوں تھا۔

(۲۶) دفتر کھلنا: ضرورت سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان دینا۔

سر حشر جب کھلیں گے مری معصیت کے دفتر
وہ کہیں گے اس کو چھوڑو یہ غلام ہے ہمارا

(۲۷) گزارا ہونا: بسر ہونا۔ کٹنا۔ نبھ جانا۔

مرے ہم نفس اٹھو اب، مرے ہم سفر چلو اب
درِ مصطفیٰ پہ ہوگا بڑے چین سے گزارا

(۲۸) کنارے لگانا: [۱] دریا پار اتارنا۔ [۲] مدد کرنا۔ [۳] انجام کو پہنچنا۔

بادِ مخالف تیز ہے دریا ہے باڑھ ہے
منجدھار میں ہے ناؤ کنارے لگائیے

(۲۹) بیڑا پار ہونا: ناؤ یا جہاز کا سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچنا۔ [۲] مشکل آسان ہونا۔ کامیاب ہونا۔ [۳] خاتمہ ہونا۔ پورا ہونا۔ انجام کو پہنچنا۔

کردیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار
اک اشارہ ہو جائے تو خلد چلیں بدکار

اشرف الفقہاء کے کلام کا موضوعاتی اور فنی اعتبار سے اپنے اندر کئی جدت اور ندرت لیے ہوئے ہے۔ جس کا ایک تجزیاتی مطالعہ اس مضمون میں پیش کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت کے جملہ کلام کو یکجا کر کے علاحدہ سے منظر عام پر لایا جائے۔

کلام اشرفؔ میں کلام رضاؔ کی جھلکیاں

مولانا ذاکر رضا، سورت

رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو
نقشِ قدمِ حضرتِ حسان بس ہے

یہ شعر امام اہل سنت، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ اس کے مصرع ثانی میں حضرت حسان سے مراد شاعر نبی، حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے یہ حضرت حسان وہی ہیں جن کی مومنانہ شاعروں کی عظمت و سربلندی کے لیے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''**اللھم ایدہ بروح القدس**'' کے ذریعہ دعا فرمائی۔ وہ دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی

جس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت حسان بن ثابت پوری دنیا میں شعر و سخن کا ملکہ رکھنے والے نعت گو شعراے کرام کے امام بن گئے۔ دنیاے نعت نگاری میں ان کی امامت و سیادت کا جو سکہ ابتداے اسلام میں جاری ہوا وہ تادم تحریر جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔ بیسویں صدی کی عظیم نعت گو شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ جنہیں دنیائے شعر و سخن میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے جانا جاتا ہے انہوں نے نعت نگاری میں نہ صرف قرآن واحادیث کے مضامین باندھے بلکہ دنیاے نعت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اپنا قائد و رہنما بنا کر نعت نگاری کی عظمت کو دوبالا کر دیا۔ امام احمد رضا کے فیض یافتہ بے شمار افراد ہوئے۔ انہیں فیض یافتہ، خوش نصیب لوگوں میں آپ کے قابل فرزند قطب وقت ہم شبیہ غوث اعظم و نائب غوث اعظم حضرت علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ بھی تھے جنہوں نے رضا بریلوی کا خوب فیض پایا۔ اسی لیے آپ کی شاعری میں رنگ رضا خوب چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔ پھر مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری کے فیض یافتہ بہت سے لوگ ہوئے، جن میں ایک عظیم المرتبت شخصیت فخر الخلفاء مفتی اعظم، شاہکار علم و فن جلیل القدر مدرس، عظیم مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف گھوسوی ثم ناگپوری علیہ الرحمہ کی ذات بھی شامل ہے جو عالم اسلام و سنیت میں محتاج تعارف نہیں، جنہوں نے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہ کر خوب خوب فیض اٹھایا موصوف کی قابل شخصیت کا جائزہ لینے کے بعد پتا چلتا ہے کہ جہاں وہ بہت سارے علوم و فنون میں ماہر تھے وہیں فن نعت گوئی کے اعتبار سے ایک فقید المثال شاعر بھی تھے جن کی شاعری پر رضا کا رنگ

کافی حد تک چڑھا ہوا نظر آتا ہے، حضرت کا مجموعۂ کلام تو دستیاب نہ ہوسکا، مگر چند نعتیہ کلام فقیر کے نظر نواز ہوئے، جو جذبوں سے سرشار اور غیرت ایمانی سے مالا مال ہیں۔ موصوف کے نعتیہ کلام کی فنی و ادبی اور لسانی حیثیت کیا ہے؟ اس پر کلام نہ کرتے ہوئے ان کے کلام میں رنگ رضا باعتبار مفہوم کا جائزہ لیں تو اعلیٰ حضرت کی شاعری میں تین چیزیں شدت کے ساتھ محسوس کی جاسکتی ہیں ۔(اپنے ممدوح سے والہانہ عقیدت (۲) ایمان و عقیدہ کے تحفظ کی فکر (۳) ملت اسلامیہ کے تعلق سے دردمند احساسات ۔ اور یہی تینوں باتیں جناب اشرف الفقہاء کے یہاں بھی بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔

ایک مقام پر جناب اشرف عرض گزار ہیں ؎

کرم کی بھیک میں اک ذرہ بھی عطا کردیں
نہال آپ کا ادنیٰ غلام ہوجائے

بھیک میں دونوں جہاں کے مالک و مختار سے ذرہ مانگ رہے ہیں، آخر ذرہ کیوں مانگا، اس لیے کہ جانتے ہیں کہ ان کا ذرہ کیا اور کیسا ہے۔

بقول امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ؎

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ذرہ تیرا

اور فرماتے ہیں ؎

ذرے جھڑ کر تیری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

اسی رنگ و آہنگ میں جناب اشرف کہتے ہیں ؎

رہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچایئے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

جوش طوفاں بحرِ بے پایاں ہوا ناسازگار

نوح کے مولیٰ کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا

میں ڈوبا تو کہاں ہے میرے شاہ لے خبر

اسی رنگ میں ڈوب کر جناب اشرف کہتے ہیں۔

بادِ مخالف تیز ہے دریا ہے باڑھ پر

منجدھار میں ہے ناؤ کنارے لگائیے

ملت کی فکر میں ایمان وعقیدہ کے لٹیروں سے ملت کو خبر دار کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

یہی فکر ملت جناب اشرف صاحب کے یہاں پوری شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔

جنگل سونا رات اندھیری چور بڑے فنکار

ہائے مسافر دم میں نہ آنا رہنا تم ہوشیار

اس دنیا کے جنگل میں ہزاروں بھیڑیے درندے گھوم رہے ہیں، میں اکیلا ایمان وعقیدہ بچاتا جا رہا ہوں، ادھر ادھر دیکھ رہا ہوں شاید کوئی ساتھ مل جائے مگر کوئی ساتھ نظر نہیں آتا اس بات کو اعلیٰ حضرت یوں بیان کرتے ہیں۔

ساتھی ساتھ کہہ کہ پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے

پھر جھنجھلا کر سر دے پٹخوں چل رے مولیٰ والی ہے

اسی بات کو مفتی صاحب یوں کہتے ہیں۔

ہمدم ہمدم کہہ کے پکاروں آس نہ کوئی پاس

آ کے خدارا دے دو سہارا ناؤ لگے منجدھار

اعلیٰ حضرت کو مدینے کی حاضری کی ایسی تڑپ تھی کہ ضعف ونقاہت کے باوجود اپنے دل کو سمجھا رہے ہیں۔

ضعف مانا مگر اے ظالم دل

ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

لے رضاؔ سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدانہ کرے

یہی تڑپ اور چاہت ان کے فرزند روحانی کو بھی کہتے ہیں۔

جام جمشید کی خواہش نہ زر و مال کی فکر
یوں ہی سرکار میں اشرفؔ رہے آتا جاتا

یہ دلی تمنا ایسی برآئی کہ مدینہ اتنی مرتبہ جاتے آتے رہے کہ سننے والے کو رشک آنے لگے۔

مدینہ پہنچ کر تمنائے دل پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت عرض کرتے ہیں۔

للہ اُٹھاؤ رخ روشن سے نقاب
مولیٰ میری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

اور جناب اشرف اس تمنا کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

بُرد یمانی رخ سے ہٹا کر مرے حضور
حرماں نصیب ہوں میری قسمت جگائیے

ہر مومن کی دلی آرزو ہوتی ہے کہ مدینہ میں موت آئے اور وہیں مدفن بنے اسی جذبہ کا اظہار اعلیٰ حضرت یوں بیان کرتے ہیں۔

دربدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجیے

اسی رنگ وآہنگ کے ساتھ اشرف الفقہاء عرض کرتے ہیں۔

تھوڑی جگہ عطا کریں اشرفؔ کو پاس میں
جام غم فراق نہ اس کو پلائیے

قبر میں تنہائی، تاریکی اور وحشت ہوگی وہاں بھی مدد کے لیے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پکار رہے ہیں، تاکہ قبر کی وحشت اور تاریکی دور ہو جائے امام اہل سنت کہتے ہیں۔

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

اب یقین کی منزل میں کہتے ہیں۔

قبریں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

اسی بات کو اشرف الفقہاء کہتے ہیں۔

سخت اندھیرا وحشت آگیں تنہائی غمناک
ان کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

جب محشر میں پیشی ہوگی اعمال کی پرسش ہوگی وہاں بھی سہارا سرکار ہی کا ہوگا۔اس جگہ بھی رضا آپ ہی کی راہ دیکھتا ہوگا آپ آئیں تو میرا کام ہوجائے۔عرض کرتے ہیں۔

مجرم کو بارگاہ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تری راہ لے خبر

یہی سوچ وفکر جناب اشرف کی ہے۔

ہائے تپش اعمال کی پرسش کوئی نہیں غمخوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار

جب مدینے کے تاجدار ہم غریبوں کے غمخوار آجائیں گے تو پھر کیا ہوگا؟

اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔

ٹوٹ جائیں گے گناہ گاروں کے فوراً قیدوبند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

اور

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

اسی بات کو جناب اشرف یوں کہتے ہیں۔

کر دیں کرم سرکار تو ہوگا اپنا بیڑا پار
ایک اشارہ ہو جائے تو خلد چلیں بدکار

میدان محشر میں آقا اس شان سے تشریف لائیں گے کہ بڑے بڑے ان کی شان کو دیکھ کر ان کی شان و شوکت کو سلام کریں گے۔ حضرت رضا بریلوی اپنی دلی آرزو یوں بیان کرتے ہیں۔

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اور اسی دلی آرزو کا اظہار جناب اشرف اسی رنگ میں یوں کرتے ہیں۔

کاش مل جاتا مجھے حشر میں ایسا موقع
نعت سرکار کی سرکار میں پڑھتا جاتا

حضور اشرف الفقہا بحیثیت شاعر

شمیم رضا اویسی امجدی (مدینۃ العلوم گھوسی مئو یوپی)

مدینۃ العلماء گھوسی علم وادب کا وہ گہوارہ ہے جس کی دینی ومذہبی، قومی وملی مسلکی ومشربی اور تبلیغی واصلاحی خدمات کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں اس سرزمین پر علما، فضلا اہل اللہ، شریعت وطریقت کے علمبردار، ادبا شعرا اور قومی رہنما وقائدین پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے لیے اپنے اپنے دور میں ایک اہم اور کلیدی رول ادا کرتے ہوئے ایک ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا ہے، جو صفحہ تاریخ پر آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

اس خاک سے اٹھنے والے علم وفن اور فضل وکمال کے سیکڑوں ماہ پاروں نے ملک وبیرون ملک کے مختلف خطوں میں پھیل کر اپنے جواہر علمیہ سے لوگوں کو فیض یاب کیا جسے رہتی دنیا تک بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، افق گھوسی پر طلوع ہونے والے ان عظیم ماہ پاروں میں ایک نمایاں ذات حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہے، جو اپنے علم وفضل، تقویٰ وطہارت، دینی وعلمی خدمات نیک نفسی، تدریس تعلیم تصنیف وتالیف، ارشاد وتبلیغ اور دیگر علمی کارناموں کی وجہ سے ایک خاص مقام ومرتبہ رکھتے تھے۔ آپ نے پوری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے ہوئے گزاری یقیناً آپ ایک عہد آفریں اور تاریخ ساز شخصیت کے مالک تھے، جہد مسلسل، دینی درد، اصلاحِ معاشرہ، پاکیزہ افکار واعمال کی تبلیغ آپ کی شخصیت کے نہایت ہی شگفتہ پہلو ہیں۔

یوں تو اشرف الفقہاء کی شخصیت کے کئی رخ ہیں آپ ہر رخ میں ایک امتیازی شان کے حامل دکھائی دیتے ہیں، محدث، مفسر، محقق، فقیہ خطیب: مفکر مبلغ، مصنف اور مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک منفرد اور بہترین لہجے کے شاعر بھی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں بہت ہی کم شاعری کی لیکن جتنی بھی کی ہے وہ دنیائے شعروسخن میں ایک زبردست قیمتی اضافہ ہے۔ شاعری میں آپ نے صنف نعت پر سب سے زیادہ طبع آزمائی فرمائی ہے اور اکثر نعتیہ کلام سفرِ حج کے دوران ہی رقم فرمایا کرتے تھے۔ یقیناً نعت نبی ﷺ کا دامن پوری کائنات پر اس طرح وسیع ہے کہ اس کی بیکراں وسعتوں کا قیاس عقلِ انسانی کے بس میں نہیں بلکہ اس کا احاطہ کرنا اربابِ عقل وہم سے ماورا ہے اور یہ ایک ایسا فن ہے جو ہر کسی کے حصہ میں نہیں آتا بلکہ کسی کسی کا مقدر بنتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ نعت لکھنے سے قبل شاعر کو فن سے واقفیت اور زبان پر کامل دسترس کے ساتھ ساتھ تاریخی شواہد، قرآنی تفاسیر اور حضور ﷺ کی سیرت طیبہ سے تعلق نہ صرف صحیح معلومات کافی ہوتی ہیں بلکہ اس کے دل ودماغ میں عشق رسالت مآب ﷺ کا ایک ایسا بحر بیکراں موجزن ہونا بھی ضروری ہوتا ہے جو اس کے ہر ہر لفظ سے عقیدت ومحبت، چاہت وارادت اور عزت واحترام کی خوشبو کا احساس دلائے، اور یہ تمام چیزیں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ

کے اندر بدرجہ اتم موجو تھیں۔ یقیناً آپ ایک سچے عاشق رسول تھے اور اسی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل جس پاک در کی فقط ایک حاضری کے لیے عشاق رسول کے دل تڑپتے اور مچلتے رہتے ہیں آپ کے حصے میں یہ سعادت بتیس (۳۲) مرتبہ آئی جو آپ پر اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے پایاں احسانات کا ثمرہ ہیں۔ آپ خود اس کا ذکر اپنے پچیسویں سفر کے دوران بایں انداز فرماتے ہیں:

مرے کریم کا ایسا ہوا کرم مجھ پر
پچیس سال مسلسل بلالیا حج پر
مرے حضور کی ذرہ نوازیاں دیکھو
مجھ ایک ذرۂ کمتر کو کردیا برتر
مری بساط کہاں اور کہاں یہ فضل وکرم
محض حضور کے فیضانِ خاص کا ہے ثمر
کرم کی بھیک میں اپنی خوشی عطا کر دو
تمہارے در پہ کھڑا ہے مجیبؔ خستہ جگر

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ کی لکھی ہوئی نعت کا پڑھنے والا ان کے رموز سے آشنا قاری اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ماسوا شاعری اور فنی محاسن کے اور بھی کچھ باتیں اس کے اندر شامل ہیں جن کا تعلق ظاہری فضل وکمال یا ہمہ دانی سے نہیں ہے بلکہ ایک پاکیز طبیعت اور دلی کیفیت سے ہے اور وہ چیز ماسوائے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کیا ہوسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی نعتیہ شاعری درحقیقت دل اور روح کے مطالبے پر وجود میں آنے والی شاعری ہے جس میں جذبوں کی سچائی، اظہار کی سادگی و برجستگی اور فکر کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ عشق ومحبت کی حرارت بھی شامل ہے۔ جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا سینہ روشن وتاباں تھا، بریں بنا جب آپ کی پاکیزہ سوچ اور منزہ افکار کے سحاب پارے نعتیہ اشعار میں ڈھل کر سامنے آتے تو رحمتوں کی پھوار برستی ہوئی محسوس ہوتی اور ایمان وایقان کے شگوفوں پر تازگی آجاتی۔

آپ کے نعتیہ اشعار میں جہاں عقیدت ومحبت کا دور ہے وہیں عشق ومؤدت کا سرور اور سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوؤں کا نور بھی ہے۔ آپ کے اشعار پڑھتے ہوئے مدینے کی پاکیز فضاؤں اور معطر ہواؤں کا احساس ہوتا ہے اور اس پاک شہر طیبہ کے کوچے اور در و دیوار کے روح پرور مناظر نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در کی حاضری کے وقت کی وابستگی کو بھی در احساس پہ دستک دی گئی ہے اور ان سب کے علاوہ اس مقدس بارگاہ سے جدائی کا وقت جب قریب آتا ہے تو وہ کرب بھرے لمحات ایک عاشق صادق کے دل پر کس قدر قیامت بن کر نازل ہوتے ہیں ان کی بھی بھرپور جھلکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ آپ ایک موقع پر جدائی کی اضطرابی کیفیت کا اظہار اس طور پر کرتے ہیں۔

چلنا ہے مدینے سے آوازئی آئی ہے
دل دوز خبر کس نے آکر یہ سنائی ہے

سرکار کی گلیوں میں ہم چین سے رہتے ہیں
اے یادِ وطن پھر کیوں ہنگامہ نوائی ہے
فرمانِ نبی یعنی ''من زار'' کے مژدے نے
اشرفؔ کو شفاعت کی امید بندھائی ہے

ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔

تمنا ہے کہ دربارِ نبی میں جب پہنچ جاؤں
درِ اقدس پہ اپنا دردِ دل خود ہی سنا آؤں
سبھی ڈھونڈا کریں، پوچھا کریں، پائیں نہ وہ مجھ کو
مدینے کی گلی کوچوں میں یوں گم ہو کے رہ جاؤں

دنیائے نعت میں شاید ہی کوئی ایسا شاعر گزرا ہوگا جس نے اپنی شاعری میں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہ کیا ہو اس لیے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسا خوب صورت موضوع ہے جس میں کیف سامانیاں اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہیں۔ عشق و سرمستی کی آبشاریں رحمت ایزدی کے نغمے سنانے لگتی ہیں اور اہل محبت کے دلوں پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضور اشرف الفقہاء نے بھی اپنی شاعری میں ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ بڑے ہی حسین انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

عرش سے فرش تک نور ہی نور ہے
ہر طرف ہے ضیا نور ہی نور ہے
جھوم کر کعبۃ اللہ یہ کہنے لگا
ہے یہ رب کی عطا نور ہی نور ہے
جشن میلاد کی رونقیں دیکھیے
آج ہر سو بسا نور ہی نور ہے
اشرفؔ بے نوا چل مدینے کو چل
منظر اس شہر کا نور ہی نور ہے

آپ نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بہت ساری منقبتیں بھی رقم فرمائی ہیں اور جس طرح نعت کی فضا اور اس کے وقار کو ہر جگہ قائم رکھا یوں ہی مناقب کے اسلوب اور اس کے ملفوظات و آداب کو بھی مکدر و مجروح ہونے سے محفوظ و مامون رکھا۔

منقبت شاعری کی ایسی صنف کو کہا جاتا ہے جس میں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر بزرگان دین کی مدح میں تعریف و توصیف کی گئی ہو اور یہ اردو شاعری کی ایک بہت اہم صنف مانی گئی ہے، اردو عربی فارسی زبان میں منقبت نگاری کی روایت بہت ہی قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے اور ہر دور کے بیشتر شعرا نے اس پر طبع آزمائی کی ہے۔ حضور اشرف الفقہاء کے کچھ منقبتی اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔ سید الشہدا ءفرزند علی امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ذکر شہید کربلا سنیے سنایئے
نام حسین سنتے ہی سر کو جھکایئے
حب حسین پاک کو دل میں بسایئے
اور آنکھ بند ہوتے ہی جنت میں جایئے

کربلا ایک ایسی عظیم درس گاہ ہے جس نے بشریت کو زندگی کے ہر شعبے میں درسِ انسانیت دیا ہے جس عظمت کے سامنے جھکنے پر مجبور کردیا، روز عاشورا کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم صبر ورضا کی ہے جو ہر صاحب فکر کو بلند ترین مراتب عطا کرتی ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں اپنی پیشانی کو تپتی ہوئی ریت پر رکھ کر قضاے الٰہی پر تسلیم ورضا کا جو ثبوت پیش کیا اور دنیا والوں کو ایک درس دیا اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

صبر و رضا کے ساتھ عبادت کا ذوق ہو
ہر دل میں ایسا جذبۂ صادق جگایئے

وفاے عہد: ایمان کی نشانی ہے امام حسین اور آپ کے جاں نثاروں نے جو وفا بالعہد کا درس امت کو دیا وہ بھی نا قابل فراموش اور قابل عمل ہے چناں چہ لکھتے ہیں۔

کرب و بلا میں فاطمہ زہرا کے لعل نے
درسِ وفا دیا ہے نہ اس کو بھلایئے

اور اخیر میں اپنے عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حب حسین ، حب خدا و رسول ہے
اشرفؔ کا یہ عقیدہ ہے سب کو سنایئے

غوث الثقلین شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العالمین سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان وعظمت آپ کے دور سے لے کر آج تک نظم ونثر کی صورت میں بیان کی جاتی رہی بلاشبہ آپ کی باکمال شخصیت صرف اہل بغداد ہی کے لیے نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے سحاب کرم بن کر جلوہ گر ہوئی اور اس قادری چشمۂ علم وعرفان سے لاکھوں دلوں کی تشنگی مٹتی تھی اور تاہنوز یہ سلسلہ

جاری ہے۔حضور اشرف الفقہاء غوث اعظم کے سچے شیدائی اور ان کے فدائی تھے، آپ پوری زندگی حضور غوث پاک کی عظمت و رفعت کے گن گاتے رہے چناں چہ آپ جناب غوثیت مآب میں بڑے ہی والہانہ انداز میں یوں گویا ہوتے ہیں۔

مظہرِ حسنینِ ذی شاں سیدی غوث الوری
آپ ہیں محبوب یزداں سیدی غوث الوری
حیدر و زہرا کے گلشن کی بہارِ باصفا
اور ولایت کے خیاباں سیدی غوث الوری

اہل سنت و جماعت کا متفقہ طور پر یہی عقیدہ ہے کہ حضور غوث پاک اللہ رب العزت کی عطا سے اختیارات و تصرفات سے مالا مال تھے آپ اپنے چاہنے والوں کی فریاد رسی فرماتے ہیں اور دور و نزدیک جہاں سے بھی پکارا جائے آپ فوراً مدد کو پہنچتے ہیں اور مصیبتوں کو ٹالتے ہیں۔حضور اشرف الفقہاء اہل سنت کے اس عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اے شہنشاہِ ولایت فیض و رحمت کے دھنی
کیجیے ہم پر بھی احساں سیدی غوث الوریٰ
آپ کے در پر کھڑے ہیں لے کے ہم اپنی مراد
فیض سے بھر دیجیے داماں سیدی غوث الوریٰ

حضور اشرف الفقہاء حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت ہی خاص مرید و خلیفہ تھے حضور مفتی اعظم ہند آپ سے حد درجہ محبت کرتے اور آپ پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔حضور اشرف الفقہاء بھی ہمیشہ اپنے مرشد گرامی سے بھی عقیدت رکھتے تھے اور بھلا ایسا کیوں نہ ہو کہ سلوک و تصوف اور اردات و طریقت میں یہ چیز ضروری ہوتی ہے کہ مرید یا خلیفہ اپنے مرشد سے بھرپور تعلق خاطر قائم رکھے جبھی فیضان قلب و نظر سے بہرور ہوسکتا ہے۔یہی وجہ رہی کہ حضور اشرف الفقہاء نے اپنی پوری زندگی حضور مفتی اعظم ہند اور آپ کے خانوادے سے اپنا تعلق اور رشتہ مضبوط بنائے رکھا چناں چہ آپ اپنے مرشد کی بارگاہ میں اپنی محبتوں کا خراج بایں انداز پیش کرتے ہیں۔

تری نگاہ سے ملتا ہے نور قلب و نظر
کہ تو ہے نوری و نوری میاں کا نور نظر
تمہارے کوچۂ نوری کی شان کیا کہنے
جہاں گدائی کو آتے ہیں کتنے شمس و قمر
فقیہہ و عالم و زاہد بنا دیئے کتنے
تری نگاہِ تقدس مآب نے اکثر

اور مقطع میں اپنے مرشد کی عنایتوں کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

به فیضِ مفتیِ اعظم ہوں اشرفِؔ رضوی
خدا کا شکر کہ بھٹکا نہ میں اِدھر سے اُدھر

اسی طرح نعت ومناقب کے علاوہ حضور اشرف الفقہاء نے صنف نظم پر بھی طبع آزمائی فرمائی ہے اور بیشتر اپنے غم کو الفاظ کا جامہ پہنایا ہے آپ جب تک باحیات رہے امت کی خستہ حالی پر اشک غم بہاتے رہے اور اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ اس کے تدارک کی کوشش فرماتے رہے۔ یقیناً موجودہ صدی میں امت مسلمہ پوری دنیا میں مفلوک الحال اور مصائب وآلام سے دوچار شکست خوردہ قوم ہو کر رہ گئی ہے آج برطانیہ، امریکہ تھائی لینڈ بلکہ پورے مشرق ومغرب حتیٰ کہ بھارت میں اگر کوئی قوم قحط، خوف زدہ، ذلت وپستی ظلم وبربریت قتل وغارت گری اور غربت افلاس کا شکار ہے تو وہ سادہ لوح قوم مسلم ہے، آج یہ قوم جس نازک، دل سوز اور صبر آزما مراحل سے گزر رہی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے اور اس کے اوپر جس قدر اور جس تیزی سے منصوبہ بندی اور منظم سازش کے تحت حملے کیے جارہے ہیں وہ بھی ناقابل بیان ہے اور ان سب کے پیچھے جو سب سے بڑی وجہ کار فرما ہے وہ ہے مسلمانوں کی ایمانی کمزوری، اللہ واس کے رسول کی نافرمانی اور شریعت اسلامی کی تعلیمات سے روگردانی۔ حضور اشرف الفقہاء نے اپنی نظموں کے اندر اس درد کا اظہار بڑے ہی کرب بھرے انداز میں پیش کیا ہے چناں چہ ایک مقام پر یوں کہتے ہیں۔

جب بھی سویا ہے مسلمانوں کا ایمانی ضمیر
ظلم کی دھوپ میں جلتی رہی اس کی توقیر
ذوقِ سجدہ بھی نہیں پاسِ شریعت بھی نہیں
خواہشِ نفس نے گردن میں ہے ڈالی زنجیر
بات اپنوں کی ہے غیروں کی شکایت کیسی
ہم بگڑتے نہیں گرتی نہیں برقِ شمشیر
اٹھ مسلمان ذرا دیکھ کے رنگ محفل
ہر طرف پائے گا لٹکی ہوئی ننگی تصویر
ظلم ونفرت کی یہ نگری ہے سنبھل کر اشرفؔ
ہر طرف کرتے چلو طرزِ وفا کی تشہیر

میں اخیر میں اہل سنت کے اس گوہر آبدار جو سرزمین گھوسی سے برآمد ہوا تھا اور سرزمین ناگپور نے جسے تا صبح قیامت اپنی آغوش میں لے لیا دعا گو ہوں کہ خدائے قدیر مقتدر جل جلالہ غریق رحمت فرمائے اور جماعت میں ان کے امثال بکثرت پیدا فرمائے، آمین!

☆☆☆

باب۔11

جادہ ومنزل

حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا اپنے وطن مالوف گھوسی کا آخری سفر

شکیل اعظمی، گھوسی

رکن مجلس شوریٰ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

حضرت اشرف الفقہاء اپنے نواسے مولوی راشد سلمہ کی شادی میں شرکت کے لیے ۳۰/جون ۲۰۲۰ء کو ناگپور سے چل کر یکم جولائی ۲۰۲۰ء گھوسی پہنچے۔ ان کے ہمراہ ان کے بڑے صاحبزادے الحاج تنویز اشرف سلمہ، بہو ناہید سلمہا اور پوتی عفیفہ سلمہا بھی آئی تھیں۔ شادی کی تقریب ۲/جولائی ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوئی تھی۔ شادی میں شرکت کے بعد موصوف اپنے صاحبزادے تنویر اشرف کے ہمراہ ۴/جولائی کو ناگپور کے لیے روانہ ہو گئے۔ ناہید فاطمہ اور عفیفہ سلمہا بعد میں ناگپور واپس گئیں۔ یکم جولائی کو حضرت رات میں ملاقات کے لیے غریب خانے پر تشریف لائے جیسے ہی نظر ان کے چہرے اور جسم پر پڑی میں حیرت زدہ رہ گیا۔

گھوسی آنے سے پہلے برابر فون پر اپنے ضعف ونقاہت اور پاؤں کی تکلیف کا ذکر کیا کرتے تھے لیکن اس درجہ نحیف اور کمزور ہو گئے ہوں گے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

یہ ان کا خلوص اور حوصلہ ہی تھا کہ داماد، بیٹی، اور نواسے کے پیہم اصرار اور شادی میں شرکت اور نکاح خوانی کی خواہش کی تکمیل کے لیے اپنی تکلیفوں کو نظر انداز کرتے ہوئے سفر کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ سب کی خوشیوں میں شریک ہوئے اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ ۲/۳/جولائی کو قیام فرمانے کے بعد ۴/جولائی کو ناگپور کے لیے روانہ ہو گئے۔

۳/جولائی کو ۸/بجے شب میں ملاقات کے لیے گھر تشریف لائے رخصت کے وقت مصافحے میں ہاتھوں کے لمس کی کرب انگیز سرگوشی اور آنکھوں میں گہری روح فرسا اداسی نے مجھے اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا کر دیا۔ اور حضرت کے ناگپور جانے کے بعد میں نے اپنے احباب سے اس اندیشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میرا دل کہتا ہے کہ شاید حضرت سے یہ ملاقات آخری ملاقات ہو اور بالآخر اس موہوم اندیشے نے حقیقت کا بھیانک روپ اختیار کر لیا اور واقعی ہماری یہ ملاقات زندگی کی آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

گھوسی جانے کے بعد حضرت کی علالت نے شدت اختیار کر لی۔ اور مختلف عوارضات لاحق ہو گئے۔ مختلف طریقہ ہائے علاج کے ماہرین نے اپنی ہر ممکن کوشش کی لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ بالآخر ناگپور کے سب سے بڑے پرائیویٹ

ہاسپٹل او کارڈ میں ایڈمٹ ہوئے اور ڈاکٹروں مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اہم ترین شخصیات کے زور دینے پر پوری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ حضرت کا علاج شروع کیا۔

بے پناہ تعلق خاطر کی بنا پر حضرت نے ہاسپٹل سے بھی کئی بار فون کر کے خیریت دریافت کی اور ہم سب اہل خانہ و متعلقین کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

آخری فون جو ہاسپٹل سے کیا اس میں اپنے ضعف ونقاہت کا ذکر بڑی نحیف آواز میں کیا میں نے دریافت کیا کہ ضعف ونقاہت کے علاوہ کوئی خاص تکلیف اور پریشانی تو نہیں فرمایا ڈاکٹر صاحب تکلیف اور پریشانی تو بہت ہے لیکن اللہ کا شکر اور اس کی مرضی وہ جس حال میں رکھے بندے کو بہر حال راضی بہ رضائے الٰہی رہنا ہے اور یہی شیوۂ بندگی ہے۔

چند روز ہاسپٹل میں رہنے کے بعد جب کچھ افاقہ ہوا اور ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آئے تو آپ نے فون کر کے مجھے یاد کیا اظہار تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب میری اتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو بر بنائے عذر شرعی ہے۔ پھر فرمایا اللہ میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور یا اللہ یا اللہ کی مسلسل تکرار فرماتے رہے آخر میں فرمایا اللہ آپ سب لوگوں کو خوش رکھے پھر فون کا رابطہ ختم ہو گیا اور میرا دل لرز اٹھا۔

ہاسپٹل سے گھر آنے کے بعد تمام طبی سہولیات، آکسیجن اور دیگر ضروری آلات وادویات ماہر ڈاکٹروں کے ذریعہ گھر پر مہیا کرادی گئی تھیں۔ اور شب وروز ڈاکٹر اور تیماردار نگرانی اور خدمت میں مصروف تھے لیکن موت کا ایک دن معین ہے جب وقت موعود آجائے گا تو نہ کوئی تدبیر کارگر ہوگی اور نہ ہی دنیا کی کوئی طاقت بچا سکے گی۔ داعی اجل کو لبیک کہنا ہی پڑے گا بالآخر جمعرات ۱۵ ر ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ ر اگست ۲۰۲۰ء کو دن میں ۱۰ ر بج کر ۳۰ ر منٹ پر اس مرد خوش اوصاف نے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سانحۂ ارتحال کی خبر جیسے ہی موصول ہوئی زبان پر بے ساختہ کلمۂ ترجیع جاری ہوا اور دل ودماغ ماؤف اور معطل ہو کر رہ گیا، یہ سانحہ موت العالم، موت العالم کا مصداق بھی تھا اور ایک دیرینہ مخلص رفیق کی جدائی کا کرب انگیز مرثیہ بھی۔

ان کی دینی وملی خدمات اور رشد وہدایت کا دائرہ بہت وسیع تھا ہند وبیرون ہند تبلیغ وارشاد کا زریں سلسلہ دور آخر میں دراز سے دراز تر ہوتا گیا اور شہرت ومقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا۔ رب کریم ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے آمین

ایک خواب جو حضرت نے گھوسی آنے کے بعد ۲ ر جولائی ۲۰۲۰ء کو شب میں دیکھا۔ مجھ سے بیان کیا کہ میں جب

ناگپور میں اپنے رہائشی کمرے کے دروازے کو کھولا تو دیکھا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کمرے میں آرام فرما ہیں۔ سلام عرض کرنے اور اجازت لینے کے بعد کمرے میں داخل ہوا دیکھا کہ الماری پر تیل کی شیشی رکھی ہوئی ہے۔ عرض گزار ہوا کہ حضرت اجازت دیں تو سر میں تیل لگانے کی سعادت حاصل کروں تو حضرت نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں سر میں تیل لگا رہا تھا کہ اتنے میں مولانا غلام مصطفیٰ صاحب بھی پہنچ گئے حضرت نے میری طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ بہت ہی قیمتی محنتی اور ہمتی ہیں اور پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے مختلف تعبیراتی گوشے ہو سکتے ہیں۔

یہ خواب ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد کا اشارہ یہ بھی ہے مفتی اعظم ہند سے کمال عقیدت و ارادت کا اظہار یہ بھی، پیر و مرشد کی توجہات وعنایات کا مظہر بھی۔ دراصل بحق ہونے کا خاموش پیغام بھی اور جس طرح اشرف الفقہاء نے عرصۂ دراز تک سفر و حضر میں مفتی اعظم کی خدمت کی اور فیوض و مستفیض ہوئے اسی طرح مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے بھی سفر و حضر میں عرصۂ دراز تک بلکہ دم آخر تک حضرت اشرف الفقہاء کی خدمت کی اور فیوض و برکات حاصل کیے۔

حضرت اشرف الفقہاء کا قیمتی اور محنتی ہونا ان کی تصانیف وتقاریر اور تبلیغی دوروں سے ظاہر ہے ہمتی ہونے کے شواہد سے بھی دنیا واقف ہے۔ اسلامی قدروں کی حفاظت وصیانت، بدعقیدوں کی سرکوبی، اسلام مخالف طاقتوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور حق کی حامی جماعتوں کی قیادت کرنا آپ کے باحوصلہ اور ہمتی ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

خواب کے تعلق سے یہ سب میرے اپنے قیاسات ہیں۔ معبرین اپنے علم سے اس خواب کی بہتر تعبیر کر سکتے ہیں ویسے اللہ اعلم بالصواب۔ حرف آخر ہے۔

حضرت اشرف الفقہاء نے میرے دیرینہ دوستانہ مراسم کے تعلق سے خود میرے نعتیہ مجموعۂ کلام گل قدس کے صفحہ ۲۱/ پر کیا کچھ تحریر فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

میرے علمی ادبی سماجی اور معاشرتی اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''یہ سب باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ڈاکٹر شکیل صاحب کو میں نے بہت قریب سے دیکھا اور سمجھا ہے۔ موصوف عمر میں مجھ سے تقریباً ۴/ سال چھوٹے ہیں عمر کے اس تفاوت کے باوجود ڈاکٹر صاحب بچپن ہی سے اچھے مخلص دوست رہے ہیں ہماری یہ دوستی خانہ زاد اور موروثی ہے جو والدین کریمین کی طرف سے ہم دونوں کو وراثت میں ملی ہے اس کے علاوہ ہم دونوں ہم زلف بھی ہیں اور سمدھی بھی مگر ان تمام نازک رشتوں کے باوجود آج تک ہم دونوں کے باہمی تعلقات پر معمولی شکر رنجی کا ناخوشگواری اثر کبھی بھی نہیں مرتب ہوا خدا کرے آئندہ بھی نہ ہو۔''

اور الحمدللہ ایسا ہی ہوا آخر تک ہمارے تعلقات انتہائی خوشگوار بے غبار رہے کبھی بھی کوئی شکر رنجی یا ناخوشگواری کی کیفیت

نہیں پیدا ہوئی، حضرت اندورن ملک یا بیرون ملک جہاں بھی ہوتے بذریعہ فون برابر خیریت معلوم کرتے رہتے اور گھوسی جب بھی تشریف لاتے کوئی بھی موسم ہو دن کے علاوہ اور رات میں گھنٹے دو گھنٹے کے لیے غریب خانے پر تشریف لاتے اور مختلف علمی وملی خانگی وذاتی مسائل پر گفتگو فرماتے تفنن طبع کے طور کچھ پر مزاح باتیں بھی ہو جاتیں۔

ہائے افسوس اب کہیں ایسے مخلص دوست اور کہیں ایسی دل آویز و دلنشین مجلسیں ملیں گی، اشرف الفقہاء کا سانحۂ ارتحال جماعت اہل سنت کے لیے عظیم خسارہ اور جملہ اہل خانہ واحباب وعزیز ومریدین متعلقین بالخصوص میرے لیے ناقابل برداشت صدمہ ہے۔

رب کریم ان کو جنت الفردوس میں علیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ایں دعا از جملہ جہاں آمین باد۔

حضرت کے انتقال کے بعد تجہیز وتکفین وتدفین کے مراحل لاک ڈاؤن کی سختیوں کے باوجود جس طرح انجام پذیر ہوئے حد درجہ حیرت انگیز ہیں آپ انہیں ان کی کرامت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

غسل دینے کے بعد جنازہ گھر کے دالان کے سامنے رکھ دیا گیا اور نماز عصر کے بعد سے ۲۵/سے ۳۵/افراد پر مشتمل جماعتوں نے ۷۰/سے ۷۵/بار نماز جنازہ ادا کی اور ۱۲/بجے شب میں جب جنازہ قبرستان پہنچا تو ولی کی شرکت اور اجازت سے جو نماز جنازہ ادا کی گئی اس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ۴/بجے شب میں تدفین عمل میں آئی ان تمام مرحلوں میں پولیس یا انتظامیہ نے نہ کوئی سختی کی نہ ہی کوئی رکاوٹ ڈالی بلکہ ہر ممکن تعاون کیا اور ان میں سے بعض اشک بار بھی ہو گئے۔نماز جنازہ حضرت کے چھوٹے صاحبزدے حافظ تحسین اشرف نے پڑھائی۔

یوں تو حضرت کے خود اپنے کئی پلاٹ ہیں اور مفتی حبیب صاحب نے جو حضرت کے خاص شاگرد ہیں۔ ٹیکا میں اپنے ایک پلاٹ میں تدفین کی خواہش ظاہر کی اور مُصِر بھی ہوئے لیکن پر آشوب حالات زمانہ، جگہ کی ناموزونیت اور دیگر اسباب وعلل کے باعث مومن پورہ قبرستان سے متصل اسی جگہ کو منتخب کیا گیا جو حضرت کی آخری آرام گاہ ہے۔ ع

ان کے مرقد پہ ہو نازل رحمتِ پروردگار

حضور اشرف الفقہاء کا آخری سفر حج

سرفراز احمد ازہری
پرنسپل دار العلوم انوارِ رضا نوساری

اس دنیا میں جتنا اہم ہمارا عمل ہے، اس سے کہیں زیادہ اہم ہمارے سوچنے کا انداز ہے۔ زندگی کی ہر خوشی اور اطمینان، مثبت اندازِ فکر میں پوشیدہ ہے۔ جس انسان کے پاس مثبت سوچ کا سرمایہ نہیں اس کا کوئی عمل اسے خوشی اور کامیابی نہیں دے سکتا۔ لیکن جس کے پاس یہ دولت ہو تو پھر وہ ذات، ذات نہیں رہتی انجمن بن جاتی ہے۔ حضور اشرف الفقہاء کی ذات ایسی ہی تھی، کبھی بھی منفی سوچ کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا، مشورہ ہر کام میں فرماتے لیکن کبھی کسی منفی اور بزدلانہ مشورہ کی بنیاد پر کہیں پچھ ہٹ کی ہو، آپ کی پچاسی سالہ تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا۔ ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت کی آبیاری کے لیے کمربستہ رہے نہ جانے کتنی بستیاں کتنے شہر جہاں پر سرکار اعلیٰ حضرت کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا ان بنجر آبادیوں کو آپ نے اپنی محنت شاقہ اور جہد مسلسل سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا جام پلایا کہ نہ صرف موجودہ نسلیں بلکہ آئندہ نسلیں بھی سیراب ہوتی رہیں گی۔ مجھے تو آج بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ حضور اشرف الفقہاء ہمارے درمیان نہیں رہے، اور کیسے یقین ہو کہ امسال کا حج کرونا وائرس کی نظر ہوا، لیکن گزشتہ سال کا حج وہ تو اب یادگار بن گیا کیوں کہ وہ حضور اشرف الفقہاء کا آخری حج تھا اور اس حج میں مجھے اپنی اہلیہ کے ساتھ حضرت کی خدمت کی خوب سعادتیں میسر آئیں، جیسے جیسے تحریر بڑھتی جارہی ہے وہ تاریخ فلم کی طرح ذہن کی اسکرین پر چل رہی ہے، کوئی اہل قلم ہوتا تو جہاں لوٹ لیتا ہمیں تو لکھنے کی تمیز نہیں بس برکت کے لیے چند باتیں سپرد قرطاس کرتا ہوں۔

بات ۴ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار کی ہے جب مکہ مکرمہ میں مغرب کا وقت ہونے والا تھا کہ یہ اندوہناک خبر قیامت بن کر سب پر ٹوٹ پڑی کہ شہزادۂ عزیز العلماء حضرت حافظ وقاری مولانا مرتضیٰ صاحب علیہ الرحمۃ سیلاب کے پانی میں ڈوب کر مقام شہادت سے سرفراز ہو گئے، خبر نہیں بجلی تھی چاروں طرف سناٹا چھا گیا، خود حضور اشرف الفقہاء کی حالت دیدنی تھی، باوجود اس کے نہ آپ کی زبان سے کوئی غلط جملہ نکلا اور نہ کسی کی زبان سے نکلنے اس کا اس وقت بھی خاص خیال رکھا اور گھر کے جتنے افراد وہاں تھے جا جا کر سب کو تسلی دیتے رہے اور ہمت بندھاتے رہے، یہاں تک کہ اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک کا یہ حصہ آپ ہی کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ''الغریق شہید'' جس کا فوری اثر سب نے دیکھا کہ عزیز العلماء اس کو سنتے ہی شکر الٰہی بجا لانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لخت جگر کو مقام شہادت عطا فرمایا۔ حضور اشرف الفقہاء کی موجودگی نے سب کو ڈھارس بندھائی

پھر آپ نے فرمایا مولانا: آپ کے ساتھ میری بھی واپسی کا انتظام کرو میں بھی آپ کے ساتھ ہندوستان واپس جاؤں گا، یوں حج سے پہلے ہی واپسی کی کوشش شروع ہوگئی لیکن انسانی کوششیں اس وقت شکست کھا گئیں جب پتہ چلا کہ حاجی ایام حج میں حج ویزہ پر ایک مرتبہ حرم پاک میں پہنچ جائے تو پھر حج سے پہلے واپسی قریباً ناممکن ہے، ایسا ہی معاملہ حضور اشرف الفقہاء کے ساتھ ہوا آپ کو واپسی سے روک دیا گیا اور عزیز العلماء کی واپسی کے اسباب بن گئے، یوں تو حضرت کی خدمت تنہا عزیز العلماء کرتے تھے وہ اب ہم سب کو مل کر کرنی تھی، عزیز العلماء کی واپسی کے بعد چار دن کیسے گزرے کچھ پتہ نہیں، بس روزانہ دوپہر بعد میں اپنی اہلیہ کے ساتھ حضرت کی ہوٹل پر آجاتا اور ہم دیر تک وہیں ٹھہرتے یہاں تک کہ پھر حضرت جانے کی اجازت دیتے تو ہم لوٹ آتے۔ یوں دن گزرتے رہے اور آخر کار سات ذی الحج کا دن آگیا حضرت نے چھٹے تاریخ کو ہی بتا دیا تھا کہ سات تاریخ کو رات میں کھانے سے فارغ ہو کر حرم شریف چلیں گے اور ساتھ ہی حج کا احرام باندھیں گے اور پھر نفلی طواف کرلیں گے تا کہ حج کی سعی پیشگی ادا ہو جائے۔

کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ سعادت میسر آئے گی، میں اپنی اہلیہ کے ساتھ شام ہی میں حضرت کے ہوٹل پہنچ گیا، کھانے وغیرہ سے فراغت کے بعد سب نے غسل کیا اور سفید کپڑا پہن کر حرم شریف کے لیے نکلے، ویسے ٹرافک بہت تھی لیکن ہم وقت پر حرم شریف پہنچ گئے، مستجاب کے سامنے پہنچ کر دو رکعت نماز نفل ادا کی پھر حج کی نیت اور دعا سے فارغ ہو کر طواف کے لیے اٹھے کہ میں نے عرض کی کہ میں نے اپنے والد مرحوم کی طرف سے حج بدل کی نیت کی اور میری اہلیہ نے اپنے مرحوم بھائی (حافظ وقاری مولانا مرتضیٰ) کی طرف سے حج بدل کی نیت کی۔ (یہ ہماری بات ہو چکی تھی) اس لیے حضرت کے گوش گزار کر دی، حضرت مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں نے بھی (حافظ) مرتضیٰ کے لیے حج بدل کی نیت کی سبحان اللہ! اس وقت ہمیں حافظ صاحب کی قسمت پر رشک آرہا تھا کہ ایک طرف شہادت والی موت اور دوسری اشرف الفقہاء جیسی شخصیت کا حج بدل کرنا۔"ان الفضل بید اللہ یو تیہ من یشاء۔"

بحمدہ تعالیٰ بہت ہی اطمینان وسکون کے ساتھ جب طواف وسعی مکمل ہوئی تو اس وقت رات کا اچھا حصہ گزر چکا تھا اس لئے وہاں نہ بیٹھ کر حضرت کو چھوڑنے کے لیے ہوٹل روانہ ہوئے جیسے ہی ہم لوگ ہوٹل پہنچے، استقبالیہ (ریسیپشن) پر عالی جناب خالد بھائی الخالد ٹور کے آرگنائزر سے ملاقات ہوئی فوراً انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "میں آپ دونوں (میں اور میری اہلیہ) کو منیٰ، مزدلفہ، عرفات، کے گیٹ پاس بنوا دیتا ہوں، تا کہ آپ دونوں حضرت کے ساتھ ہی رہیں، کیا حسین موقع! اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے بن مانگے عطا فرمایا، لیکن میں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا، اس لیے کہ میں جس ٹور سے آیا ہوں اس کے اکثر حجاج دین سے بالکل نابلد ہیں۔ حضرت نے بھی اجازت دے دی کہ نہیں وہیں بہتر ہے، یوں ہم لوگ رات کے آخری پہر اپنے ہوٹل پہنچے، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھے کہ "الصلوٰۃ خیر من النوم" کی صدا گونجنے لگی، اٹھ کر نماز فجر ادا کی نماز کے بعد فوراً ہی ٹور

کی طرف سے اعلان ہوا کہ ناشتہ تیار ہے، حجاج کرام جلد فارغ ہو کر نیچے آجائیں، منیٰ کے لیے بس لگ چکی ہے۔ بس یہ اعلان کی دیر تھی کہ اب کہاں کا ناشتہ اور کہاں کی بھوک! بس جلدی منیٰ پہنچ جائیں، جلدی سے نیچے اتر کر اپنی سیٹ سنبھال لی اور دیکھتے ہی دیکھتے خیموں کی وادیوں میں پہنچ گئے جہاں پر نہ جانے عشق واطاعت کی کیسی لازوال تاریخ رقم ہے۔ منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے اللہ کا شکرادا کیا کہ اس نے مجھ جیسے گناہ گار اور محتاج کو یہاں کی حاضری کی سعادت نصیب فرمائی۔

جب ہم اپنے خیمے میں پہنچ گئے تو اب دو کام اول فرصت میں کرنا تھے۔ پہلا جمرات کی دوری کتنی ہے؟ اور دوسرا حضرت کا خیمہ کہاں ہے؟ دونوں کام اللہ تعالیٰ نے آسان فرما دیئے، جیسے ہی میں اپنی اہلیہ کے ساتھ خیمہ سے باہر نکلا سامنے ہی بورڈ آویزاں تھا، جس پر جلی حروف سے تحریر تھا جمرات 1.3، اللہ کا شکرادا کیا کہ کوئی خاص دوری نہیں، اب رہی حضرت کے خیمہ کی تلاش، پس ہم جمرات کی طرف 900 میٹر چلے کہ میرے بائیں جانب ایک بورڈ معلم نمبر چار کا نظر آیا بس پھر کیا تھا جلدی جلدی دوڑ پڑے کہ الخالد ٹور کا معلم نمبر چار ہی تھا ہم لوگ جیسے ہی گیٹ پر پہنچے گارڈ نے داخل ہونے سے منع کر دیا اب کیا کریں، جلدی جلدی دو تین لوگوں کو فون کیا لیکن کسی سے کوئی رابطہ نہیں ہوسکا، تھک ہار کر اب ہمارے پاس آخری راستہ بچا تھا اور وہ تھا حضور اشرف الفقہاء کا، میں نے فون لگایا ابھی رنگ بجی نہ بجی باوقار سلام کی آواز، بعدہ کہاں ہو؟ حضور: گیٹ پر ٹھیک ہے آتا ہوں۔ فون کٹ گیا، اور دو چار منٹ میں حضرت خود بنفس نفیس تشریف لائے اب کیا بندش اور کیا رکاوٹ حضرت ہمیں لے کر اپنے خیمے میں تشریف لائے یہاں کافی دیر تک ٹھہرنا ہوا، یوں حضرت کے فیض سے ہم سب برابر مستفیض ہوتے رہے، یہاں تک شام ڈھلنے لگی تو اجازت لے کر جانے لگے اور کل میدان عرفات میں ملاقات کے لیے آسانی ہوجائے اس دعا کی گزارش بھی کر دی۔

آج ۹ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ حج کا رکن اعظم وقوف عرفات ہے۔ گزشتہ شب سے ہی حجاج کرام کے قافلے میدان عرفات پہنچنے لگتے ہیں، ہم لوگوں کو نماز فجر کے بعد بذریعۂ بس نکلنا تھا، لہٰذا سارے لوگ جلد اٹھ کر اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر بس میں سوار ہو گئے، یوں اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر عرفات پہنچا دیا، الحمد للہ رب العالمین جلد ہی ہمارا گروپ اپنی ضروریات سے فارغ ہو گیا کہ ٹور والے نے کھانے کا اعلان کر دیا جلدی جلدی کھانا ہوا۔ کھانا کھانے کے فورا بعد نماز ظہر ادا کی، یوں نماز کے بعد وقوف شروع ہوا اور ہمارے پورے گروپ نے کھڑے ہو کر درود واستغفار کی تسبیح پڑھی پھر اجتماعی دعا شروع ہوئی یوں یہ محفل تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی، یہاں تک کہ صلاۃ وسلام پر محفل کا اختتام ہوا، پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے اجازت چاہی اور سب سے گزارش کی کہ اب ہر شخص اپنے اپنے انداز میں دعائیں کرے کہ یہ موقع پھر زندگی میں دوبارہ ملے نہ ملے۔

وہاں سے فارغ ہو کر میں اپنی اہلیہ کے ساتھ میدان عرفات میں حضرت کی تلاش میں نکلا، یقیناً گزرنے والا وقت بڑا قیمتی تھا لیکن اس سے زیادہ قیمتی حضرت کی صحبت ومحفل تھی جو میسر آجاتی، کیوں کہ ہمارا گھنٹوں دعا کرنا وہ اثر نہیں دیکھاتے جو حضور

اشرف الفقہاء کے چند الفاظ دکھاتے۔ اللہ کا ایسا کرم ہوا کہ ہم لوگ اپنے خیمے سے ابھی نکل کر دو چار منٹ ہی چلے ہوں گے کہ سامنے ہی معلم رقم 4 کا بڑا بورڈ آویزاں نظر آیا، اتنی جلدی عرفات میں خیمہ مل جائے گا یہ تو سوچا بھی نہیں تھا وقت بہت کم تھا اس لیے کسی طرح کی تاخیر کرنا اپنے پیر پر کلہاڑی مارنے جیسا تھا کہ ہم بلا کسی تاخیر فوراً ہی گیٹ میں داخل ہو کر حضرت کے خیمہ کی طرف بڑھے ذرا سی دیر کے چلنے نے ہمیں پھر حضرت تک پہنچا دیا، یوں الحمدللہ پھر حضرت کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ حضور اشرف الفقہاء کی نفیس عادتوں میں سے ایک عادت آنے والے سے خندہ پیشانی سے ملنا یہ حضرت کی ایک ایسی خوبی تھی کہ جب بھی کوئی ملاقات کے لیے یا کوئی ضرورت لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتا، آپ مسکرا کر اس سے ملاقات کرتے، آپ کے اس مبارک عمل سے آنے والے کا آدھا مسئلہ تو ایسے ہی حل ہو جاتا، جب عرفات میں ملاقات ہوئی تو چہرے پر وہی مسکراہٹ پھر فرمانے لگے کہ مولانا بہت صحیح وقت پر پہنچے اس لئے کہ ہم لوگ سورۂ حج کی تلاوت کے لیے نکل رہے ہیں۔ یوں اس عظیم دن بھی ہم لوگ حضرت کی محفل سے محروم نہ رہے، خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا سید شمس تبریز صاحب بنگلور نے سورۂ حج کی تلاوت فرمائی اور حضور اشرف الفقہاء نے رقت آمیز دعا، آپ ہی کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ بعد محفل فوراً اعلان ہوا کہ نماز عصر کا وقت ہوتے ہی با جماعت نماز ادا کی جائے گی اور اس کے فوراً بعد کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر حضور اشرف الفقہاء کل امت مسلمہ کے لیے دعا فرمائیں گے، سبحان اللہ! ہم نے وقت دیکھا تو تیس سے پینتالیس منٹ باقی تھے سوچا اپنے خیمہ میں چکر لگا لیں اس نیت سے نکلے اور دل میں خیال آیا کہ عرفات میں بارش ہو جائے تو کتنا اچھا ہو کہ ظاہر باطن سب صاف ستھرا ہو جائے، ابھی میں اپنی اہلیہ سے اسی موضوع پر مزید بات کرتا کہ سبحان اللہ! ماشاء اللہ! الحمدللہ! عرفات میں موسلا دھار بارش بجلی کڑاکے کے ساتھ شروع ہوگئی اور تقریباً بیس پچیس منٹ مسلسل گرتی رہی لگ نہیں رہا تھا کہ اب بند بھی ہوگی کہ پھر وہی رب کی قدرت دس منٹ میں بالکل ختم اور سورج چمکنے لگا، پہلے گرمی اور حبس دور کرنے کے لیے رحمت والی بارش اور پھر بارش کی ٹھنڈ دور کرنے کے لیے سورج کی گرمی، عرب میڈیا کے مطابق تقریباً پچیس سال بعد عرفہ کے دن بارش ہوئی۔ جیسا کہ نماز عصر کا اعلان تھا وقت مقررہ پر حضرت علامہ مولانا سید شمس تبریز صاحب کی صدا ''حی علی الصلوٰۃ''، ''حی علی الفلاح'' گونجنے لگی اور جلد ہی وہ جگہ جو نماز کے لئے خاص تھی بھر گئی، سب نے حضور اشرف الفقہاء کی اقتدا میں نماز عصر ادا کی، بعد نماز عصر کھلے آسمان تلے دعا اللہ اکبر وہ منظر آج بھی نگاہوں میں پھرتا ہے اور لگتا ہے جیسے یہ کل کی بات ہے جب دعا سے فارغ ہوئے تو وقت کافی گزر چکا تھا اور حضرت سے ملنے والوں کی وہاں بھی بھیڑ تھی نیز میدان عرفات میں بھی ''اشرف الفقہاء زندہ باد'' کے نعرے بلند ہو رہے تھے کیا اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے حضور اشرف الفقہاء کو شان عطا فرمائی تھی سچ ہے ''و تعز من تشاء و تذل من تشاء''۔

ہم لوگ بغیر ملاقات و اجازت کے واپس لوٹ گئے یوں وہ حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ بہت اچھے طریقے سے ادا ہوا اب

آنے والی رات مزدلفہ کی بڑی مبارک شب تھی اور رات میں حضرت کو فون وغیرہ کر کے پریشان کرنا مناسب نہ لگا، پھر بھی ایک مرتبہ میری اہلیہ نے فون کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت بہت ہی آرام سے مزدلفہ پہنچ چکے تھے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ وہ مبارک رات بھی بہت آسانی سے گزر گئی، اول وقت میں نماز فجر بعدہ وقوف مزدلفہ پھر روانگی منیٰ، جب ہم منیٰ پہنچے تو میں نے اپنی اہلیہ کو گروپ کے ساتھ خیمے میں بھیج دیا اور میں تنہا رمی کے لیے آگے بڑھنے لگا کیوں کہ آج مجھے پانچ سو سے زائد بکروں کی قربانی کرنی تھی اور حرم میں میرے لیے یہ پہلا موقع تھا، ابھی تک عزیز العلماء یہ اہم ذمہ داری ادا کرتے آرہے تھے امسال بھی انہوں نے اپنے ذمہ پر لیا تھا اور ہمیں ان کا ساتھ دینا تھا لیکن رب کو کچھ اور منظور تھا، خیر جب جمرات سے بالکل قریب ہونے لگا تو سوچا حضرت کو فون کرلوں، فوراً فون لگا یا اور پہلی ہی رنگ میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: کہاں پہنچے؟ عرض کی حضور کبری (پل) کے نیچے، فرمایا: وہیں ٹھہرو، پانچ منٹ میں ہم بھی پہنچ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے آسانی فرمائی پانچ منٹ بھی نہ ہوئے تھے کہ حضرت نظر آ گئے داہنی جانب ہمارے انصار بھائی اور بائیں جانب حضرت علامہ مولانا سید شمس تبریز صاحب درمیان میں حضرت، سلام علیک کے بعد خوب دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے لئے اللہ تعالیٰ آسان فرماتا تھا تمہارے لیے اور مزید آسانی فرمائے یہ فرما کر پیٹھ تھپتھپائی اور کندھا پکڑا اور جمرات کی طرف ہم لوگ بڑھ گئے رمی کے بعد بھی حضرت بالکل تازہ دم لگ رہے تھے حالانکہ چوراسی سالہ عمر ہونے کے باوجود حضور اشرف الفقہاء مزدلفہ سے جمرات اور پھر جمرات سے تقریباً تین کلومیٹر دور مین روڈ تک پیدل تشریف لائے یقیناً یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل تھا ہم لوگ وہاں حضرت کے ایک مرید حاجی اکرم بھائی کے گھر پہنچے جہاں پر مکمل ناشتہ کا اہتمام تھا میں نے اور سید صاحب نے جلدی جلدی ناشتہ کیا اور قربانی کے لیے نکل گئے، ایک تو وقت کافی ہو چکا تھا اور مولانا عبد القادر صاحب پہلے سے پہنچ چکے تھے۔ انصار بھائی وہیں اکرم بھائی کے ساتھ حضرت کی خدمت میں ٹھہرے رہے۔

جہاں پر قربانی کا انتظام تھا وہاں پہنچتے پہنچتے کافی دیر ہوگئی، پانچ سو سے زائد قربانی کیسے ہوگئی؟ اس کی بہت فکر تھی لیکن جب قربانی شروع ہوئی تو پھر پتہ ہی نہ چلا الحمد للہ یہ حضرت کی دعاؤں کی برکت تھی معمول کے مطابق پہلا بکرہ سرکار کے نام سے پھر حضور اشرف الفقہاء کے نام سے جیسے ہی حضرت کے نام سے قربانی ہوگئی میں نے انصار بھائی کو فون کر دیا انہوں نے حضرت کا حلق کروایا یوں آپ کا 32 واں اور ظاہری زندگی کا آخری حج مکمل ہوا، ہندوستان روانگی میں ابھی چار دن باقی تھے کئی بار محفلیں ہوئیں یہاں تک کہ جانے سے ایک دن پہلے حضرت نے دعوت بھی کھلائی، ہوا یوں کہ اچانک حضرت کا فون آیا: کہ کل میری طرف سے دعوت رہے گی، اللہ اکبر! جب میں اہلیہ کے ساتھ ہوٹل پہنچا تو حضرت نے فرمایا: کہ اکرم (حضرت کے مرید) کے یہاں کھانا بنوایا تھا کہ میری پوتی کی دعوت کرنا ہے۔ میری اہلیہ ہمیشہ حضرت کو دادا ہی کہہ کر پکارتی اور حضرت سے بڑی محبت و

عقیدت رکھتی، حضرت بھی اسے بہت چاہتے تھے جہاں بھی وہ جاتی حضرت اس کا تعارف یوں ہی کراتے یہ میری بڑی پوتی اور یہ صرف میری اہلیہ کے لیے نہیں بلکہ عزیز العلماء کے سارے بچوں کے لیے یہی معاملہ تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت میری اہلیہ کی وجہ سے مجھے بھی بہت نوازتے رہے اور رہیں گے ان شاء اللہ، حرم میں حضور اشرف الفقہاء کی آخری شب تھی ہم لوگ مستجاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے مجھے اور میری اہلیہ کو مخاطب کرتے ہوئے خوب دعائیں دی اور فرمایا کہ تم دونوں نے قدم قدم پر دھیان رکھا اور خدمت کی کہ مولانا کی کمی محسوس نہ ہونے دی اور پھر خوب دعاؤں سے نوازا۔ آج بھی جب میں وہ جملہ سوچتا ہوں تو اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ حضرت نے صرف ہماری حوصلہ افزائی کے لیے فرمایا تھا ورنہ ہم دس مل کر بھی مولانا غلام مصطفیٰ صاحب جیسی خدمت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے تو اپنے آپ کو حضرت والا کے لیے وقف کر دیا تھا، رات میں ہم لوگ حضرت کو چھوڑ ہوٹل چلے گئے، صبح نو بجے پھر حضرت کے ہوٹل پہنچے لیکن حضرت تو پہلے ہی ہندوستان کے لیے روانہ ہو چکے تھے، ہمارے انصار بھائی موجود تھے جنہوں نے کچھ سامان دیا جو حضرت ہمارے لیے دے کر گئے تھے، ہم لے کر واپس اپنے ہوٹل آ گئے، یوں حضرت کے ساتھ ایک بابرکت سفر ہمیشہ ہمیش کے لیے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ حضور اشرف الفقہاء کے درجات بلند فرمائے اور عزیز العلماء کے ذریعہ حضرت کے علمی وروحانی فیضان کو عام اور تام فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اشرف الفقہاء کے تیسویں سفر حج کی تکمیل پر محب گرامی ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی نے اپنے قلبی جذبات کا منظوم اظہار کیا تھا مضمون کی مناسبت سے مذکورہ تہنیتی نظم آپ حضرات کے مطالعے کی میز پر سجائی جا رہی ہے:

(تیسویں حج کی تکمیل پر اک تہنیتی نظم)

فضلِ محبوبِ خدا ہے، رحمتِ رحمان ہے — آپ نے پائی سعادت کیسی عالی شان ہے

ہے مجیبِ خوش لقا پر فیضِ نوری و رضا — تیسواں حج ہو گیا یہ امجدی فیضان ہے

آپ کو شمس و قمر بھی رشک سے دیکھا کریں — زائرِ طیبہ کی دیکھیں کیا نرالی شان ہے

جلوہ زارِ طیبہ و بطحا بسے ہیں جن میں خوب — آپ کی آنکھیں میں چوموں بس یہی ارمان ہے

ہے ضیائے کعبہ و طیبہ سے روشن سر بسر — ذاتِ والا سر سے پا تک مخزنِ عرفان ہے

لیں اجازت آپ سے علماء عرب کے حبّذا — دینِ حق کی ذاتِ عالی عمدہ اک پہچان ہے

تہنیت لکھے نہ کیوں رضوی مُشاہدؔ آپ کی — آپ کا لاریب اس پر خوب جب احسان ہے

طیبہ کے جلوؤں میں اشرف الفقہاء کے ساتھ چند لمحے

غلام مصطفیٰ رضوی

نوری مشن، مالیگاؤں9325028586

ماہِ رمضان کا آخری عشرہ تھا، جون کی ۲۹ ؍تاریخ ۲۰۱۶ء تھی۔ طیبہ کی بہاریں۔ مدینے کے شب و روز۔ ہند سے بذریعہ برقی پیغام آگہی ہوئی کہ اشرف الفقہاء خلیفۂ حضور مفتی اعظم مفتی محمد مجیب اشرف (ناگپور) عازمِ حرمین ہیں۔ دل کی کلیاں کھل اُٹھیں۔ رشکِ جناں طیبہ کی مشک بار فضائیں اور عاشقِ رسول، اشرف الفقہاء کا دیدار۔ اِس تصور سے ہی خوشی و مسرت کا عالَم دوبالا ہوگیا۔ ابھی چند روز قبل ہی حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری کے دیدار سے کشتِ ایمان شاداب ہوئی تھی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوؤں میں مرشد کا دیدار یقیناً سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و اکرام ہی ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(اعلیٰ حضرت)

درخشاں شب تھی۔ نور نور سماں تھا۔ مسجد نبوی شریف میں تراویح کی جماعت قائم کی۔ پھر روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ کر سلام پیش کیا۔ قدمین میں پست آواز میں نعت خوانی کی۔ جاے قیام [ہوٹل] جنت البقیع کے رُو برو تھی۔ جیسے ہی راہدری میں پہنچے، حضور اشرف الفقہاء کے معتمد مولانا غلام مصطفی برکاتی (مہتمم دارالعلوم انوارِ رضا نوساری) سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے دوسرے دن بوقت عصر مسجد غمامہ میں ملاقات کو کہا۔ اگلی شام ۵ ؍بجے ہم مسجد غمامہ پہنچ گئے۔ کچھ وقت گزرا تھا کہ اشرف الفقہاء مع چند احباب تشریف لے آئے۔ نمازِ عصر اشرف الفقہاء کی اقتدا میں ادا کی۔ آپ کا قیام مسجد کے پشت پر ہوٹل میں تھا۔ ہم یہاں سے قیام گاہ پہنچے، مصافحہ و دست بوسی کی۔ حضرت نے احوال دریافت کیے۔ طیبہ حاضری پر اظہارِ فرح و مسرت فرمایا۔ پھر افطار کی تیاری شروع کی گئی۔ اِس درمیان نعت خوانی بھی ہوئی۔ ایک سماں بندھ گیا۔ شامِ درخشاں، بہارِ رمضاں، طیبہ کی پاکیزہ فضا اور ذکرِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم۔ سبحان اللہ! روح سرشار ہوگئی۔

سنتِ سرورِ کونین سے جڑتا جاتا
یوں مسلمان، نہ ہرگز کبھی مارا جاتا

مل گیا خیر سے دامانِ کرم کا سایہ
ورنہ اس دھوپ میں سب کچھ مِرا جلتا جاتا
شکریہ آپ کی چشمانِ کرم کا مولیٰ
ورنہ مظلوم کو ظالم کا ستم کھا جاتا
میری فریاد کو سن لیتے اگر شاہِ اُمم
سخت مشکل میں بھی جینے کا مزا آجاتا
میں نے آواز لگائی ہے بڑے درد کے ساتھ
آہ بیکس کا مددگار کوئی آ جاتا
اپنے آقا کی محبت کا اگر ہوتا شعور
ہم غلاموں کا کبھی کچھ نہیں ہوتا جاتا
مِری قسمت کا ستارا بھی چمک جاتا حضور
خاکِ طیبہ کا کوئی ذرہ اگر پا جاتا
اس کی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہلِ نظر
جو لگاتار ہو سرکار میں آتا جاتا
کاش ہوتا کبھی طیبہ کے سفر میں ایسا
موے تن نعتِ نبی جھوم کے گاتا جاتا
کاش مل جاتا مجھے حشر میں ایسا موقع
نعت سرکار کی، سرکار میں پڑھتا جاتا
جامِ جمشید کی خواہش، نہ زر و مال کی فکر
یوں ہی سرکار میں، اشرفؔ رہے آتا جاتا

نعت خواں مدھم آواز میں پڑھ رہے تھے، محفل پُر کیف طاری تھا، حضرت اشرف الفقہاء بھی والہانہ انداز میں گنگنا رہے تھے۔ دل سُرور آشنا تھے۔ آنکھیں نم تھیں۔ وارفتگیِ شوق، ارضِ رشکِ خلد، درِ حبیب پہ ذکرِ حبیب، جلوے پیشِ نظر۔ عجب عالَم تھا۔ کیف واُلفت کی یہ محفل! خلدزارِ طیبہ میں سجی تھی۔ اشرف الفقہاء نے بتایا کہ یہ کلام مدتوں قبل لکھا گیا۔ مقبول ہوا، ایسا کہ ۔

جام جمشید کی خواہش، نہ زر و مال کی فکر
یوں ہی سرکار میں، اشرفؔ رہے آتا جاتا

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم بار بار ہو رہا ہے۔ ابھی ایک ماہ قبل حاضری ہوئی۔ پھر بُلاوا آیا۔ بار بار اذنِ حاضری عطا ہو رہا ہے۔ ''یوں ہی سرکار میں، اشرفؔ رہے آتا جاتا'' ...... پھر اشرف الفقہاء نے مختصر دُعا کی۔ وقتِ افطار ہوا۔ درجن بھر کے لگ بھگ شرکا موجود تھے جو اشرف الفقہاء سے شرفِ بیعت رکھتے تھے۔ دسترخوان آراستہ تھا۔ انواع و اقسام کی نعمتیں میسر تھی۔ افطار کیا گیا۔ کھاتے ہیں ترے در کا پیتے ہیں ترے در کا۔ کے جلوے نگاہوں کے سامنے تھے۔ نعمتیں اتنی کہ۔ واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا۔ زباں پر جاری تھا۔

نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد حاضریِ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم ہوا۔ اشرف الفقہاء کے ہمراہ ہم بھی ہو لیے۔ باب السلام سے سلامِ نیاز پیش کر کے داخل ہوئے۔ کچھ توقف فرمایا۔ نور و نکہت برس رہی تھی۔ ہر سوُ اُجالے ہی اُجالے۔ من کی دُنیا روشن ہو رہی تھی۔ نہاں خانۂ دل یقین کے جلوؤں میں نہائے ہوئے تھے۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں ترکوں نے جو آثارِ مبارکہ کی علامتیں باقی رکھیں اس کی بابت اشرف الفقہاء نے معلومات فراہم کیں۔ پھر مواجہہ شریف کے روبرو مؤدب حاضری دی گئی۔ سلام پیش کیا۔ باب البقیع سے باہر آ کر قدمین میں اہتمامِ دُعا کیا گیا۔ اشرف الفقہاء نے اہلسنّت، مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت، مسائل کے حل کے لیے دُعا کی، بار بار حاضریِ طیبہ کے لیے معروضہ پیش کیا۔ صحن میں کچھ دیر کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ سامنے گنبدِ خضریٰ کے جلوے۔

ان کے در پہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائلِ درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

(تاج الشریعہ)

اشرف الفقہاء نے علمی کاموں کی بابت دریافت کیا۔ راقم نے ضیاے حرمین میں لکھے مضامین کا ذکر کیا۔ اشاعتوں سے متعلق منصوبوں کا تذکرہ کیا۔ اشرف الفقہاء نے دُعاؤں سے نوازا۔ اخلاصِ عمل و تحقیقی کاوشات کے لیے کئی نصیحتیں کیں۔ اِس درمیان کئی ملکوں سے تعلق رکھنے والے محبین نے ملاقات کی، مسائل دریافت کیے، اشرف الفقہاء نے رہنمائی فرمائی۔ ہم نے کمال درجہ احتیاط و حفظِ شریعت کا لحاظ دیکھا۔ بلاشبہہ فیضِ مفتی اعظم کی جلوہ گری تھی۔ ہم نے حضور تاج الشریعہ کی طیبہ میں حاضری اور متعدد دنوں تک ملاقات و زیارت سے متعلق بھی بتایا۔ اشرف الفقہاء نے حضور تاج الشریعہ کے فضل و کمال و تقویٰ پر روشنی ڈالی، بلندیِ عمر کے لیے دُعا فرمائی۔

پھر ہم منزل لوٹ آئے۔ اگلے دن عصر سے اشرف الفقہاء کی بارگاہ میں حاضری رہی۔ علمی گفتگو ہوئی، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے سلسلے میں کئی نصیحتیں کیں۔ مسائل بھی دریافت کیے گئے۔ بوقت افطار دُعا کی۔ الحاج قاری زین العابدین سے شہر کے حالات دریافت کیے۔ شہباز اختر رضوی اور احقر کو دلائل الخیرات شریف کی تحریری اجازت عطا فرمائی۔ اخلاصِ عمل و فروغِ سنیت کے لیے مستعد رہنے کی تلقین کی۔

اشرف الفقہاء کی طیبہ آمد کے چند ابتدائی نقوش بھی تحریر کیے دیتا ہوں۔ ۲۹ر جون کی صبح اشرف الفقہاء ہند سے مدینہ شریف پہنچے۔ شب میں عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حرم کی راہ میں سحری کی۔ فجر سے قبل ہی مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ نمازِ فجر ادا کی۔ مطاف میں داخل ہوئے۔ اژدحام کے باوجود صرف ۳۵ر منٹ میں طواف مکمل فرمایا۔ سعی کا مرحلۂ شوق بھی ۳۵ر منٹ میں طے ہوا۔ در اصل یہ محض ادائے رسم نہ تھی بلکہ عشق واُلفت کی تسکین کا ساماں تھا، جو مسافرت کی تکان سے بے نیازی کا موجب بنا۔

آج حاضریِ طیبہ کی آخری گھڑیاں تھیں۔ اشرف الفقہاء کی ہند روانگی تھی۔ شام ملاقات کی۔ افطار ساتھ کیا۔ نماز حضرت کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ شہر کے حالات کے تناظر میں دُعا کرائی گئی۔ احباب و متعلقین کا سلام پیش کیا۔ مالیگاؤں کے لیے دورے کی عرض کی۔ استدعا مقبول ہوئی۔ مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی سے گفتگو کے بعد عرس مفتی اعظم کے لیے تاریخ عطا کی۔ اسی نشست میں مولانا افتخار احمد قادری (مقیم مدینہ منورہ۔ شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ جنوب افریقہ) سے ملاقات ہوئی، جو اشرف الفقہاء کے بھانجے ہیں۔ خدمت دین وسنیت کا نکھرا ذوق رکھتے ہیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ تعمیری امور پر آپ نے تبادلۂ خیال کیا۔ قبل عشا ہم نے اجازت لی۔ بار بار طیبہ کی مؤدب حاضری کے لیے دُعا کی گزارش کی۔ دُعاؤں کی چھاؤں میں سوئے حرمِ نبوی چل دیے۔ جہاں ہر طرف نور ہی نور بکھرا ہوا تھا اور شب بھی رشکِ جنت تھی۔

تم ہو چراغِ زندگی، تم ہو جہاں کی روشنی
مہر و مہ و نجوم میں جلوہ کناں تم ہی تو ہو
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلبِ مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دَم بھر میں

(حضور تاج الشریعہ)

حضور اشرف الفقہاء اپنے وطن گھوسی میں

شاداب امجدی برکاتی

استاذ: جامعہ احسن البرکات مارہرہ شریف

مقیم حال: مدینۃ العلماء گھوسی، مئو

۶/ اگست ۲۰۲۰ء کو آن لائن کلاس میں قدوری شریف کا درس دے کر بیٹھا تھا کہ 10 بج کر 50 منٹ پر رفیق محترم تابش جیلانی کا دل دہلا دینے والا میسج موصول ہوا کہ نمونۂ سلف، خلیفۂ مفتی اعظم ہند، اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف رضوی صاحب قبلہ مالک حقیقی سے جا ملے۔ خبر پڑھتے ہی جسم لرز اٹھا، اور دل نے انکار کر دیا کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ میں نے فوراً استرجاع تو پڑھا مگر دل مطمئن نہ تھا اس لیے پوچھا کہ کیا یہ خبر درست ہے؟ جواب ملا کہ ہاں ناگپور سے ابھی فون آیا ہے۔ دل اب بھی مطمئن نہ ہوا، تو فوراً میں نے صدیق محترم مولانا راشد رضوی (نواسۂ مفتی مجیب اشرف صاحب) کو کال کیا کہ آپ کے نانا کے متعلق ایسی وحشت ناک خبر موصول ہو رہی ہے۔ وہ سنتے ہی سکتے میں آ گئے اور اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور یہ کہتے ہوئے فون رکھا کہ میں معلوم کرتا ہوں۔ دو منٹ بعد پھر میں نے کال کی تو انہوں نے بھی تصدیق کی۔ اور سنتے ہی میری آنکھوں کے سامنے ایک اندھیرا سا چھا گیا، دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

وصال پر ملال کی خبر جامعہ احسن البرکات کے اسٹاف گروپ میں شیئر کی، تو رفیق ملت سید نجیب حیدر نوری برکاتی ادام اللہ فیوضہ نے بھی فوراً استرجاع کیا اور فقیر کو کال کر کے خبر کی تصدیق چاہی، میں نے تصدیق کی تو حضور والا نے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا اور اہل سنت کا ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔

لمحوں میں دنیا کیا سے کیا ہو گئی۔ تصور میں ان کی یادوں کی ایک قطار لگ گئی، ذہن و فکر میں بس اسی جامع کمالات و صفات ذات کا عکس تھا، کچھ دیر تک میں یوں ہی گم سم بیٹھا رہا، پھر وقت پہ نظر گئی تو میری کلاس کا وقت ہو چکا تھا، طلبہ کو پڑھانے کے لیے زووم میٹنگ شروع بھی کیا مگر حواس باختہ تھے، دل غموں سے نڈھال تھا، ایک عجیب کیفیت سے دوچار تھا اس لیے تھوڑی دیر بعد میں نے طلبہ کو بتا دیا کہ فی الحال میں پڑھانے سے معذور ہوں ان شاء اللہ کل تدریس ہوگی۔

اس کے بعد عزیز دوست مولانا ابوذر امجدی کے ساتھ مولانا راشد کے گھر تعزیت کے لیے پہنچے، کچھ دیر وہاں گزار کر واپس گھر آ گئے۔ آدھا گھنٹے بعد موبائل دیکھا تو اتنی ہی دیر میں سوشل میڈیا کی فضا اپنے قائد و رہنما کے غم میں پوری طرح سوگوار ہو چکی تھی، ہر شخص رو رہا تھا، ہر طرف سے آہ و بکا کی آواز آ رہی تھی، آنسوؤں کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ چل پڑا تھا۔

شہر گھوسی مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا آبائی وطن تھا، گو کہ یہاں بہت کم وقت آپ نے گزارا ہے لیکن عقیدت کیشوں کی کمی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ۶/ اگست کو گھوسی کی فضا میں بھی سوگواری صاف نظر آ رہی تھی، انتقال کی خبر جب مساجد کے مائکوں سے ہوئی تو لوگوں کی آہیں نکل گئیں، ہر شخص ان سے وابستہ یادوں میں گم ہو گیا۔ علما کی محفلیں سونی پڑ گئیں، عوام نے اپنے سر سے ایک مشفق کا سایہ ختم ہوتے محسوس کیا۔ کئی مقامات پر قرآن خوانی کا اہتمام ہوا اور آپ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیا گیا۔

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا

آنکھ حیران ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا

میں بھی اپنی یادوں سے چند عقیدت کے پھول لے کر حاضر ہوں، مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے ہم وطن اور پڑوسی ہونے کا تقاضہ اور حق ہے کہ میں آپ کے ان حالات کو بیان کروں جو آپ کے وطن سے متعلق ہیں۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ جب بھی گھوسی تشریف لاتے تو لوگوں کی خواہش ہوتی کی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی جائے بالخصوص نماز جمعہ کی ادائیگی۔ اور لوگوں کی یہ خواہش پوری بھی ہوتی کہ جب بھی آپ رہتے تو اکثر جامع مسجد میں نماز عصر اور جمعہ کی امامت فرماتے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ میرے بچپن کے دنوں میں جب مفتی صاحب جمعہ کے لیے منبر پر جلوہ گر ہوتے تو بس ہم دیکھتے ہی رہ جاتے، بچپن کی لاشعوری کی وجہ سے شخص سے تو متعارف نہیں تھے مگر شخصیت کے خدوخال سے بہت متاثر تھے، بچپن کے اس سفید ریش بزرگ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہوئے فخر محسوس ہوتا تھا، نماز کے بعد دست بوسی کرتے تو بہت شفقت سے سر پہ ہاتھ پھیرتے جو ہمارے لیے ایک عظیم خوشی کا باعث ہوتا۔

امتداد زمانہ کے ساتھ جب شعور میں کچھ بیداری آئی تو معلوم ہوا کہ پورے عالم میں دمکتا یہ ماہتاب اسی مطلع علم و فن (مدینۃ العلماء) سے طلوع ہوا ہے۔ ان کا گھر خاندان بھی میرے پڑوس ہی میں ہے، اور ہم جیسے نکموں کو آپ کا جوار مل جانا یقیناً باعث شرف ہے۔

آپ کا کمال عجز وانکسار:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک باوقار شخصیت کے حامل تھے، ہمہ وقت سر پہ خوبصورت عمامہ، اور بدن پہ عمدہ جبہ اور ہاتھ میں عصا ہوتا تھا کہ دیکھنے والا دور ہی سے مؤدب ہوجاتا تھا کہ مفتی اعظم کا چہیتا، شارح بخاری کا لاڈلا پورے جاہ وجلال کے ساتھ آرہا ہے لیکن اس باوقار شخصیت کے اندر کمال کا عجز وانکسار بھی تھا، اہل گھوسی آپ کی خاکساری کے عینی شاہد وگواہ ہیں، فقیر نے خود بارہا اس کا مشاہدہ کیا۔

غالباً سن ۲۰۱۴ء میں (جس وقت میں جماعت سابعہ جامعہ امجدیہ گھوسی کا طالب علم تھا) آپ گھوسی تشریف لائے، تو آپ کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے آپ کے نواسے مولانا راشد نے ایک جلسے کا انعقاد کیا جس میں گھوسی کے علما، جامعہ امجدیہ و مدرسہ شمس العلوم کے اساتذہ موجود تھے۔ فقیر کو نظامت کی ذمہ داری سونپی گئی، آخری تقریر کے لیے میں نے حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ کو دعوت خطابت پیش کی۔ اور نظامت کے فرائض منصبی کو ادا کرتے ہوئے چند تعارفی کلمات بھی کہے (گو کہ آپ کی ذات محتاج تعارف نہ تھی) جس میں مَیں نے آپ کے لیے "باعث صد افتخارِ گھوسی" کا جملہ استعمال کیا جو آپ کی شخصیت کے لیے صد فیصد درست تھا۔ لیکن آپ کا عجز وانکسار دیکھیں کہ جب مائک پہ تشریف لائے تو خطبہ کے بعد تمہیدی کلمات فرماتے ہوئے گویا ہوئے کہ "اناؤنسر صاحب نے مجھے "باعث صد افتخارِ گھوسی" کہہ دیا۔ میں تو بس اس شہر علم وفن کا ایک ذرہ ہوں اور بس۔

اللہ اللہ! ایسی عاجزی وانکساری آج علما میں خال خال نظر آتی ہے، بلکہ آج تو مقررین کا یہ حال ہوگیا کہ جب تک انہیں علامہ فہامہ یہاں وہاں کا سیاح نہ بنایا جائے اور دیگر بڑے بڑے القابات نہ دیے جائیں تب تک تعریف ہی کیا ان کا تعارف بھی مکمل نہیں ہوتا۔ میرا خود ذاتی تجربہ ہے کہ کچھ مقررین مجھ سے اس لیے ناراض رہتے تھے کہ میں ان کے درجے اور مرتبے کے مطابق ان کا تعارف کراتا تھا، مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی سے ہم سب کو سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

عام لوگوں کے ساتھ انکساری سے ملنا:

یوں ہی اہل گھوسی کی آنکھیں ان واقعات کی بھی گواہ ہیں کہ جب آپ راستہ چلتے تو سلام میں پہل کرتے، بالخصوص طلبہ و علما سے۔ لوگ کوشش کرتے کہ حضرت سامنے سے آرہے ہیں کچھ اور نزدیک آئیں تو سلام عرض کریں لیکن حضرت دور ہی سے بلند آواز میں سلام کردیتے۔ اور عام لوگوں کے ساتھ بھی قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا تعلق بہت سادہ تھا، گھوسی کے بہت سے لوگ

معاش کے سلسلے میں ناگپور میں مقیم ہیں اور بہت سے لوگ کچھ عرصہ رہ کر واپس وطن آ گئے، بالخصوص ایسے لوگوں کو مفتی صاحب نام اور عرفیت کے ساتھ پہچانتے تھے۔

ہمارے محلے کے ایک صاحب کافی عرصہ ناگپور رہنے کے بعد گھوسی میں آ کر مستقل رہنے لگے، جو کام کاج میں کافی سست تھے اور کبھی کبھار شراب نوشی میں بھی مبتلا رہتے۔ ایک بار مفتی صاحب راستے سے گزر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ان صاحب پہ پڑی تو اپنی مادری (گھوسوی) زبان میں ان کا نام لے کر مخاطب ہوئے کہ " کا بے (فلاں) کا حال ہے؟ پیئ کے چھوڑے کہ ناہی؟" (یعنی خیریت پوچھی اور یہ کہ شراب پینا چھوڑے کہ نہیں)۔ اتنا سنتے ہی وہ شرم سے پانی پانی ہو گئے، لجاتے ہوئے آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ کیا اور وعدہ کیا کہ اب چھوڑ دوں گا ان شاء اللہ۔ مفتی صاحب نے کچھ پیسے ان کے سپرد کیے اور آگے بڑھ گئے۔

تھوڑی دور پہ کھڑے ہم لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران تھے کہ مفتی صاحب کی پوری زندگی وطن سے دور گزری ہے، اور وہ بھی ایک جگہ نہیں بلکہ ہر وقت تبلیغی سفر میں، کبھی یہاں کبھی وہاں۔ اس کے باوجود اپنے وطن کے لوگوں کو اچھی طرح سے یاد رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ جو لوگ ناگپور رہے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ وہاں مقیم اہل گھوسی کی سرپرستی کرتے ان کی پریشانیوں کو بھی دور کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے اور ان کی بہتر رہنمائی فرماتے اگر کبھی کوئی آپ کے دولت کدے پہ ملاقات یا کسی اور غرض سے پہنچ گیا تو اس کی خاطر تواضع کرتے۔ کبھی مالی ضرورت پڑی تو مالی تعاون بھی کیا حتیٰ کہ اگر کوئی بے گھر ملا تو اس کے لیے مکان کا بھی انتظام کیا۔

اہل وطن کے غم میں ضرور شریک ہوتے:

مفتی صاحب علیہ الرحمہ اگر گھوسی میں موجود ہوتے اور کسی کا انتقال ہوتا تو فوراً ان کے گھر پہنچ کر اہل خانہ سے تعزیت کرتے اور پھر جنازہ اور تدفین میں بھی شریک ہوتے بلکہ بعد نماز مغرب ''ماتم پرسی'' کی محفل میں بھی شرکت فرماتے۔ (گھوسی میں یہ ایک قدیم طریقہ چلا آیا ہے کہ جس کے گھر کسی کا انتقال ہوا تو جنازہ کے فوراً بعد "تسلّی" کی محفل ہوتی ہے جس میں کوئی عالم اہل خانہ کے کی تسلی کے لیے تعزیتی بیان دیتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں اور دعا ہوتی ہے۔ اور اسی دن بعد نماز مغرب فوت شدہ کے مکان پر لوگ برائے تعزیت حاضر ہوتے ہیں جسے مقامی زبان میں ''ماتم پرسی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس محفل میں بھی تعزیتی کلمات اور فاتحہ و ایصال ثواب ہوتا ہے)

اور اگر مفتی صاحب علیہ الرحمہ گھوسی میں نہ ہوتے تو جب بھی تشریف لاتے تو آپ کی غیر موجودگی میں جن کے گھر بھی کسی کا انتقال ہوا ہوتا، آپ ہر کسی کے گھر تشریف لے جاتے اور اظہار ہمدردی فرماتے اگرچہ انتقال کو کئی ماہ گزر چکے ہوں۔

رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی اور حسن سلوک:

جب بھی گھوسی تشریف لاتے تو تمام رشتہ داروں کے گھر الگ الگ دنوں میں ضرور تشریف لے جاتے، اور ساتھ میں کچھ تحفہ تحائف بھی پیش کرتے، اور اکثر اپنی استعمال کی ہوئی کوئی شے بطور تبرک رشتہ داروں کو عنایت کرتے۔ اور آپ کے رشتہ دار بھی آمد کی خبر پاتے ہی ملاقات کے لیے حاضر ہوتے۔ اس طرح کچھ تم قدم بڑھاؤ کچھ ہم قدم بڑھائیں کے اصول پر گامزن رہ کر رشتہ محبت خوب بہتر طریقے سے نبھا ہوا ہے۔

اور جب واپس ناگپور جاتے تو تمام اعزا و اقارب بوقت رخصت آپ کی خدمت میں آتے اور الوداع کہتے اور آپ سب سے فرداً فرداً سلام و مصافحہ کرتے اور دست شفقت سروں پہ پھیرتے جاتے۔ قریبی رشتہ داروں کے بیان کے مطابق آپ کی آخری رخصتی کے وقت اقارب کی آنکھوں سے خوب آنسو بہے، لوگوں کو کہیں نہ کہیں یہ احساس ضرور ہو چلا تھا کہ شاید یہ اپنے محسن سے آخری ملاقات ہے اور اپنے سرپرست کا آخری دیدار ہے۔ آپ نے بھی سب کو خوب دعاؤں سے نوازا اور ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ کا یہ حسن سلوک بھی اسلاف کے اخلاق و عادات کا مظہر ہے۔

آمنہ مسجد کا قیام:

گھوسی اگرچہ آپ کا وطن تھا لیکن دین کی خاطر آپ نے ہمیشہ کی غریب الوطنی اختیار فرمائی اور اپنے وطن میں مسافر کی طرح چند دنوں کے لیے تشریف لاتے۔ علامہ شفیق اعظمی علیہ الرحمہ کی ہمشیرہ نے اپنی ملکیت کی زمین مسجد کے لیے وقف کی، جس میں بنیاد پڑی اور کچھ کام ہوا اس کے بعد مالی بحران کے سبب کام رُک گیا، اور کئی سال تک یہ جمود و تعطل رہا، اسی اثنا میں قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی آمد ہوئی تو لوگوں نے آپ سے مسجد کے متعلق ذکر کیا اور کام نہ ہونے کی وجوہات بتائیں۔

چند دن گھوسی میں قیام کے بعد آپ واپس ناگپور گئے اور یہاں گھوسی میں حکم دیا کہ مسجد کا کام دوبارہ شروع کریں مکمل انتظام ہو چکا ہے۔ پھر کیا تھا، دوبارہ کام شروع ہوا اور آپ کی عنایتوں کے سایے پایۂ تکمیل تک پہنچا اور اور آج وہ مسجد علاقے کی شاندار اور خوبصورت مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔ ۳/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ (عرس امجدی کے اگلے دن) حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ نے نماز عصر کی امامت فرما کر مسجد کا افتتاح کیا اور نماز مغرب حضور محدث کبیر کے اصرار پر حضور اشرف الفقہاء نے پڑھائی۔

محدث کبیر اور اشرف الفقہاء کے تعلقات:

اہل گھوسی کے لیے دونوں بزرگ کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہیں، ان پر جتنا ناز کریں کم ہے۔ ہم نے دونوں بزرگوں کو

چند ہی محفلوں میں ساتھ دیکھا ہے جو ہمارے لیے یادگار ہیں۔ اور جب بھی دیکھا تو یہی دیکھا کہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کا خوب احترام کر رہے ہیں۔

آمنہ مسجد کے افتتاح کے موقع پر اراکین مسجد نے افتتاح کے بینر اور دعوت نامے شائع کرائے جس میں غلطی سے حضور محدث کبیر کا نام نہ دے سکے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے بینر اور دعوت نامہ دیکھتے ہی پوچھا کہ ''علامہ صاحب کا نام کہاں ہے؟'' لوگوں نے معذرت چاہی۔

فرمایا: کہ بینر جو چھپ گیا ہے اس کو چھُپا دو، علامہ صاحب کے نام کے بغیر کوئی بینر کہیں نہیں لگے گا۔ چنانچہ کئی ایک بینر جو چھپ چکے تھے لیکن حضرت کے حکم پر اس کو باہر نہیں نکالا گیا۔ اور آپ ہی کے حکم پر دعوت نامہ دوبارہ شائع ہوا اور افتتاحی تقریب کی سرپرستی میں حضور محدث کبیر کا نام لکھوایا اور بذات خود دعوت نامہ لے کر قادری منزل گئے اور حضور محدث کبیر کو پیش کیا، حضرت نے قبول فرمایا اور تقریب افتتاح میں تشریف لائے۔ اور عصر کی امامت کے لیے آپ نے قبلہ مفتی صاحب سے بہت اصرار کیا کہ آپ امامت فرمائیں لیکن مفتی صاحب نے یہ کہتے ہوئے آپ کو آگے بڑھایا کہ آپ بڑے ہیں آپ ہی کا حق ہے۔ نماز عصر کے بعد نماز مغرب سے کچھ پہلے تک حضور محدث کبیر کا خطاب ہوا اور نماز مغرب کے لیے حضور محدث کبیر نے مسکراتے ہوئے مفتی صاحب سے فرمایا کہ ''مفتی صاحب! اب حق آپ کا ہے، آیئے امامت کیجیے''۔ مفتی صاحب مسکراتے ہوئے خاموشی کے ساتھ مصلیٰ امامت پر تشریف لائے۔

اس دن ہم نے دونوں بزرگوں کا آپس میں ادب واحترام بہت قریب سے دیکھا جو ہمارے ذہن میں ہمیشہ ایک یادگار سبق کے طور پر محفوظ رہے گا۔ اللہ ہمیں دونوں بزرگوں کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ اس کے علاوہ گھوسی کے تمام علما سے آپ کے خوش گوار تعلقات تھے، آپ کے قیام گھوسی کے دوران علمائے گھوسی کی خوب علمی مجلسیں سجتی تھیں۔

آخری ملاقات:

۲/ جولائی کو مولانا راشد کی تقریب شادی میں آخری بار دست بوسی کا شرف حاصل ہوا، ضعف ونقاہت اس وقت بھی صاف ظاہر تھی، لیکن یہ کہاں خیال تھا کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اللہ رب العزت آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے مشن کا راہی بنائے۔ آمین

☆☆☆

حضرت اشرف الفقہاء کی کچھ یادیں اور بھیونڈی کا آخری سفر

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی
صدر مفتی نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ، بھیونڈی
شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا وتحقیق الجامعۃ الرضویہ، کلیان

سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ، شہر بھیونڈی کی ایک عالی شان اور مرکزی مسجد ہے جو کئی شعبوں پر مشتمل دینی وملی خدمات میں سرگرم عمل ہے، جس کے قابل ذکر شعبہ جات یہ ہیں:

[۱] نوری دارالافتاء [۲] شعبۂ تحقیق فی الفقہ [۳] سنی عربی رضوی مدرسۃ البنات (جہاں فضیلت تک کی تعلیم کا نظم ہے) [۴] سنی عربی مدرسہ (طفلی مکتب) [۵] مرکزی رویت ہلال کمیٹی بھیونڈی [۶] حج تربیتی کیمپ، [۷] شعبۂ نشر واشاعت [۸] درسِ فقہ بعد نماز ظہر [۹] درسِ تصوف بعد نماز عصر [۱۰] سلسلہ ایوارڈ [۱۱] تجہیز وتدفین سینٹر۔

اس مسجد میں نوری دارالافتاء کے قیام کو تقریباً ۱۰ ر سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا اور پچھلے پانچ سالوں سے شعبۂ تحقیق فی الفقہ کا قیام بھی عمل آیا ہے جس کے تحت اب تک کئی علما وفضلا فقہ وافتا کی تربیت حاصل کر کے ملک کے مختلف حصوں میں دین و سنت کی خدمات میں مصروف ہیں۔

ادھر کئی سالوں سے مسجد کے اراکین وذمے داران نے یہ طے کیا ہے کہ ملک کے طول وعرض میں دین ومسلک کی بے لوث خدمات انجام دینے والی علمی شخصیتوں کو ان کی دینی وملی خدمات کے اعتراف واعزاز میں انھیں سپاس نامہ اور ایوارڈ پیش کیا جائے۔ چناں چہ ۲۰۲۰ء کو یہ قرعۂ فال ان دو عظیم المرتبت شخصیتوں کے نام نکلا:

(۱) مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ

(۲) قاضی مہاراشٹر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اشرف رضا قادری مصباحی مدظلہ العالی

مورخہ ۲۸ فروری ۲۰۲۰ء کو نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی کا دوسرا سالانہ جلسہ دستار فقہ وافتا کے لیے سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ ٹرسٹ (مولانا یوسف رضا قادری، شمیم رضا مومن، نسیم رضا مومن، پرویز مومن، شکیل ٹرنر، حاجی عبدالرحیم) نے خصوصی خطیب کی حیثیت سے مفتی اعظم مہاراشٹر اشرف الفقہاء حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کا انتخاب کیا، برادر گرامی قدر مولانا محمد عسجد رضا مصباحی پورنوی کی شفارش اور دیرینہ کرم فرما ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء

برادر گرامی وقار حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی (نوساری) کی وساطت سے حضرت کی خدمت میں شرکت کی دعوت پیش کی گئی۔ زہے نصیب حضور اشرف الفقہاء نے دعوت قبول فرمالی۔ آپ وقت موعود پر تشریف لائے اور شعبۂ تحقیق کے طلبہ (۱) مولانا اظہار احمد علیمی کٹیہار (۲) مولانا شمیم اختر احمدی کشن گنج (۳) مولانا محمد عاصم مدنی بڑودہ (۴) مولانا طلحہ حسین ثقافی پورنیہ (۵) مولانا وجہ القمر فیضی کشن گنج (۶) مولانا مبارک حسین نعمانی کشمیر (۷) مولانا اقدس رضا دیناج پور (۸) مولانا شمیم اختر کشن گنج (۹) مولانا اعظم رضا مدھوبنی [مؤخر الذکر تین علما دو سال قبل تربیت حاصل کر چکے تھے انہیں حضرت کے ہاتھوں سند دی گئی] کے سروں پر آپ کے مقدس ہاتھوں فقہ وافتا کی دستار رکھی گئی۔

امام احمد رضا ایوارڈ:

اسی حسین و پُر بہار موقعے پر تقریباً ایک سو سے زائد علماے کرام (خصوصاً قاضی شرع ممبئی مفتی محمود اختر القادری، مجاہد سنیت مولانا یوسف رضا قادری، حضرت سید شاہ محمد جمیل صاحب جالنہ، الحاج سعید نوری بانی و سربراہ رضا اکیڈمی ممبئی، مفتی عبدالولی سبحانی شیخ الحدیث دارالعلوم اصلاح المسلمین کلیان، مفتی شمس الدین مصباحی بھیونڈی، مولانا احمد رضا احمد پرنسپل جامعہ رضویہ کلیان، مفتی یحییٰ رضا مصباحی ممبئی، مفتی تفویض عالم شیخ الحدیث وصدر مفتی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم پھول گلی ممبئی، مفتی محمد شرافت حسین رضوی نورالاسلام اردو ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج گونڈی، مفتی مشتاق احمد اویسی امجدی ناسک، مفتی محمد ارشد فیضی صدر المدرسین دارالعلوم امجدیہ بھیونڈی، مولانا مسعود رضا قادری بانی جامعہ رضویہ کلیان، مولانا جہاں گیر اشرف ناظم اعلی جامعہ رضویہ کلیان، تلمیذ حافظ ملت مولانا مقصود عالم رضوی، ڈاکٹر رئیس احمد مالیگاؤں، مولانا عظمت اللہ مصباحی، مولانا غلام غوث اکمل گیاوی، مفتی کلیم اللہ شمسی، مفتی محمد اعظم رضا مصباحی وڈالا ممبئی، مولانا سید اسلم ہاشمی چشتی، مولانا ابوطلحہ واسطی، مولانا اختر علی واجد القادری میرا روڈ، مفتی محمد عمر اشرفی، حافظ اکرم اشرفی، مولانا غلام مصطفیٰ امجدی، حافظ شمشیر احمد رضوی امام وخطیب سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی، قاری مذکر حسین جامعی بانی دارالعلوم چشتیہ برکات رضا نیو ممبئی وغیرہم کی موجودگی اور دینی و دنیاوی علوم سے شغف رکھنے والے شہر کے معروف عصری استاذ ومبلغ جناب محمد سر کی نظامت میں سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ کے زیر اہتمام حضرت اشرف الفقہاء کی خدمت عالی وقار میں **''امام احمد رضا ایوارڈ''** اور **''سپاس نامہ''** پیش کیا گیا۔ حضرت نے قبول فرما کر دعاؤں سے نوازا اور ایوارڈ اور سپاس نامہ کو بے حد پسند بھی فرمایا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب بعض احباب نے عرض کی کہ حضور ایوارڈ ساتھ لے جانے میں آپ کو تکلیف ہوگی، ہم لوگ خود کسی موقعے پر آپ کی بارگاہ میں پہنچا دیں گے، تو اس پر آپ نے برجستہ فرمایا کہ اتنا خوب صورت ایوارڈ میں خود لے جاؤں گا۔ **فالحمد للہ علی ذلک**۔ یقیناً یہ جملہ اہل بھیونڈی کے لیے بڑے فخر واعزاز کی بات ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناشکری ہوگی کہ امام احمد رضا ایوارڈ سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ کی طرف سے ضرور دیا گیا مگر اس کے پیش کنندگان، حضرت اشرف الفقہاء کے بڑے معتقد اور شہر بھیونڈی کے معروف طبیب عالی جناب میزبان تاج الشریعہ جناب

ڈاکٹر مصدق برڈی اور شہر مالیگاؤں کے معروف دینی خدمت گزار میزبان تاج الشریعہ عالی جناب ڈاکٹر رئیس رضوی تھے۔

سپاس نامہ:

سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ کے ذمے داران کا معمول رہا کہ اس موقع پر ایک سپاس نامہ بھی پیش کیا جاتا ہے، حسب معمول حضرت اشرف الفقہاء اور قاضی مہاراشٹر کی خدمات میں بھی سپاس نامے پیش کیے گئے۔ سپاس نامہ سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ ٹرسٹ کی جانب سے پیش کیا گیا تھا مگر حضرت اشرف الفقہا کے سپاس نامہ کا مضمون حضرت کے بڑے معتقد و معتمد ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی صاحب مالیگاؤں نے تیار کیا تھا۔

سپاس نامہ کا مضمون مجھے خود لکھنا تھا، مواد کی فراہمی کے لیے ایک موقع پر میں نے مولانا وقار عزیزی سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی صاحب مالیگاؤں نے حضرت کی حیات پر کچھ لکھا ہے، آپ ان سے رابطہ کرلیں، فقیر نے ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کیا، حسب گزارش سپاس نامہ کا مواد نہیں بلکہ سپاس نامہ کا مکمل مضمون ہی انھوں نے تیار شدہ عنایت فرمایا، سپاس نامہ کا مضمون مناسب اور عمدہ تھا اس لیے کسی قسم کے حذف و اضافہ کے ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور بغیر کسی ترمیم کے حضرت کی خدمت میں پیش کردیا گیا۔ سپاس نامہ میں چوں کہ محرر کا نام نہیں تھا اس لیے کسی کو یہ اندازہ نہ ہوسکا کہ مضمون کا اصل محرر کون ہیں؟ مگر ڈاکٹر مشاہدؔ صاحب سے ایک ملاقات کے دوران حضرت اشرف الفقہا نے خود فرمایا:

''بھیونڈی والوں نے بہت اچھا اور خوب صورت سپاس نامہ پیش کیا ہے، مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ یہ حسین بھائی آپ کا لکھا ہوا ہے۔''

اسے حضرت کی کرامت کہیں یا پھر ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی کے اسلوب نگارش سے حضرت کی حد درجہ واقفیت کہ آپ نے سپاس نامہ کے اسلوب نگارش سے یہ اندازہ لگا لیا کہ یہ تحریر کس کی ہوسکتی ہے، یا پھر تائید غیبی سے آپ کو اس کا علم ہوگیا تھا۔ بہر حال حضرت اشرف الفقہاء کے جملہ (''بھیونڈی والوں نے بہت اچھا اور خوب صورت سپاس نامہ پیش کیا ہے) کا سہرا ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی صاحب مالیگاؤں کے سر جاتا ہے۔

بھیونڈی میں حضرت اشرف الفقہاء کا قیام:

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مولانا وقار احمد عزیزی زید حبہٗ کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت اشرف الفقہا علیہ الرحمہ تقریباً ۱۹۸۴ء یا ۸۵ میں پہلی بار مولانا وقار عزیزی کی دعوت پر بھیونڈی تشریف لائے اور عزیزی صاحب ہی کے گھر پر قیام پذیر ہوئے، پھر اس کے بعد جب بھی حضرت اشرف الفقہاء بھیونڈی تشریف لاتے انھی کے گھر قیام فرماتے، مرحوم سید شان علی انجینئر، سید نور علی، حبیب عبد الخالق مومن، سروش عبد الرحمٰن کونگلے، مقصود عالم اسرائیل انصاری، ایڈوکیٹ مختار احمد مومن یہ حضرات حضرت اشرف الفقہاء سے نیاز مندانہ رشتے رکھتے تھے۔ حضرت جب بھی تشریف لاتے یہ حضرات چشم براہ رہتے، ادھر تقریباً پندرہ سالوں

سے حضور تاج الشریعہ کے مرید عالی جناب دانیال بہاء الدین کے دولت کدہ پر قیام فرماتے تھے، یوں تو میری ملاقات حضرت سے پہلے بار ہا ہوئی، مگر میرے بھیونڈی آنے کے بعد پہلی مرتبہ مجاہد سنیت کی معیت میں دانیال صاحب ہی کے دولت کدہ پر ہوئی۔ اس بار بھی حضرت کی جب آمد ہوئی تو حسب معمول دانیال بہاء الدین کے گھر ہی قیام ہوا، عشائیہ کی تقریب حضرت کے بڑے معتقد جناب انجم عبدالحفیظ انجینئر ملت نگر کے گھر ہوئی، انجم بھائی اپنی فور ویلر سے اپنے گھر لے گئے پھر وہیں سے حضرت کو سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ لے آئے جہاں حضرت کا خطاب ہونا تھا اور حضرت کے ہاتھوں دستار بندی کا پروگرام تھا۔ کسی کو کیا پتہ تھا کہ اس کے بعد بھیونڈی کی سرزمین اس عظیم علمی و روحانی شخصیت سے محروم ہو جائے گی۔ ورنہ ضرور مزید اکتسابِ فیض کے مواقع نکالے جاتے۔

حضرت اشرف الفقہاء کی راقم السطور پر عنایتیں:

یوں تو جب بھی حضرت سے ملاقات ہوتی، دعاؤں سے نوازتے رہتے مگر اس بار (بموقع جشن دستار فقہ و افتا) کی عنایتوں کا کچھ اور ہی سماں تھا۔ ہوا یہ کہ پروگرام کے اخیر میں جب صلاۃ و سلام پڑھا جا رہا تھا۔ اب دعا کا وقت تھا کہ اچانک آپ نے فرمایا:

تمام حضرات پانچ منٹ کے لیے اپنی اپنی جگہ پہ رک جائیں، پھر فرمایا:

''حضور مفتی اعظم ہند نے مجھے علم حدیث اور فقہ کی تین واسطوں سے اجازت دی ہیں، آج اس کی اجازت میں اپنے عزیز و معتمد مولانا مفتی مبشر رضا کو دیتا ہوں اور سلسلۂ عالیہ قادری رضویہ کی جو اجازت و خلافت سیدی و مرشدی سرکار مفتی اعظم ہند نے مجھے عطا کی ہیں، میں اس کی بھی اجازت و خلافت مولانا مفتی مبشر رضا کو دیتا ہوں۔'' پھر کیا تھا کہ پورا مجمع نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت سے گونج اٹھا۔

میرے لیے سعادت مندی و فیروز بختی رہی کہ جلسہ کے اخیر میں راقم کو سلسلۂ حدیث، سلسلۂ فقہ اور دیگر سلاسل کی اجازت و خلافت کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا۔ میں اس پر جتنا ناز کروں کم ہے۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں یہ معمول ہے کہ دستار بندی کے موقعے پر دستار کے طلبہ اپنے اپنے کمروں میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کرتے ہیں، ہماری اور برادر گرامی قدر مولانا محمد عسجد رضا مصباحی کی دستار فضیلت یکم جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ مطابق یکم ستمبر ۲۰۰۰ء بروز جمعہ ہوئی تو ہم لوگوں نے بھی دستار فضیلت کے بعد اپنے کمرے میں محفل کا انعقاد کیا۔ ہماری خوش قسمتی رہی کہ اس پروگرام کے صدر محفل حضرت اشرف الفقہاء تھے اور حضرت کے سمدھی اور ہمارے محسن و مشفق ڈاکٹر شکیل اعظمی مصباحی، حضرت کے مرکوز نظر برادر مکرم مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی شریکِ محفل تھے۔

حضرت اشرف الفقہاء نے اپنے مخصوص لب و لہجہ میں پروگرام کے اختتام میں خوب خوب دعائیں کیں اور جاتے جاتے اخیر میں فرمایا کہ خوب پھولیں پھلیں اور دین کی خدمت کریں، انھیں دعاؤں کا ثمرہ تھا کہ دین کی خدمت کا ذوق پیدا ہوا اور کسی

لائق بنا۔

حضور اشرف الفقہاء کا شمار ہمارے زمانے کے اکابر علما وفقہا میں ہوتا ہے، آپ کو جن عبقری شخصیتوں سے شرف تلمذ حاصل تھا، ان میں فقیہ اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، شیخ العلما مولانا مفتی غلام جیلانی، صدر العلماء مولانا مفتی ثناء اللہ امجدی اعظمی اور شیخ المعقولات حضرت مولانا معین الدین خان نور اللہ مرقدہم کے اسماے مبارکہ سرفہرست ہیں۔

آپ نے مذکورہ اساتذہ کرام میں سے سب سے زیادہ کتابیں حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ سے پڑھیں، حضور شارح بخاری کے تلامذہ ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں لیکن جملہ تلامذہ میں حضور اشرف الفقہاء کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ نے از اول تا آخر حضرت شارح بخاری سے درس لیا۔ حضرت جہاں جہاں تدریس کے لیے تشریف لے جاتے آپ وہاں وہاں حضرت کے ہمرکاب ہوجاتے اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے، اسی لیے اکثر حضور اشرف الفقہاء ارشاد فرماتے تھے: ''حضور شارح بخاری میرے استاذ کل ہیں''۔

حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کو بھی اپنے اس ہونہار شاگرد اور تلمیذ رشید (مفتی مجیب اشرف) پر بے حد ناز تھا جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب عرس قاسمی میں شرکت کی غرض سے مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے۔ بعد نماز مغرب صاحب سجادہ حضور احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کے لیے مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہاں پہلے سے شارح بخاری مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے، حضرت کو دیکھ شارح بخاری علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اور سرکار احسن العلما سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

حضور! یہ مجیب اشرف حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی صاحب اور رئیس الاذکیاء مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی کے بھانجے ہیں اور میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال کیا کہ شریف الحق کیا لایا ہے؟ (یہ کہہ کر حضرت رونے لگے اور بھرائی آواز میں فرمایا) تو عرض کردوں گا مجیب اشرف کو لایا ہوں۔ یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلماء علیہ الرحمہ کی آنکھیں نم ناک ہوگئیں، حضور احسن العلماء نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔ (اہل سنت کی آواز، مارہرہ شریف، شمارہ خلفاے خاندانِ برکات)

آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور اسی بارگاہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے نوازے گئے تھے، زندگی بھر اپنے مرشد اجازت اور ان کے والد ماجد امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ سے محبت کا دم بھرتے رہے، اور انہی کے نام کا گن گاتے رہے۔

آپ علم و عمل، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، اخلاص و للّٰہیت، اخلاق و کردار میں نمونہ اسلاف تھے، درس و تدریس، تحریر

وتقریر، بحث ومناظرہ اور دیگر علوم وفنون پر مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ کی فقہی حذاقت ومہارت کے پیش نظر آپ پورے صوبۂ مہاراشٹر کے لیے قاضی ومفتی کے منصب جلیل پر فائز تھے اسی لیے آپ کے القاب میں ایک عظیم لقب مفتی اعظم مہاراشٹر بھی ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو حسن اخلاق وکردار، حسن سیرت وشخصیت کے ساتھ حسن آواز کی دولت لازوال سے بھی مالا مال فرمایا ہے، آپ کی زبان نہایت شیریں اور لب ولہجہ بڑا آسان تھا جس سے سماج کے ہر قسم کے لوگ مستفید ہوتے اور جب بھی کوئی شخص پہلی بار ملاقات کرتا تو پہلی ملاقات ہی میں وہ آپ کی شیریں کلامی سے متاثر ہوکر آپ کا گرویدہ وعاشق بن جاتا۔ غرض کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ آپ کو متعدد خوبیوں اور مختلف کمالات سے نوازا تھا۔

آپ نے درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے ساتھ کثیر تبلیغی دورے بھی فرمائے، آپ کے تبلیغی دورے ملک عزیز بھارت کے علاوہ بیرون ممالک میں ہوتے تھے جہاں ہزاروں عاشقان مصطفیٰ کو دین وسنت کا درس دے کر عشق رسالت کا جام پلاتے اور انھیں سنیوں کے سچے عقیدہ پر مستحکم فرماتے۔ آپ علوم ظاہر کے ساتھ باطنی علوم کے اسرار ورموز سے بھی کما حقہٗ واقف تھے۔ چناں چہ جہاں کہیں جاتے اپنے محبین اور معتقدین کو ظاہر کے ساتھ باطن کی اصلاح بھی فرماتے، خشیت الٰہی کا درس دیتے اور محبت خدا اور رسول میں زندگی گذارنے کی سخت تاکید کرتے۔

حضرت اشرف الفقہاء کی نظر میں علما کی قدر منزلت:

حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اہل علم کی کافی قدر کرتے تھے، علما جب بھی ملنے آتے قریب بٹھاتے اور اپنے بستر پر بٹھاتے، اگر کوئی نیچے بیٹھنے کی کوشش کرتا تو آپ اصرار کر کے اپنے پاس پلنگ پر بٹھاتے یہ تھا حضرت کا علما کے تئیں سلوک۔ ۲۸ر فروری کو حضرت اشرف الفقہاء جب دانیال بہاء الدین کے دولت خانہ میں تشریف لائے تو حافظ وقاری شمشیر احمد رضوی امام سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ کے ہمراہ ملاقات کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت ایک صاحب نے میرے ہاتھ ایک اشتہار دینا چاہا یہ کہتے ہوئے کہ اس کو کوٹر گیٹ مسجد میں لگوادیں۔ یہ اشتہار کوئی عام اشتہار نہیں تھا بلکہ حضرت کے مدرسے کے سالانہ جلسے کا اشتہار تھا جو حضرت خود ساتھ لائے تھے۔ جوں ہی حضرت کے کانوں تک یہ آواز پہنچی تو فوراً فرمایا کہ: آپ جس کے ذمے یہ کام سپرد کررہے ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون ہیں؟ یہ عالم دین ہیں، عالم دین کی قدر کیجیے، عالم دین کی قدر ہی سے دین ودنیا کی بھلائی ہے۔

علم وعمل کا یہ کوہ ہمالہ ۶ر اگست ۲۰۲۰ء مطابق ۱۵ر ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ کو ہزاروں مریدین ومتوسلین کو روتا بلکتا چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا اور اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یقیناً آپ کا وصال ملت اسلامیہ کے لیے ایک لمحہ فکریہ اور عظیم خسارہ ہے، مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

☆☆☆

حضور اشرف الفقہاء کے ساتھ ایک یادگار سفر

سید آصف اقبال رضوی مصباحی
جامعۃ البنات الصالحات، خطیب و امام کاغذی پورہ کھتڑا مسجد، ناسک

آج سے ۲۲ر سال قبل ۲ر ۳ر ۴ر اکتوبر ۱۹۹۸ء مطابق ۱۰۔۱۱، ۱۲ر جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ ناسک (مہاراشٹر) میں تین روزہ پروگرام کے لیے مفتی اعظم مہاراشٹر، اشرف الفقہاء، صدالمناظرین، شارح کلام رضا، پیر طریقت حضرت الحاج مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان۔ خلیفۂ سرکار مفتی اعظم ہند کی تاریخ ملی تھی، لیکن بخدا تاریخ دینے سے پہلے نہ کوئی بھاؤ تاؤ ہوا نہ کوئی پیشگی کرائے کا تقاضہ، بس فون کیا گیا اور حضرت کے خادم خاص، فرزند روحانی، محبوب العلما حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قبلہ نے کچھ دیر بعد یہ تاریخیں عنایت فرمائی۔

خدا خدا کر کے آخر ۲ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کی صبح نمودار ہوئی، سیواگرام ایکسپریس سے صبح سویرے حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ ناسک روڈ ریلوے اسٹیشن پر قدم رنجہ فرمانے والے تھے، بہت سارے عشاق و محبین کی بھیڑ تھی سبھی مشتاق دید تھے وفور جذبات سے ہر کوئی پر جوش نظر آرہا تھا، ہاتھوں میں پھول ہار لیے حضرت کے انتظار میں ہر کوئی بے تاب تھا اسی ماحول میں سیواگرام ایکسپریس آکر پلیٹ فارم پر رکی۔ ایک ایک کر کے مسافر اترتے رہے اور بالآخر بدلیوں کے بیچ سے ظاہر ہونے والے چاند کی طرح حضرت کا ہنستا، مسکراتا، شگفتہ، نورانی چہرہ ٹرین کے دروازے پر رونما ہوا، اس چہرے کی ایک جھلک پاتے ہی مشتاقان دید کی گویا عید ہوگئی، پلیٹ فارم فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا، گل پوشی و دست بوسی کا سلسلہ چل پڑا بعدہ ریلوے اسٹیشن سے نکل کر کار میں بیٹھ کر ناسک کے لیے قیام گاہ کی طرف حضرت روانہ ہوئے اسی کار میں میں بھی پچھلی سیٹ پر احباب کے ساتھ تھا، حضرت نے سبھی کے حال احوال دریافت فرمائے اور پھر سب سے پہلی بات جو ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ (راقم الحروف سید آصف اقبال رضوی مصباحی کے وطن مالوف) دونڈائچہ ضلع دھولیہ مہاراشٹر میں سنیوں کے درمیان آپسی رنجش کافی بڑھ گئی ہے ان میں صلح و صفائی اور فیصلہ کرنے کے لیے آج رات پروگرام ختم ہوتے ہی دونڈائچہ روانہ ہونا ہے کل ۳ر اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز اتوار صبح ۱۰ر بجے وہاں شرعی عدالت قائم ہوگی جس میں فریقین کے درمیان فیصلہ کرنا ہے اور فوراً ناسک واپس آکر رات کا پروگرام بھی کرنا ہے، اس لیے (مجھے مخاطب کر کے فرمایا) آپ ایک کار کرایہ سے لے لیں تا کہ آج پروگرام کے فوراً بعد روانگی ہو سکے۔

ابھی ابھی تو حضرت ٹرین سے ایک لمبا سفر کر کے اترے ہی تھے اور قیام گاہ پہنچے بھی نہیں تھے لیکن خدمت دین متین

کا جذبہ تو دیکھو اس وقت حضرت کی عمر شریف ۶۳ رسال تھی ضعیف العمری کے تمام آثار بکمال موجود ہونے کے باوجود دین و سنیت، مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کا جذبہ اپنے شباب پر تھا۔

حسب ارشاد اس دور کے لحاظ سے ہمیں ایک ٹریکس جیب میسر آئی، حضرت کے ساتھ راقم الحروف اور حاجی ارشاد قادری، عبدالرزاق کوکنی، حاجی عبدالمبین کھوت، حاجی فاروق تنبولی، اعجاز مکرانی اتنے کچھ احباب روانہ ہوئے۔ ۲۱۰ رکلومیٹر کا سفر رات ۱۲ ربجے شروع ہوا اور صبح قریب ۸ ربجے ختم ہوا، راستے میں دو جگہ گاڑی پنچر ہوئی، جیسے تیسے گاؤں سے قریب پہنچے تو حضرت نے فرمایا میں کسی کے گھر میں نہیں ٹھہروں گا، نا کسی کے یہاں ناشتہ یا کھانا کھاؤں گا، اس لیے کہ وہاں مجھے فیصلہ کرنے جانا ہے اور شرعاً فریقین میں سے کسی کے یہاں مجھے رکنا، کھانا، پینا منع ہے'' حضور والا کا یہ کمال احتیاط دیکھ کر ہر کوئی بہت متاثر ہوا مگر میں پریشان ہو گیا کہ آخر حضرت کو گاؤں میں کس کے یہاں ٹھہرایا جائے، میں اپنی اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ حضرت نے خود ہی میری مشکل کشائی کرتے ہوئے فرمایا'' میں مسجد میں یا کسی مکتب و مدرسہ میں ٹھہروں گا'' اور پھر کچھ ہی دیر میں ہم جامع مسجد پہنچ گئے حضرت بڑی تیزی سے اترے اور مسجد کے بازو میں جو مکتب و مدرسہ عربیہ حنفیہ سنیہ کی عمارت ہے اس میں جا کر بیٹھ گئے۔ ہم پریشان تھے کہ وہاں نہ کوئی وضو خانہ ہے اور نا ہی دیگر کوئی انتظام! اب کیا ہوگا؟؟؟

حضرت بھی رات بھر کے جاگے ہوئے اور سبھی تکان سے چور چور تھے، چائے ناشتہ کچھ بھی نہیں ہوا تھا!!! مگر ماشاء اللہ حضرت کے چہرے پر نہ تکان کے آثار تھے نہ کوئی بے چینی!!! آنے والے آتے جا رہے تھے اور حضرت کی دست بوسی کرتے جا رہے تھے کہ حاجی عبدالرزاق قریشی صاحب آئے اور انہوں نے حضرت کو اپنے گھر چلنے کی دعوت پیش کی مگر حضرت نے انکار کر دیا ساتھ ہی مسئلہ بتا دیا کہ'' میں فریقین میں سے کسی کے یہاں نہیں رک سکتا'' تو حاجی صاحب نے عرض کیا'' حضور! میں دونوں پارٹی میں سے کسی میں نہیں ہوں، میرا اس معاملہ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔'' ہر طرح سے اطمینان کرنے کے بعد حضرت حاجی صاحب کے یہاں تشریف لے گئے جہاں ہر طرح کا انتظام تھا۔

پھر گھنٹے بھر بعد ہی غوثیہ مسجد، غوثیہ نگر، دونڈائچہ میں شرعی عدالت کی نشست قائم ہوئی جہاں صدر اجلاس کے طور پر پہلے ہی سے بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، مناظر اہل سنت، پیر طریقت خلیفہ سرکار مفتی اعظم ہند و محدث اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ مدظلہ العالی موجود تھے، مفتیان کرام کی ایک نورانی جماعت بھی جلوہ گر تھی جس میں قاضی اہل سنت، حضرت مفتی واجد علی یار علوی صاحب قبلہ (مالیگاؤں) حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ مصباحی بھی موجود تھے، مفتیان کرام کے اس فیصل بورڈ کے صدر اعلیٰ کی حیثیت سے حضور اشرف الفقہاء جلوہ بار ہوئے۔

شرعی عدالت کی کارروائی شروع کرتے ہوئے اشرف الفقہاء نے پہلے عوام سے بالخصوص فریقین سے شرعی بورڈ کے فیصلے

پر بالکلیہ رضامندی کی ضمانت لی اور فریقین میں سے ہر ایک کی بات پورے اطمینان وسکون سے سن کر، مفتیان کرام سے رائے مشورہ کر کے حتمی فیصلے صادر فرمائے۔ راقم الحروف نے جو حضرت کے قریب ہی تھا اور صادر ہونے والے احکامات قلم بند کرنے پر مامور تھا وہ تمام فیصلے تحریر کیے، بالآخر تمام مفتیانِ کرام کی دستخط کے بعد وہ فیصلہ سنایا گیا۔

ان بزرگوں کا حد درجہ احتیاط کے ساتھ حرف بحرف حق بجانب فیصلہ؛ فریقین نے خوشی خوشی بسر و چشم قبول بھی کیا، صرف ایک شخص نے جو کہ فریقین میں سے نہ تھا اپنی عقل مندی بگھارتے ہوئے کچھ باتیں کہیں جو فریقین میں انتشار کا سبب بن سکتی تھیں۔ اس پر میں نے دیکھا کہ بلا لومۃ لائم بڑے ہی جرأت مندانہ انداز کے ساتھ حضرت نے اس شخص کو کڑے لہجے میں ڈانٹ پلائی، اور وہ پہلا موقع تھا جب اشرف الفقہاء کو سراپا جلال پیکر میں، میں نے دیکھا، آپ نے وہ فیصلے کا کاغذ میرے ہاتھ سے لے کر پھاڑ دیا اور مجلس سے اٹھ کر چل دیئے، حضرت کے تو یہ تیور تھے، ادھر حضور مناظر اسلام مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ بھی سراپا غیض وغضب بنے اپنے مریدین کو سخت وسست سنا رہے تھے۔ ایک لمحہ میں مجلس کا نقشہ کیا سے کیا ہو گیا۔ حضرت وہاں سے سیدھے جامع مسجد کے مدرسہ میں آکر بیٹھ گئے جہاں فریقین اور گاؤں کے سربرآوردہ لوگ، جامع مسجد کے سابق امام حضرت مولانا محمد رضا حبیبی صاحب علیہ الرحمہ روتے ہوئے حاضر بارگاہ ہوئے، یہ سبھی حضرات حضور اشرف الفقہاء کے قدموں میں گر کر، رو رو کر، پیر پکڑ پکڑ کر عہد کر رہے تھے کہ حضور اب آگے ہم آپس میں کوئی اختلاف نہیں کریں گے، مل جل کر رہیں گے، اتحاد و اتفاق کے ساتھ کام کریں گے، ہمیں شرعی بورڈ کے سارے فیصلے منظور ہیں، اب ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں، اب آپ کو ہماری کوئی شکایت نہیں سنائی دے گی۔

بخدا وہ منظر ہی کچھ ایسا تھا کہ بھلائے نہیں بھلایا جاتا، گاؤں کا ہر ہر فرد رو رہا تھا اور حضرت کا جلال اب بھی قائم تھا۔ بڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا ''ٹھیک ہے میں نے معاف کیا مگر میں تم سے خوش نہیں ہوں، میرا دل ناراض ہے، میں اس وقت خوش ہوؤں گا جب کہ تم مل جل کر کام کرو گے اور غوثیہ مسجد کا کام آناً فاناً پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ گے، دونڈائچہ کے آس پاس جہاں کہیں پروگرام ہوگا اور میرا گذر یہاں سے ہوا تو میں خود آکر دیکھوں گا، کام آگے بڑھا ہوا دکھائی دیا تو ٹھیک، ورنہ میں تم لوگوں سے ہرگز راضی نہیں رہوں گا اور آئندہ کبھی تمہارے گاؤں قدم نہ رکھوں گا۔''

اللہ اللہ!!! الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا جیتا جاگتا منظر ہم اپنی جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، ان کا ناراض ہونا بھی اللہ واسطے تھا اور راضی ہونا بھی اللہ واسطے تھا، اپنے نفس کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔

وہ دن ہے اور آج کی گھڑی جامع مسجد اور غوثیہ مسجد کے اراکین میں پھر کوئی اختلاف ہوا ہی نہیں اور اگر تھوڑا بہت ہوا بھی تو آپس میں ہی پیار محبت سے حل کر لیا گیا ہے۔ آج غوثیہ مسجد ماشاء اللہ بڑی خوب صورت اور عالیشان بن کر دعوت نظارہ دے

رہی ہے۔ بلکہ حضرت کا پروگرام شہادہ یا نندوربار آس پاس کہیں ہوا تو ایک دوبار حضرت دونڈائچہ سے گذرتے ہوئے نماز کی ادائیگی کے بہانے اچانک بغیر کسی پیشگی اطلاع کے جامع مسجد پہنچے بھی، اور وہاں کے حالات، مسجد کی تعمیر وغیرہ کا جائزہ بھی لیا اور کام ترقی پذیر دیکھ کر اپنی خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔

دوپہر کا کھانا ہوا پھر ناسک کے لیے واپسی کا سفر شروع ہوا، سبھی شرکاے سفر تکان سے نڈھال تھے، مگر حضرت کی شگفتہ روئی میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا، میں نے شہر ناسک کے لیے زبدۃ التوقیت، ظہور الاوقات اور دیگر کتب سے بڑی عرق ریزی اور محنت کے بعد دائمی تقویم صوم وصلوٰۃ ترتیب دیا تھا، اس کا ایک مسودہ ساتھ رکھ لیا تھا، تاکہ حضرت سے چیک کروا کر تصدیق لوں۔ اس کو ناسک سے دونڈائچہ، دونڈائچہ سے ناسک آنے جانے کے درمیان کئی گھنٹے حضرت نے الگ الگ جگہ سے چیک کیا، کئی مقامات پر مجھ سے پوچھ گچھ فرمائی، گویا میرا امتحان بھی ہوگیا، بالآخر پروگرام کے آخری دن اس دائمی تقویم کے لیے اپنی تائید وتصدیق کی تحریر بھی عنایت فرمائی جس میں حقیر فقیر کو گراں قدر دعاؤں سے نوازا، وہ تصدیق نامہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولانا المحترم ذوالمجد والکرم جناب سید آصف اقبال صاحب زید مجدہٗ واقبالہٗ نے جو دائمی تقویم صوم وصلوٰۃ برائے شہر ناسک ترتیب دی ہے اس کو میں نے دیکھا اور درست وصحیح پایا، مولیٰ تعالیٰ موصوف کو مزید دین وملت کی خدمات کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور شرف قبول سے نوازے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

فقط دعا گو

محمد مجیب اشرف رضوی

بانی الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور

مورخہ ۱۲ر جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ مطابق ۴ر اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز یکشنبہ

راستے میں عصر ومغرب کی نماز ادا کی گئی اور عشا کے وقت ہم ناسک پہنچ گئے، مگر سب تھک کر نڈھال ہو چکے تھے، میں تو اس رات پروگرام میں بھی حاضر نہیں ہو سکا بس نماز پڑھا اور بغیر کھائے پیے جو سویا تو فجر میں آنکھ کھلی، آخری دن دوپہر ۱۲ر بجے حضرت کے پاس گیا تو بھی مجھ پر تکان غالب تھی، جب کہ میں اس وقت ۲۸ر سال کا جوان تھا، مگر حضرت کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، آپ تو اپنی نشست پر یوں تر وتازہ جلوہ فرما تھے اور ملاقاتیوں سے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے گفت وشنید میں مشغول تھے مانو کوئی سفر وغیرہ کیا ہی نہیں ہے۔

حضرت جب بھی ناسک تشریف لاتے ایک روحانی امنگ چھا جایا کرتی تھی، تمام مریدین ومحبین واحباب اہل سنت میں

خوشی کا ماحول پیدا ہوجاتا تھا، اور جب حضرت ناسک سے جاتے تو چاہنے والوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے، حضرت کے رخصت ہونے کے بعد یکلخت عجیب سی ویرانی، بے چینی چھاجاتی لیکن اب یہ سب باتیں صرف یادیں بن کررہ گئی ہیں، جن کو بار بار یاد کرکے دل کو بس ایک تسلی دینے کا کام رہ گیا ہے۔ اب ایسا شریعت کا پابند، مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا داعی، حق گو، حق شناس، خلیق، ملنسار، بافیض، مخلص، بے لوث، بے باک، دوراندیش، مونس و غمخوار، رہبر و رہنما کہاں ملے گا، جس سے ہم اپنے دینی و دنیوی مسائل پیش کرکے صحیح رہنمائی حاصل کرسکیں۔ بس دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے و طفیل سیدی سرکار اشرف الفقہاء کی تربت اطہر پر رحمت و نور کی بارش فرمائے، اور جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ تر مقام و مرتبہ سے سرفراز فرماکر مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا کرے۔ آمین۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اور گورکھپور کے تبلیغی دورے

محمد اظہر شمسی
نائب قاضی و مفتی شہر گورکھپور (یو پی) انڈیا

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیس کا ایک مشہور شہر گورکھپور جو ایک تاریخی شہر ہے اور صدیوں سے اس شہر میں علما و مشائخ اور بزرگانِ دین کی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس شہر میں ہزاروں علما و مشائخ تشریف لائے اور دین متین کی تبلیغ و اشاعت فرماتے رہے۔ اس شہر کے ہر چہار جانب اللہ کے مقدس بندے آج بھی آرام فرما ہیں جو کسی اور خطے سے یہاں تشریف لائے اور یہاں کی خاک کو اپنے وجود سے مشرف کیا۔

1978ء میں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے مرشد برحق شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ ترکمان پور کے حاجی شیخ برکت اللہ مرحوم کی دعوت پر گورکھپور تشریف لائے آپ کا قیام حاجی صاحب مرحوم کے گھر پر تین دن رہا اس دوران حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست اقدس سے مدرسہ مظہر العلوم گھوسی پور اور ترکمان پور میں نوری مسجد کی بنیاد رکھی گئی جب شہر اور اطراف کے لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ گورکھپور تشریف لائے ہیں تو لوگ پروانوں کی طرح آپ کی قیام گاہ پر جمع ہو گئے اور تین دنوں کے اندر تقریباً چھ ہزار سے زائد لوگ آپ کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی آمد پر حاجی صاحب مرحوم نے ایک شاندار پروگرام بنام عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا انعقاد کیا اور اسی وقت سے ترکمان پور میں ہر سال ماہ صفر المظفر میں عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے گورکھپور کا چار تبلیغی دورہ فرمایا

پہلا تبلیغی دورہ: 2017ء میں حاجی صاحب مرحوم کے نواسے جناب علاؤالدین نظامی صاحب سے میں نے کہا اس سال عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے موقع پر میں چاہتا ہوں کہ خلیفۂ بغداد معلیٰ و خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نوری (علیہ الرحمہ) مفتی اعظم مہاراشٹرا کو گورکھپور کی سرزمین پر بلوایا جائے تاکہ حضور والا کی ذات بابرکات اور آپ کے خطاب نایاب سے ہم لوگ مستفیض و مستنیر ہوں۔ میرے اس مشورے پر جناب علاء الدین نظامی صاحب نے

مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ حضور والا کی تاریخ لے لیں۔فوراً ہی میں نے استاذ گرامی امام الادب افتخار ملت حضرت علامہ افتخار ندیم صاحب قبلہ شیخ الادب جامعہ شمس العلوم گھوسی سے حضور والا کی تاریخ کے سلسلے میں فون پر بات کی چوں کہ آپ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اجل اور بہت قریبی ہیں، آپ نے مجھ سے فرمایا ٹھیک ہے میں حضرت سے بات کرتا ہوں۔ دو چار دنوں کے اندر حضرت نے خود میرے پاس فون کیا اور فرمایا کہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اس سال 99 رویں عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے موقع پر بریلی شریف آرہے ہیں۔لیکن 23 رصفر المظفر 1439ھ مطابق 13 نومبر 2017ء کو بریلی شریف سے کسی اور جگہ کے لیے روانہ ہوں گے، اگر آپ لوگ 24 رصفر المظفر کو گورکھپور میں پروگرام منعقد کرو تو حضرت آپ لوگوں کے پروگرام میں شامل ہو جائیں گے میں نے کہا ٹھیک ہے آپ حضور والا سے بات کر کے 24 صفر المظفر کی تاریخ کو فائنل کر لیجیے آپ نے حضور والا سے بات کی اور گورکھپور کے لیے وہ تاریخ فائنل ہو گئی۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی تاریخ ملنے کے بعد ہم لوگوں نے کچھ اور علما و شعرا کا انتخاب کیا۔بطور خطیب علامہ افتخار ندیم صاحب قبلہ اور مولانا علاء الدین مصباحی صاحب کی بھی تاریخ لی گئی، اور اس پروگرام کی سرپرستی شہزادۂ خطیب البراہین حبیب العلماء حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ فرمارہے تھے۔ 24 رصفر المظفر 1439ھ کا وہ مبارک دن آیا تو ہماری خوشیوں کی انتہا نہ رہی ہمارا شہر اور ہمارا محلہ اللہ کے ایک مقدس بندے کے قدموں کی برکت سے مشرف ہونے والا تھا جب سورج تھوڑا بلند ہوا تو خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء حضرت مولانا غلام مصطفیٰ سورتی جو اس وقت حضور والا کے ساتھ تھے آپ نے میرے واٹس ایپ پر وائس ریکارڈنگ بھیجی اور کہا کہ ان شاء اللہ ہم لوگ دوپہر تک گورکھپور پہنچ جائیں گے، ہم لوگ بے حد خوش تھے کہ حضور والا کے ساتھ کافی وقت گزارنے اور آپ کی اچھی طرح خدمت کرنے کا موقع ملے گا لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، جو ٹرین دوپہر تک گورکھپور پہنچنے والی تھی وہ رات دس بجے گورکھپور پہنچی ہم لوگ اپنے قافلے کے ساتھ جب حضور والا کے استقبال کے لیے ریلوے اسٹیشن پہنچے تو دیکھا کہ پہلے سے وہاں ایک قافلہ حضور والا کے استقبال کے لیے موجود ہے ان لوگوں کو میں نہیں پہچان رہا تھا لیکن مجھے بتایا گیا کہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے مریدین اور عقیدت مند ہیں، جب ان کو یہ خبر ملی کہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ گورکھپور تشریف لا رہے ہیں تو یہ لوگ صبح سے ریلوے اسٹیشن پر آ کر حضور والا کے دیدار اور ان سے ملاقات کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ٹرین پلیٹ فارم پہ رک گئی تو پہلے مولانا غلام مصطفیٰ سورتی باہر نکلے پھر حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا نورانی چہرہ نمودار ہوا جیسے ہی آپ کے چہرے انور پر نگاہ پڑی لوگوں کی زبان سے نعرۂ حق بلند ہوا اور ساری فضا اللہ اکبر سے گونج اٹھی اور فوراً ہی میں نے آگے بڑھ کر حضور والا کی گل پوشی اور دست بوسی کی پھر تمام لوگوں نے گل پوشی کر کے حضور والا کا پرزور استقبال کیا۔ پھر آپ کو لے کر یہ نورانی قافلہ ترکمان پور کے لیے روانہ ہوا جب ہم لوگ ترکمان پور پہنچے اور جلسہ گاہ کے قریب حضور

والا کی گاڑی رکی تو تمام سامعین اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ایک بار نعرۂ حق سے پوری فضا گونج اُٹھی میں حضرت کو لے کر حاجی صاحب مرحوم کے گھر کی طرف بڑھا چوں کہ جلسہ حاجی صاحب کے گھر کے سامنے ہورہا تھا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اسٹیج پر لے جارہے ہیں آپ؟ میں نے کہا نہیں! آپ کی قیام گاہ پر لے جارہا ہوں جو اسٹیج سے متصل ہے۔ پھر حضور والا جب اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو میں نے کہا حضور یہ وہی گھر ہے جس میں آپ کے پیرو مرشد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے 1978ء میں تین دن قیام فرمایا تھا۔ اس بات کو سن کر حضرت بہت خوش ہوئے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد حضرت نے مجھ سے فرمایا تھوڑا پانی گرم کروا دو مجھے غسل کرنا ہے، میں نے علاء الدین بھائی سے کہا کہ حضرت غسل کرنا چاہتے ہیں آپ حضرت کے لیے تھوڑا پانی گرم کروا دیں۔ حضرت نے غسل فرمایا اور آپ کے بعد مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے بھی غسل کیا، پھر حضرت نے ہلکا ناشتہ فرمایا اور اس کے بعد تھوڑا کھانا کھایا اور فوراً اسٹیج پر تشریف لے آئے کیوں کہ رات کافی ہو چکی تھی۔ حضرت کی موجودگی میں مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے نعت شریف پیش کی جس پر حضرت جھومتے رہے، نعت شریف کے بعد حضور والا کے مقدس ہاتھوں فقیر کی ایک کتاب ''رسول اللہ کی بشارت صحابۂ کرام کی شہادت'' کا رسم اجرا ہوا۔ حضرت نے اس کتاب کو اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر حاضرین محفل سے فرمایا کون اس کتاب کو میرے ہاتھ سے خریدنا چاہتا ہے؟ ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک سو روپے کے بدلے وہ کتاب خریدنی چاہی تو حضرت نے فرمایا میں بھی ایک تاجر ہوں اور میں گھاٹے کا سودا نہیں کرتا، کوئی اس سے بھی زیادہ پیسے میں اگر خریدنا چاہتا ہے تو خرید لے۔ ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے غالباً 320/ روپے میں حضرت کے ہاتھوں وہ کتاب خرید لی۔ اور پھر حضرت نے پہلے شخص کو بھی سو روپے میں ایک کتاب دے دی اور آپ کو جو پیسہ ملا آپ نے مجھے عطا فرمایا اور کہا آپ اسے رکھ لیں یہ آپ کا ہے، میں نے وہ پیسہ رکھ لیا اور آج تک وہ پیسہ میرے پاس محفوظ ہے۔

پھر اس کے بعد حضور والا نے اپنا خطاب شروع کیا اور قرآنی آیات پر لطف آواز میں تلاوت فرماتے اور اس کا ترجمہ و تشریح کرتے، مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے شہد کی مکھی کی حقیقت، شہد کی تخلیق، اس سے نصیحت انسانی اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی کے کچھ گوشوں کو بیان فرمایا پھر صلوٰۃ وسلام کے بعد حضور والا کی رقت آمیز دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ جب اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو بہت سے لوگ آپ کے دست حق پر بیعت ہو کر سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے، جس میں میرے دوست جناب احمد فراز بھی شامل تھے۔ پھر حضور والا تھوڑی دیر آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے اور بوقت فجر بیدار ہوئے، میں قریب گیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا استنجا کی حاجت ہے، میں نے ایک چپل لاکر آپ کے قریب رکھ دی اور کہا حضور استنجا کے لیے تشریف لے چلیں، آپ نے فرمایا یہ کس کی چپل ہے؟ میں نے کہا حضور مجھے نہیں معلوم، آپ نے برجستہ مجھ سے فرمایا: بیٹا! کسی کی چپل بغیر اس کی اجازت کے نہیں پہننا چاہیے، آپ کا یہ جملہ میرے دل میں گھر کر گیا،

آپ کا یہ تقویٰ دیکھ کر میں نے اسی وقت یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ میں آپ ہی سے مرید ہوں گا، کیوں کہ میں ابھی تک کسی سے مرید نہیں ہوا تھا۔ آپ نے وہ چپل نہیں پہنی اور مجھ سے فرمایا جاؤ جہاں سے یہ چپل اٹھائے ہو وہیں رکھ دو، پھر حضور والا نے مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کی چپل پہنی اور استنجا کے لیے تشریف لے گئے، پھر آپ نے وضو فرمایا اور نماز فجر ادا کی، وظیفہ سے فارغ ہو کر جب آپ تخت پر آرام فرما ہوئے، میں نے فوراً وضو کیا اور آپ کے قدموں میں جا کر باادب بیٹھ گیا اور عرض کی حضور مجھے مرید فرما لیجیے، میں آپ کے سلسلے میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: آپ ابھی تک کسی سے مرید نہیں ہوئے ہو؟ میں نے کہا نہیں! پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کچھ کلمات پڑھا کر سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل فرمالیا، پھر میرے سینے پر اپنا دست مبارک رکھ کر آپ نے جو چاہا پڑھا اور تھوڑے پانی پر دم کر کے مجھے پلا دیا اور میرے حق میں دعا فرمائی۔

میرے بعد منور احمد اور رمضان علی کو حضور والا نے اپنی مبارک چادر پکڑا کر داخلِ سلسلہ فرمایا، ان دونوں کو مرید کرنے کے بعد آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور تمام لوگوں کے سامنے مجھ سے فرمایا میں آج سے آپ کو اپنا نائب بناتا ہوں، اور وہیں پر آپ نے مجھے تمام سلاسل کی خلافت واجازت عطا فرمائی، جو آپ کو اپنے بزرگوں سے حاصل تھی۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے فوراً مجھے اپنے سینے سے لگایا اور مبارک باد پیش کی اور تمام لوگوں نے بھی مبارک باد پیش کر خوشی کا اظہار کیا۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ہم لوگوں نے ناشتہ وغیرہ کا اہتمام کیا اور اس کے بعد حضور والا کو لے کر ہم لوگ ریلوے اسٹیشن پہنچے، کچھ دیر ٹرین کا انتظار کرنا پڑا، قریب ہی ایک چبوترے پر حضور والا نے اپنا ہرا رومال بچھایا اور بیٹھ گئے، مجھے بھی آپ نے اپنے قریب بٹھایا اور کچھ نصیحتیں فرمائیں، اس دوران کچھ لوگ جو آپ کو اسٹیشن پہنچانے گئے ہوئے تھے ان لوگوں نے عرض کی حضور ہمیں بھی اپنے سلسلے میں داخل فرما لیجیے، حضور والا نے ان لوگوں کو اسٹیشن پر ہی مرید کر کے سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل فرمالیا۔ پھر جب ٹرین آئی تو حضرت اس پر سوار ہو کر ناگپور کے لیے روانہ ہونے لگے تو ہم لوگوں نے نم آنکھوں کے ساتھ آپ کی دست بوسی کی، آپ نے سب کے سروں پر اپنا دست مبارک رکھا اور دعائے خیر فرمائی، پھر جب ٹرین کھل گئی تو ہم لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوئے۔

دوسرا تبلیغی دورہ: حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ جولائی 2019ء میں گھوسی تشریف لا رہے تھے مجھے آپ کے نواسے مولانا محمد راشد امجدی صاحب نے خبر دی کہ حضرت 2 جولائی کی فلائٹ سے گورکھپور آرہے ہیں اور پھر وہاں سے بائی کار گھوسی تشریف لائیں گے، یہ خبر موصول ہونے کے بعد میں نے فلائٹ کا وقت معلوم کیا تو پتہ چلا کہ حضرت کی فلائٹ گیارہ بج کر کچھ منٹ پر گورکھپور پہنچ جائے گی، میں نے حضور والا سے فون پر گفتگو کی اور کہا حضور آپ الگ سے کوئی گاڑی کا انتظام نہ کریں ہم لوگ آپ کو ایئرپورٹ سے ریسیو کرلیں گے اور پھر گھوسی پہنچا دیں گے، حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے، میں نے حضرت سے یہ بھی کہا کہ حضور ہم لوگوں کی دلی خواہش ہے کہ آپ گورکھپور میں بھی کچھ وقت قیام فرمائیں، حضرت نے اس پر بھی رضامندی کا اظہار فرمایا، ہم لوگ بے حد خوش

تھے کہ ہمارے پیر ومرشد گورکھپور تشریف لا رہے ہیں، جب وہ تاریخ آئی تو حضرت کی آمد کی خوشی میں آپ کے مرید خاص جناب رمضان علی صاحب نے ایک بہترین دعوت کا اہتمام کیا اور انہوں نے اپنے گھر ہی پر حضرت کا قیام رکھا۔

حضرت کی فلائٹ جب گورکھپور پہنچنے والی تھی تو ہم لوگ ائیر پورٹ کی طرف نکلے لیکن ہم لوگوں کو ایئر پورٹ پہنچنے میں تھوڑی دیر ہوگئی، ہم لوگوں کی گاڑی جب ایئر پورٹ پہنچی تو اس وقت حضرت ایئر پورٹ سے باہر نکل چکے تھے، ہم لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی کہ وقت پر نہیں پہنچ پائے، حضرت دو بیگ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہم لوگوں کا انتظار فرما رہے تھے، ہم لوگوں نے گاڑی حضرت کے قریب لے جا کر روک دی، حضرت سے دلی معذرت پیش کی اور لیٹ سے پہنچنے کے لیے معافی چاہی اور حضرت کی دست بوسی کر کے دعائیں لیں، پھر وہاں سے آپ کو لے کر ہم لوگ ترکمان پور کے لیے روانہ ہوئے۔

جب ہم لوگ ترکمان پور پہنچے تو حضرت کے تمام مریدین ومتوسلین وہاں پہلے سے موجود تھے، حضرت کا والہانہ استقبال کیا گیا اور وہاں سے ایک ای رکشا پر حضرت کو بیٹھا کر رمضان علی صاحب کے گھر لے جایا گیا، حضرت نے وہاں کچھ گھنٹے قیام فرمایا اور وہیں پر کھانا بھی تناول فرمایا، اس دوران بہت سے علما بھی آپ سے ملاقات کے لیے پہنچے، آپ نے سب سے ملاقات فرمائی اور ان کے لیے دعائیں کیں، اور وہیں پر بہت سے لوگ آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے، جن میں سید فرحان احمد، سید عبداللہ وغیرہ بھی شامل تھے، پھر وہاں سے حضور والا کو رمضان علی صاحب اپنی دکان پر لے آئے اور وہاں حضرت نے خیر و برکت کی دعا فرمائی، وہاں پر بھی بہت سے لوگ شرف بیعت ہوئے، تھوڑی دور قریباً پچاس قدم میرا ابھی آبائی گھر رشید منزل ہے، میں نے حضور والا سے عرض کی حضور اس فقیر پر بھی کرم فرمائیں قریب میں میرا گھر ہے وہاں بھی تشریف لے چلیں، حضرت وہاں سے میرے گھر تشریف لائے اور میری لائبریری میں تھوڑی دیر بیٹھے اور وہاں بھی آپ نے خیر و برکت کی دعا فرمائی، میں نے حضرت کی بارگاہ میں اپنی ایک کتاب ''جدید فقہی معلومات'' پیش کی آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور بہت دعاؤں سے نوازا اور فرمایا ٹھیک ہے اس کو پڑھتا ہوں۔

پھر ہم لوگ حضرت کو لے کر وہاں سے گھوسی کے لیے روانہ ہوئے، حضور والا کے نواسے جناب منسوب سیٹھ جو گھوسی کے رہنے والے تھے وہ بھی ہمارے ساتھ تھے، جب ہم لوگ مہاویر چھپرا پہنچے تو عصر کا وقت ہو چکا تھا، حضرت نے فرمایا گاڑی کہیں پر روک دو، عصر کی نماز پڑھ لی جائے، روڈ سے متصل اہل سنت و جماعت کی ایک جامع مسجد ہے، وہاں گاڑی روکی گئی، حضرت باوضو تھے لیکن ہم لوگوں کو وضو کی حاجت تھی حضرت نے عصر کی اذان فرمائی اور سنت پڑھنے میں مصروف ہو گئے، ہم لوگ وضو سے فارغ ہو کر حضرت کے قریب آ کر بیٹھ گئے، حضرت نے فرمایا کہ میں مسافر ہوں، دو رکعت پر سلام پھیر دوں گا، آپ لوگ باقی دو رکعت خود سے پڑھ لیجیے گا، پھر حضرت نے اقامت فرما کر نماز شروع کر دی، ہم لوگوں نے آپ کی اقتدا میں دو رکعت نماز عصر پڑھی، اور

باقی دو رکعت خود سے مکمل کرلی، پھر وہاں سے ہم لوگ گھوسی کے لیے چل دیئے، راستے میں چائے ناشتہ بھی ہوا، لیکن حضرت گاڑی سے نہیں اترے اور گاڑی ہی میں رہ کر آپ نے کچھ چیزیں تناول فرمائیں، میں نے دیکھا کہ راستے میں حضرت میری کتاب کے اوراق الٹتے رہے اور کچھ کچھ جگہوں سے پڑھتے رہے، اس وقت میرے دل میں ایک الگ سی خوشی تھی کہ میرے پیر و مرشد مجھ حقیر کی کتاب پڑھ رہے ہیں اور اپنی دعاؤں سے نواز رہے ہیں۔

جب ہم لوگ گھوسی پہنچے تو حضور والا جناب منسوب بھائی کے گھر تشریف لے گئے چوں کہ آپ جب بھی گھوسی تشریف لاتے تو انھیں کے گھر قیام فرمایا کرتے تھے، ہم لوگ نماز مغرب ادا کرنے آمنہ مسجد چلے گئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ حضور والا کی خدمت میں پہنچے اور بہت دیر تک آپ کے قریب بیٹھ کر فیض یاب ہوتے رہے، حضرت نے اس دوران بہت سی باتیں جو آپ کی زندگی کے حوالے سے تھیں بیان فرمائیں، اسی میں آپ نے اندرا گاندھی کا بھی ذکر کیا جب وہ آپ کو اپنی خوشی سے ممبر آف پارلیمنٹ بنانے کے لیے دہلی بلایا تھا اور آپ نے اس کے آفس ہی میں ایم پی بننے سے برجستہ منع فرما دیا تھا، جس پر سید مظفر حسین ایم پی جو اس وقت اندرا گاندھی کے پاس تھے، آپ سے کافی ناراض ہوئے لیکن حضرت نے ان کو بھی ایسا جواب دیا کہ وہ بھی خاموش ہو گئے، گفتگو کا یہ سلسلہ کافی دیر رہا اور پھر حضرت نے ہم لوگوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا اور پھر دعاؤں کے ساتھ ہم لوگوں کو گورکھپور کے لیے رخصت فرمایا۔

تیسرا تبلیغی دورہ: حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے 2 جولائی 2019ء سے 8 جولائی تک گھوسی میں قیام فرمایا، اس دوران ہم لوگوں نے چاہا کہ حضور والا کا ایک اور تبلیغی دورہ گورکھپور کے لیے ہونا چاہیے، میں نے اس معاملے میں استاذ گرامی مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ سے رائے لی، تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، حضرت چوں کہ گھوسی میں موجود ہیں اور ابھی کچھ دن یہاں قیام فرمائیں گے، میں حضور والا سے بات کر کے آپ کو مطلع کرتا ہوں۔

7 رجولائی 2019ء کی تاریخ حضرت نے گورکھپور کے تیسرے دورے کے لیے متعین فرمائی، ہم لوگوں نے سوچا کہ ترکمان پور میں دو مرتبہ حضور والا کی آمد ہو چکی ہے، اب کسی اور علاقے میں حضرت کا دورہ کرایا جائے۔

شہر سے متصل ایک علاقہ بڑگوں ہے، میں نے وہاں کے لوگوں سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ ہمیں بہت خوشی ہوگی اگر حضور والا ہمارے علاقے میں تشریف لائیں، بڑگوں کے لوگوں نے حضرت کی آمد پر ایک عظیم الشان محفل بنام عرس تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا انعقاد کیا، جس کے لیے ایک میرج ہال بک کیا گیا تھا۔

جب 7 جولائی کا سورج طلوع ہوا تو بڑگوں کے لوگ عرس کے انتظام و انصرام میں مصروف ہو گئے، مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ حضور والا کو اپنی گاڑی سے لے کر بعد عصر گورکھپور پہنچ گئے، سب سے پہلے حضرت کو ہم لوگ ترکمان پور میں آپ کے

مرید خاص منور احمد صاحب کے گھر لے گئے، تھوڑی دیر حضرت نے وہاں قیام فرمایا اور کچھ لوگوں کو بیعت بھی کیا، پھر ہم لوگ حضرت کو لے کر بڑگوں کی طرف روانہ ہوئے، بڑگوں میں عمران خان صاحب کے گھر بھی حضرت نے قیام فرمایا، اور وہاں پر ہم لوگوں کو آپ کے پیچھے نماز مغرب ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا، عمران صاحب کے تین چھوٹے بھائی اور بہت سے لوگوں کو وہیں پر آپ نے مرید کر کے اپنے سلسلے میں داخل فرمالیا اور ان کے لیے دعاے خیر فرمائی، پھر وہاں سے آپ صدام حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ کا قیام وطعام تھا، آپ نے وہیں عشا کی نماز پڑھی اور بعد طعام کچھ دیر آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے۔

پروگرام شروع ہونے کے بعد حضور والا کے نواسے مولانا راشد امجدی صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیے اور نعت ومنقبت کے بعد مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ پر ایک جامع تقریر فرمائی اور آپ کی تقریر کے دوران ہی حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اسٹیج پر تشریف لائے، موسم خراب تھا اور بارش بھی ہو رہی تھی لیکن پھر بھی عاشقان تاج الشریعہ کا تانتا لگا ہوا تھا، عورتوں کے لیے بھی پردے کے ساتھ الگ انتظام کیا گیا تھا اور وہ پردے کے پیچھے سے علما کے بیانات کو سماعت فرما رہی تھیں، حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ اور آپ کے نعتیہ اشعار کے حوالے سے ایک بہترین خطاب فرمایا، وہاں کے لوگ آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے خطاب کے بعد سیکڑوں کی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے، صلاۃ وسلام کے بعد آپ کی رقت آمیز دعا پر محفل کا اختتام ہوا، پھر وہاں سے حضور والا صدام بھائی کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں تھوڑی دیر قیام فرمایا اور اس کے بعد گھوسی کے لیے روانہ ہوئے۔

چوتھا اور آخری تبلیغی دورہ: ماہ دسمبر 2019ء میں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے گورکھپور کا ایک اور تبلیغی دورہ فرمایا جو گورکھپور کے لیے آپ کی زندگی کا آخری دورہ قرار پایا۔

استاذ گرامی امام الادب حضرت مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ کے ذریعے مجھے اطلاع ملی کہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اپنے پرنواسے کی شادی میں گھوسی تشریف لا رہے ہیں اور وہاں کچھ دن قیام فرمائیں گے، میں نے مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ سے کہا کہ آپ حضور والا سے بات کر کے ایک تاریخ گورکھپور والوں کے لیے بھی متعین کر لیں، کیونکہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے ایک موقع پر مجھ سے فرمایا تھا کہ میرا گورکھپور آنا اسی وقت زیادہ ممکن ہے جب میں گھوسی آؤں، اس لیے آپ جب بھی گھوسی آتے ہم لوگوں کی خواہش پر آپ ضرور گورکھپور بھی تشریف لاتے تھے۔

29/ ربیع الآخر 1441ھ مطابق 27/ دسمبر 2019ء بروز جمعہ گورکھپور کے ایک اور تبلیغی دورے کے لیے آپ کی تاریخ

متعین کی گئی اور یہ تبلیغی سفر گورکھپور کے لیے آپ کا آخری سفر رہا، حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی آمد پر محلہ مرزا پور پچپیڑ وا جو گورکھناتھ سے متصل ہے وہاں پر انجمن غلامان مصطفیٰ نوجوان کمیٹی کی جانب سے ایک عظیم الشان پروگرام بنام جشن اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بیداری امت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، اس پروگرام میں آپ کے نواسے مولانا راشد امجدی صاحب اور استاذ گرامی حضرت مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ بھی مدعو تھے، میرے ماموں مولانا زین العابدین صاحب اور مولانا تابش رضا جیلانی بھی حضور والا کے ساتھ گورکھپور آئے، آپ لوگوں کا قیام وطعام بڑگوں میں صدام حسین صاحب کے گھر تھا، حضور والا کو سب سے پہلے انھیں کے گھر لے جایا گیا، اور وہیں پر آپ نے قیام فرمایا، ناشتے کے بعد میں تھوڑی دیر حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے قریب بیٹھ کر گورکھپور کے حالات بیان کرنے لگا اور CAA اور NRC وغیرہ کے متعلق باتیں ہوتی رہیں، پھر آپ نے مجھ سے دینی مصروفیات کے متعلق پوچھا اور کچھ نصیحت آمیز کلمات بھی ارشاد فرمائے، پھر آپ نے اپنے بیگ سے ایک پلاسٹک نکالی جس میں کچھ سندیں اور کاغذات موجود تھے، آپ نے مجھ سے فرمایا، میں نے آپ کو ابھی تک کیا کیا چیزیں دی ہیں؟ میں نے عرض کی حضور آپ نے مجھے اپنا نائب بنایا تھا اور ایک موقع پر آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے تم کو سب کچھ دے دیا ہے اب تمہیں کسی کی کیا ضرورت۔ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے فوراً ایک سند خلافت نکالی (جو آپ کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے حاصل تھی) مجھے عطا فرمائی اور کہا کہ اس پر آپ اپنا نام لکھ لیں، میں نے جب وہ سند اپنے ہاتھ میں لی اور چاہا کہ اپنا نام لکھوں دل میں خیال آیا کہ اس مبارک سند پر اگر حضور والا اپنے دست اقدس سے میرا نام لکھ دیں تو یہ میرے حق میں نعمت عظمیٰ ہوگی، میں نے با ادب حضور والا سے عرض کی حضور اگر آپ خود اپنے دست اقدس سے اس سند پر میرا نام لکھ دیں تو مجھ حقیر پر بہت بڑا کرم ہوگا، حضرت نے فوراً میرا نام تحریر کیا اور مجھے وہ سند عطا کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر آپ نے ایک اور سند نکالی جس کے اوپر سنہرے لفظوں میں لکھا تھا "سند الاجازۃ للحدیث النبوی الشریف" آپ نے وہ سند اپنی دستخط کے ساتھ مجھے عطا فرمائی اور کہا کہ اس پر اپنا نام خود سے لکھ لیں، میں نے نام لکھ لیا، اور پھر آپ نے فرمایا اس سند کو فریم کرا کے اپنے پاس رکھ لینا، حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اپنے مریدوں کے لیے اس وقت کچھ شجرہ بھی لائے تھے جس کو آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنے مریدوں میں تقسیم کیا اور بہت سے لوگوں کو وہیں پر داخل سلسلہ بھی فرمایا۔

بعد طعام ہم لوگ حضرت کو لے کر ترکمان پور میں ماسٹر کلیم اشرف صاحب کے گھر آئے، حضور والا وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے اور کچھ لوگوں کو داخلے سلسلہ فرمایا، پھر ترکمان پور سے ہم لوگ مرزا پور پچپیڑ وا کے لیے روانہ ہوئے، جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو وہاں پر حضور والا کی گل پوشی کر کے والہانہ استقبال کیا گیا۔

پروگرام سے ایک ہفتہ قبل 20 دسمبر 2019ء کو CAA اور NRC کو لے کر شہر میں کچھ فساد واقع ہو گیا تھا، جس کی وجہ

سے دفعہ 144 نافذ تھی، اس لیے بہت کثیر مجمع نہ ہوسکا لیکن پھر بھی جلسہ بہت کامیاب رہا، ماحول کو دیکھتے ہوئے میں نے مختصر تقریر کی اور پھر حضرت مولانا افتخار ندیم صاحب قبلہ کی تقریر کرائی گئی، اور پھر حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ اسٹیج پر تشریف لائے اور آپ نے ایک شان دار خطاب فرمایا، اور صلاۃ وسلام کے بعد حضرت کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا، مولانا امتیاز کاملی صاحب نے مجھ سے کہا آپ حضرت کو میرے گھر لے چلیں، میں حضرت کو ان کے گھر لے گیا، وہاں لوگوں نے حضرت کو چائے پیش کی، آپ نے منع فرمایا اور کہا میں چائے اور کولڈرنک نہیں پیتا، ہاں اگر دودھ ہو تو پی سکتا ہوں، آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جسے آپ نے پی لیا، وہاں پر بہت سے لوگ آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے، جس میں مولانا امتیاز صاحب کے والد اور حافظ عظیم احمد نوری وغیرہ شامل تھے، ایک اور صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ حضور میرے گھر تشریف لے چلیں تاکہ آپ کے قدموں کی برکت سے میرے گھر کی پریشانی دور ہو جائے، حضرت ان کے گھر بھی تشریف لے گئے اور خیر و برکت کی دعا فرمائی، پھر حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ وہاں سے گھوسی کے لیے روانہ ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ گھوسی چلا گیا اور میرا یہ سفر آپ کے ساتھ آخری سفر رہا۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا گورکھپور والوں پر بہت بڑا کرم ہے کہ 2019ء میں تین مرتبہ یہاں تشریف لائے، اور آپ کی ذات اقدس سے صرف ہم لوگ ہی نہیں بلکہ پورا شہر فیضیاب ہوا، ویسے تو کئی مرتبہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ گورکھپور تشریف لائے لیکن تبلیغی دورہ پر صرف چار مرتبہ آئے اور پانچواں دورہ کے لیے 18 اپریل 2020ء کی تاریخ چکشاہ حسین گورکھناتھ کے ایک جلسہ کے لیے متعین کی گئی تھی، لیکن کرونا وائرس اور لاک ڈاؤن کے پیش نظر یہ دورہ نامکمل رہا اور ابھی پوری طرح لاک ڈاؤن ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ حضور والا ہم لوگوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر 6 اگست 2020ء اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

گورکھپور میں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے مریدوں کی تعداد تقریباً 300 کے قریب ہے، آپ انتقال سے ایک مہینہ قبل 2 جولائی 2020ء کو اپنے نواسے مولانا راشد امجدی صاحب کی شادی میں گھوسی تشریف لائے تھے، میں آپ سے ملاقات کرنے کے لیے گھوسی پہنچا اور بعد فجر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے ساتھ میرے ماموں مولانا زین العابدین، منور احمد، اور گوپی گنج بھدوئی کے کلیم احمد تھے، دوران گفتگو حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے مجھے اپنی کلائی دکھا کر فرمایا دیکھو میری گھڑی کتنی ڈھیلی ہوگئی ہے، اب میں بہت کمزور ہو گیا ہوں، کہیں آنے جانے کی ہمت نہیں ہے، آپ نے اس وقت بہت سی باتیں اپنی زندگی کے حوالے سے بتائیں، قریب ایک گھنٹہ آپ کی صحبت میں بیٹھنے کے بعد ہم لوگوں نے آپ سے اجازت چاہی، دل تو نہیں کر رہا تھا کہ آپ کی بارگاہ سے اٹھا جائے لیکن مجھے محسوس ہوا کہ حضرت کو اب آرام کرنا چاہیے، آپ نے دعاؤں کے ساتھ ہم لوگوں کو اجازت دی، رخصت ہوتے وقت میری آنکھ نم تھی مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ آپ سے میری آخری ملاقات ہے

اب کبھی اپنے مشفق ومہربان اور کرم فرما پیرومرشد کا دیدار اور آپ سے ملاقات نہیں ہو پائے گی۔ خیر! میں نے آپ کی دست بوسی کی، آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور دعائیں کیں اور مجھے شجرہ کا پیکٹ عطا کیا، جس میں ایک سو شجرے تھے، ہندی میں بھی کچھ شجرے دیے اور فرمایا مریدوں میں تقسیم کر دیجیے گا، آپ سے یہ میری آخری ملاقات تھی اور شاید گورکھپور والوں کے لیے یہ شجرہ آپ کے دست مبارک سے دیا ہوا آخری شجرہ رہا ہو، کیوں کہ آپ گھوسی سے جب ناگپور پہنچے تو کافی بیمار پڑ گئے اور آخری وقت تک سنبھل نہ پائے اور داغ مفارقت دے گئے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے، آپ کے فیضانِ کرم سے اہل گورکھپور اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو مالا مال فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ورفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆

علاقۂ خاندیش پر حضور اشرف الفقہاء کی نوازشات

محسن رضا ضیائی

پونہ، مہاراشٹر 9921934812

خاندیش ریاست مہاراشٹر کا ایک علاقہ ہے، جو جلگاؤں، دھولیہ اور نندور باران تینوں اضلاع سے مل کر بنا ہے۔ خلجیوں اور تغلقوں کے ادوار میں اس کی حیثیت ایک صوبہ کی رہی ہے۔ فیروز خان تغلق کے دورِ حکومت میں ملک راجا فاروقی یہاں کا صوبہ دار ہوا، جس کے بعد فاروقی خاندان نے یہاں قریب ۲۲۵ رسال حکومت کیا۔ یہ سرزمین ہندوستانی تاریخ کے بہت سے نشیب و فراز کی گواہ ہے۔ اس کی سرحدیں مشرق میں برہان پور (مدھیہ پردیش)، مغرب میں ناسک، جنوب میں اجنتا اور شمال میں گجرات سے ملتی ہے۔ موسم اور آب و ہوا کے اعتبار سے یہ علاقہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہ بہت ہی زرخیز زمین ہے، جہاں کیلے، کپاس گندم، تمباکو، لال مرچی، مونگ پھلی اور گنے کی کاشت بڑے پیمانے پر ہوتی ہے۔ سب سے اہم اور خاص بات یہ ہے کہ یہاں کے باشندے اپنی قدیم روایتی وعلاقائی زبان اور مخصوص انداز سے ہر جگہ پہنچانے جاتے ہیں۔

اِس سرزمین کو اپنے وقت کے عظیم صوفیہ اور علمائے کرام نے اپنے قدومِ میمنتِ لزوم سے نوازا، جن کی صوفیانہ تعلیمات اور روحانی فیوض و برکات سے آج یہاں اسلام وسنیت کی بہاریں ہی بہاریں ہیں۔ یہاں اپنے وقت کے بڑے بڑے ادبا وشعرا بھی پیدا ہوئے، جنہوں نے ادب وشاعری کو کافی پروان چڑھایا۔ ماضی قریب میں یہ ملک بھر کے علما ومشائخ کا مرکزِ توجّہ بھی رہی ہے، جنہوں نے اپنی دینی، علمی اور دعوتی خدمات سے یہاں کے حالات میں گوناگوں تبدیلیاں لائیں اور خاص طور سے دین و سنّیت کے حوالے سے لوگوں میں احساس وشعور بیدار کیا۔ ان میں سب سے زیادہ نمایاں اور قابلِ ذکر نام حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ کا ہے جو یہاں ۱۹۸۰ء کی دہائی سے تا وفات تشریف لاتے رہے۔ آپ نے اپنے روحانی وعرفانی خطابات سے عوام میں دینی، علمی اور اخلاقی شعور بیدار کیا اور اپنی انتھک محنت وکوشش سے کئی ایک مساجد و مدارس اور لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا۔ ان سب کارناموں اور سرگرمیوں کی بنیاد پر پورے علاقۂ خاندیش میں بڑی تعداد میں آپ کے مریدین، معتقدین، محبین اور متوسلین پائے جاتے ہیں۔ یہ سب آپ کی دینی، علمی، تعمیری، رفاہی اور تبلیغی مساعیِ جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

اب ہم یہاں علاقۂ خاندیش کے تینوں اضلاع میں مبسوط حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی خدمات کا ایک مختصر جائزہ پیش کررہے ہیں۔

☆ جلگاؤں جو خاندیش کا ایک اٹوٹ حصہ ہے، یہاں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی پہلی بار آمد غالباً ۱۹۹۰ء کی دہائی میں ہوئی، اس وقت یہاں کے مسلکی و مذہبی حالات دگرگوں تھے۔ لوگوں میں بدعات وخرافات اور غیر شرعی رسومات کا چلن عام تھا، بدعقیدگی وگمرہی بھی اپنے اوج پر تھی۔ دین وسنّیت کے حوالے سے لوگوں میں شعور و بیداری کی بہت زیادہ کمی تھی، مسلکِ اعلیٰ حضرت کیا ہے، کسی کو پتہ نہ تھا، اوران سب پر مستزاد یہ کہ یہاں اہل سنت و جماعت کی بمشکل ایک مسجد تھی۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں آپ نے جلگاؤں اوراس کے اطراف وجوانب میں اپنے تبلیغی اسفار کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جلد ہی آپ نے اپنی دلکش اور مؤثر خطابت سے پورے ضلع میں اپنا ایک اثر ورسوخ قائم کرلیا اور پھر رفتہ رفتہ غلط اقدار وروایات اور باطل افکار ونظریات کی اصلاح فرمائی۔ اسی طرح آپ دیہی علاقوں میں بھی تشریف لے گئے اور وہاں دینی، تعلیمی اور سماجی بیداری لانے میں اپنا کلیدی رول ادا کیا۔

آپ کی مختلف اور ہمہ جہتی خدمات کے نتیجہ میں جلگاؤں اوراس کے اطراف وجوانب جیسے: نصیر آباد، بھساول، راویر، یاول، عادل آباد، جام نیر، چوپڑا، چالیس گاؤں، املنیر ، پاچورا، ایرنڈول اور کاسودہ وغیرہ میں بڑی تعداد میں مساجد ومدارس قائم ہیں، جن میں سے بعض مساجد ومدارس کے بانی آپ ہیں۔ آپ کی ان ہی خدمات ونوازشات کے اعتراف میں آپ کو ۲۵/ویں حج کے موقع پر اہلیانِ جلگاؤں کی جانب سے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

☆ نندوربار جو علاقۂ خاندیش کا ایک اہم ضلع ہے، جہاں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ ۱۹۸۰ء کی دہائی سے تشریف لاتے رہے اوراپنی سحر آفریں خطابت سے دین وسنیت کی بیش بہا خدمات سرانجام دیتے رہے۔ یہاں آپ کی تشریف آوری سے قبل کے حالات بھی جلگاؤں سے قدرے مختلف نہیں تھے۔ جب آپ نے یہاں پہلی مرتبہ دعوت وتبلیغ کے ارادے سے اپنا قدمِ ناز رکھا تواس وقت یہاں گمرہیت و بدعقیدگی اور جہالت وتاریکی بکھری ہوئی تھی۔ لیکن آپ نے اپنے داعیانہ فکر وکردار اور دل نشیں سخن وگفتار سے یہاں کے لوگوں کے دلوں میں اسلام وسنیت کی شمعوں کو فروزاں کیا، اوراپنے دامنِ بیعت وارادت سے منسلک کرکے انہیں دین وسنّیت پر مضبوطی کے ساتھ کاربند فرمایا۔ جب آپ یہاں پہلی بار تشریف لائے تھے تو کل دو مساجد تھیں، لیکن آج آپ کی دعوت وتبلیغ کے نتیجہ میں یہاں اہل سنت و جماعت کی آٹھ مساجد اور دارالعلوم چشتیہ نجم العلوم کی شکل میں ایک دین کا مضبوط قلعہ تعمیر ہے، جہاں سیکڑوں طالبانِ علومِ نبویہ اپنی علمی تشنگی کو بجھا رہے ہیں۔ یقیناً اہلِ نندوربار پر آپ کا یہ ایک عظیم احسان ہے۔

☆ اسی طرح پاورلوم صنعت کے لیے مشہور دھولیہ اوراس کے اطراف واکناف پر بھی آپ کی نوازشات وعنایات کی

جھما جھم بارش برستی رہی اور وہ علاقہ آپ کے علوم و فیضان سے سرسبز و شاداب ہوتا رہا۔ آپ نے یہاں بھی اپنی انقلاب آفریں خطابت سے لوگوں میں جو وافر تبدیلیاں پیدا کیں، اس کے اثرات آج بھی لوگوں کے قلوب و اذہان پر ثبت ہیں۔ دھولیہ ضلع کے شیر پور، دونڈائچہ اور دیگر تعلقوں میں بھی آپ نے اپنی عنانِ توجہ منعطف فرما رکھی تھی اور جب بھی موقع ملتا آپ وہاں تشریف لے جاتے اور ان علاقوں کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مالا مال فرماتے تھے۔ اس سرزمین پر بھی آپ کی بے شمار دینی اور رفاہی خدمات ہیں، جنھیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپ کے حلقۂ ارادت سے وابستگان کی بھی بہت بڑی تعداد ہے، جو آپ کی دینی اور مسلکی خدمات کی شاہدِ عدل ہے۔ اہلیانِ دھولیہ نے آپ کی خدمت میں ''امام احمد رضا ایوارڈ'' پیش کر کے آپ کی گونا گوں خدمات و احسانات کا اعتراف و اقرار بھی کیا، جو قابلِ ستائش ہے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا ایک بہت بڑا اور نمایاں کارنامہ مولانا عبدالغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ تھے۔ فخر خاندیش حضرت مولانا عبدالغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ ایک باعمل اور متحرک و فعّال عالمِ دین گزرے ہیں، آپ ہی کے تلمیذ و خلیفہ تھے۔ مولانا عبدالغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ کی شکل میں آپ نے علاقۂ خاندیش کو ایک قیمتی اور انمول ہیرا عطا فرمایا تھا، جنھوں نے اپنی دینی، علمی اور دعوتی سرگرمیوں سے پورے علاقہ میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ یقیناً ''فخر خاندیش'' حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی ایک بہت بڑی عطا اور نوازش تھے۔

بلاشبہہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ ایک عظیم داعی و مبلغ، بہترین واعظ و خطیب اور گونا گوں اوصاف و کمالات سے متصف شخصیت کے حامل تھے۔ امت کے تئیں آپ ایک دھڑکتا ہوا دل رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے بے سروسامانی اور انتہائی مشکل حالات میں خلوص و للّٰہیت اور جذبۂ استقامت کے ساتھ علاقۂ خاندیش میں دین و سنیت کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے فروغ و استحکام کا ایک ناقابلِ فراموش فریضہ سرانجام دیا۔ امیدِ واثق ہے کہ اہلیانِ خاندیش آپ کے ان احسانات و نوازشات پر سراپا سپاس رہیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کو آپ کی حیات و خدمات سے روشناس کراتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ کی ان خدماتِ عالیہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہم سبھی کو آپ کے نقوشِ قدم پر چلنے کی توفیقِ ارزانی عطا فرمائے۔ آمین

مفتی اعظم مہاراشٹر خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند

حضور اشرف الفقہاء کا بائسی ضلع پورنیہ بہار کا پہلا اور آخری سفر

محمد عسجد رضا مصباحی پورنوی
جنتا ہاٹ بائسی ضلع پورنیہ بہار

بائسی سیمانچل کا مرکزی ضلع پورنیہ کا وہ علمی وادبی خطہ ہے جو اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے ملک کے طول وعرض میں معروف ومشہور ہے، اسی سرزمین علم وادب میں ''دارالعلوم تنظیم المسلمین'' ایک عظیم اسلامی درسگاہ قائم ہے جو مسلک اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کا حقیقی ناشر وترجمان ہے، جہاں سے امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے افکار ونظریات کی ترویج واشاعت ہوتی ہے اور علاقہ بھر میں اسے مرکزی مقام حاصل ہے ۔اس ادارہ سے اکابر علماومشائخ کی یادیں جڑی ہوئی ہیں، جب ۱۴۰۲ھ کو حضور مفتی اعظم ہند کا وصال ہوا تو اس ادارہ میں باقاعدہ ان کے عرس کا اہتمام کیا گیا اور اب تک جاری ہے، جب صدر العلما علامہ تحسین رضا خان بریلوی کا وصال ہوا تو آپ کا بھی عرس اسی تاریخ میں منایا جانے لگا اور جب مہتمم ادارہ استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی رحمت حسین کلیمی علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا تو ان کا بھی عرس اسی میں ضم ہو گیا اور اب باضابطہ ہر سال ''عرس نوری وتحسینی وکلیمی'' کے نام سے تینوں بزرگوں کی بارگاہوں میں خراج عقیدت ومحبت پیش کیا جاتا ہے اسی حسین اور پر بہار موقع پر ادارہ سے فراغت حاصل کرنے والے طلبہ کی دستار بندی بھی ہوتی ہے، دستار بندی کا یہ روح پرور اجلاس، ہر سال نہایت تزک واحتشام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوتا ہے، ۲۰۱۷ء کا سالانہ اجلاسِ دستار بندی نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت حضرت مولانا الحاج محمد توصیف رضا خان بریلی شریف کی سرپرستی میں ۱۵ / مارچ بروز بدھ ہونا طے پایا جس میں بیرونی خصوصی خطیب کی حیثیت سے مفتی اعظم مہاراشٹر، خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی بانی ومہتمم دار العلوم امجدیہ ناگپور کا انتخاب ہوا، اور علاقائی خصوصی خطیب کی حیثیت سے مناظر اسلام، فقیہ عصر حضرت علامہ ومولانا مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی خلیفۂ مفتی اعظم ہند مدعو کیے گیے، ان کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد زبیر احمد صدیقی پرنسپل عربی کالج پورنیہ، حضرت علامہ سلطان رضا سیوان بہار بھی بحیثیت خطیب مدعو تھے۔

دن گذرتے گئے، انتظار کی گھڑیاں ختم ہوتی رہیں، یہاں تک وہ تاریخ بھی آ گئی جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا اور اس تقریب سعید کے مدعو خطبا وشعرا نے اپنے قدوم میمنت سے ہمیں مشرف فرمایا، حضور اشرف الفقہاء چوں کہ صبح ہی بائسی تشریف فرما

ہو چکے تھے، برادر گرامی قدر خلیفۂ اشرف الفقہاء حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی برکاتی جو حضور اشرف الفقہاء کے معتمد خاص اور محبوب نظر اور ہمارے چہیتے بھائی بھی ہیں (میرے بھائی اس طور پر کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا مسلم شاہد عالم مظہر گھریلو مصروفیات کے باعث سورت سے مستعفی ہو کر باقاعدہ وطن آ گئے تو مولانا غلام مصطفیٰ رضوی برکاتی جو اس وقت عہد طفلی کے ایام گزار رہے تھے ان کی والدہ نے انہیں تعلیم و تربیت کے لیے والد صاحب کے ہمراہ بھیج دیا اور وہ ہمارے گھر والد کے ایک بیٹے کی طرح رہے اسی وجہ سے آج بھی ہمارے پورے گھر سے ان کا رشتہ ایک بیٹے ہی جیسا ہے اور ہمیں کبھی کسی دور کے رشتے کا احساس نہیں ہوتا)، اس سفر میں حضور اشرف الفقہاء کے ساتھ تھے۔ مجھے اپنی کم علمی کا کامل احساس ہے لیکن بزرگان دین کی توجۂ خاص ہمیں احساس کمتری کا شکار ہونے نہیں دیتی، ہمیں ان بزرگوں سے بے حد قلبی لگاؤ ہے اور یہ حضرات فقیر سے بے پناہ محبت فرماتے ہیں اور اپنی دعاؤں سے کافی نوازتے رہتے ہیں، حضور اشرف الفقہاء کے سمدھی استاذ الشعرا حضرت ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر جب ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تو آپ فقیر سے نعت نبی گنگنانے کی خواہش ظاہر فرماتے، اور کئی بار حضرت نے خصوصی نعت خواں کی حیثیت سے ناگپور اور نوساری یاد فرمایا، ایک دو کلام ضرور سماعت فرماتے اور نیک خواہشات کا اظہار فرماتے یہ ان نادر روزگار ہستیوں کی اصاغر نوازی ہے، خیر بات بہت لمبی ہوگئی، میں ذکر کر رہا تھا کہ ۱۵ / مارچ ۲۰۱۷ء کو حضور اشرف الفقہاء صبح جلد بائسی پہونچ چکے تھے چوں کہ ظہرانہ کا اہتمام فقیر رام السطور کے گھر پر ہی تھا اسی لیے یہ حضرات جلد ہی میرے غریب خانہ پر تشریف لا چکے تھے، دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور یہیں قیلولہ وغیرہ اور عصر تک قیام رہا، وقت مقررہ پر جلسہ کا آغاز ہو چکا تھا، رات کی سیاہی کی طرح جلسہ پورے آب و تاب کے ساتھ کامیابی کی طرف بڑھ رہا تھا، یکے بعد دیگرے نعت و منقبت اور پند و نصائح کا سلسلہ جاری تھا بالآخر حضور اشرف الفقہاء اسٹیج پر جلوہ فرما ہوئے۔ کچھ ہی دیر میں کرسی خطابت پر تشریف لائے اور اپنے مخصوص انداز بیاں میں دلنشین مثالوں اور پر کشش اشارات سے قرآن و حدیث کے علمی جواہر پارے بکھیرنے لگے اور ایسی جامع تقریر فرمائی کہ سامعین عش عش کرنے لگے۔

آپ کی آواز میں عجب چاشنی تھی، دوران تقریر بیچ بیچ میں خوش الحانی سے قرآن حکیم کی تلاوت اور موقع محل کی مناسب سے اشعار رضا کی مترنم آواز تقریر میں مزید مٹھاس پیدا کر رہی تھی، آپ کی تقریر نہایت سادہ عام فہم مگر دلائل و براہین سے پُر تھی جس سے عوام و خواص سبھی یکساں مستفیض اور لطف اندوز ہو رہے تھے۔ یہ ایک تاریخی اور یادگار جلسہ رہا۔

مورخہ ۱۴ / اگست ۲۰۲۱ء کو آپ کے وصال پر ملال کی خبر جاں کاہ سن کر یقین نہیں ہوا تھا کہ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین، علم و ادب کے بے تاج بادشاہ، فکر و فن کے عظیم شہسوار، فضل و کمال کے تاجدار حضور اشرف الفقہاء مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ ہمارے درمیان نہیں رہے، اللہ کرے یہ خبر جھوٹی ہو، لیکن موت اٹل قانون ہے جس کا ہر اعلیٰ و ادنی،

عام وخاص، صغیر وکبیر، غنی وفقیر پر نافذ ہونا یقینی ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔

دنیا میں ہر آنے والا جانے ہی کے لیے آیا ہے اور روز جاتے ہیں، جن کے جانے کا لوگ سوگ مناتے ہیں لیکن ان جانے والوں میں کچھ وہ بھی ہیں جن کا جانا نہ صرف ان کے اہل وعیال اور اہل خاندان کے لیے باعث حسرت وافسوس ہوتا ہے بلکہ تنہا ان کے جانے سے پورا عالم سوگوار ہو جاتا ہے یقینا حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ انہیں نفوس قدسیہ میں سے تھے کہ جن کے وصال پر آج ہزاروں دل رنجیدہ اور لاکھوں افراد افسردہ ہیں، کون جانتا تھا کہ اتنا بڑا حادثۂ فاجعہ رونما ہوگا اور علم وادب کا یہ کوہ ہمالہ زمین کی گود میں سما جائے گا، خیر آپ کے وصال باکمال نے یہ احساس دلایا کہ راقم السطور کی معلومات کے مطابق سال ۲۰۱۷ء کا یہ دورۂ سیمانچل آپ کا پہلا اور آخری دورہ ثابت ہوا۔

آپ نے دنیا کے کثیر ممالک میں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند فرمایا اور غوث وخواجہ اور رضا کا علمی وروحانی فیض تقسیم فرمایا، آپ نے امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے افکار ونظریات کی ترویج واشاعت میں جو گراں قدر اور عظیم خدمات انجام دی ہیں جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور مثالی ولائق تقلید بھی، بلاشبہ آپ کا وصال پوری امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم خسارہ اور بڑا نقصان ہے۔

رب ذوالجلال کی بارگاہ صمدیت میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے، آپ کو اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ مریدین ومتوسلین کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

اشرف الفقہاء اور سنی تبلیغی جماعت باسنی

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی
رکن سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف

خلفاے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بھی ایک الگ ہی شان ہوتی ہے وہ اپنے وجود میں تنہا انجمن ہوتے ہیں۔ علمی وعملی رعب داب، حسن اخلاق وکردار، شفقت ومہربانی، تقویٰ وپرہیزگاری، خوردہ نوازی میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں اور یہی عالمانہ اوصاف وخصائص ہیں جن سے ایک عالم اہل سنت کو متصف ہونا چاہیے۔

اشرف الفقہاء، خلیفۂ مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نوری علیہ الرحمہ (متوفی: ۶، اگست ۲۰۲۰) کی قدآور شخصیت کے کئی ایک پہلو ہیں جن پر تاریخ کے اوراق شاہد ہیں۔ انھوں نے اپنی عمر عزیز کا اکثر حصہ درس وتدریس، ارشاد وتبلیغ، دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں صرف فرما کر اہل سنت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا ہے۔

باوقار شخصیت:

اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ ایک باوقار شخصیت کا نام ہے، صورت وسیرت، تقویٰ وپرہیزگاری، سر پر عمامہ شریف کا نور، ہاتھ میں خوب صورت چھوٹا سا رومال، خوب صورت شیروانی، عالمانہ گفتار ورفتار سے دیکھنے والے پر بڑا اچھا اثر پڑتا تھا، میں نے جب حضرت کو دیکھا تو کافی متاثر ہوا، فقیر نے تین بار زیارت کی، بلکہ سرزمین باسنی میں آپ کو سب سے پہلے اس فقیر ہی نے مدعو کیا، تشریف لاکر کرم فرمایا اور اپنے مواعظ حسنہ سے نوازا، ایک بار سنی تبلیغی جماعت کے دفتر میں بھی مختصر قیام فرمایا۔

آپ کی عالمانہ اور باوقار شخصیت نے آنے والی نسل کے لیے کئی ایک نمایاں نقوش چھوڑے ہیں جنہیں اپنا کر کامیابی کی منازل کو طے کیا جاسکتا ہے۔ انسان کامیاب کیسے بنتا ہے؟ اور اسے کامیاب بننے کے کیا کرنا چاہیے؟ اس تعلق سے بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ مگر میں نے حضور اشرف الفقہاء کی شخصیت میں جو نمایاں خوبی دیکھی وہ ان کے خلوص وللّٰہیت کا جذبہ تھا جو انھیں اہل سنت وجماعت کی اشاعت وتبلیغ کے لیے پورے ہندوستان بلکہ بیرون ہند کشاں کشاں لیے پھرتا تھا۔

آپ نے تعلیماتِ اعلیٰ حضرت اور اشاعتِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے لیے جہاں کا بھی سفر کیا اس سے کامیاب ہو کر لوٹے اور اہل سنت کا پرچم سربلند کر دیا۔ کئی ایسے واقعات ہیں جو آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں کہ حضرت علیہ الرحمہ کی تشریف آوری سے سنیت کے چمن میں بہار آگئی اور دشمنان اسلام وسنیت خائب وخاسر ہوئے۔

سورت گجرات کے تعلق سے حضرت نے خود راقم سے بیان فرمایا: ''وہاں ہم سنیوں کی کوئی ایک مسجد بھی نہ تھی، الحمدللہ! میرے مسلسل آنے جانے سے اب وہاں سنیت میں بہار آگئی ہے اور اب کئی ایک مساجد سنیوں کی موجود ہیں۔'' اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اہل سنت کی نشر و اشاعت کے لیے کیسے کیسے علاقوں کو فتح کیا ہے اور کہاں کہاں گلشن دین وسنیت کو مہکایا ہے، آج سنیت میں جو رونق و بہار نظر آ رہی ہے یہ ہمارے اکابر علما کی بے لوث قربانیوں کا صدقہ وثمرہ ہے، اس خار دار وادی میں آپ تکالیف ومحن سے بھی نبرد آزما ہوئے ہوں گے، جن کا ہونا ہر ایک داعیِ دین وسنیت کے لیے یقینی بھی ہے۔

دشمنان اسلام نے اسلام وسنیت کو کمزور کرنے کی کیسی ناپاک پلاننگ بنا رکھی تھی، لیکن جب اللہ کا ایک نیک ومخلص بندہ وہاں پہنچا تو سارے شیطانوں نے اپنے مکر وفریب کے جالوں کو سمیٹ کر اپنا راستہ لیا، اور انھیں ذلت ورسوائی کا منھ دیکھنا پڑا، یہی تو وہ جذبہ ہے جس سے علاقے کے علاقے منور وتاباں ہو جاتے ہیں اور اہل سنت کا خوبصورت علَم لہرانے لگ جاتا ہے۔

عزت افزائی:

کسی بھی دینی ومذہبی وملی کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا اور کام کرنے حضرات کی حوصلہ افزائی کرنا، عزت افزائی کہلاتا ہے یہ خوبی بھی آپ کے اندر پائی جاتی تھی جس کا ہر کوئی شاہد ہے اور یہی وہ اعلیٰ وصف ہوتا ہے جو انسان کو باوقار اور محبوب بناتا ہے، دوسروں کے دلوں میں اسی سے قدر پیدا ہوتی ہے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے خود کو اس وصف سے ممتاز فرمایا تھا اسی وجہ سے آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے، وہاں علما وائمہ کے دینی ومسلکی کاز کو ملاحظہ فرماتے تو ان کی عزت وحوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ جب آپ پہلی بار باسنی تشریف لائے تو یہاں کی دینی ومذہبی ومسلکی اور تعلیمی وتبلیغی سرگرمیوں کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے، علما کے کاموں کو سن کر بڑے مسرور نظر آئے، میرے والد ماجد مدظلہٗ کے لئے آپ نے اپنے خیالات وخواہشات کا اس طرح اظہار فرمایا، لکھتے ہیں:

''حضرت مفتی صاحب قبلہ خود اپنی ذات میں ایک انجمن اور تحریک ہیں، ان کی بے لوث خدمات نے جماعت کو بڑی توانائی بخشی ہے۔ رب کریم موصوف کو صحت وسلامتی کے ساتھ تا دیر جماعت کے اوپر سایۂ عاطفت کی طرح قائم رکھے، آمین۔''

سنت رسول کی اہمیت:

آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تو وہاں کی مساجد میں باجماعت نماز ادا کرتے تھے، یہ بات میں نے بہت ہی کم خطبائے اہل سنت میں دیکھی ہے، آپ تو ایک زبردست عالم وفقیہ اور ذمہ دار، ماہر وکامل مدرس بلکہ شیخ الحدیث تھے۔ جب فقیر نے آپ کو ماہ ربیع النور ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء کے موقع پر ''امام احمد رضا مسجد'' میں مدعو کیا تو آپ نے مغرب کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کی اور دعا کے بعد مختصر بیان بھی فرمایا، بالخصوص داڑھی کی اہمیت وسنیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''اے سنی مسلمانو! ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماننے والے اور چاہنے والے ہیں اور محب کو محبوب کی ہر ادا سے محبت ہوتی ہے۔ ہمارے سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تو ہر ادا پیاری ہے جسے اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن داڑھی تو سرکار کی ایسی پیاری سنت ہے جس سے انسان باوقار اور پرکشش نظر آتا ہے اس لیے اس سنت کو اپنا کر اپنے آقا کو خوش کرو، اس کا ایک بڑا فائدہ دنیا میں یہ ہوگا کہ اگر خدا نخواستہ کئی ظلم وستم کی وجہ سے قتل کر دیئے گئے تو کفن ودفن بھی نصیب ہوگا اور آخرت میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سرکار خوش ہو جائیں گے اور اگر بغیر داڑھی کے دنیا سے چل بسے قبر میں اگر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا رخ انور پھیر لیا تو پھر کیسا پچھتانا ہوگا۔''

حضرت کے ان نصیحت آمیز چند جملوں کا مجھ پر بڑا اثر پڑا، آپ کے ان جملوں میں بڑا درد تھا، خلوص کار فرما تھا، پھر آپ نے بعد نماز عشاء ''امام احمد رضا چوک'' میں عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زبردست خطاب فرمایا جسے سن کر علما خوشی میں مچلنے لگے، دوسرے روز جامع مسجد صدر بازار میں عظیم الشان بیان فرمایا۔

سنی تبلیغی جماعت باسنی:

پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی علیہ الرحمہ جیسی جہاں دیدہ شخصیت کے قدموں کی برکتوں سے ''سنی تبلیغی جماعت'' کا قیام باسنی میں ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ کے اندر عمل میں آیا، ابتدا میں مساجد کے اندر درس قرآن شروع کیا گیا، پھر قائد اہل سنت حضرت علامہ ظہور احمد اشرفی علیہ الرحمہ سابق سربراہ اعلیٰ، نے راجستھان کے دیہات وقصبات میں مکاتب ومدارس قائم کرنے کا پلان بنایا تا کہ جہالت کو جڑ سے کاٹا جا سکے، حضرت موصوف کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے راجستھان بھر میں دینی مدارس ومکاتب کا جال بچھ گیا اور برسوں کی سوئی ہوئی قوم مسلم دین کے حوالے سے بیدار ہوگئی۔ الحمد للہ! اس وقت پورے راجستھان میں جماعت کا مضبوط نیٹ ورک ہے دیگر مقامات پر بھی جماعت کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ **فالحمد للہ علیٰ ذلک۔**

مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی اجملی علیہ الرحمہ کی نگاہ کرم اور روحانیت سے آج بھی جماعت روز افزوں ترقی پذیر ہے، اہل سنت وجماعت کے جملہ اکابر علما ومشائخ وسادات کرام سنی تبلیغی جماعت کی دینی ودعوتی، تعلیمی وتبلیغی اور اصلاحی خدمات سے متاثر ومطمئن ہیں۔

جو بھی عالم اہل سنت دفتر جماعت میں تشریف لاتے ہیں، تو جماعت کی خدمات کو سن کر، دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جماعت کے مشن کو سراہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج بہت سارے علما ومشائخ کے گراں قدر خیالات وتاثرات دفتر جماعت میں تحریر ہیں جنھیں کئی مرتبہ جماعت کے تعارف کے ساتھ شائع بھی کیا جا چکا ہے جو اربابِ بصیرت نے ملاحظہ کیے ہوں گے۔

اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نوری علیہ الرحمہ جب باسنی تشریف لائے تو راقم آپ کو جماعت کے دفتر میں لایا، آپ نے جب جماعت کے تبلیغی وتعلیمی اور اصلاحی کاموں کی تفصیل ملاحظہ فرمائی تو بڑے مسرور ہوئے اور اپنے قلم سے گراں

قدر تاثرات قلم بند فرمائے جن سے آپ کے تئیں جماعت کا درد جھلکتا ہوا نظر آتا ہے اور دین وسنیت کا کام کرنے والے حضرات کی قدردانی سطر سطر سے محسوس ومترشح ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''مورخہ ۱۵ربیع النور ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۴ر مارچ ۲۰۰۸ء روز یکشنبہ کو'سنی تبلیغی جماعت باسنی' ضلع ناگور شریف صوبۂ راجستھان کے دفتر میں فقیر کو حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت العلام مولانا مفتی ولی محمد صاحب دامت برکاتہم القدسیہ اوران کے اعوان وانصار علما اہل سنت سے دفتر ہٰذا میں نیاز حاصل کر کے انتہائی مسرت ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے سنی تبلیغی جماعت کی مختصر روداد اول تا آخر بیان فرمائی، اور ساتھ ہی ساتھ جماعت کی تنظیمی اور تبلیغی کارگزاریوں کو تفصیل سے بیان فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ خود اپنی ذات میں ایک انجمن اور تحریک ہیں، ان کی بے لوث خدمات نے جماعت کو بڑی توانائی بخشی ہے۔ رب کریم موصوف کو صحت وسلامتی کے ساتھ تادیر جماعت کے اوپر سایۂ عاطفت کی طرح قائم رکھے۔ آمین۔

خطیب مشرق حضور مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ جماعت اہل سنت کے اساطین میں سے ایک فعال اور متحرک فرد تھے، آپ نے جماعت اہل سنت کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے سہارا دیا اور مساجد ومدارس، انجمنیں اور ادارے قائم کر کے جماعت کی ساکھ کو مضبوط سے مضبوط تر بنا دیا، موصوف علیہ الرحمہ کی مساعیِ جمیلہ کی ایک حسین کڑی 'سنی تبلیغی جماعت باسنی' بھی ہے۔ جس کے ذریعہ راجستھان کے دور دہ دیہی علاقوں میں علم وشعور کا نور جگمگاتا نظر آرہا ہے، مولیٰ اس کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے معاونین وارا کین کو مزید حوصلہ عطا فرمائے، آمین۔''

باب-12

تحریری خدمات

حضور اشرف الفقہاء کی تصنیفات پر ایک طائرانہ نظر

مبارک حسین برکاتی

جامعہ حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ حضور اشرف الفقہاء مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان (خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) نہ صرف یہ کہ آپ بحیثیت فقیہ اپنا منفرد مقام رکھتے تھے بلکہ مملکت علم وفضل، فہم وفراست اور حکمت ودانائی میں وہ جس بلندی پہ فائز تھے اس کا اعتراف اہل دانش وبینش نے بیک زبان کیا ہے۔آپ بیک وقت محدث، مفسر، مفکر، مرشد، صوفی، قادر الکلام شاعر، منجھے ہوئے قلم کار اور جملہ علوم متداولہ اور فنون مروجہ میں منفرد حیثیت کے مالک تھے۔حقیقت یہ ہے کہ علمی دنیا میں اتنا جامع الصفات وکمالات شخصیت آج تک میری نگاہ نے نہیں دیکھا۔انھیں اوصاف عالیہ کی وجہ سے آپ کو ''اشرف الفقہاء'' اور ''مفتی اعظم مہاراشٹر'' جیسے مختلف القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔آپ کی ذاتِ مبارکہ عبادت وریاضت، زہدو تقویٰ، خلوص وللّٰہیت، راست گوئی وحق بیانی، اکابر پرستی واصاغر نوازی، الطاف وعنایات اور اخلاق حمیدہ جیسے اعلیٰ صفات سے متصف تھی۔

آپ کی ذاتِ ستودہ صفات انقلاب آفریں اور کثیر فیض رساں تھی، کمال حق پرستی، دعوت الی اللہ، ردومناظرہ میں پرتو شارح بخاری (حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ) تھے تو دعوت وتبلیغ میں مبلغ اسلام (حضرت علامہ عبد العلیم میرٹھی علیہ الرحمہ) کے مظہر نظر آتے تھے۔آپ تدریسی میدان میں اپنے استاد علامہ غلام جیلانی اعظمی کا انداز اپناتے افہام وتفہیم، درس و تدریس اور خطابت وموعظت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیت ودیعت کر رکھی تھی ۔اس لیے آپ عمدۃ المدرسین اور سلطان الخطبا سے بھی مشہور ہوئے۔آپ کے درس گاہ علم وفضل سے ہزاروں علما سیراب ہوئے ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں جہاں جید علمائے کرام، فقہائے عظام اور ائمہ ہیں تو وہیں بذلہ سنج مدرس، کہنہ مشق مفتی، عمدہ ترین مناظر، اور اعلیٰ منتظم وبانی بھی ہیں۔آپ ہر محاذ پہ دین اسلام کے فروغ اور اس کی ترویج واشاعت میں شب وروز لگے رہتے۔آپ کی ذات سے مسلک اعلیٰ حضرت کو بہت تقویت ملی۔آپ بلاشبہہ سچے عاشق اعلیٰ حضرت تھے۔جہاں بھی رہتے فکر رضا کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہے ہوتے۔شرح کلام رضا میں بھی آپ کو امتیازی مقام حاصل تھا۔عوام وخواص میں آپ کی پہچان مسلک اعلیٰ حضرت کے امین ومحافظ کی حیثیت سے تھی، اپنے سینے میں ملی سماجی درد رکھنے والے قوم کے لیے ایک بے لوث خادم تھے

۔ دعوت وتبلیغ آپ کا اہم مشغلہ تھا۔آپ کی دعوت وتبلیغ کو دیکھ کر معاصر علما آپ کو دعوت وارشاد کا چلتا پھرتا شعبہ کہا کرتے، عالمی سطح پہ آپ نے دعوت وتبلیغ کا جونمایاں خدمات انجام دیا ہے وہ بھی تاریخ کے اوراق پر آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

تقریر وخطابت اور موعظت ونصیحت کی طرح قرطاس وقلم سے بھی لگاؤ رہا ہے۔حسب ضرورت ومصلحت مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں اس کا بین ثبوت ہیں۔تجلیات ناگپور میں مختلف مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔جن میں قابلِ ذکر مضامین: (۱) فلسفۂ زکات۔(۲) قربانی کیا ہے؟ (۳) تاریخ کعبۂ معظّمہ (۴) جن۔قرآن کی روشنی میں (۵) رمضان المبارک کے فضائل ومسائل (۶) پیغام کربلا وغیرہ آپ کے کثیر مضامین مختلف عناوین پہ تجلیات ناگپور سے شائع ہو چکے ہیں۔آپ کی تحریر میں زبان وبیان کی پختگی، مطالعے کی وسعت، موضوع کی جامعیت، مواد کی فراہمی اور شائستگی کے ساتھ جگہ جگہ حسب ضرورت دقیقہ سنجی وکفایت دار نمونے ملتے ہیں۔

آپ کی تصنیفات میں سے یہاں چند پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(۱) "مسائل سجدہ سہو"

ابتدا میں نماز کی بنیادی باتیں، سجدۂ سہو سے متعلق چند احادیث پھر سہو کے اکثر مسائل یکجا کیا گیا ہے۔تمام مسائل کا ماخذ در، رد، منیہ، فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت ہیں۔ یہ کتاب عوام وخواص اور خصوصاً ائمۂ مساجد کے لیے مفید اور کارآمد ہے۔آپ کی تمام تصانیف میں یہ سب سے زیادہ مقبول اور آسان تصنیف ہے۔کتب خانہ ناگ پور سے متعدد بار شائع ہوچکی ہے جو تقریباً ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) "تحسین العیادہ"

بیماری کے محاسن، منافع اور عیادت کے فضائل پر مشتمل ایک شاہکار تصنیف ہے۔مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات سے شائع ہوچکی ہے جو تقریباً ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳) "ارشاد المرشد"

بیعت وارادت، مرشد اور آداب مرشد پر مشتمل بہترین رسالہ ہے۔یوں ہی اسی سے منسلک عنوان پر ''ضرورتِ مرشد'' نوری مشن مالیگاؤں سے شائع ہوچکی ہے جو ۲۴ رصفحات پر مشتمل ہے۔

(۴) "خطبات کولمبو"

دس تقریروں کا مجموعہ ہے جنھیں آپ نے سری لنکا کی راجدھانی کولمبو شہر کے مختلف نشستوں میں عوام سے خطاب کیا تھا۔ یہ کتاب شانتی نگر ناگپور سے متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔صفحات کی تعداد ۲۴۲ ہے۔

(۵)"رمضان المبارک کے فضائل ومسائل"

۱۹۶۶ء میں تجلیات ناگپور میں اولاً شائع ہوئی، بعد میں رسالہ کی صورت میں مستقل اشاعت عمل میں آئی۔ جو ۱۵/ صفحات پر مشتمل زیر طبع ہے۔

(۶)"خطبات اشرف الفقہاء"

آپ کی وہ تقریریں جو وطن عزیز کے مختلف شہروں، قصبوں اور علاقوں میں ہوئی ہیں انھیں تحریری شکل دی گئی ہے جو تین ضخیم جلدوں میں ہے زیر طبع ہے۔

(۷)"تنویر العین"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام سن کر انگوٹھے چومنے پر مدلل اور مختصر کتاب ہے۔جس کی خاصیت یہ ہے کہ منکرین کے اکابرین کی کتابوں سے آپ نے جواز کا پہلو ثابت کیا ہے. یہ ابھی زیر طبع ہے۔

(۸)"تنویر التوقیر ترجمۃ الصلاۃ علی البشیر والنذیر"

جس میں احادیث کی روشنی میں درود شریف کے فضائل ومسائل اور روحانی علاج بتایا گیا ہے۔ جو تقریباً ۳۵۹ صفحات پر مشتمل زیر طبع ہے۔

(۹)"المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبوی"

خدمت حدیث کی دنیا میں ایک عظیم شاہکار ہے۔آپ کی تصانیف میں سب سے زیادہ ضخیم جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے جو کتب امام احمد رضا خان بریلوی کے مختلف کتابوں سے ماخوذ ہیں جو تقریباً ۹۰۸ صفحات پر مشتمل زیر طبع ہے۔

(۱۰) فتاویٰ اشرف الفقہاء

آپ کے نوک قلم سے صادر ہونے والے فتاوٰں کا مجموعہ ہے جن کی تعداد تین ہزار یا اس سے کچھ زائد ہے۔آپ کے فتاوی قرآن وحدیث اور اجماع سے مبرہن ہوتے ہیں۔اپنے فتاوٰں میں فقہ حنفی کے دلائل اور ان کے جزئیات کے ساتھ ساتھ فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب اعلیٰ حضرت کا حوالہ ضرور پیش کرتے ہیں۔ابھی زیر ترتیب ہے۔

(۱۱)" کلامِ مجیب"

یہ نعت ومنقبت اور مختلف نظموں کا مجموعہ ہے۔زیر طبع ہے۔(۱۲) اشرف النصائح موعظت ونصیحت اور بزرگوں کے واقعات پہ مشتمل مختصر رسالہ ہے ناگ پور شانتی نگر سے شائع ہو چکا (۱۳)" تابشِ انوار مفتی اعظم" اپنے پیر ومرشد مفتی اعظم ہند کی سیرت وسوانح، کشف وکرامات اور مشاہدات کو جمع کیا ہے جو آپ نے سفر وحضر میں اپنے پیر ومرشد کی زندگی کا مشاہدہ کیا ہے صفحات

کی تعداد ۲۱۲ ہے جو شانتی نگر ناگ پور سے شائع ہوچکی ہے۔(۱۴) "پیکر استقامت و کرامات" حضور مفتی اعظم ہند کے مناقب و کرامات پر مشتمل تقریروں کا مجموعہ ہے آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء ہند مالیگاؤں سے شائع ہوچکی ہے۔یہ آپ کی تصانیف کا اجمالی تعارف ہے۔مزید آپ کی دینی دعوتی علمی، عملی، تصنیفی خدمات کا مفصل جائزہ لیا جانا چاہیے تاکہ عوام اہل سنت پر آپ کی خدمات آشکار ہوسکے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے کتابوں کی طرف توجہ دے کر انھیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔جو حاصل ہوجائیں انہیں توجہ اور پوری لگن سے پڑھیں ان سے بھرپور استفادہ کرکے مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے فیضان علمی سے مالا مال ہوکر عملی زندگی میں تازگی پیدا کریں۔

حضرت اشرف الفقہاء کی چار کتابیں: ایک تجزیاتی مطالعہ

مفتی توفیق احسنؔ برکاتی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

اشرف الفقہاء حضرت مفتی محمد مجیب اشرف رضوی [علیہ الرحمہ]، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے تلمیذ ارشد اور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا نوری، شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی، مفتی ثناء المصطفیٰ امجدی اور علامہ تحسین رضا بریلوی علیہم الرحمہ کے فیض یافتہ ہیں۔ مفتی اعظم ہند سے مرید بھی ہیں اور خلیفہ بھی۔ ۶ ر نومبر ۱۹۳۷ء کو گھوسی ضلع مئو میں آپ کی ولادت ہوئی، شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی آپ کے سگے ماموں جان تھے، بریلی شریف میں دار العلوم مظہر اسلام سے ۱۹۵۷ء میں فراغت ہوئی۔ آپ کو اپنے استاذ محترم حضرت شارح بخاری اور مرشد طریقت حضرت مفتی اعظم سے عشق کی حد تک عقیدت ومحبت ہے اور اس شرفِ غلامی ونیاز پر آپ ہر لمحہ فخر کا اظہار فرماتے ہیں۔ استاد محترم کو بھی اپنے اس شاگرد پر بے حد ناز تھا، فرماتے تھے:

”دنیا میں میرا ایک ہی شاگرد ”مجیب اشرف“ ایسا ہے جس نے اول تا آخر میرے پاس رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔“

فراغت کے بعد ۱۹۵۸ء میں اشرف الفقہاء جامعہ عربیہ ناگپور تشریف لے گئے۔ ۱۹۶۵ء تک باقاعدہ مسند تدریس پر فائز رہے۔ ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگ پور کی بنیاد ڈالی اور انتہائی محنت وجاں فشانی سے اس دار العلوم کو پروان چڑھانے میں منہمک ہو گئے، اس میں آپ کو بے گماں کامیابی بھی میسر آئی۔ اِس وقت دار العلوم امجدیہ ناگپور کا ایک عظیم مرکزی ادارہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ملک کے مختلف شہروں میں آپ نے مدارس ومکاتب قائم کیے یا ان کی سرپرستی قبول فرمائی۔ مہاراشٹر کے مختلف قصبہ جات، گاؤں اور دیہات میں دورہ کر کے اسلام وسنیت کا گراں قدر کام کیا ہے۔ مسلسل دوروں پر رہے، ایک کامیاب خطیب بھی تھے، آسان لب ولہجے میں دلائل وبراہین سے آراستہ خطاب سننے کا راقم کو عرس قاسمی برکاتی مارہرہ مطہرہ اور شہر ممبئی میں کئی بار اتفاق ہوا ہے۔ سمیناروں کی صدارت بھی فرماتے تھے۔ ساتھ ہی ایک مشہور مرشد طریقت بھی تھے، مہاراشٹر کے مختلف حصوں بالخصوص ممبئی، مالیگاؤں اور بھیونڈی وناگ پور میں آپ کے ہزاروں مریدین اور خلفا موجود ہیں۔

دار العلوم امجدیہ ناگپور میں تدریس وانتظام کے علاوہ آپ نے ہزاروں مسائل کا تحریری وزبانی جواب بھی دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان فتاویٰ کو جمع کر کے شائع کیا جائے۔ وقتاً فوقتاً آپ نے مختلف موضوعات پر مضامین ومقالات اور کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ مطبوعہ تصانیف میں ”خطبات کولمبو، ارشاد المرشد، تحسین العیادۃ، پیکر استقامت وکرامت، تابش انوار مفتی اعظم کا

نام لیا جاسکتا ہے۔غیر مطبوعہ کتابوں میں المرویات الرضویة فی الأحادیث النبویةاور تنویر التوقیر ترجمة الصلوٰة علیٰ البشیر النذیر" کافی اہم ہیں جنھیں طبع ہونا چاہیے۔ یہ حضرت اشرف الفقہاء کے احوال وآثار کا اجمالی جائزہ ہے، اگر انہی باتوں کو پھیلایا جائے تو ایک اچھی کتاب بن سکتی ہے۔

اخلاق وکردار کے اعتبار سے بھی ان کی ذات میں جو عالمانہ پختگی اور سالکانہ وضع داری نظر آتی ہے وہ بہت کم اعاظم میں موجود ہے۔ان کے پاس بیٹھیں تو دیر تک انھیں دیکھنے اور سننے کے بعد بھی اکتاہٹ کا احساس نہ ہو۔دل چاہتا ہے بولا کریں وہ اور سنا کرے کوئی، لہجے میں ایک خاص ٹھہراؤ، شعور وآگہی کا ایک غیر مرئی آبشار دامن دل کھینچتا محسوس ہوتا ہے۔ ہنس مکھ چہرہ، نور برساتی پیشانی، چمکتے دندان، صاف وشفاف اسلامی لباس، گلے میں رومال، اجالوں میں ڈوبا ہوا عمامہ شریف، چلیں تو لگتا ہے ادب کا ایک ہالہ انھیں گھیرے ہوئے ہے، بیٹھیں تو علمی مجالست کا مزہ ملے، گفتگو کریں تو بھرپور وقار وطمانیت کے ساتھ، اندازِ بیان میں نہ تصنع، نہ ڈر، زورِ بیان میں ایک خاص قسم کی نغمگی ۔زبان سے الفاظ اور جملے ایک مترنم بہاؤ کے ساتھ باہر آئیں۔وقت کے پابند، خورد نواز، عوام کی خبر گیری کرنے والے اور خواص علما ومشائخ کے محترم۔ان کی عادات واطوار زندہ دل انسان کے دل میں فوراً جگہ بنا لیتے ہیں اور مردہ دل روٹھ سا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذہانت وفطانت بھی اعلیٰ دی ہے اور طباعی بھی کمال کی ہے۔علوم وفنون میں تحصیل میں ان کی حد درجہ محنت ومشقت اور اساتذہ کی شفقتوں نے کافی اثر دکھایا ہے۔

(ا) مسائل سجدۂ سہو:

انھوں نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں وہ عوام وخواص کی ضرورت ہیں، موضوع وہی ہے جن پر لکھا جانا چاہیے، انداز وہی ہے جو اپنانا چاہیے، زبان وبیان کا وہی ڈھنگ جو اثر انگیز بھی ہو اور فکر انگیز بھی۔ مسائل شرعیہ سے آگاہی ایک مسلمان کے لیے لازمی ہے بطور خاص وہ مسائل جن کا نہ جاننا ہماری نمازوں کو فاسد کردے یا انھیں ناقص کردے، اس کے لیے آپ نے "مسائل سجدۂ سہو" نامی کتاب تحریر فرمائی۔ یہ انتہائی اہم، بے حد قیمتی اور اپنے موضوع پر سہل انداز میں غالباً پہلی کتاب ہے جس میں سجدۂ سہو اور اس کے متعلقات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے جس کا مطالعہ ہر خاص وعام علما وائمہ وعوام سب کے لیے مفید اور کارآمد ہوگا۔ آغاز کتاب میں مفتی محمد اشرف رضا قادری اور مفتی محمود اختر امجدی کی تاثراتی تحریریں کتاب کے مشمولات سے بحث کرتی ہیں۔اس کے بعد مولانا غلام مصطفیٰ رضوی برکاتی نوساروی نے دس صفحات میں مصنف کتاب کا گراں قدر تعارف لکھا ہے۔ ابتدائیہ خود مصنف کتاب نے تحریر کیا ہے جس میں انھوں نے واجبات نماز، سجدۂ سہو اور وجہ تصنیف پر گفتگو کی ہے۔صفحہ ۳۶ر سے کتاب کا آغاز ہوتا ہے، ہر مسئلے کو ایک عنوان دے کر سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ متعلقہ مسئلے کے حل تک بآسانی رسائی ممکن ہوسکے۔اس طرح پونے تین سو کے قریب عنوانات پر مسائل نماز بالخصوص سجدۂ سہو پر حوالہ جات کا التزام رکھتے ہوئے جامع کلام درج کیا گیا

ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۲۰۰۶ء میں چھپ کر عام ہوئی تھی۔ راقم کے روبرو اس کا چوتھا ایڈیشن موجود ہے جو ۲۰۱۲ء میں [ناشر: کتب خانہ ''المجیب'' نوری میڈیکل اسٹور، شانتی نگر، مین روڈ، ناگ پور] منظر عام پر آیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب کل سات ہزار کی تعداد میں چھپ چکی ہے جو اس کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔ کل صفحات ۱۲۸ رہیں۔

نبیرۂ صدرالشریعہ حضرت مفتی محمود اختر امجدی [ممبئی] لکھتے ہیں:

''تقریر کی طرح ان کا اسلوبِ تحریر بھی بڑا سہل اور دل نشین ہے۔ جس طرح وہ اپنی تقریر میں مشکل سے مشکل ترین بات بھی مثالوں کے ذریعہ بہت ہی آسان کر کے سامعین کے ذہن میں اتار دیتے ہیں اسی طرح تحریر میں بھی بڑے آسان پیرایے میں مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھائی ہیں۔ مافی الضمیر پیش کرنے کا انداز کس قدر سلجھا ہوا اور دل نشین ہے۔'' (ص: ۱۹، ۲۰)

یہ تجزیہ حقیقت افروز بھی اور فکر انگیز بھی۔ واقعی اشرف الفقہاء کی تحریروں میں عام فہم زبان اور سہل انداز ملتا ہے، نہ مفرس و معرب ترکیبیں نظر آتی ہیں نہ گنجلک بحثیں، زبان بھی سادہ اور بیان بھی سلجھا ہوا۔ اس کا اندازہ ان جملوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

ابتدائیہ میں خود مصنف رقم طراز ہیں:

''نماز اسلامی عبادتوں میں سے ایک عظیم الشان اہم عبادت ہے، جو ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد اور عورت پر فرض عین ہے۔ چوں کہ انسان کی فطرت میں سہو، نسیان اور بھول چوک کا مادہ موجود ہے، ہزار احتیاط کے باوجود بھی چھوٹی بڑی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اسلام نے نماز کی غلطیوں کی تلافی کے لیے تین باتیں بتائی ہیں: معافی، سجدۂ سہو اور اعادہ (نماز کا دوبارہ پڑھنا)۔'' (ص: ۳۳)

اس کے بعد مصنف نے معافی، سجدۂ سہو اور اعادہ کی توضیح فرمائی ہے۔ چوں کہ سجدۂ سہو کے مسائل فقہی کتابوں کے مختلف ابواب میں بیان ہوئے ہیں، اس لیے عام مسلمان کے لیے ان مسائل کو تلاش کرنا مشکل اور دقت طلب ہے اس لیے انھیں ڈھونڈ کر ایک جگہ ایک کتاب میں جمع کر دینا کہ عام لوگ انھیں جان سکیں یقیناً ایک اہم کارنامہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا علمی کارنامہ نہیں، یہ کام تو کوئی بھی کر سکتا ہے؟ میں ایسوں سے عرض گزار ہوں کہ پھر آپ جیسوں نے اس طرح کے آسان کاموں کی ضرورت کا احساس کیوں نہ کیا؟ کسی آسان کام کے ذریعہ بھی اگر قوم کی اہم ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو وہ بہت بڑا کارنامہ اور تاریخی کام کہا جائے گا۔ اس لیے راقم اس کتاب کو ان کا بہت بڑا کارنامہ مانتا ہے۔

آغاز میں شرائط نماز کی تفصیل، فرائض کا بیان، نماز کے واجبات کی تفصیلات، مستحبات کا بیان، سجدۂ سہو کی حقیقت، سجدۂ سہو واجب ہونے کی صورتیں، سجدۂ سہو کے تین طریقے، سجدۂ سہو سے متعلق احادیث کریمہ اور سجدۂ سہو کے مسائل کا تفصیلی بیان موجود ہے اور فقہ حنفی کی کتب سے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب مسائل نماز کا خوب صورت مرقع بن گئی ہے۔

(۲) ''ارشاد المرشد'' [بیعت کی حقیقت]

یہ بھی ان کا ایک اہم رسالہ ہے جس کے کل صفحات ۲۸ ہیں۔ یہ درحقیقت حضرت اشرف الفقہاء کے ان فرمودات پر مشتمل

ہے جو انھوں نے ۲۸ ؍رجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۴؍ستمبر ۲۰۰۴ء کو الجامعۃ الرضویہ انوار العلوم، ہاشمی کالونی، نظام آباد [آندھرا پردیش] میں اپنے مریدین و معتقدین کے درمیان بطور نصیحت ارشاد فرمائے تھے۔ وہ ملفوظات تحریری شکل میں اس کتاب میں جمع کر دیے گئے ہیں، ان کا موضوع تصوف و ارادت کے مسائل و معلومات ہیں۔

اشرف الفقہاء کے خلیفہ، ممتاز عالم دین حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قادری برکاتی [بانی و مہتمم دار العلوم انوارِ رضا، نوساری، گجرات] اس کتاب کے پیش لفظ میں رقم طراز ہیں:

''حضرت والا مرتبت [اشرف الفقہاء] ایک مخلص بافیض بزرگ ہیں، آپ کی ہر مجلس میں عام ہو یا خاص علمی گفتگو اور رشد و ہدایت کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا چند ہی دنوں میں اپنے اندر خوش آئند تبدیلی محسوس کرتا ہے۔ آپ سے جب بھی کوئی سوال کیا جاتا ہے تو آپ سائل کی سمجھ اور حیثیت کے مطابق ایسا تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے ہیں کہ اس کی سمجھ میں فوراً آجاتا ہے۔ میری زندگی کا ۲۶ سالہ تجربہ ہے کہ الجھے سے الجھے مسائل و معاملات کو بڑی حسن و خوبی کے ساتھ حل کر دینا آپ کا ہی حصہ ہے۔ تدبر، معاملہ فہمی، دور اندیشی میں آپ کا جواب نہیں۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہزاروں خوبیوں کا سرسبز و شاداب گل دستہ بنایا ہے۔'' (ارشاد المرشد، ص: ۵)

جیسا کہ ان کی تقریروں کی خوبی ہے کہ ان میں آسان اور عام فہم مثالوں کی کہکشاں نظر آتی ہیں اور تقریب فہم کے لیے ایسی تمہید پیش کرتے ہیں کہ موضوع ذہن میں بستا چلا جاتا ہے اور بعد میں کہی جانے والی باتوں کے لیے ذہن تیار رہتا ہے۔ یعنی یہاں ایک ایسا تجسس نظر آتا ہے جو اپنے سامع و ناظر کو بہت جلد اپنے حصار میں قید کر لیتا ہے اور وہ موضوع کے سحر میں کھو جاتا ہے۔

انسانی بدن جسم اور روح کا مجموعہ ہے یعنی ظاہر و باطن کے امتزاج سے بدن انسانی تشکیل دیا گیا ہے۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ اس کی ظاہری و باطنی ضروریات کا خیال رکھیں۔ دنیا کی منڈیوں میں ظاہری جسم کی ضرورت کا سامان ملتا ہے، انھیں روحانی غذاؤں اور بیمار روح کی دواؤں کا نہ تو علم ہوتا ہے نہ وہ ان کی کھوج کرتے ہیں۔ روحانی غذائیں اور دوائیں دین و شریعت کے مراکز میں دستیاب ہوتی ہیں، یعنی مساجد، خانقاہ اور دینی تربیت گاہیں۔ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں روح کا علاج ہوتا ہے اور روحانی ضرورت کے سامان ملتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر انسانی روح کو صیقل کیا جاتا ہے اور بیمار روح کو شافی و کافی علاج ہوتا ہے۔

یہاں حضرت اشرف الفقہاء کی گفتگو کا یہ اقتباس پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

''جس طرح پہلوان اور باڈی بلڈر بننے کے لیے اکھاڑے، جم خانے ہوتے ہیں، جہاں ورزش کے تمام ساز و سامان ہوتے ہیں اور سکھانے والا استاذ ہوتا ہے جو اپنے شاگردوں کو ڈنڈ بیٹھک اور ورزش کے طور طریقے سکھاتا ہے، اسی طرح روحانی بلڈر بننے کے لیے اچھے شیخ طریقت اور اس کی خانقاہ کی حاضری ضروری ہے، جہاں شیخ اپنے سعادت مند مریدوں کو ذکر و اذکار اور

ریاضت ومجاہدہ کی تعلیم دے کر روحانی تربیت کرتا ہے اور سعادت مند مرید اپنے مرشد برحق کی رونمائی پر دل وجان سے عمل پیرا ہوتا ہے۔ جب مرید اپنے شیخ کی رہ نمائی میں اس کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کی روح پاورفل اور توانا ہوجاتی ہے، اس کا بدن اگرچہ دیکھنے میں دبلا پتلا، کمزور ہوتا ہے مگر وہ خود پاورفل ہوتا ہے، اس کی نگاہ میں روحانیت کی چمک، پیشانی میں ایمان کا نور ظاہر اور زبان میں بڑی تاثیر ہوتی ہے، اس کی برکتوں سے بڑے بڑے کام چشم زدن میں انجام پاتے ہیں اور سخت سے سخت مشکل آسان ہوجاتی ہے۔'' (ص:۱۱)

اس تمثیل اور انداز بیان پر غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ واقعی اشرف الفقہاء ایک روحانی معالج اور شیخ طریقت کا نام ہے اور ان کا روحانی علاج موثر بھی ہے اور بے مثال بھی۔ تقریر وہی موثر ہوتی ہے جو سامع و ناظر کی نفسیات کا خیال کر کے کی جائے۔ کس طرح سے سامعین سے گفتگو کرنی ہے؟ ان کی ذہنی سطح کس معیار کی ہے؟ بالکل عام لوگ ہیں یا تعلیم یافتہ طبقہ؟ عصری تعلیم والے ہیں یا فقط دینی علوم سے شغف رکھتے ہیں؟ ان تمام امور کا لحاظ کیا جائے تو خطاب مفید بھی ہوگا اور اثر انگیز بھی۔

حضرت اشرف الفقہاء کی تقریروں میں مجھے یہ خوبی پوری توانائی کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے۔ ان کے جملے کسی پر بوجھ نہیں بنتے، نہ ان کی باتیں سمجھنے میں کوئی دشواری پیش آتی ہے۔

ص: ۱۳ پر بھی ایک واضح مثال درج ہے جس کے مطالعہ سے بیعت کی حقیقت بھی سمجھ میں آجاتی ہے اور اس کا مقصد بھی نمایاں ہوجاتا ہے۔ انسان کا شریر نفس اگر اس کے کنٹرول میں آجائے اور وہ ناجائز خواہشوں کی غلامی کا طوق نکال دے اور شریعت موافق عادات واطوار کی جانب سے انسان کو راغب کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بیعت کا مقصد حاصل ہوگیا۔

پیر کی فیض رسانی کا سلسلہ شریعت پر عمل کرنے سے جاری ہوتا ہے۔ سچے مرشد کی ذمہ داری ہے وہ اپنے مریدوں کو شریعت پر استقامت کا سبق پڑھائے اور شریعت کے خلاف کسی طرح کی جسارت سے سخت پرہیز کرنے کا حکم دے۔ حضرت اشرف الفقہاء نے تحریر وتقریر کے ذریعہ اپنے مریدوں کو اس طرح کا دینی وشرعی سبق از بر کرایا ہے اور انھیں شریعت پر عمل کرنے کا تاکیدی حکم دیتے رہے ہیں۔ یہ کام ہر پیر کو کرنا چاہیے، نہ یہ کہ مریدوں کو طریقت کا پہاڑا پڑھائے اور شریعت پر عمل کو وہ ہلکا سمجھنے لگیں۔ یہ طریقت بالکل بھی نہیں، بلکہ ایک قسم کا فریب ہے۔ اللہ ہمیں اس طرح کی فریب کاریوں سے محفوظ رکھے۔

اس کتاب میں علما وصوفیہ کے اقوال بھی درج ہیں جن کی روشنی میں مسئلہ طریقت وروحانیت کو آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

ص: ۱۵ پر حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کا یہ فرمان دیا گیا ہے:

''کوئی ہوا میں اڑتا ہے اور پانی پر چلتا ہے مگر شریعت کا پابند نہیں ہے تو وہ شیطان ہے۔ چیل، کوؤں اور مچھلیوں سے آگے نہ بڑھ سکا، برخلاف اس [شخص] کے، ہوا میں نہیں اڑتا، پانی پر نہیں چلتا مگر شریعت کا پابند ہے تو وہ مقبول بارگاہِ الٰہی ہے۔ شریعت اور

دین پر استقامت ہر کرامت سے بڑھ کر کرامت ہے۔''

ص:۱۶ پر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ حضور! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ''شریعت الگ اور طریقت الگ ہے۔'' آپ نے ارشاد فرمایا کہ شریعت سر کے بال کی طرح ہے اور طریقت اس کی مانگ کی طرح ہے۔ اگر سر میں بال نہ ہوں تو مانگ کیسے نکالی جاسکتی ہے؟ گنجے اور ٹکلے کے سر میں مانگ کی آرزو ہوس ہی ہوس ہے، اسی طرح بے شرع سے طریقت کے فیضان کی تمنا خیالِ خام ہے۔''

ماضی قریب میں شہزادۂ امام احمد رضا، مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ جہاں شریعت کے امام و مقتدا تھے وہیں طریقت کے مرشد بھی تھے، ان کا دینی و فقہی شعور بھی پختہ تھا اور ان کی روحانیت بھی حقیقت افروز تھی۔ ان کا تقویٰ اور پرہیزگاری آج بھی لوگ یاد کرتے ہیں۔ ان کے مرید باصفا حضرت اشرف الفقہاء نے ایک لمبا عرصہ ان کی بارگاہ فیض و عرفان میں گزارا تھا اور فقہی ژرف نگاہی، علمی کمال کے ساتھ طریقت و روحانیت کے انوار سے مستفیض بھی ہوئے۔ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی تقویٰ شعار زندگی کے بہت سے واقعات ہیں جو انھوں نے ازخود ملاحظہ کیے تھے، اس لیے اپنی تقریروں میں سامعین کے سامنے بوقت ضرورت اپنے مرشد گرامی کا ذکر کرتے تھے۔ اس رسالے میں بھی ''سرکار مفتی اعظم ہند کا تقویٰ'' کا عنوان ہے، فرماتے ہیں:

''میرے پیر و مرشد مفتی اعظم بھی تھے اور متقی اعظم بھی، عالم اجل بھی تھے اور ولی اکمل بھی۔ آپ کا وجود مسعود اپنے زمانہ میں شریعت و طریقت کا سنگم، علم و عرفان کا مجمع البحرین تھا، ان کی ہر ادا سے زہد و تقویٰ ٹپکتا تھا۔'' (ص:۱۶)

اس کے بعد ایک واقعہ درج ہے جو سبق آموز بھی ہے اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خشیت الٰہی کا منہ بولتا ثبوت بھی۔ حضرت اشرف الفقہاء نے یہاں کرامت کی بھی تعریف کی ہے:

''کسی مومن پابند شریعت سے ایسی بات کا ظاہر ہونا جو عقل اور عادت کے خلاف ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ تمام اہل سنت کے علما، فقہا اور صوفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولیا کی کرامت حق ہے، جو اس کا انکار کرے اور نہ مانے وہ گمراہ اور اہل سنت سے خارج ہے۔'' (۱۷)

اس کے بعد حضرت غوث اعظم کی ایک کرامت کا بیان، صحیح پیر کی شرطوں کی تفصیل، سلاسل طریقت کے فروغ و استحکام کی کوششوں کا ذکر، ذکر کے فوائد، لطائف ستہ کا بیان، نفس کی حالتیں، ذکر اثبات و نفی، ترکیب ذکر جہری وغیرہ حقائق تصوف کا واضح تذکرہ درج کیا گیا ہے۔ معارف تصوف کی عصری تفہیم کی یہ کوشش حضرت اشرف الفقہاء کا منفرد کارنامہ ہے۔ امید ہے کہ اہل ذوق اس مختصر رسالے کا مطالعہ کریں گے۔

(۳) ضرورتِ مرشد:

۱۵ر جنوری ۲۰۱۶ء مطابق ۴ر ربیع الآخر ۱۴۳۷ھ کو آپ سنی جمعیۃ العلماء مالیگاؤں کی دعوت پر شہر مالیگاؤں تشریف لائے

اور نماز جمعہ سے قبل نوری مشن نے رضا مسجد گولڈن نگر میں مجلس بیعت و نصیحت کا اہتمام کیا۔ اس مجلس میں حضرت اشرف الفقہاء نے جو وعظ فرمایا وہ اہم بھی تھا اور معلوماتی بھی، جسے محترم غلام مصطفیٰ رضوی و محترم وسیم احمد رضوی نے تحریری شکل میں مرتب کیا اور نوری مشن، مالیگاؤں نے اسے کتابی شکل میں شائع کیا۔ ۲۴ر صفحات پر مشتمل یہ مختصر کتابچہ جہاں بیعت کی اہمیت، مرشد کی ضرورت، اسلام کی روحانی زندگی تزکیۂ باطن کی ضرورت کو نمایاں کرتا ہے وہی قرآنی احکام اور شریعت کی پاسداری کا سبق بھی ازبر کراتا ہے۔ محب گرامی محترم غلام مصطفیٰ رضوی نے ''ناصح اور نصیحت'' کے عنوان پر کتاب کا پیش لفظ تحریر کیا ہے۔ اس میں ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:

> ''خطابت کا مقصد ذہنی تفریح و تفنن طبع اور وقت گزاری نہیں، اصلاحِ عقیدہ و صحتِ اعمال ہے۔ تزکیۂ باطن اور تطہیر قلب ہے۔ ان خوبیوں سے اشرف الفقہاء کی خطابت مزین ہوتی ہے۔ اخلاق و استقامت فی الدین اور تقویٰ و طہارت کی جو دولت حضور مفتی اعظم سے عطا ہوئی اس سے خطابت میں اثر آفرینی ہے۔ بات زبان سے کیا نکلتی ہے دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ درجنوں تقریروں اور سیکڑوں کوششوں سے جن کی اصلاح نہیں ہوئی ہم نے دیکھا کہ اشرف الفقہاء کی ایک تقریر نے نظریاتی بے راہ روی کا خاتمہ کر دیا اور عظمت رسالت و عشق رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا نقش جمیل دل پر کندہ ہو گیا۔'' (ص:۲)

واقعی اللہ رب العزت نے اشرف الفقہاء کو فکر سازی کا عظیم جوہر عطا فرمایا تھا جس کے اثرات ان کی تحریروں میں بھی دکھائی دیتے ہیں اور ان کے خطابات میں بھی مجلّا ہیں۔ اس خطاب کی تمہید نظام قدرت کے بیان سے شروع ہوتی ہے، پھر چند مثالوں سے دنیا و آخرت کی زندگی کو سمجھایا گیا ہے، انسان کی روحانی زندگی، لباس تقویٰ، حقیقت بیعت، شانِ غوث اعظم، آخرت کا سودا، شریعت اور طبیعت جیسے عناوین پر مختصر مختصر بحثیں پڑھنے کو ملتی ہیں اور دامن دل کھینچتی ہیں۔ گویا شریعت و طریقت کی تفہیم کا یہاں ہر سامان مہیا ہے، یہ اہل دل کے ظرف پر منحصر ہے کہ وہ کتنا استفادہ کرتے ہیں۔

(۴) تحسین العیادۃ [بیمار پرسی کی خوبیاں]:

یہ کتاب مرکز اہل سنت برکاتِ رضا، پور بندر، گجرات سے ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں ایک ہزار کی تعداد میں چھپی ہے۔ پوری کتاب اڑتیس صفحات پر مشتمل ہے۔ ابتدائی فہرست کے بعد دو صفحات میں اجمالی طور پر مریض کی عیادت کے تیس [۳۰] فائدے درج ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

☆ مریض کی عیادت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

☆ مریض کی عیادت اللہ کی بارگاہ میں برگزیدگی کا سبب ہے۔

☆فرشتے صبح وشام اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔
☆مریضوں کی عیادت جنتیوں کی خصلت ہے۔
☆مسلمان کا مسلمان پر اسلامی حق ہے۔
☆اور عیادت نہ کرنے والا محروم القسمت اور غضب الٰہی کا مستحق ہے۔

ایک صالح معاشرہ کی تشکیل اور انسانی زندگی کی بہتری کے لیے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل کے رہ نما اصول دنیا کو عطا فرمائے ہیں جن پر عمل آوری اس بات کی ضمانت ہے کہ انسانی معاشرہ انسانیت اور اخلاق وکردار کی اعلیٰ قدروں کے تحفظ کے ساتھ باقی رہے اور ان میں امن و بھائی چارہ پنپتا رہے۔ یہ اسی وقت ہوگا جب انسان کا دل خود غرضی کا شکار نہ ہو، اس کا ذہن پاکیزہ اور دماغ روشن ہو۔ تمہیدی جملوں میں حضرت اشرف الفقہاء لکھتے ہیں:

''انسان کی اچھائی کا مدار مال و دولت اور عیش وعشرت پر نہیں ہے بلکہ دل کی سچائی، ذہن کی صفائی اور کردار کی اچھائی پر ہے۔ یہی تین چیزیں اچھے معاشرہ کی بنیاد ہیں، جس معاشرہ میں نیک نیتی، روشن خیالی اور حسن عمل کی توانائی کی نورانی فضا چھائی ہوئی ہوگی اسی کو اچھا معاشرہ کہا جائے گا اور جن خوش نصیب لوگوں نے اچھے معاشرہ کی تعمیر وترقی میں اپنے کردار وعمل سے حصہ لیا وہی لوگ دنیا وآخرت میں کامیاب ہیں۔'' (ص:۷)

ایک اچھا معاشرہ اسی وقت بنایا جاسکتا ہے جب ہر فردِ بشر اپنی دینی، اخلاقی، ملی اور سماجی ذمہ داری کا خیال کرے اور کسی طرح کی سماجی نابرابری اور اخلاقی پستی کا جرثومہ نہ پھیلنے دیا جائے۔ لیکن یہ کیوں کر ممکن ہوگا؟ مصنف کے الفاظ میں:

''آج معاشرہ کو خراب کرنے والی تمام برائیاں ہم میں پھیلتی جارہی ہیں جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ مذہبی انحطاط، اخلاقی پستی اور سماجی افراتفری کے ماحول میں مسلمانوں کے سنبھلنے اور سدھرنے کا ایک ہی راستہ ہے وہ ہے پیغمبر اسلام سید عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم کی حیات پاک، جو ساری کائنات کے لیے نمونۂ عمل اور آئیڈیل لائف ہے۔'' (ص:۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اتنی جامع اور منضبط ہے کہ اس سے بہتر کمال اور اخلاقی بہتری کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں انسانی اخلاقیات کا ہر زاویہ موجود ہے۔ جس میں ہر سماجی اور معاشرتی امور کی وضاحت کی گئی ہے۔ انہی میں ''بیمار کی مزاج پرسی'' بھی ہے، اس کے دینی و دنیاوی فوائد کثیر ہیں۔ ان میں سے بہت کچھ اس کتاب میں بھی درج ہیں۔ حضرت اشرف الفقہاء تمہیدی جملوں کے بعد جن بحثوں کو یہاں شامل کیا ہے ان میں بیماری بھی رحمت باری ہے، مریض کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اسلام میں عیادتِ مریض کی اہمیت، عیادت کا حکم، مریض کی عیادت اسلامی حق ہے، وہ پانچ باتیں جن پر عمل کرنے والے کو جنت کی بشارت دی گئی ہے ان میں عیادت بھی ہے۔ اعمال صالحہ کی فہرست میں مریض کی عیادت بھی شامل

ہے، ایسا کرنے والا اللہ عزوجل کی ضمان میں ہوگا، ایسوں کو اللہ تعالیٰ خوش آمدید فرماتا ہے، مزاج پرسی کرنے والے پر صبح وشام ستر ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں، وہ رحمت الٰہی میں غرق رہتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی دینی ودنیاوی فوائد ہیں جو یہاں احادیث نبویہ کی روشنی میں بتائے گئے ہیں۔ اخیر میں مریض کو پڑھنے کے لیے مفید دعائیں اوران کا طریقہ تعلیم کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب عیادت کے جملہ گوشوں کی نقاب کشائی کرتی ہے اور ہمیں اس عظیم سنت کی ادائیگی کا سبق ازبر کراتی ہے۔

اس کتاب میں بھی مصنف کا اندازِ تحریر بے حد سلجھا ہوا اور عام فہم ہے تاکہ ہر طرح کے لوگ اس سے استفادہ کر سکیں اور اپنی زندگی کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھال کر جینے کی کوشش کریں اور اپنے وجود سے ایک اچھے معاشرے کی تشکیل میں کلیدی رول ادا کریں۔

[محررہ: ۲/ رجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۵/ فروری ۲۰۲۱ء، دوشنبہ]

''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'': اک منفرد اور تاریخی دستاویز

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی، مالیگاؤں

خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ بیک وقت بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں، آپ فصیح اللسان خطیب بھی ہیں اور مایۂ ناز ادیب بھی، آپ قادرالکلام شاعر بھی ہیں اور زہد وتقویٰ کا پیکر بھی، آپ واقفِ اسرارِ شریعت وطریقت بھی ہیں اور آشنائے رموزِ محبت وحقیقت بھی، آپ کہنہ مشق مفتی بھی ہیں اور بے مثال مدرس بھی، آپ کامیاب منتظم بھی ہیں اور باکردار مہتمم بھی، آپ فقید المثال مناظر بھی ہیں اور حُسنِ اخلاق کے دھنی بھی، آپ کی بابرکت مجلس میں ایک دوبار حاضر ہونے والا آپ کی پُرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی ذاتِ والاصفات اعلیٰ اخلاق وکردار اور اوصاف ومحامد سے متصف ہے۔ آپ ایک انتہائی مخلص اور فیض بخش عالمِ دین ہیں۔ آپ کے اندر بزرگوں کا ادب واحترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور چھوٹوں پر نہایت شفیق ومہربان ہیں جو معاصر علما کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ سے ملاقات کرنے والا آپ کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔ آپ کی ہر مجلس خواہ وہ عام ہو یا خاص۔ علمی، ادبی، اصلاحی اور رشد وہدایت کی باتوں سے لبریز ہوتی ہیں۔ آپ کے نزدیک شریعت وسنت کی پاسداری و پابندی ہر دوسرے امور پر مقدم ومحترم حیثیت رکھتی ہے۔ غرض یہ کہ حسنِ اخلاق، فہم وتدبر، معاملہ فہمی، دور اندیشی، صبر وتحمل میں آپ کا جواب نہیں۔ رب عز وجل نے آپ کو سراپا منکسر المزاج، خلیق اور ملنسار بنایا ہے۔

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب فصیح اللسان خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایۂ ناز ادیب اور بلند پایہ انشا پرداز بھی ہیں۔ آپ کی کئی تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں اور بعض منتظر طباعت ہیں۔ تقریر کی طرح آپ کا طرزِ تحریر انتہائی آسان، سہل اور دل نشین ہے۔ جس طرح وہ اپنی تقریر میں مشکل سے مشکل ترین بات بھی مثالوں اور حوالوں کے ذریعہ آسان سے مشکل طریقہ سے بہت ہی سہل کر کے سامعین کے ذہن وقلب میں اتار دیتے ہیں اسی طرح تحریر میں بھی آپ نے بڑے آسان پیرایۂ زبان و بیان میں مشکل سے مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھائی ہیں۔ آپ کی تصانیف جہاں علما ومشائخ کے لیے ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہیں وہیں اسلوب کی سادگی وصفائی کے سبب عوام الناس کے لیے بھی یکساں مفید ہیں۔ جن میں تحسین العیادۃ (بیمار پُرسی کی خوبیاں)، حضور مفتیِ اعظم پیکرِ استقامت وکرامت، خطباتِ کولمبو، ارشاد المرشد، مسائلِ سجدۂ سہو، ضرورتِ مرشد وغیرہ تصانیف عوام وخواص میں

یکساں مقبول ہیں۔ ان تصانیف کے علاوہ آپ کے اور بھی کتب و رسائل ہیں جو طباعت کے منتظر ہیں۔

اس وقت میرے مطالعہ کی میز پر حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی تازہ ترین خوب صورت سرورق سے آراستہ کتاب ''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' سجی ہوئی ہے اور جس نے مجھے اپنے حصار میں لیا ہوا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ سے متعلق اپنے ان مشاہدات کو جمع کیا ہے جو سفر و حضر میں آپ نے اپنے مرشدِ باوقار کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہوئے ملاحظہ کیا۔ ایک نظر میں اس کی فہرست ملاحظہ کرنے کے بعد ایسا لگتا ہے جیسے یہ مفتیِ اعظم کے ملفوظات ہیں جنھیں مفتی محمد مجیب اشرف کے زرنگار قلم نے صفحۂ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔

قطبِ زمانہ، شبیہِ غوثِ اعظم، شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم قدس سرہٗ، حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ سے بہت الفت و محبت فرمایا کرتے تھے، ہمیشہ آپ کو ''ہمارے مولانا'' کہہ کر پکارتے تھے۔ اولاد کی طرح تعلیم و تربیت پر توجہ فرمائی۔ آپ کا عالم ہونا بھی مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کی دعا کا اثر ہے۔ دور دراز کا سفر فرماتے تو اپنے ہمراہ آپ کو لے جایا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے تقریباً تیس برس تک کبھی مسلسل اور کبھی وقفے وقفے سے مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کے ہمراہ دینی، تبلیغی و اشاعتی اسفار کیے اور حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کی خدمت کرتے رہے۔ مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ہمراہ سفر و حضر میں حضرت مفتی صاحب قبلہ نے بسا اوقات مفتیِ اعظم قدس سرہٗ سے خرقِ عادات واقعات کا ظہور ملاحظہ کیا اور شریعتِ مطہرہ پر آپ کے انتہائی تصلب کا مشاہدہ بھی کیا، ایسی ہزاروں پاکیزہ یادیں حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کے طاقِ زندگی میں محفوظ ہیں۔ ''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' انھیں دل کش یادوں کا ایک خوب صورت قبالہ ہے۔

یوں تو عارف باللہ تاج دارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں کو محیط نہ جانے کتنے کتب و رسائل، مقالات و مضامین لکھے گئے اور اخبارات و جرائد کے خصوصی نمبر بھی شائع ہوئے ہیں اور مسلسل تاج دارِ اہل سنت قدس سرہٗ کی جامع الصفات اور تہہ دار شخصیت کے حسین و جمیل گوشوں پر تحقیق و ریسرچ اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ تاہنوز جاری و ساری ہے۔ لیکن مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حوالے سے اب تک منظر عام پر آئیں کتب کی بہ نسبت ''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' اس لحاظ سے بھی جداگانہ اور انفرادیت کا درجہ رکھتی ہے کہ اس کتاب کے مصنف نے لمحہ لمحہ مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ساتھ سفر و حضر میں جو مشاہدات کیے اور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہٗ کی حسین و جمیل تابشوں سے اپنے ظاہر و باطن کو خوب چمکاتے ہوئے ان کو عطر مجموعہ کی طرح محفوظ رکھا انھیں کو اِس کتاب کے ذریعے ہمارے خوانِ مطالعہ پر سجایا ہے۔

''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' میں مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کے حوالے سے جن حقائق و معارف، واقعات و مشاہدات اور استقامت و کرامت کا بیان کیا گیا ہے وہ شنیدہ نہیں بلکہ دیدہ ہیں اس لحاظ سے بھی اس کتاب کی اپنی ایک منفرد تحقیقی، تاریخی اور دستاویزی اہمیت و حیثیت مسلم ہے۔

واضح ہونا چاہیے کہ آپ نے اپنے پیرومرشد مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حوالے سے اپنے ذاتی مشاہدات وتاثرات کے بیان میں کہیں بھی بے جا مبالغہ آرائی یا عقیدت مندانہ غلو سے کام نہیں لیا قدم قدم پر سچائی اور صداقت کا دامن تھامے رکھا۔ خود لکھتے ہیں:

''آیندہ اوراق میں جو کچھ آپ پڑھیں گے وہ میرے اپنے ذاتی مشاہدات اور تاثرات ہیں جو میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے دل نے اس کا اثر قبول کیا۔ بس انھیں باتوں کو میں نے اپنے لفظوں میں پیش کر دیا ہے۔ اِدھر اُدھر کی روایات وحکایات سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی ہے۔ یہ اس لیے کہ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ 'پیراں نمی پرند مریداں می پرانند' بات کچھ اور ہوتی ہے، مگر یارانِ خوش فہم اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ حقیقت کا چہرہ مسخ ہو کر رہ جاتا ہے اور حقیقت افسانہ بن جاتی ہے۔ اس لیے میں نے اپنے ہی مشاہدات وتاثرات کو قلم بند کرنے میں خیریت سمجھی ہے۔'' (ص ۵۲)

''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' میں مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کی پاکیزہ سیرت کا ذکرِ جمیل، اُن کے ملفوظاتِ حسنہ کا تذکرۂ خیر، فتاویٰ اور تقویٰ وطہارت میں اُن کی منفرد شان وشوکت، جرآتِ ایمانی اور تصلب فی الدین کے رنگا رنگ جلوے، کرامات اور خرق عادات کے حسین وجمیل نمونے، خشیت الٰہی اور عشقِ مصطفوی کی خوب صورت جھلکیاں، آپ کی سادہ زندگی کے بانکپن میں اتباعِ شریعت کی سرمستیاں، روحانی وعرفانی اقدار کی نیرنگیاں اور علم وآگہی کی نکتہ سنجیاں وغیرہ بکھری ہوئی ہیں۔ آغاز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں علماے عظام اور اولیاے کرام کے فضائل کو بیان کیا ہے۔ اہل اللہ کے ذکر کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے مفتی محمد مجیب اشرف صاحب نے سنت نبوی کے پیکر مفتی اعظم کے رُخِ حیات کی رنگارنگی بکھیری ہے۔ مفتیِ اعظم قدس سرہٗ جیسے ہمہ جہت خوبیوں اور جامع الصفات فردِ حق آگاہ اور مردِ خوش اوقات کہ جن کی ہر ہر ادا سنتِ نبوی کی آئینہ دار تھی، جن کے جلال وجمال ہر حال سے للہ فی اللہ کا جلوہ آشکار تھا، جو فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے بلند درجہ پر فائز ایسے عارف باللہ تھے جنھوں نے لاکھوں زندگیوں میں اسلامی وروحانی انقلاب برپا کر دیا۔ اُس عظیم شخصیت کے روحانی وعرفانی انوار کی دل نشین تابشیں اپنی بے مثال قوتِ حافظہ اور منفرد استحضارِ ذہنی سے منصۂ شہود پر جلوہ گر فرما کر حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ نے شیدائیان وفدائیانِ مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ عنایت فرمائی ہے۔ حضرت کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ 208 رصفحات پر مشتمل یہ کتاب پیرایۂ زبان وبیان کے اعتبار سے بھی لائق تحسین وآفرین ہے۔

ذیل میں کتاب کا ایک ہلکا سا اشاریہ نشانِ خاطر کریں اور اندازہ لگائیں کہ اس کتاب میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حوالے سے کیسی نادر ونایاب اور انمول یادیں اور باتیں خوانِ مطالعہ پر سجائی گئی ہیں:

سنتِ نبوی کے پیکر مفتیِ اعظم/کرم گستری/حضور مفتیِ اعظم کا علمی وفقہی استحضار/سرکار مفتی اعظم اور فن خطابت/بھگوان کہنے پر غیر مسلم کو توبہ کرائی/ ایمانی جرأت اور فوجی آفیسر کی توبہ/کینسر کا مریض اچھا ہوگیا/نوری تماچے کا اثر/ احتسابِ نفس اور مفتی اعظم/ چہرہ دیکھا اور ایمان لایا/ انگلی کا زخم ٹھیک ہوگیا/ طوفان اور مفتی اعظم کی اذان/ کشفِ نوری/گائے کا بچہ زندہ ہوگیا/لڑکا کار سے ٹکرایا اور کچھ بھی نہ ہوا/ روحانی تصرف /نبوی اخلاق کی پاسداری اور غربا پر کرم نوازی/ دعائے شیخ سے انگور کا باغ مل گیا/ ٹی بی کا مریض اچھا ہوگیا/تیمّن کی پاسداری/غیر مسلم کو ٹائی لگانے پر تنبیہ/ جامعہ نظامیہ میں شاندار استقبال/ سالار جنگ میوزیم کا معاینہ/حضور امفتی اعظم اور تصویر وغیرہ۔

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نے ان واقعات کو بالکل صاف ستھری زبان میں سلیقہ مندی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کا حافظہ بھی بڑے کمال کا ہے اور اندازِ بیان بھی بڑا دل کش۔ تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد مفتی اعظم قدس سرہٗ نے کس طرح حضرت اشرف الفقہاء مدظلہ کی حوصلہ افزائی فرمائی ملاحظہ کریں اور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی اصاغر نوازی اور اپنے طلبہ پر بے پناہ شفقت و محبت کا نظارا کریں:

''۱۹۷۵ء میں جب میری فراغت ہوئی اس وقت حسب معمول تمام فارغ ہونے والے چالیس طلبہ کو جبہ و دستار اور سند سے نوازا گیا، مگر حضرت سیدی مرشدی سرکار مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی فقیر راقم الحروف محمد مجیب اشرف رضوی پر کرم گستری دیکھیے کہ دار العلوم کی طرف سے جو جبہ و دستار ملتی ہے اس کے علاوہ ایک جبہ اور دستار مزید برآں عطا ہوا اور کرم بالائے کرم یہ ہوا کہ دار العلوم کی سند کے علاوہ اپنی خاص سند حدیث مرحمت فرمائی، نیز فقیر کی سند پر حضور محدث اعظم ہند ابوالمحامد محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنا دستخط کرتے ہوئے پہلے یہ جملہ تحریر فرمایا 'الحمد للہ المجید کہ حق بحق دار رسید' پھر اپنے بزرگوں کی ان کرم فرمائیوں پر جتنا ناز کرے کم ہے۔'' (ص ۴۳)

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ یوں تو رسمی طور پر خطیب اور مقرر نہ تھے لیکن خطابت کے اصولوں اور باریکیوں سے کماحقہٗ واقف تھے اور مقررین کی اصلاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی نگاہِ کیمیا اثر نے نہ جانے کتنوں کو خطیبِ زمانہ بنا دیا۔ اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کو بھی حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی دعاؤں نے ایک مایۂ ناز خطیب بنا دیا الحمد للہ! آج پوری دنیائے سنیت میں آپ کی خطابت کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ اور فن خطابت کے حوالے سے مفتی مجیب

اشرف صاحب راقم ہیں، زبان و بیان کی دل کشی اور سلاست و روانی بھی قابل دید ہے نیز مفتی اعظم قدس سرہٗ کی باتوں سے آج کے خطبا و واعظین کو درس لینا چاہیے:

”ایک بار آپ کی مجلس خیر میں کچھ علما اور مقررین حضرات حاضر تھے، کسی جلسے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، کسی صاحب نے کہا کہ جلسہ ماشآء اللہ بہت کامیاب رہا، مجمع بھی شاندار تھا اور تقریریں بھی شاندار ہوئیں، اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ خطیب کا اندازِ گفتگو عام فہم ہونا چاہیے، الجھی ہوئی بات سے پرہیز کرنا چاہیے، اس طرح کی گفتگو سے بسا اوقات لوگ غلط فہمی کا شکار ہو کر گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، فصاحت و بلاغت یہ نہی کہ مقفیٰ، مسجع جملوں کی بھرمار اور عربی فارسی الفاظ کی بے تحاشہ بوچھار ہو، بات مقتضائے حال کے مطابق کرنی چاہیے، ساتھ ہی عام فہم ہونی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ آسان اور معمولی بات کو لوگ مشکل اور چیستاں سمجھ لیں۔ اسی ضمن میں فرمایا کہ لکھنو کے رہنے والے ایک زمین دار صاحب تھے، ان کی کھیتی باڑی دیہاتوں میں تھی، ایک بار زمین دار صاحب نے کسان کو حال چال معلوم کرنے کی غرض سے بلایا اور فرمایا ’او کسانِ ناہنجار، کشتِ زارِ گندم پر تقاطرِ امطار بفضلِ ایزدغفار ہوا ہے کہ نہیں؟‘ ان میں سے ایک کسان نے کہا چلو میاں صاحب اس وقت وظیفہ پڑھ رہے ہیں، بعد میں آ کر ملیں گے۔ پھر فرمایا، یہ فصاحت و بلاغت نہیں سفاہت و حماقت ہے۔“ (ص ۶۵/ ۷۵)

اس طرح کے پچاسوں واقعات اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نے اپنے مشاہدات اور یادداشت کی روشنی میں قلم بند فرمایا ہے۔ ”تابشِ انوارِ مفتی اعظم“ کے اوراق پر کہیں اصاغر نوازی اور مریدین پر شفقت و محبت کا نظارا دیکھنے کو ملتا ہے تو کہیں امراضِ روحانی و جسمانی میں پریشاں حال مخلوقِ خدا کی دادرسی، تعویذات و نقوش اور دعاؤں اور دواؤں سے ان کی رہبری کی جھلکیاں۔ کہیں جرأتِ ایمانی اور غیرتِ دینی کا منظر دکھائی دیتا ہے تو کہیں تقویٰ و پرہیز گاری اور استقامت فی الدین کے توانا اور مستحکم پیکر کی تصویر ابھرتی ہے۔ کہیں تزکیۂ نفس اور طہارتِ قلبی کے لیے مفتی اعظم قدس سرہٗ کی کاوشاتِ جمیلہ کا اندازِ محبت نظر آتا ہے تو کہیں عوام و خواص کے ساتھ ساتھ علما و اساتذہ کی ذہنی تربیت کے لیے ملفوظاتِ حسنہ کی سوغات۔ غرض یہ کہ مفتی اعظم قدس سرہٗ کے شب و روز کی خوب صورت پرچھائیاں ہمیں اس کتاب میں دل نشین لب و لہجے کے ساتھ شاد کام کرتے ہوئے دلوں کو صیقل کرتی محسوس ہوتی ہے۔

''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' کا جائزہ لیتے ہوئے اگر ہم زبان و بیان، پیرایۂ اظہار اور اسلوبِ نگارش کو پیش نظر رکھیں تو بھی ہمیں بڑا لطف و سرور ملتا ہے۔ اشرف الفقہاء جہاں ایک مایۂ ناز خطیب ہیں وہیں وہ ایک صاحبِ طرز ادیب بھی ہیں۔ ان کا زرنگار قلم ایک بہترین، عمدہ، سلیس، رواں دواں، بامحاورہ اور خوب صورت نثر لکھنے پر مکمل دسترس رکھتا ہے اور کامیابی کے پرچم بلند کرتا ہوا چلتا ہے۔ ''تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' کی گو نثر سادہ سہی لیکن معیاری اور علمی ہے۔ اس میں نہ تو بے جا عربیت اور فارسیت پائی جاتی ہے اور نہ ہندی الفاظ کا بے جا اور بے دھڑک استعمال ملتا ہے۔ محاورات بھی وہی استعمال کیے گئے ہیں جو اردو کی عام بول چال کا حصّہ ہیں اور جن سے اردو زبان کی روانی مجروح نہیں ہونے پاتی۔ اس میں جملے بالعموم چھوٹے چھوٹے ہیں، جس طرح بات چیت کے دوران ادا کیے جاتے ہیں۔ بات کو سمجھا سمجھا کر کہنے کا انداز ملتا ہے، جسے وضاحتی انداز کہہ سکتے ہیں۔ اسی لیے جملوں کو ترکیب دینے والے فقرے اور ٹکڑے بھی عموماً چھوٹے ہوتے ہیں اور بعض جگہوں پر ان ٹکڑوں کو دہرایا بھی جاتا ہے۔ اگر کوئی بڑا جملہ پایا جاتا ہے تو وہ انھیں چھوٹے چھوٹے فقروں اور ٹکڑوں کو ملا کر بنتا ہے جس سے پیچیدگی پیدا نہیں ہونے پاتی اور نہ نحوی ترکیب میں کوئی الجھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ چند اقتباسات دیکھیے:

''ایک روز حضرت والا حسب معمول عصر کی نماز کے لیے مسجد تشریف لائے۔ دیکھا کہ ایک نل سے تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا ہے۔ آپ سیدھے نل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے بند فرما دیا۔ کسی کو حکم نہیں دیا کہ جا کر نل کو بند کر دو جب کہ وہاں بہت سے لوگ تھے۔ حضرت قبلہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ کسی کو کسی کام کے کرنے کا حکم دینے سے پرہیز فرماتے تھے۔ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کر لینے کی کوشش فرماتے تھے۔ یہ سنت نبوی پر عمل بھی ہے اور ہم مریدوں کے لیے عملی تعلیم و تربیت کا ایک خوب صورت انداز بھی ہے۔ شرافتِ نفس یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنا کام خود کر لیا کرے۔'' (ص ۴۳۱)

☆☆☆

''جس روز حضرت سیدی و مرشدی مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان حیدرآباد تشریف لائے۔ اس روز دن میں آپ نے ناشتہ کرنے کے بعد ظہر کی نماز تک آرام فرمایا۔ پھر دوپہر کا کھانا قیام گاہ ہی پر تناول فرمایا۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے سنت قیلولہ کی ادائیگی کے لیے لیٹ گئے۔ تقریباً تین بجے کے بعد عصر تک لوگوں سے ملاقات اور مرید ہونے کا سلسلہ جاری رہا، اور بعد نماز عصر علما، مشائخ و عمائدین شہر کا باریابی کا موقع ملا۔ حضرت

والا نے سب سے ملاقاتیں فرمائیں۔ دورانِ ملاقات علمائے کرام نے حیدرآباد کے بگڑے ہوئے ماحول کے بارے میں کچھ معروضات پیش کیے۔ جن کو حضرت نے بڑے غور سے سماعت فرمایا اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ شمال وجنوب کے تمام علما ومشائخ کی ذمہ داری ہے کہ وہ باہمی تعاون کے رشتے کو مستحکم بنائیں اور پوری قوت کے ساتھ اس اٹھنے والے گمراہیت اور لامذہبیت کے طوفان کو روک دیں جو اہل سنت کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ اب اس میں مزید تاخیر کرنا بہت بڑی غلطی اور چوک ہوگی۔'' (ص ۹۳۱)

☆☆☆

''اللہ ورسول نے ہی تو اسلام اور کفر کو خوب سے خوب تر ظاہر فرمایا تاکہ تلبیس ابلیس کا شائبہ نہ رہے۔ اسی لیے تو فرمایا: قد تبین الرشد من الغی (خوب اچھی طرح جدا ہو چکی ہے ہدایت کی راہ گمراہی سے) اس ارشاد ربانی نے واضح کر دیا کہ اسلام وکفر دونوں بیک وقت شخصِ واحد میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر اسلام آئے گا تو کفر رفو چکر ہو جائے گا اور کفر گھسے گا تو اسلام رخصت ہو جائے گا۔ دونوں میں تباین کی نسبت ہے (یعنی کفر واسلام دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں) جیسے دن اور رات دونوں ایک ساتھ نہیں پائے جا سکتے۔ جہاں دن ہے، وہاں رات نہیں اور جہاں رات ہے وہاں دن نہیں۔ اور علمائے ربانیین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفر واسلام میں فرق وامتیاز کی پوری پوری لیاقت وصلاحیت عطا فرمائی گئی ہے۔'' (۳۵)

☆☆☆

''ہوا یہ کہ حضرت والا نے فرمایا کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز پڑھنی ہے۔ سید عبدالقادر صاحب نے فوراً گاڑی رکوادی۔ اور نیچے اتر کر ایک آدمی جو واکینگ کے لیے جا رہا تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ بولا اندور ہے۔ سید صاحب نے پھر پوچھا یہ اندور ہے؟ اس نے کہا ہاں صاحب اندور شہر شروع ہو گیا۔ ہم سب کو بڑا تعجب ہوا۔ میں نے حضرت سے عرض کی حضور! اندور آ گیا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا

ماشاء اللہ، حافظ عبدالغفار کے مکان پر نماز پڑھیں گے۔ہم لوگ گاڑی میں سوار ہوگئے۔ پانچ سات منٹ گذرنے کے بعد حضرت نے فرمایا، دیکھیے شاید حافظ عبدالغفار کا مکان یہی ہے۔ وہاں ایک ٹوپی پہنے ہوئے بھائی ملے۔ان سے حافظ صاحب کے مکان کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے اسی مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ مکان حافظ صاحب کا ہے، جس مکان کو حضرت قبلہ نے فرمایا تھا کہ دیکھیے شاید یہی مکان حافظ عبدالغفار صاحب کا ہے۔ جہاں سے شہر میں ہم لوگ داخل ہوئے تھے وہاں سے حافظ صاحب کا مکان تقریباً بارہ تیرہ کلومیٹر ہوگا۔ یہ دوری بھی صرف پانچ منٹ میں طے ہوگئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حافظ صاحب کے مکان کو ہم میں سے کسی نے دیکھا بھی نہیں تھا، نہ ہی راستوں کی جانکاری تھی۔ پھر بھی بغیر پوچھے منزل پر پہنچ جانا اور حضرت کا فرمانا مکان یہی ہے۔ انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب حضرت قبلہ کا روحانی تصرف اور غیبی رہنمائی کا کرشمہ تھا۔ اسی کو طئے الارض کہتے ہیں۔'' (ص۱۶۹/۱۷۰)

یہ اوراس طرح کی درجنوں عبارتیں '' تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم'' میں دیکھنے کوملتی ہیں جن میں ادبی جمالیات کا رنگ وآہنگ مکمل طور پر موجود ہے۔ سادگی کی ساتھ پُرکاری اور تازگی وطرفگی کا انداز قاری کو الفاظ کی بھول بھلیوں میں گم نہیں کرتا بلکہ تفہیمِ عبارت کے لیے اسے بے حد آسانی ہوتی ہے۔ ایک اچھی اور عمدہ نثر کا کمال یہی ہے کہ پڑھنے والا عبارت کو بآسانی سمجھ لے۔ اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کی نثر کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ ان کے قلم سے نکلے ہوئے شہ پارے جہاں علما و خواص کے لیے بھی خاصے کی چیز ہیں وہیں عوام کالانعام بھی انھیں بالکل آسانی کے ساتھ پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کے قلم سے نکلا ہوا یہ شاہ کار آپ کو ایک قادرالکلام ادیب اور مصنف کے طور پر متعارف کراتا ہے۔ زبان و بیان کی چاشنی، پیرایۂ اظہار کی دل کشی، برمحل جملوں، محاورات اور روزمرہ سے مزین، سلیس ورواں، سہل وشگفتہ اسلوب سے سجی سنوری، چمکتی دمکتی نثر سے آراستہ '' تابشِ انوارِ مفتیِ اعظم''، مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کے حوالے سے لکھی گئی اب تک کی کتب میں ایک منفرد اور تاریخی دستاویز کی حامل کتاب ہے۔ وابستگانِ سلسلۂ رضویہ برکاتیہ اور طالبانِ حق سے اس کتاب کے مطالعہ کی پُرزور سفارش کے ساتھ دعا ہے کہ اللہ کریم جل شانہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کے علمی فیضان سے ہمیں مالا مال فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

☆☆☆

تحسین العیادۃ : ایک تاثراتی مطالعہ

(مولانا) نعیم الاسلام قادری
استاذ مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ ضلع بہرائچ شریف

مفتی اعظم مہاراشٹر خلیفۂ سرکار مفتی اعظم ہند حضور اشرف الفقہاء علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی گھوسوی ثم ناگپوری علیہ الرحمۃ والرضوان بانی دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کی ذات والا صفات جماعت اہل سنت کا قیمتی سرمایہ تھی، آپ بیک وقت جید عالم دین، قابل مفتی، خوش فکر خطیب، بدمذہبوں کو دنداں شکن جواب دینے والے مناظر اور تزکیۂ قلوب وتصفیۂ باطن کرنے والے جلیل القدر شیخ طریقت ورہبر شریعت تھے۔ بایں ہمہ اوصاف قدرت نے آپ کو تحریر وقلم کی صلاحیت سے بھی خوب نوازا تھا۔ آپ کی نوک قلم سے درجنوں مضامین اور متعدد کتابیں معرض وجود میں آئیں اور اہل ذوق سے خراج تحسین حاصل کیا۔

ابتداءً آپ خالص مدرس رہے، پھر امامت وخطابت کی ذمہ داری سر آئی تو تدریس کے ساتھ اسے بھی بحسن وخوبی انجام دیا۔ مسجد کے منبر ومحراب سے خطابت شروع ہوئی، واہب لایزال نے آپ کے اندر خطابت کا جو جوہرِ قابل ودیعت فرمایا تھا، رفتہ رفتہ وہ کھل کر اس طرح سامنے آیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ملکی پھر عالمی سطح پر آپ کی خطابت کا ڈنکا بجنے لگا اور زندگی کے اخیر اوقات تک تقریر وخطابت کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم رہا۔ مزید براں شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرما کر سلسلے کے فروغ کی اہم ذمہ داری بھی آپ کو سپرد کی، جس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا، نتیجتاً آج آپ کے مریدین ومتوسلین کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ مسلمانوں کے حالات اور بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح سے آپ چشم پوشی نہیں کر سکتے تھے، اس کے لیے تقریر وخطابت اور ارشاد وہدایت سے بڑھ کر کوئی اور مستحکم ذریعہ نہیں ہوسکتا تھا، چناں چہ آپ نے خود کو تبلیغ دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لیے ان دونوں ذرائع کا پابند بنایا اور ان میں آپ کا انہماک ایسا بڑھا کہ تبلیغی دوروں پر نکل جاتے تو کئی کئی مہینے گھر بار اور اہل وعیال سے دور رہتے تھے۔

مضمون نویسی، کتاب نگاری یا کسی بھی اچھے تحریری کام کے لیے مکمل یکسوئی، کامل اطمینان اور فرصت کے اوقات درکار ہیں اور یہ چیزیں مسلسل تبلیغی دوروں کی وجہ سے حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کو حسب منشا حاصل نہ تھیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی مصروف ترین ذات سے کسی بڑے تحریری کام کی انجام پذیری امر مشکل ہے، مگر پھر بھی توفیق الٰہی شامل حال رہی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو

مصروفیات میں بھی ایسے مواقع عطا فرمائے، کہ ان کے قلم فیض رقم سے مندرجہ ذیل کتابیں منصۂ شہود پر آئیں:

(۱) تحسین العیادۃ (بیمار پرسی کی خوبیاں)	مطبوع
(۲) ارشاد المرشد (بیعت کی حقیقت)	مطبوع
(۳) مسائل سجدۂ سہو	مطبوع
(۴) خطبات کولمبو	مطبوع
(۵) حضور مفتی اعظم: پیکر استقامت و کرامت	مطبوع
(۶) تابش انوار مفتی اعظم	مطبوع
(۷) المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ (۹۰۰ ر صفحات)	غیر مطبوع
(۸) تنویر العین (انگوٹھا چومنے کی شرعی حیثیت)	غیر مطبوع
(۹) تنویر التوقیر ترجمہ الصلوٰۃ علی البشیر النذیر (۳۰۰ ر صفحات)	غیر مطبوع
(۱۰) فتاویٰ اشرف الفقہاء (مجموعہ فتاوی)	غیر مطبوع

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی کتابوں میں سے ناچیز نے ''تابش انوار مفتی اعظم'' تقریباً مکمل مطالعہ کی ہے، مسائل سجدۂ سہو اور خطبات کولمبو کا بھی معتدبہ حصہ فقیر کے زیر مطالعہ آچکا ہے۔ فی الوقت حضرت مولانا افتخار ندیم قادری صاحب کی فرمائش پر ''تحسین العیادۃ'' تبصرے کے لیے مطالعے کی میز پر ہے:

کتاب کی ابتدا میں حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے مریض کی عیادت کے نمبروار ۳۰ ر فوائد شمار کرائے ہیں۔ انسان فطری طور پر کسی بھی عمل سے پہلے اس کے فوائد پر نظر ڈالتا ہے، عمل اگر فائدے سے خالی ہو، تو انسانی طبیعت اس کو عبث سمجھتی ہے اور اس سے بے اعتنائی برتتی ہے۔ اشرف الفقہاء کا یہ طرز تحریر ان کی نفسیات شناسی پر غماز ہے۔ پہلی ہی نظر میں قاری جب عیادت کے فوائد جان لے گا، تو اس کے اندر عیادت کی تحریک پیدا ہوگی، نیز کتاب کو مزید پڑھنے کا شوق جاگے گا۔

پھر پُر تاثیر کلمات پر مشتمل طویل تمہید ہے۔ جس میں عہد رسالت کی خوبی اور اچھائی اور ہمارے معاشرے کی خرابی اور برائی کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ دل کی سچائی، ذہن کی صفائی، کردار کی اچھائی یہ وہ تین بنیادی چیزیں ہیں، جن سے ایک اچھا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ پھر ایک اچھے اور ایک بُرے معاشرے میں لوگوں کا کیا طرز عمل ہوتا ہے اور لوگ کن اچھائیوں سے محظوظ ہوتے یا کن برائیوں کا منہ دیکھتے ہیں، اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ مذہبی انحطاط، اخلاقی پستی اور سماجی افراتفری کے ماحول میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سنت طاہرہ ہی سلامتی کی ضامن اور ضابطۂ حیات ہے، لہٰذا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر عمل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔سنت رسول کی خوبی کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنت میں دین ودنیا کے ہزاروں فائدے پوشیدہ ہیں، برکات وحسنات کے ان پوشیدہ خزانوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، جو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی سنتوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں، جب کوئی مسلمان خلوص دل سے اپنے آقا کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارتا ہے تو خود ان کی برکتوں کو مختلف حالات میں محسوس کرنے لگتا ہے، آہستہ آہستہ اس کو اتنی لذت ملنے لگتی ہے کہ بے خود ہو کر پکار اٹھتا ہے ؎

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کا کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا''

(تحسین العیادۃ ص ۹، ۱۰)

تمہید کا ایک ایک لفظ زبان کی شیرینی اور لب ولہجہ کی حلاوت لیے ہوئے ہے، قاری جسے محسوس کیے بغیر نہیں رہتا۔دوران تمہید جابجا موقع محل کی مناسبت سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پیکر عشق ومحبت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار نے مزید لطف پیدا کر دیا ہے۔

کچھ آگے بڑھیے! چند حقوق العباد کا ذکر کرنے کے بعد ان کی ادائیگی کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اب غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مذکورہ بالا باتیں بظاہر معمولی ہیں، مگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کرنے سے معاشرہ میں استحکام پیدا ہوگا اور سماجی ہم آہنگی کو بڑی قوت ملے گی، آپسی تعلقات استوار ہوں گے، باہمی ہمدردی، ایک دوسرے کی غمخواری کے جذبات پروان چڑھیں گے، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کا حوصلہ پیدا ہوگا، خودغرضی، مفاد پرستی، بغض وحسد اور کینہ سے دل پاک ہوجائے گا۔'' (تحسین العیادۃ ص ۱۰، ۱۱)

پھر اپنے اصل عنوان بیمار پرسی کی خوبیوں کی طرف قلم کا رخ پھیرتے ہوئے اولاً بیماری کو رحمتِ باری گردانتے ہیں اور احادیث کریمہ کی روشنی میں مرض کو گناہ مٹائے جانے کا سبب بتاتے اور قبولیت دعا کا ذریعہ ثابت کرتے ہیں۔نیز اس پر صبر کی تلقین کرتے ہیں اور بے صبری کو باعث نقصان قرار دیتے ہیں۔

بعد ازاں ''اسلام میں عیادت مریض کی اہمیت'' کا عنوان قائم کرکے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے، کہ جس طرح قیامت کے دن نماز، روزہ، حج وزکوۃ کی ادائیگی سے متعلق سوال ہوگا، اسی طرح قہار وجبار مولیٰ جل مجدہ

غضبناک ہوکر پوچھے گا کہ تم نے بیمار کی عیادت کیوں نہیں کی؟

بعدہٗ ''عیادت کا حکم'' نامی عنوان کے تحت مندرجہ ذیل حدیث ذکر کی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ مریض کی عیادت کا حکم دیا ہے اور اس کا فائدہ ذکر کیا ہے:

''عودوا المرضیٰ واتبعوا الجنائز تذکرکم الآخرۃ۔ بیماروں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو، یہ باتیں تم کو آخرت کی یاد دلائیں گی۔'' (تحسین العیادۃ ص ١٦)

پھر عیادت کا ایک فائدہ ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

''آدمی جب اپنی آنکھوں سے بیمار اور مرنے والے کی عبرتناک حالت دیکھتا ہے، تو بسا اوقات اس پر اس کا اثر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دنیا کی بے ثباتی اور اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اس کو بار بار یہ خیال آتا ہے کہ ایک دن میرا بھی یہی حال ہونے والا ہے۔ جب بار بار ذہن میں یہ تصور وخیال پیدا ہوتا رہے گا تو دل دنیا کے عیش وآرام اور لذتوں سے اچاٹ ہو جائے گا، ہوا وحرص اور خواہشات نفس کے بجائے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کے حساب وکتاب کا سچا ڈر پیدا ہوگا۔'' (تحسین العیادۃ ص ١٦)

پھر عنوان ''مریض کی عیادت اسلامی حق ہے'' کے تحت دو حدیثیں ذکر کی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے، کہ ایک مسلمان کا اسلامی حق ہے کہ اس کا کوئی مسلمان بھائی بیمار پڑے، تو وہ اس کی عیادت کے لیے جائے۔ پھر ایک مسئلہ ذکر کیا ہے، جس میں عیادت کا شرعی حکم بتایا گیا کہ

''جس طرح نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اسی طرح مریض کی عیادت بھی واجب کفایہ ہے۔'' (تحسین العیادۃ ص ١٩)

اس کے بعد مندرجہ ذیل عنوانات قائم کیے گئے ہیں:

وہ پانچ باتیں جن پر عمل کرنے والے کو جنت کی بشارت، چار کام ایک دن میں کرنے والا جنت میں داخل ہوگا، پانچ باتوں میں سے ایک پر عمل کرنے والا اللہ کی ضمان میں ہوگا۔

ان تینوں عنوانات کے تحت ایسی احادیث کریمہ ذکر کی گئی ہیں، جن میں چند دیگر اعمال کے ساتھ عیادت کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے، پھر ان احادیث کی تشریح وتوضیح کر کے قارئین کو عیادت کی ترغیب دی گئی ہے۔

پھر مندرجہ ذیل عنوانات قائم کیے گئے ہیں:

مریض کی عیادت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ خوش آمدید فرماتا ہے، عیادت کرنے والا جنت کے باغ وبہار میں ہوتا ہے، باوضو عیادت کرنے کا عظیم فائدہ، عیادت کرنے والے پر ستر ہزار فرشتے صبح وشام درود بھیجتے ہیں، عیادت

کرنے والا رحمت میں غرق رہتا ہے، تھوڑی دیر کی عیادت ہزار سال کے عمل کے برابر، عیادت کرنے والے کو بیک وقت تین فائدے حاصل ہوتے ہیں، عیادت کرنے والا دریائے رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے۔

ان تمام عنوانات کے تحت ان احادیث کریمہ کو ذکر کیا گیا ہے، جو عیادت کی فضیلت بیان کرتی ہیں۔ احادیث کریمہ اصل متن کے ساتھ مع حوالہ ذکر کی گئی ہیں اور لازماً ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ مزید براں ان کی توضیح وتشریح بھی کچھ اس انداز سے پیش کی گئی ہے، کہ قاری حدیث کا مضمون ومفہوم اچھی طرح سمجھ لے۔

پھر مندرجہ ذیل عنوانات قائم کرکے عیادت کے چند آداب ومسائل کا ذکر کیا گیا ہے:

بیمار کی عیادت کے وقت کیا کرے، عیادت کرنے والا مریض کے لیے دعا کرے، حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور کی عیادت کرنا اور ''رقیہ'' کرنا، مریض کے پاس دل بہلانے والی بات کرنا، مریض کو پڑھنے کے لیے مفید دعائیں۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی اس کتاب کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے تمام عنوانات کے تحت لازمی طور پر ایک یا چند احادیث کریمہ بیان کی گئی ہیں، پھر حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے قلم فیض رقم سے ان احادیث کریمہ سے حاصل ہونے والے فوائد ونتائج کا ذکر کیا ہے۔ عنوانات ہی سے ان کے تحت بیان ہونے والے فوائد ونتائج کا پتہ چل جاتا ہے، مگر اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کا مخصوص انداز تحریر قاری کو پوری کتاب پڑھنے پر مجبور کرتا ہے، دل چسپ، دل آویز، دل نشیں طرز بیان نے کتاب میں جان پیدا کر دی ہے۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ تقریباً ۶۰ / ۶۵ / سالوں تک تقریر وخطابت کے ذریعہ عام مسلمانوں سے مخاطب رہے، کس سے کس لب ولہجہ کے ساتھ گفتگو کرنی ہے، اور کس کو کن الفاظ میں سمجھایا جاسکتا ہے، اور وہ کون سے الفاظ ہیں، جو عوام وخواص سب کے لیے مفید ہیں اور سب کو سمجھ میں آنے والے ہیں، اشرف الفقہاء کو اچھی طرح معلوم تھا، اس لیے آپ اپنی تقریروں میں اس کا خوب لحاظ کرتے تھے اور یہ خوبی آپ کی تحریروں میں بھی صاف طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔

راقم الحروف نے آپ کی کتابوں کے مطالعے کے دوران محسوس کیا ہے، کہ ان میں علمی مواد ادبی آہنگ پر غالب ہے یعنی ان کی کتابیں بھرپور ادبی چاشنی لیے ہوئے ہیں، مگر ان میں علمی واستدلالی رنگ غالب ہے، بالفاظ دگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان کا علم، ان کے ادب پر فائق ہے اور یہی ایک عالم دین کی تحریر کا سب سے بڑا امتیاز ہے۔ دیگر تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی آپ کی اس خوبی کی آئینہ دار ہے۔ الحاصل! تحسین العیادۃ اپنے موضوع پر ایک جامع اور عمدہ کتاب ہے، جس میں عیادت اور بیمار پرسی کی اہمیت، افادیت، فضائل وآداب اور مسائل پر سنجیدہ ومتین گفتگو کی گئی ہے اور ایک اسلامی حق جس سے آج بے توجہی برتی جاتی ہے، اس کی طرف راغب کرنے اور اس کا شوق پیدا کرنے میں بے حد مفید ہے۔ صفحات کی تعداد ۳۸ / ہے۔

☆☆☆

مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ کی خطابت اور ''خطبات کولمبو''

نور محمد برکاتی

صدر شعبہ اردو، نیشنل سنیئر کالج، ناسک، مہاراشٹر

'خطباتِ کولمبو' حضور مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ کی دس تقاریر کا مجموعہ ہے۔ یہ تقریریں آپ نے سن ۲۰۰۲ء میں سری لنکا کے دارالحکومت، کولمبو میں مختلف نشستوں اور جلسوں کے دوران عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمائیں جسے حضور مفتی اعظم مہاراشٹر کی حیات ہی میں حضرت مولانا نورالحسن صاحب قبلہ (صدرالمدرسین دارالعلوم فیضان رضا، کولمبو) نے کیسٹوں سے سن کر تحریری شکل دی اور نبیرۂ حضور مفتی اعظم مہاراشٹر، حضرت مولانا توقیر اشرف صاحب قبلہ نے اسے بطور ناشر شائع فرمایا۔ واضح رہے کہ 'خطباتِ کولمبو' پہلی بار سن ۲۰۰۴ء میں اور دوسری بار سن ۲۰۱۶ء میں اشاعت پذیر ہوئی، یہ کتاب ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی قیمت ۱۵۰ روپے ہے۔

حضور مفتی اعظم مہاراشٹر کی شخصیت وہ شخصیت تھی جن کے تعلق سے تاج الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری علیہ الرحمہ جیسے عظیم پیشوا کہتے تھے: ''مجیب اشرف تو اپنے وقت کا مفتی ہے۔''

اہل علم ودانش اس بات سے بہ خوبی واقف ہیں کہ حضور تاج الاسلام والمسلمین کا دنیا کے کسی بھی مفتی کے لیے ان الفاظ کا استعمال اس مفتی کے لیے تمغۂ اعزاز ہے اور اس مفتی کی عظمت وعلمیت پر دال ہے۔ حضور مفتی اعظم مہاراشٹر علیہ الرحمہ کی تقاریر سے جن افراد نے استفادہ کیا ہے وہ ان کے اندازِ خطابت اور ان کے علمی دلائل سے ضرور متاثر ہوئے ہیں۔ آپ جہاں ایک طرف خوش بیان اور فصیح خطیب تھے وہیں دوسری طرف بے مثل مناظر ومفتی بھی تھے۔ آپ کی گفتگو میں دلائل کی شمولیت اس قدر زیادہ تھی کہ آپ کا مخاطب مشکل سے ہی آپ سے اختلاف کی جرأت کرسکتا تھا۔ آپ جس سے اختلاف رکھتے اس سے تعاقبی انداز میں اس طرح سے گفتگو کرتے کہ گفتگو کے آخر میں وہ آپ سے اتفاق پر مجبور ہوجایا کرتا۔ آپ کی تقاریر میں جو وصف جابجا نظر آتا ہے وہ ہے منکرین پر لطیف طنز اور ہنسی ہنسی میں سنجیدہ گفتگو۔ آپ کے خطبات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ آپ کی کامیاب خطابت کا راز آپ کی سلاست وروانی، استعارات وتشبیہات کے برمحل وبرجستہ استعمال کے ساتھ ساتھ آپ کی فصاحت وبلاغت میں پوشیدہ ہے جس کی مثال کے طور پر ذیل کا پیراگراف ملاحظہ ہو جو کہ خطباتِ کولمبو سے پیش کیا جارہا ہے:

''ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سے بڑا کوئی نہیں، وہی سب سے بڑا ہے، ہر اذان واقامت میں روزانہ پانچ وقت مؤذن اس

کی بڑائی اور کبریائی کا ببانگِ دہل اعلان کرتا ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اس کی بڑائی اور کبریائی کے آگے سب سرنگوں ہیں، وہی اللہ ہے وہی کبریا ہے، وہی سب سے بڑا ہے، وہی اللہ اپنے مقامِ کبریائی سے فرماتا ہے اے حبیب اعلان فرما دیجیے، قل متاع الدنیا قلیل کہہ دو! یہ دنیا اور دنیا کے تمام مال ومتاع، ساز وساماں خالقِ کائنات کے نزدیک قلیل تھوڑے ہیں، یہ دنیا کیا ہے؟ زمین کے اوپر کی تمام مخلوقات، زمین کے اندر قدرت کے سربہ مہر خزانے، سیال سونا، پٹرول، قدرتی کیمیکل، گیس، بلیک ڈائمنڈ، سلفائیٹ، یورینیم، پہاڑ اور ان میں پائی جانے والی قیمتی دھاتیں، سونا، چاندی، ہیرے جواہرات، پلاٹینیم کی کانیں، سمندر اور سمندر کی گہرائیوں میں پائی جانے والی کروڑوں مخلوقات لاتعد ولاتحصیٰ نہ جن کو گنا جاسکتا ہے، نہ انسانی عقل ان کو گھیر سکتی ہے، اتنا بڑا پروجیکٹ، تیار کر کے رب العالمین نے انسانوں کے حوالے کر دیا ہے، خلق لکم مافی الارض جمیعاً یہ سب کچھ اللہ نے تمہارے لیے پیدا فرمائے۔ یہ نہیں زمین کا پروجیکٹ بنانے کے بعد، ربِ کائنات نے آسمان کو بنایا ثم استویٰ الی السمآء فسوٰھن سبع سمٰوٰت وھو بکل شیءٍ علیم پھر آسمان بنانے کا قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے وہی ہر چیز کی حکمت کو جاننے والا ہے، چاند سورج ستارے اور آسمانی تمام چیزیں انسانوں کے لیے بنائی گئی ہیں، یہ آسمانی پروجیکٹ اور زمینی کارخانہ کتنا بڑا ہے، کہ آج تک نہ کوئی اس کو ناپ سکا، نہ گن سکا، نہ سمجھ سکا، خدائی پروجیکٹ کو کیا گن سکو گے، اپنے سر کے بال نہیں گن سکتے ہو، تمہاری کاؤنٹنگ مشین، کمپیوٹر کی فلاپی سب فیل ہوجائیں گے، تمام جن وانس مل کر اس کام میں لگ جائیں، عمریں تمام ہوجائیں، مگر اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کا شمار نہیں ہوسکتا، اسی عظیم دنیا کو اللہ فرماتا ہے کہ محبوب بتادیجیے کہ متاعِ دنیا اللہ کے نزدیک تھوڑی ہے، جو رب ساری دنیا دے کر فرمائے کہ جو کچھ میں نے انسانوں کو دیا ہے وہ تھوڑا ہے، وہی رب جب رسول کو عطا فرما رہا ہے تو یہ نہیں فرما رہا ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کو قلیل، تھوڑا، دیا یہ بھی نہیں فرماتا کہ کثیر دیا، یہ بھی نہیں فرماتا کہ اکثر دیا بل کہ فرماتا ہے کہ کوثر دیا سب سے زیادہ، زیادہ سے بہت زیادہ دیا، جب اللہ کے قلیل کو آج تک کوئی نہ جان سکا تو کثیر کو کیسے سمجھے گا، اور جب اس کے کثیر کو سمجھنا محال تو جس کو وہ کوثر فرمائے اس کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ فرشتے، انسان، جن اور ساری مخلوق مل کر اندازہ لگائے تو نہیں لگا سکتی ہے۔ یہ ہے محبوبِ رب العالمین کے خزانے کی عظمت و وسعت۔

آیتِ کریمہ انا اعطینٰك الکوثر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وکمالات اور آپ کی نعتوں کا گل دستہ ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے کہ اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، یعنی آپ کو بے شمار فضائل وکمالات عنایت فرما کر تمام مخلوقات جن وانس، فرشتے، اولیا، انبیا سب سے افضل کیا، حسنِ ظاہر بھی دیا، حسنِ باطن بھی، عالی نسبی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، امتیوں کی کثرت بھی، دشمنوں پر رعب وہیبت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، فتوحات کی کثرت بھی............ ان کے علاوہ بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی کوئی حدو

انتہا نہیں ہے، اے محبوب آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی آپ کے ماننے والوں سے دنیا بھر جائے گی، جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں آپ کی یاد ہوگی، نمازوں میں، اذانوں میں، منبروں پر آپ کا ذکر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم و واعظ میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے، آپ کے دشمنوں کا نام ونشان مٹ جائے گا، مگر اے محبوب! تم زندہ رہوگے، تمہارا نام زندہ رہے گا، تمہاری یاد زندہ رہے گی، تمہارا ذکر زندہ رہے گا۔''

'خطباتِ کولمبو' کو پڑھنے کے بعد راہِ حق کے متلاشی کے سامنے حق کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی حقانیت کا قائل ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں جا بجا قرآنی آیات اور حدیث شریف کے حوالے موجود ہیں، جنہیں پڑھ کر ہر اہلِ ایمان کا دل روشن ہو جاتا ہے اور ایمان اور عقیدے کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے مثال کے طور پر یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

''دل نیکی، بدی اور اچھائی برائی کی آماج گاہ ہے، اچھے برے کام کے خیالات دل ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے فالھمھا فجورھا و تقوٰھا پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری (کے خیالات) اس کے دل میں ڈالا، یعنی اللہ تعالیٰ نے اچھے برے تمام خیالات کو پیدا کر کے ان کی اچھائیوں اور برائیوں سے انسان کو باخبر کر دیا، اور بتا دیا کہ برے خیالات سے دل کو پاک وصاف رکھو اور اچھے خیالات کو دل میں جماو، بٹھاو، جس نے اللہ کی اس ہدایت پر عمل کیا وہ بلا شبہہ کامیاب ہو گیا، فلاح پا گیا، اور جس نے اچھے خیالات کے بجائے برے خیالات اور باطل عقیدوں سے دل کو آلودہ کیا، وہ نامراد، خائب و خاسر ہوا، قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا دوسری جگہ ارشاد فرمایا قد افلح من تزکّٰی بے شک وہ کامیاب ہو گیا جو صاف ستھرا ہوا، یعنی ایمان لا کر، اسلام قبول کر کے، گندے اور باطل عقیدوں سے توبہ کر کے، ان سے بے زاری کا اعلان کر کے، اپنے قلب ونظر، ذہن وفکر کو پاک وصاف کر لیا، کامیابی، کامرانی اس کا مقدر بن گئی۔

انسانی مشین کی فٹنگ، اورالنگ ریپئرنگ اور اس کو صحیح ڈھنگ سے چلانے کی ٹریننگ دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف علاقوں میں چھوٹے بڑے ہزاروں سینٹر قائم کر دیے ہیں۔ ان کا مرکزی سینٹر اور ہیڈ آفس مدینہ منورہ میں ہے اور نجف اشرف، کربلا، بغداد، اجمیر، کلیر، پاک پٹن، سرہند، مارہرہ اور بریلی وغیرہ اس کی چھوٹی بڑی برانچیں ہیں، اگر یہ معلوم کرنا ہے کہ دل و دماغ کہاں استعمال کیا جائے، کان سے کیا سنا جائے، آنکھ سے کیا دیکھا جائے، ہاتھ سے کیا پکڑا جائے، پاوں کس طرح اٹھائے جائیں، اور ان سب کو کن چیزوں سے بچایا جائے تو ان آستانوں یا ان کے صحیح نمائندوں سے سچی وابستگی قائم کریں، علمائے اہل سنت کی عقیدت کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لیں، ان شاء اللہ تزکیۂ نفس کے باطنی اور ظاہری اصول وضابطے معلوم ہو جائیں گے، اور اپنے نفس کی معرفت حاصل ہو جائے گی، اور جب بندہ اپنے نفس کو پہچان لے گا تو رب کو پہچاننا اسے آسان ہو جائے گا۔ اسی لیے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

انسان کو پیدا کیے جانے کا اصلی مقصد کیا ہے؟ جب آدمی اس کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے میں اپنی مرضی اور خواہشات کو چھوڑ کر صرف اللہ جل مجدہٗ کی ہدایتوں پر جو قرآن میں دی گئی ہیں اس پر ایمان داری اور ثبات قدمی کے ساتھ عمل کرتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر محبت و احترام کے ساتھ کامل اعتماد کر کے آپ کی دی ہوئی گائیڈ لائن پر چل پڑتا ہے تو اسی مقام کو حدیث پاک میں من عرف نفسهٗ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جب بندہ اس مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کا ظاہر و باطن قانونِ خداوندی اور سنتِ محمدی کا مکمل پابند ہو جاتا ہے، اس کے وجود پر شریعت کی مکمل حکمرانی ہوتی ہے، اس کا دل معرفتِ الٰہی اور حبِ رسول کے نور سے معمور ہوتا ہے، دیکھتا ہے شریعت کی عینک سے، سنتا ہے اسلام کے ائیرفون سے، بولتا ہے حق کے اسپیکر سے، چلتا ہے خدائی ہائی وے (صراطِ مستقیم) پر، سوار ہوتا ہے اعلیٰ حضرت سوپر فاسٹ پر، سوتا ہے سنتِ نبوی کی برتھ پر، اترتا ہے غوث و خواجہ کے پلیٹ فارم پر، استقبال کرنے کے لیے، فرشتے آتے ہیں، تتنزل علیهم الملٰئکةُ پھر اسے جنت کے عیشِ دوام کی خوش خبری سناتے ہیں، وابشروا بالجنة پھر دھوم دھام سے جنت کے گیسٹ ہاؤس کی طرف لایا جاتا ہے وسیق الذین اتقوا ربهم الی الجنة زمرا جب جنت کے گیٹ پر پہونچتا ہے جہاں رضوانِ جنت استقبال کے لیے کھڑا انتظار کرتا ہے، فوراً جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے، حتیٰ اذا جاؤھا و فتحت ابوابها خازنِ جنت خوش آمدید ویل کم کہتے ہوئے ادب کے ساتھ سلام کرتا ہے وقال لهم خزنتها سلامٌ علیکم طبتم پھر جنت میں ہمیشہ رہنے کی گزارش کرتا ہے، فادخلوها خٰلدین یہ تزکیۂ نفس کا کامیاب وکامران رزلٹ اور نتیجہ ہے۔"

بات چھوٹی ہو یا بڑی اسے سمجھانے کے لیے 'خطباتِ کولمبو' میں جگہ جگہ مثالوں سے کام لیا گیا ہے۔ اندازِ بیان سادہ اور شگفتہ ہونے کے ساتھ ساتھ جامع ہے بے وجہ کی بحث وطوالت سے اجتناب بھی اس کتاب کے اوصاف میں شامل ہے۔ بعض جگہ اشعار کا استعمال بھی کیا گیا ہے جس کی تشریح کے سلسلے میں مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ نے علم کے وہ دریا بہائے ہیں کہ آپ کی علمیت کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے۔ عقیدہ وعمل کی اصلاح کے حوالے سے دل سوزی اور وارفتگی کے ساتھ آسان وشیریں الفاظ میں مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ نے اپنی باتیں پیش کی ہیں جو کہ ایمان وعقیدے کی اصلاح کے لیے انتہائی مفید وکارآمد ہیں۔

واضح ہو کہ اس قسم کی کتابوں کی اشاعت وقتِ حاضر کی ضرورت ہے اور ایسی کتابیں ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہیں۔ آج کے پُرفتن ماحول میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل سنت وجماعت کے اکابرین پر اسی انداز میں کام کیا جائے، ان کی تقاریر کو تحریری شکل میں منظر عام پر لایا جائے اور زیادہ سے زیادہ عوام الناس میں ایسی کتابوں کو تقسیم کیا جائے۔ میں ذاتی طور پر حضرت مولانا نورالحسن صاحب قبلہ (صدرالمدرسین دارالعلوم فیضان رضا، کولمبو) اور نبیرۂ حضور مفتی اعظم مہاراشٹر، حضرت مولانا توقیر اشرف صاحب قبلہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے 'خطباتِ کولمبو' کو شائع فرما کر ایک بہترین اور لائق تحسین وتقلید کام کیا ہے۔

☆☆☆

روزہ

''روزہ انسان میں صحیح احساسات وجذبات اوراعلیٰ اخلاق پیدا کر کے انسان کے خیالات کو درست کرتا ہے اورقوتِ شہوانیہ کومعتدل بناتا ہے۔ روزہ روح کی تمام کثافتوں اورآلائشوں کو دور کر کے اس کومجلّٰی اور مصفّا بناتا ہے۔ اس سے ملکوتی قوتیں بڑھتی ہیں اورنفس امارہ کی طاقتیں کمزور ہوتی ہیں۔ روزہ انسان کے دل ودماغ پر ہروقت خدا کے خیال کو طاری اور مسلط رکھتا ہے، گویا روزہ اس طرح انسان کومرضیِ الٰہی کے خلاف کام کرنے سے باز رہنے اورنفس پر قابو رکھنے کا عادی بنادیتا ہے اور لعلکم تتقون کی عملی تفسیر پیش کرتا ہے۔''

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

(مضامین اشرف الفقہاء سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

باب-13

تعزیتی پیغامات

فہرست تعزیتی پیغامات

نمبر	نام
۱	حضرت سید نجیب حیدر میاں مارہروی
۲	حضرت سید محمد اشرف میاں مارہروی
۳	مولانا عمران رضا سمنانی میاں بریلوی
۴	مولانا سید محمد فاروق میاں چشتی مصباحی
۵	علامہ قمر الزماں خان اعظمی
۶	مفتی محمد نظام الدین رضوی
۷	مفتی عبد القدیر قادری
۸	مولانا محمد عمر رضا خان بریلوی
۹	مولانا حسان رضا خان بریلوی
۱۰	مولانا محمد الیاس عطار قادری
۱۱	مولانا محمد شاکر علی نوری
۱۲	مولانا یاسین اختر مصباحی
۱۳	مولانا سید فیضان رضا حسنی
۱۴	صاحب زادہ پیر ابو الحسن واحد رضوی
۱۵	مفتی محمد اشرف رضا قادری
۱۶	قاری جلال الدین قادری
۱۷	سید محمد عبد القادر جیلانی میاں
۱۸	مفتی علاء الدین قادری
۱۹	مولانا قمر الحسن بستوی
۲۰	مولانا سید محمود ربانی
۲۱	خانقاہِ فردوسیہ، جونکا شریف
۲۲	مولانا قلندر رضوی
۲۳	مولانا حماد رضا خان بریلوی
۲۴	مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری
۲۵	مولانا شفیق الرحمٰن علیمی
۲۶	مولانا قاضی محمد ابراہیم مقبولی
۲۷	مولانا مجیب علی رضوی قادری
۲۸	مفتی قاضی شہید عالم رضوی
۲۹	مولانا فروغ القادری
۳۰	مفتی ولی محمد رضوی
۳۱	ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی
۳۲	مولانا قمر غنی عثمانی
۳۳	مولانا وثیق الفت نظامی
۳۴	مولانا رفیع الزماں مصباحی
۳۵	مولانا شاہد رضا اعظمی
۳۶	مولانا احمد رضا قادری
۳۷	مولانا رحمت علی امجدی
۳۸	مولانا مبشر رضا ازہر مصباحی
۳۹	مولانا مرتضیٰ خان قادری
۴۰	مولانا ظفر نوری ازہری
۴۱	مولانا ابو الحسن رضا قادری
۴۲	مولانا عبد العزیز خوشتر علیمی
۴۳	مولانا محمد فضل یزدانی قادری
۴۴	مولانا سید آصف اقبال مصباحی
۴۵	مولانا اقبال رضا مصباحی
۴۶	مولانا نظام الدین قادری
۴۷	الجامعۃ الغوثیہ، بڑودہ
۴۸	مولانا ظہیر الدین رضوی
۴۹	مولانا ریحان رضا جامعی
۵۰	مولانا محمد ظہور احمد قادری
۵۱	مولانا مزمل احمد اسد القادری
۵۲	مولانا ریاض احمد برکاتی
۵۳	مولانا محمد مسیح احمد قادری
۵۴	مولانا محمد ممتاز عالم مصباحی
۵۵	مولانا افتخار ندیم قادری
۵۶	صاحبزادہ محمد مسرور احمد نقشبندی
۵۷	مولانا ثناء اللہ خاں قادری
۵۸	مولانا محمد منظر مصطفی ناز اشرفی
۵۹	مولانا مدثر حسین ازہری
۶۰	ڈاکٹر رفیق راہی
۶۱	پروفیسر ڈاکٹر عبد الحمید اکبر
۶۲	رضا اکیڈمی، ممبئی
۶۳	ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ
۶۴	قمر لرننگ اکیڈمی، بولٹن
۶۵	سنی علما کونسل، پریٹوریا
۶۶	ماہ نامہ پیغام شریعت، دہلی
۶۷	نوری مشن، مالیگاؤں
۶۸	جیلانی مشن، ممبئی
۶۹	کنز القرآن فاؤنڈیشن
۷۰	مولانا مشتاق احمد امجدی
۷۱	ڈاکٹر جاوید احمد چشتی
۷۲	ابو سنان عتیق الرحمٰن رضوی
۷۳	محمد عامر برکاتی البرکات
۷۴	ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نور اللہ مرقدہٗ کی رحلت پر موصولہ

تعزیتی پیغامات

جمع وترتیب: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

حضور رفیقِ ملت سید نجیب حیدر نوری میاں (سجادہ نشین خانقاہِ برکاتیہ، مارہرہ شریف)

پیغامِ تعزیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خاندانِ برکات کے لیے یہ روح فرسا خبر ابھی موصول ہوئی کہ مجیب ملت حضرت علامہ مجیب اشرف رضوی صاحب دارِ فانی سے دار البقا کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔ خانقاہِ برکاتیہ سے ان کی عمیق وابستگی اور والہانہ محبت اور عقیدت جگ ظاہر تھی۔ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی فقہی کانفرنس کے موقع پر البرکات میں تشریف آوری ہوئی۔ البرکات کو دیکھ کر آپ نے جن گراں قدر تاثرات کا اظہار فرمایا تھا وہ یقیناً اِس خانوادے سے اُن کی عمیق وابستگی کا عکاس تھا۔

مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں تھی۔ آپ بیک وقت بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، آپ فصیح البیان خطیب بھی تھے اور مایۂ ناز ادیب بھی، آپ قادر الکلام شاعر بھی تھے اور زہد وتقویٰ کا پیکر بھی، آپ واقفِ اسرارِ شریعت وطریقت بھی تھے اور آشنائے رموزِ محبت وحقیت بھی، آپ کہنہ مشق مفتی بھی تھے اور بے مثال مدرس بھی، آپ کامیاب منتظم بھی تھے اور باکردار مہتمم بھی، آپ فقید المثال مناظر بھی تھے اور حُسنِ اخلاق کے دھنی بھی، آپ کی بابرکت مجلس میں ایک دوبار حاضر ہونے والا آپ کی پُرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

فقیر برکاتی نے ان کی دینی وملی مخلص خدمات کے پیش نظر ان کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ میں ماذون بھی کیا تھا۔ ان کی رحلت سے ہم سب بھائی خصوصاً صاحبِ سجادہ حضور امین ملت بے حد مغموم ہوئے اور اس تحریر کے لکھنے تک ان پر رقت طاری ہے۔ وہ آج کل علیل ہیں، لہٰذا تعزیت نامہ ان کی جانب سے بھی قبول کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت اشرف الفقہاء مجیب ملت کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے فیضان روحانی کو عام فرمائے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ حضرت کے تمام مریدین ومتوسلین، احباب واہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائےس، امین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سید نجیب حیدر نوری، سجادہ نشین: خانقاہِ برکاتیہ، مارہرہ شریف، ضلع ایٹہ (یوپی)

شہزادۂ حضور احسن العلماء شرفِ ملت سید محمد اشرف میاں مارہروی

’’سلام!

صدمہ زبردست ہے۔ سنیت کا بڑا نقصان ہے۔ ہم ایک عالمِ باعمل، خطیب و مدبر، صاحب الرائے اور صائب الرائے بزرگ سے محروم ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون!

اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور سب چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین! آمین!‘‘

☆☆☆

غیاثِ ملت حضرت مولانا الحاج میر سید محمد غیاث الدین احمد ترمذی (سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف)

تعزیت نامہ بموقعِ وصالِ پرملالِ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

موت العالم موت العالم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج مورخہ 15/ذی الحجہ 1441ھ/ 6/اگست 2020ء بروز جمعرات اس اندوہناک خبر سے میں دہل کر رہ گیا کہ ہماری جماعت کے عظیم عالم دین پیر طریقت اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ ناگپور ہم سب کو داغِ مفارقت دے گئے، **انا للہ وانا الیہ راجعون**

آہ صد آہ! مسلک کا ایک بے لوث خادم، دینِ حق کا ایک بے باک ترجمان اور آسمانِ علم وفضل کا ایک دمکتا ستارہ ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا۔ حضرت اشرف الفقہاء کی دینی و علمی شخصیت بہت ہی گراں قدر تھی۔ دین وسنیت کے حوالے سے آپ کی خدمات بہت زیادہ ہیں جن کا دائرہ ملک و بیرونِ ملک تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ مسندِ افتا وتدریس کے شہنشاہ و میدانِ وعظ وخطابت کے شہسوار، جہانِ تصنیف و تالیف کے نامور، مسندِ تصوف وطریقت کے عظیم شیخ اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے زبردست محافظ و ناشر تھے۔ ملک و بیرونِ ملک میں آپ کے تلامذہ، خلفا اور مریدین کثیر تعداد میں ہیں۔

فقیر ترمذی سے حضرت کے تعلقات و مراسم بہت گہرے تھے۔ جب کبھی ملاقات ہوتی تو بزرگانہ شفقت ومحبت کی بارش کر دیتے اور احترام وحبِ سادات کا نمونہ بن جاتے۔ میرے جد کریم قطب الاولیاء حضرت سیدنا میر محمد ترمذی کالپوی قدس سرہٗ اور ان کی اولاد گرامی سے حضرت اشرف الفقہاء کو بڑی گہری عقیدت تھی اور یہاں بغرضِ حاضری بار بار تشریف لائے۔ فقیر کے دل میں بھی حضرے کی ایک گونہ عظمت وعقیدت ہمیشہ موجزن رہی اور ان کے ادب واحترام کو مقدم سمجھا۔

آپکا سانحۂ رحلت نہ صرف ملک وملت کے لیے عظیم خسارے کا باعث ہے بلکہ اس سے فقیر ترمذی کو بھی ذاتی نقصان پہنچا ہے بلکہ آپ کے اٹھ جانے سے ملت میں جو خلا پیدا ہوا اس کی تلافی ناممکن نظر آتی ہے۔ بہر حال سبھی کو ایک دن اس دارِ فانی سے رخصت ہونا ہے لیکن ہمیں جہاں حضرت کی رحلت کا بے انتہا غم ہے وہیں اس بات پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ حضرت اشرف الفقہاء نے اہل سنت کی خاطر اپنے حصے کا کام پوری ایمانداری کے ساتھ انجام دیا ہے۔

بے شک یہ گھڑی ہم سب کے لیے بہت ہی رنج وغم کی ہے خاص طور پر حضرت کے پسماندگان، تلامذہ، خلفا، مریدین و متعلقین کے لیے نہایت ہی دردانگیز ہے لہٰذا فقیر ترمذی اشکبار آنکھوں کے ساتھ سب کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولا عزوجل سب کو صبر وشکیب کی توفیق عطا کرے اور حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی روحِ مبارک پر اپنی بے حساب غفران ورحمت کی بارش نازل فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوگوار

فقیر سید محمد غیاث الدین احمد قادری ترمذی غفرلہٗ

سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف وخانقاہ سلطانیہ ضیائیہ، چونرہ شریف، ضلع جالون، یوپی

15/ ذی الحجہ 1441ھ/ 6/ اگست 2020ء

☆☆☆

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا محمد عمران رضا سمنانی میاں (درگاہ اعلی حضرت بریلی شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انا للہ وانا الیہ راجعون

موت العالم موت العالم

ہماری جماعت کے معتمد عالم دین خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب قادری کی وفات کی خبر سن کر نہایت غم ہوا، اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔

حضور اشرف الفقہاء خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے تھے اور حضور مفتی اعظم ہند آپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو اپنی سند حدیث اور اپنا مبارک جبہ و دستار عنایت فرمایا۔

حضور اشرف الفقہاء کی رحلت بلاشبہ علمی وروحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پورا ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا مولا تعالی حضور اشرف الفقہاء کے ذریعہ کی گئی دین وسنیت کی ہر خدمات کو قبول فرمائے آپ کے لواحقین مریدین ومعتقدین کو صبر جمیل

عطا فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا بدل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

محمد عمران رضا سمنانی

درگاہ اعلی حضرت بریلی شریف

7/ اگست 2020ء

☆☆☆

حضور نبیرۂ شیخ الکبیر مولانا سید شاہ محمد فاروق چشتی مصباحی

تعزیتی پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

اشرف الفقہاء حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کے وصال کی روح فرسا خبر موصول ہوئی۔ جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ ہمارے بڑے ہم سے رخصت ہوتے جارہے ہیں۔ پھر یہ خلا بھرتا بھی نہیں!

اللہ کریم ہم لوگوں کے حال پر رحم فرمائے اور ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ شدید صدمہ ہوا اس خبر سے۔

حضرت کئی مرتبہ دار العلوم سلطانیہ میں تشریف فرما ہوئے بڑی مسرت وشادمانی کا اظہار فرمایا اور اس دینی قلعے کی ترقی و شادابی کے لیے دعائیں فرمائیں۔

ہم حضرت کے اہل خانہ اور پسماندگان کو صبر کی تلقین کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ کریم عزوجل ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے۔ ان کے درجات و مراتب کو بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ رحمۃ للعالمین ﷺ

سید محمد فاروق چشتی مصباحی

سجادہ نشین: خانقاہِ سلطانیہ چشتیہ، دیویٰ شریف، یوپی

بانی دار العلوم سلطانیہ چشتیہ اہل سنت، دھولیہ

6 اگست 2020ء

☆☆☆

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی (جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، برطانیہ)

پوری دنیائے سنیت حضور اشرف الفقہاء خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کی خبر سن کر غم واندوہ میں ڈوب گئی ہے۔آپ اہل سنت کے ان اکابر میں سے تھے جن کی خدمات کو آب زر سے لکھا جائے گا۔آپ ایک عظیم اور باوقار عالم دین تھے۔جامعہ امجدیہ ناگپور کے قیام سے اب تک اس کے سرپرست اعلیٰ رہے۔اس کے علاوہ بھی کئی ادارے آپ کی سرپرستی میں دین وسنیت کی خدمات انجام دیتے رہے۔آپ نے اپنے خطبات اور بیعت وارشاد کے ذریعے عوام اہل سنت کی نمایاں خدمات انجام دیں۔آپ ایک متوازن الفکر اور دوراندیش عالم وفقیہ تھے۔سیدی مفتی اعظم ہند کے مختلف تبلیغی دوروں میں ان کے ساتھ شریک رہے۔خدا ان کے مراتب کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان وارادت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(آڈیو پیغام 6/اگست 2020ء)

جامعہ اشرفیہ کا تعزیت نامہ

از: سراج الفقہاء مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی (صدر المدرسین وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

وصال اشرف الفقہاء

جماعت اہل سنت کے جید عالم دین اشرف الفقہاء، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی کے انتقال پر ملال کی روح فرسا خبر آپ کے قرابت دار وعزیز اور مجلس شوری جامعہ اشرفیہ کے رکن، شاعر نعت جناب مولانا ڈاکٹر شکیل اعظمی مصباحی گھوسی کے ذریعہ قریب 11/ بجے دن میں ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اشرف الفقہاء اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر عالم دین، مفتی و مدرس، خوش بیان واعظ وخطیب، صاحب تصنیف و تالیف اور اچھے پیر طریقت تھے۔

آپ کے وصال سے اہل سنت و جماعت کے علمی حلقہ میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے، جس کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔افسوس آج کے دور قحط الرجال میں وہ عظیم عالم دین تھے۔بڑے خوش اخلاق، خوش مزاج اور اچھے مذہبی قائد تھے۔آج کا حال یہ ہے جو بڑا عالم بھی دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کی جگہ پر ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

اشرف الفقہاء محلہ کریم الدین پور قصبہ گھوسی کے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔آپ کی تعلیم وتربیت مدرسہ شمس العلوم گھوسی، دار العلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا بلرام پور اور مدرسہ مظہر اسلام ''مسجد بی بی جی'' بریلی شریف میں ہوئی۔تعلیمی سفر مکمل کرنے

کے بعد آپ نے عملی میدان میں قدم رکھا۔ مہاراشٹر کی سرزمین پر آپ نے پوری زندگی دعوت وتبلیغ، وعظ ونصیحت اور تدریس وافتا میں گزاری۔ دیار مہاراشٹر میں آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے آپ کو گہری عقیدت ومحبت تھی۔ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے فقہی سیمیناروں میں آپ بنفس نفیس شرکت فرماتے تھے، اور اپنے وقیع تاثرات سے نوازتے تھے۔ آپ فقہی سیمینار کے اجلاس اور بحثوں کو دیکھ کر بہت متاثر اور خوش ہوتے تھے۔

لاک ڈاون کے ایام میں مسائل شرعیہ سے متعلق کئی بار اس بے مایہ کو یاد فرمایا۔ اچانک آپ کی علالت کی خبر سن کر بہت تکلیف ہوئی۔ آپ کی مزاج پرسی کے لیے براہ راست آپ سے گفتگو کی، تسلی دی اور دیگر علما ومشائخ کے ساتھ آپ کے لیے بھی مخصوص اوقات میں برابر دعاے خیر کا سلسلہ جاری رہا۔ آج آپ کے وصال کی جانکاہ خبر سن کر رقت طاری ہوگئی۔ شدید رنج وغم اور قلق کا احساس ہوا۔ اور آپ کا حال (جگر مرادآبادی کے شعر میں معمولی تصرف کے ساتھ) یہ ہے ؎

جان کر من جملہ خاصان میخانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

شہزادہ حضور حافظ ملت، پیر طریقت، عزیز ملت حضرت مولانا شاہ عبدالحفیظ مصباحی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نیز انتظامیہ واساتذہ جامعہ اشرفیہ آپ کی اولاد امجاد، اہل خانہ، احباب واقارب اور معتقدین ومریدین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ رب قدیر حضرت اشرف الفقہاء کو جنت کی راحتیں نصیب فرمائے اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد نظام الدین رضوی

صدر المدرسین وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور

15 ذوالحجہ 1441ھ مطابق 6 اگست 2020ء بروز پنج شنبہ

☆☆☆

مفتی عبدالقدیر ابن مفتی عبدالرشید (جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ النبی الکریم الامین

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ مجیب اشرف صاحب رضوی برکاتی نوراللہ مرقدہٗ کا انتقال پرملال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ رٰجعون، اس روح فرسا خبر نے دل ودماغ جھنجوڑ کر رکھ دیا، ابھی پوری جماعت اہل سنت ایک آفتابِ شریعت

وطریقت کے غروب ہونے کا غم بھول بھی نہیں پائی تھی کہ اچانک آسمانِ اہل سنت سے چمکتا دمکتا ستارہ اوجھل ہوگیا اور لاکھوں چاہنے والوں کو غمزدہ چھوڑ کر روپوش ہوگیا۔ ہم موصوف کے شہزادگان ، اہل خاندان، خلفا، مریدین ، معتقدین ، متوسلین اور تمام سوگواروں سے تعزیت کرتے ہیں۔

مفتی الشاہ مجیب اشرف صاحب رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ کا انتقال بھی دنیائے اہل سنت کے لیے عظیم خسارہ ہے۔ علم وتفقہ ان کا خاص میدان رہا۔ خطابت میں زبان وادب کی برجستگی ہوتی۔ لہجے میں سادگی اور سادگی میں پُرکاری ان کا خاص وصف تھا۔ یقیناً حضرت کی رحلت سے عالمی سطح پر اہل سنت و جماعت کا ایسا نقصان ہوا ہے کہ جس کی تلافی اس وقت ممکن نہیں، آپ پورے مہاراشٹر کے سب سے بڑے مفتیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ ہر مشکل مسائلِ شرعیہ میں علما وعوام دونوں آپ سے رجوع کرتے تھے۔ آپ نے اپنی منصبی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی نبھایا اور دارالعلوم امجدیہ کی ترقی میں تادمِ حیات کوشاں رہے۔

حضرت فقیہِ اعظمِ ہند الحاج المفتی محمد عبدالرشید خان فتح پوری نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے یوں تو ہزارہا علماے کرام ومشائخ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور تشریف لائے وہیں تلمیذِ خاص حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی الشاہ مجیب اشرف صاحب رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ نے ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ شمس العلوم پھر دارالعلوم رحمانیہ پھر دارالعلوم مظہر اسلام میں سندِ فضیلت حاصل کی مگر فکر معاش کے باعث اپنے استاد سے عرض کیا تو حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ نے جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور ایک مکتوب روانہ فرمایا۔ جس کا جوابی مکتوب حضرت فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے دیا اور جامعہ آنے کی اجازت مرحمت فرمائی ، اور موصوف 1959ء میں ناگپور تشریف لائے اور جامعہ عربیہ میں کامٹی علاقہ کی مسجد میں امامت ومدرس کی ایک جگہ کے لیے درخواست آئی ہوئی تھی تو حضرت فقیہ اعظم نے انھیں سب سے پہلے مسجد قاضی صاحب بھاجی منڈی کامٹی میں تقرری کے لیے روانہ کردیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد چند حضرات جن میں بالخصوص میاں جی الحاج عبدالستار صاحب مرحوم مومن پورہ ناگپور حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں اسلامیہ اسکول میں ایک قابل عالم دین کی ضرورت ہے جو اسکول میں بچوں کو دینیات کی تعلیم سے آراستہ کرے بہت اصرار کرنے پر مولانا مجیب اشرف صاحب کو کامٹی سے بلا کر اسلامیہ اسکول میں تقرر فرمادیا۔ اس کے بعد حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے باقاعدہ جامعہ عربیہ ناگپور میں بحیثیت مدرس تقرر فرمایا، تو انھوں نے وہاں سے ملازمت چھوڑ دی۔ 1965ء تک تدریسی منصب پر رہ کر طلبہ کو تعلیم دین سے آراستہ کرتے رہے اسی اثنا میں ناگپور کی مشہور مسجد کچھیان ، اتواری بازار کی امامت کی جگہ جامعہ دفتر میں آئی تو حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے وہاں تقرری فرمائی۔

یارب تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے واسطے جواکابر تشریف لے جارہے ہیں ان کانعم البدل عطافرما۔ پُرفتن دور ہے اور ہم آہستہ آہستہ اپنے اکابرین سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ اللہ رحم فرما، ان کی تمام دینی خدمات کو قبول فرما بے شک تو ہر ممکن پر قادر ہے۔ حضرت قبلہ کے جملہ صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف فرما۔ مرحوم کو غریقِ رحمت فرما۔ حضرت کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ بخش اور ان کی خدمات کو قبول فرما اور ان کے صاحب زادگان اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطافرما اور اہل سنت کو ان کانعم البدل عطافرما، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

شریکِ غم

محمد عبدالرشید غفرلہٗ القدیر

قاضی ومفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور

اسیرِ غم

احقر محمد عبدالعزیز خاں قادری فتحپوری

جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور

☆☆☆

مولانا محمد عمر رضا خان قادری نوری (آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف)

تعزیت نامہ

صاحبزادگان وعقیدت مندان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اشرف الفقہاء خلیفہ وصحبت یافتہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی رحلت دنیائے سنیت کا عظیم خسارہ ہے۔

حضرت کی دینی خدمات کا دائرہ ہند سے لے کر افریقہ اور سری لنکا تک محیط ہے دین وسنیت کی نشر واشاعت کے لیے جہاں آپ نے اچھے علما تیار کیے وہیں کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ بیعت وارشاد کے ساتھ اپنے دل نشین خطابات سے بھی اہل سنت کو تقویت پہنچائی۔

آپ کا وصال ان کے اپنے حق میں تو ضرور بہتر ہے کہ ہر مومن جان لقائے رب العالمین جل جلالہٗ اور دیدارِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم کی متمنی ہوتی ہے۔ حضور استاذِ زمین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کھلے حسنؔ
جلوے خود آئیں طالبِ دیدار کی طرف

مگر یہ سانحہ مسلمانانِ ہندو پاک وغیرہ کا ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت کو اپنے جوارِ خاص کی نعمت کرامت فرمائے، بے حساب مغفرت فرمائے اور اہل سنت کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے، حضرت کے صاحبزادوں، اہل خانہ اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم

فقط محمد عمر رضا خان قادری نوری

خادم آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف

17/ذی الحجہ 1441ھ

☆☆☆

نبیرۂ اعلیٰ حضرت واستاذِ زمن مولانا حسان رضا خاں قادری رضوی نوری

خلیفہ وخلف اکبر حضور تحسین ملت سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ نوریہ تحسینیہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ

تعزیت نامہ

معتبر ومعتمد ذرائع سے یہ جاں کاہ خبر موصول ہوئی کہ 15/ذوالحجۃ الحرام 1441ھ مطابق 6/اگست 2020ء بروز جمعرات صبح دس بج کر چالیس منٹ پر خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اشرف الفقہاء مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون، تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوحہ جنانہ

اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی رحلت یقیناً علمی وفنی اور روحانی دنیا میں ایک عظیم خلا ہے جس کا پُر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ موصوف ایک ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ کثیر جامعات، مدارس، مراکز اور مساجد کے صدر اعلیٰ اور اہم رکن تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی جملہ خدمات کو شرفِ قبول عطا فرمائے، آمین!

میں آپ کے شہزادے حاجی تنویر صاحب اور دیگر اہل خانہ وپسماندگان، مریدین، معتقدین، متوسلین، منسلکین اور خلفا واحباب اہل سنت کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تعزیت پیش کرتا ہوں۔ ربِ قدیر سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس پر اجر جزیل سے

نوازے، موصوف کے درجات کو بلند فرمائے اور اہل سنت کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ ازکی التحیۃ واعطر التسلیم

محمد حسان رضا خاں نوری

سجادہ نشین خانقاہ تحسینیہ، بریلی شریف

6/اگست 2020ء

☆☆☆

امیر دعوت اسلامی مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مجھے یہ افسوس ناک خبر ملی کہ الحاج تنویر صاحب اور الحاج تحسین اشرف صاحب کے والد محترم اشرف الفقہاء، مفتی اعظم مہاراشٹر، خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ و مولانا الحاج محمد مجیب اشرف رضوی صاحب کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد ۱۵/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ ۸۵/سال کی عمر میں ناگپور شریف ہند کے اندر انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ رٰجعون۔

میں تمام سوگواروں سے تعزیت پیش کرتا ہوں اور صبر وہمت سے کام لینے کی تلقین۔ یارب العالمین جل جلالہ، حضرت علامہ ومولانا مفتی مجیب اشرف رضوی صاحب کو غریق رحمت فرما، اے اللہ ان کی قبر خواب گاہِ بہشت بنے، جنت کے پھولوں سے ڈھکے، رحمت کی بارشیں ہوں، یا الٰہ العالمین ان کی قبر نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے تا حشر جگمگاتی رہے، یا الٰہی انھیں جنت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پڑوس نصیب فرما، یا اللہ میرے پاس جو بھی ٹوٹے پھوٹے اعمال ہیں اپنے کرم کے شایان شان ان کا اجر عطا فرما۔ یا اللہ ان سارے کا ثواب جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرما۔ بوسیلۂ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علامہ ومولانا محمد مجیب اشرف رضوی صاحب سمیت ساری امت کو عطا فرما۔ مولیٰ کریم تمام سوگواروں کو صبر جمیل اجر جزیل مرحمت فرما۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

☆☆☆

امیر سنی دعوت اسلامی مولانا شاکر علی نوری (ممبئی)

اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمہ کا وصال غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یقیناً ایک اندوہ ناک خبر ہے۔ آپ کے انتقال کی خبر سن کر دنیا بھر میں بسنے والے غلامان رسول بالخصوص وابستگان سلسلۂ رضویہ بے حد غمگین ہیں۔ آپ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول کا چراغ روشن کیا اور مفتی اعظم ہند کے نقش قدم پر چل کر آپ نے تعویذات وروحانی عملیات کے ذریعے بھی بے شمار بندگان خدا کا علاج کیا۔ فقہ وفتاویٰ، روحانی تربیت، دعوت وتبلیغ، رشد وہدایت

کے میدان میں آپ اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔ مہاراشٹر کے مختلف خطوں ااور گجرات کے مشہور شہر سورت میں اسلام وسنیت کی خدمات کے نتیجے میں لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کیا۔ محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی (پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور) نے کہا کہ ''اشرف الفقہاء جماعت اہل سنت کے جلیل القدر عالم دین، مفتی ومدرس، خوش بیان واعظ، صاحب تصنیف وتالیف، اور اچھے پیر طریقت تھے۔ آپ کے وصال سے اہل سنت وجماعت کے علمی حلقہ میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔ (کلپ: بیان 6/اگست 2020ء)

☆☆☆

مولانا یاسین اختر مصباحی (بانی وصدر، دار القلم، قادری مسجد روڈ، ذاکر نگر، نئی دہلی)

حضرت مفتی مجیب اشرف رضوی اعظمی کا وصال

آج بروز جمعرات 15 / ذوالحجہ مطابق 6 / اگست 2020، سوشل میڈیا کے ذریعے یہ افسوسناک خبر ملی کہ اہل سنت کے ایک معمر اور موقر عالم دین حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف رضوی اعظمی، بانی دار العلوم امجدیہ، ناگپور، مہاراشٹر، اچانک ہمارے درمیان سے رخصت ہو کر اپنے خالق ومالک حقیقی کی بارگاہ میں پہونچ گئے. انا للہ وانا الیہ رٰجعون.

دعا ہے کہ، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کی دینی وعلمی اور دعوتی وتبلیغی خدمات کو قبول فرما کر آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین.

(مولانا) یاسین اختر مصباحی، بانی وصدر، دار القلم،
قادری مسجد روڈ، ذاکر نگر، نئی دہلی. 25

☆☆☆

قاضی شرع ومفتی ضلع رامپور سید فیضان رضا حسنی سنی حنفی قادری

شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ، پرانا گنج، رامپور

موتِ عالم سے بندھی ہے موتِ عالم بے گماں
روحِ عالم چل دیا عالم کو مُردہ چھوڑ کر

آہ صد آہ! خلیفۂ سرکار مفتی اعظم اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف کا انتقال ملت اسلامیہ کا عظیم نقصان۔ بے شک کنکریاں بہت زیادہ جزع کرنے والے کے لیے بہت ثقیل ہیں اور عظیم وضخیم صفا بہت زیادہ صبر کرنے والے کے لیے بہت خفیف! ایک ایسی خبر جو پردۂ سماعت پر شاق گزری، ایک ایسی خبر جس نے دل میں اثر کر دیا، ایک ایسی خبر جسے سن کر کان درد سے کراہ اٹھے اور پسلیاں پھڑکنے لگ گئیں، ایک ایسی خبر جس نے مضبوط پہاڑوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا، جس سے سخت پتھروں میں شگاف

پڑ گئے۔ ہوش اڑ گئے۔ دل نکلنے کے قریب ہو گئے اور جانیں ہلکان ہونے لگ گئیں۔

دارالارشاد، خانقاہ نوریہ لال مسجد، دارالسلام، مصطفیٰ آباد عرف رامپور، یوپی میں 15/ذی الحجہ 1441ھ/ 6/اگست 2020ء بروز پنجشنبہ بذریعۂ سوشل میڈیا یہ دل خراش خبر پہنچی کہ خلیفۂ سرکار مفتی اعظم، حضرت اشرف الفقہاء نے کچھ دن علالت کے بعد داعیِ اجل کو لبیک کہہ دیا۔

جسے سن کر غم اس قدر بڑھا کہ زبان صبر وسکون کے دو بول سے قاصر نظر آنے لگی۔ آنکھیں بہنے لگیں۔ دل پگھلنے لگا۔ مگر اچانک خیال آیا کہ اے بندے تو تو رب کی رضا اور ملاقات چاہتا ہے نا تو پھر یہ سب کیوں؟ ارے موت تو وہ پل ہے جو محبوب کو محبوب سے ملا دیتا ہے۔ رب کی رضا اور ملاقات چاہتا ہے تو صبر کر اور وہی کہہ جس سے تیرا رب تجھ سے راضی ہو جائے اور بروزِ حشر اس کا تجھے دیدار ہو جائے۔ بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے دیا، اور ہر ایک کے لیے وقت مقرر ہے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

جیسے ہی یہ خبرِ وصال خانقاہِ نوریہ میں پہنچی غم والم کا ماحول پیدا ہو گیا اور سب حاضرین پر سکتہ طاری ہو گیا۔ جملہ حاضرین نے فوری طور پر اشرف الفقہاء کے لیے ایصال ثواب اور دعاے مغفرت کا اہتمام کیا۔

میں بالخصوص اشرف الفقہاء کے شہزادگان عظام اور بالعموم جملہ پسماندگان سے کہوں گا کہ آپ کی مصیبت بہت بڑی ہے۔ آپ جزع کے حق دار ہیں لیکن اس سے زیادہ آپ صبر کے سزاوار ہیں۔ میں آپ اور آپ کے اہل خانہ کو نہیں ابھاروں گا مگر فعل جمیل پر اور وہ صبر ہے، اور آپ سب کو رغبت نہیں دلاؤں گا مگر امر جزیل پر اور وہ اجر ہے۔ صبر کیجے اجر پائیے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا کرے۔

شریکانِ غم

سید فیضان رضا حسنی و جملہ وابستگانِ خانقاہِ نوریہ، رامپور

15/ذی الحجہ 1441ھ/ 6/اگست 2020ء بروز پنجشنبہ

☆☆☆

فرزند وخلیفہ حضور ریاض ملت صاحب زادہ پیر ابوالحسن واحد رضوی صاحب قبلہ

آستانۂ عالیہ فیض آباد شریف، اٹک، پنجاب، پاکستان

آہ! اشرف الفقہاء

حضرت اشرف الفقہاء قبلہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ کے انتقال کی خبر سن کر دلی رنج ہوا۔ اہل علم اٹھتے جا رہے اور اپنی جگہ خالی چھوڑتے جا رہے۔ مالک جل شانہٗ حضرت کی مغفرت فرمائے اور جنت کی اعلیٰ بہاروں سے نوازے۔ نیز

جملہ پسماندگان کو صبر جمیل ارزانی کرے۔

کبیدہ خاطر

خاکسار ابوالحسن واحد رضوی

6/ اگست 2020ء

☆☆☆

مفتی اشرف رضا قادری (مفتی وقاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نشکرہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ المصطفیٰ المجیب الاشرف۔

برادر عزیز صوفی یونس رضا صاحب زادہ فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم صاحب اشرفی رضوی زید لطفہ نے خبر دی کہ ابھی ابھی حضور اشرف الفقہاء خطیب اسلام مناظر اہل سنت خلیفہ وتلمیذ حضور مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشاہ مفتی مجیب اشرف نوری مفتی اعظم مہاراشٹر بانی ومہتمم جامعہ امجدیہ رضویہ ناگپور کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون

اللہ عفو وغفور عز وجل اپنے فضل وکرم اور اپنے حبیب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے صدقے حضرت بابرکت اشرف الفقہاء کی مغفرت فرمائے درجات بلند کرے ان کی قبر کو رحمت ونور سے بھر دے ان کے مشائخ کرام کے جوار میں راحت کا مقام نصیب کرے ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور اجر عظیم عطا کرے اہل سنت کو ان کا بدل عنایت فرمائے ان کی اولاد، اعزہ، اقارب، تلامذہ، مریدین کو ان کی مفارقت پر صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل مرحمت کرے آمین آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

اشرف رضا قادری

مفتی وقاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی ۸

15/ ذی الحجہ 1441ھ

6/ اگست 2020ء جمعرات

☆☆☆

قاری جلال الدین قادری (ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی، ایودھیا، فیض آباد، یوپی)

بِاسمِهٖ تَعَالیٰ وَتَقَدَّسَ

دامنِ چرخ سے اک اور ستارہ ٹوٹا

اشرف الفقہاء، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم مہاراشٹر، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: 2 / رمضان المبارک 1356ھ مطابق 6/نومبر 1937ء) بانی الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ، ناگپور، مورخہ 15/ذوالحجۃ الحرام 1441ھ مطابق 6/اگست 2020ء بروز جمعرات دارِ فانی سے دارِ بقا کی جانب رحلت کر گئے، اناللہ وانا الیہ رٰجعون ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی، و کل شیء عندہ باجل مسمی

حضرت اشرف الفقہاء اُن نام ور علمائے کرام میں سے ایک تھے، جن کے فیضانِ علمی سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔ جن کے دینی، ملی، علمی تبلیغی، تصنیفی خدمات کا سلسلہ نصف صدی پر محیط ہے۔ آپ مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان اور سچے نقیب بن کر ہندوستان کے مختلف گوشوں میں بالعموم اور مہاراشٹر کی سرزمین پر بالخصوص عشق ومحبت کا پیغام عام کرتے رہے، اور حیاتِ مستعار کے آخری لمحات تک دین حنیف کی ترویج واشاعت میں سرگرم عمل رہے۔ خدمت خلق اور امت مسلمہ کی رہبری میں مصروف منہمک رہے، اور ''الجامعۃ الرضویہ'' کی شکل میں قوم کو علم ودانش کا ایک عظیم قلعہ عطا کیا جس کے پروردہ امت مسلمہ کی قیادت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ اور آپ کے لیے صدقۂ جاریہ کا باعث بنتے رہیں گے۔

ملک کی عظیم دینی درس گاہ ''الجامعۃ الاسلامیہ، رونا ہی، ایودھیا (فیض آباد) یوپی، انڈیا کے جملہ ارکان واساتذہ، طلبہ وفارغین آپ کے پسماندگان، لواحقین، متعلقین، منتسبین ومحبین کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب لبیب، سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضور اشرف الفقہاء کی جملہ خدماتِ دینی، ملی، سماجی، قلمی، تعمیری، تنظیمی، تبلیغی کو شرفِ قبولیت سے نوازے، آپ کے درجات ومراتب کو بلند سے بلند تر فرمائے اور جملہ متعلقین و محبین اور عوام وخواصِ اہل سنت کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے، آمین

سوگوار: (قاری) جلال الدین قادری

ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ، رونا ہی، ایودھیا (فیض آباد)، یوپی، انڈیا

☆☆☆

پیر طریقت مولانا ابوالحسنین سید آل رسول عبدالقادر جیلانی میاں، ممبئی

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

گزشتہ چند برسوں اور بالخصوص 2019-2020 میں جس کثرت سے علما ومشائخ نے داغ مفارقت دیا ہے اس اعتبار سے یہ سال ہمارے لیے مغموم ہے۔ آج صبح (روز جمعرات 15 ذی الحجہ 1441ھ مطابق 6، اگست 2020ء) ناگپور سے ایک روح فرسا خبر موصول ہوئی کہ ہمارے عزیز مکرم، خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم، مفتیِ مہاراشٹر علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی نوری نور اللہ

مرقدہ مختصر علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا اللہ و انا الیہ رٰجعون

مفتی صاحب کی ذات جہد مسلسل سے عبارت تھی اور محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے سرکار مفتیِ اعظم اور حضور شارح بخاری علیہما الرحمہ سے خصوصی فیض پایا۔ تاحیات آپ عوام وخواص اہل سنت کی اصلاح فکرو اعمال میں رہے۔ آپ کے دست پاک پر متعدد اغیار نے سعادت ایمان کی شرف یابی حاصل کی۔

آپ نے قرطاس وقلم اور خطابت کے ذریعے تبلیغ دین متین کا فریضہ انجام دیا، نیز گم گشتگان راہ کی ہدایت وتربیت کے لیے بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

فقیر قادری کو متعدد بار مفتی صاحب کے ساتھ مختلف دینی کانفرنسوں اور اجلاس میں شرکت کرنے کا موقع ملا، آپ کا انداز خطابت نہایت دل نشیں ہوتا کہ سننے والا محظوظ ہوئے بغیر نہ رہتا۔ علمی باتیں، دقیق وعمیق گفتگو اس سہل اور روانی سے بیان فرماتے کہ عوام بھی بآسانی سمجھ جاتی۔ تقاریر ومواعظ کا محور ومرکز فروغ مسلک اعلیٰ حضرت ہوتا اور تقریر کا عنوان بھی عموماً کلام رضا سے ایک یا چند اشعار ہوتے اور مختصر وقت میں ایسی کامل توضیح اور دل کش تشریح فرماتے کہ علما اور عوام سب جھوم جاتے، داد وتحسین کے نعرے بلند ہونے لگتے اور آپ تاکیداً مسلک اعلی حضرت پر قائم رہنے کی نصیحت فرماتے، نیز مختلف فیہ مسائل میں اعلی حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالی عنہ، سرکار مفتیِ اعظم وحضور تاج الشریعہ علیھم الرحمہ کے موقف کی تائید وحمایت کرتے اور اسی پر عمل واستقامت کی دعوت دیتے۔

آپ کا وصال دنیائے اہل سنت کے لیے یقیناً عظیم نقصان ہے۔ ایک ایسا نقصان جس کا مستقبل قریب میں پورا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالیں تو برملا کہا جائے۔ عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے۔

اللہ پاک آپ کے فرزندان واہل خانہ نیز مولانا مکرم غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب اور مفتی صاحب کے جملہ محبین، مریدین، متوسلین اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے اور ہم سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

شریک غم: فقیر قادری ابوالحسنین سید آل رسول عبدالقادر جیلانی قادری، غفرلہ ولوالدیہ

ممبئی 6راگست 2020ء

☆☆☆

حق مغفرت کرے وہ پاکیزہ شخص تھا

از قلم: محمد علاؤالدین قادری رضوی عفی عنہ

صدر افتا: محکمہ شرعیہ سنی دار الافتاء والقضاء، میرا روڈ ممبئی

آج ۶ ؍ اگست ۲۰۲۰ ء مورخہ ۱۵ ؍ ذی الحجہ ۱۴۴۱ ھ وقت ۱۱ بجے صبح جماعت اہل سنت کے مؤقر عالم دین حضرت مفتی محمد رفیق ہدوی کولاری کا کال آیا کہ حضرت گروپ ’علمائے اہل سنت بہار‘ میں اشرف الفقہاء حضرت مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کے انتقال کی خبر کسی صاحب نے شیئر کی ہیں اور اب تو اہل سنت کے تمام گروپ میں یہ خبر بجلی کی طرح آنے لگی ہے اطمینان قلب کے لیے حضرت کے معتمد خاص حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی نوساری گجرات کو فوراً کال کیا لیکن آپ کا نمبر مسلسل BUSY آرہا تھا تو دوسرے نمبر پر بڑی مشکل سے گھر کے کسی فرد سے بات ہوئی اور انہوں نے حضرت مفتی اعظم مہاراشٹر کے انتقال کی تصدیق کردی۔ اناللہ وانا الیہ رٰجعون۔

یہ صدمہ جاں کاہ سن کر طبیعت میں اضطراب شروع ہوگیا کسی طرح دل و دماغ پر قابو پاتے ہوئے چند سطریں لکھنے بیٹھ گیا حضرت کا انتقال ایک عالم کی موت ہے جماعت اہل سنت کا ایک باب جیسے بند ہوگیا، آپ قوم وملت کے وہ سرمایہ تھے جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی، اس دور میں آپ حضرت حافظ ملت، حضور مفتی اعظم ہند، حضرت صدر الشریعہ، حضرت مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی، حضرت بحر العلوم، مفتی عبد المنان گھوسوی، افقہ الفقہاء حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی نائب مفتی اعظم ہند، ضیغم اہل سنت حضرت تاج الشریعہ رحمہم اللہ کی یادگار تھے۔ اخلاق وعادات کے دھنی تھے، خوش طبع تھے، ملنسار تھے، مہمان نواز تھے، حق گو تھے، حق پسند تھے، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے، سعادت مندوں میں سے تھے، سعادت مندی آپ کا جوہر خاصہ تھا، معاملہ فہمی کے فہم وادراک سے مالا مال تھے، جماعتی اور مشربی انتشار وافتراق سے دور ونفور تھے، اتحاد ویگانگت کے داعی ومبلغ تھے، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے پاسبان وترجمان تھے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے داعی تھے، ان گنت فلاحی ورفاہی اداروں تنظیموں اور اکیڈمی کے بانی ونگراں تھے۔ ناگپور کے مشہور ادارہ ’’مدرسہ امجدیہ‘‘ کے محرک اول تھے، صوبۂ گجرات کے شہر نوساری میں آپ نے اہل سنت کا ایک عظیم قلعہ ’’مدرسہ انوار رضا‘‘ کی بنیاد رکھی آج وہ ہندو پاک میں اہل سنت و جماعت کا مرکزی ادارہ کی حیثیت سے متعارف ہے جہاں دینی وعصری تعلیمات سے بچوں کو روشناس کرایا جاتا ہے، آپ تنظیمی کام میں زبردست فعالیت کے حامل تھے، درس وتدریس کے نابغہ روزگار مدرس تھے، علوم اسلامیہ کے تمام کتب پر یکساں مہارت رکھتے تھے، خصوصاً فقہ وفتاویٰ میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے جس کی بین ثبوت آپ کی وہ تصنیفات وتالیفات ہیں جو آپ کے نوک قلم کا نتیجہ ہے، فقہی مسائل پر ایک تصنیف بہت سال قبل میری نظر سے گزری جو ’سجدہ سہو‘ کے موضوع پر بے شمار مسائل کی معلومات کا خزانہ ہے، یہ کتاب یک موضوعی ہوتے ہوئے بھی آپ کی بے مثال فقاہت پر روشن دلیل ہے۔ اس پر فتن دور میں آپ مصلح اعظم تھے، اپنی اثر انگیز وعظ وخطاب کے

ذریعہ گم گشتگان راہ کو راہ ہدایت پر گامزن کیا، مہاراشٹر کے دیہی علاقے خصوصاً خطۂ کوکن جو دینی تعلیم ونظریہ اہل سنت سے کماحقہ واقف نہیں تھا، آپ نے اپنی تبلیغی اسفار سے مہاراشٹر، گجرات کے شہر شہر، قریہ قریہ، نگر نگر کو اسلامی تعلیمات سے آشکار کیا، حضرت اشرف الفقہاء جب بھی مہاراشٹر کے خطہ کوکن کے کسی دینی کانفرنس میں حاضر آتے تو فقیر [راقم الحروف] بھی آپ کے ساتھ شریک بزم رہتا، میری تقریر پہلے ہوتی، حضرت بہت خوش ہوتے، حوصلہ افزائی فرماتے، داد وتحسین سے نوازتے، اراکین سے ہر سال منعقد ہونے والے جلسوں، کانفرنسوں کے لیے دعوت دیئے جانے پر خوشی کا اظہار فرماتے، مریدوں کو تلقین کرتے کہ ہمیشہ سنجیدہ باعمل علما کو مدعو کیا کریں تاکہ سامعین پر ان کی باتوں کا اثر ہو اور اپنی اصلاح کریں، آخر میں آپ اپنے پیش رو علما کی تقاریر کا علمی وادبی خلاصہ فرمادیا کرتے تھے۔ جو علمیت وجامعیت سے بھرپور ہوتا، اشعار رضا کی نفیس ودل پذیر تشریح وتوضیح فرمایا کرتے تھے، سامعین گھنٹوں سننے کے بعد مزید سننے کے خواہاں وطالب ہوتے، حضرت اشرف الفقہاء خود بھی نعتیہ اشعار تخلیق فرمایا کرتے تھے اور بڑے والہانہ انداز میں پڑھتے، آواز میں سوز وگداز ہوتی، عشاق رسول جھوم جھوم جایا کرتے تھے، مجمع فلک شگاف نعروں سے گونج گونج جایا کرتا تھا، آخر دنوں میں یہ کوئی دس سال سے حضرت نے معمول بنا رکھا تھا کہ مجمع جتنا کثیر سے کثیر ہوں مگر وعظ وخطاب زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ہی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اشرف الفقہاء کی معیت وصدارت وموجودگی میں مجھ فقیر [راقم الحروف] کو بارہا خطاب کا موقع ملا ہر بار فرماتے کہ ایک گھنٹہ سے زیادہ نہ بولا کریں اور میں حضرت کی اس فرمان پر آج بھی سختی سے عمل پیرا ہوں، جہاں بھی خطاب کا موقع ملا ایک گھنٹہ ہی تقریر کیا اس سے سامعین میں تشنگی باقی رہتی ہے اور وہ دوبارہ سننے کے لیے بیتاب ومنتظر رہتے ہیں۔ حضرت اشرف الفقہاء صاف وشفاف، حق گو شخصیت کے مالک تھے، اپنے وبیگانے کا فرق نہیں کرتے جو بات حق ہوتی اس کا برملا اظہار فرمادیا کرتے تھے، آواز میں نرمی ضرور تھی مگر اہل باطل کے لئے بہت سخت تھے ان سے گرجدار آواز میں مخاطب ہوتے، شاتمان رسول سے نرمی کو حرام قرار دیتے تھے، عشاق رسول سے محبت کرنا لازمی قرار دیا کرتے تھے۔ فرماتے یہ تمہارا بھائی ہے اور بھائی کے ساتھ متانت وسنجیدگی کا مظاہرہ کیا کرو یہ ہمارا دینی وملی فریضہ ہے۔ آپ مناظر گر تھے مختلف مناظرے میں آپ کی شرکت رہی ہر جگہ آپ بحیثیت صدر وسرپرست موجود ہوتے رہے ہیں، جہاں اور جس مناظرے میں آپ کی شرکت رہی مناظر اہل سنت فتح ونصرت سے ہم کنار ہوئے، فاتح لوٹے، عوام اہل سنت نے فلک شگاف نعروں سے آپ کا اور آپ کی معیت میں تمام علمائے اہل سنت کا استقبال کیا کرتے تھے، جہاں اشرف الفقہاء نے اسٹیج چھوڑا پنڈال خالی ہوجاتا، یہ خلائق میں آپ کی مقبولیت کی دلیل تھی، ماضی کے بہت سے پروگرام اس پر شاہد ہیں۔ مہاراشٹر، گجرات ودیگر ریاستوں میں آپ کے لاکھوں مریدین ومعتقدین وخلفا ہیں، بیرون ہند بھی آپ کے مریدین وخلفا کی تعداد بہت ہیں مگر آپ کو پیر ومرشد ہونے کا دعویٰ تھا نہ عالم ومفتی ہونے کا ہاں! اہل سنت وجماعت کے جملہ علما ومشائخ کی آپ دل کی گہرائی سے تکریم فرمایا کرتے تھے آپ نے مکمل سادگی سے زندگی بسر کی، خدمت خلق کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا اور یہی دین متین کی صحیح خدمات ہیں۔ آپکی مقناطیس

شخص کا اندازہ حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ عرس قاسمی کے موقع پر بعد نماز مغرب صاحب سجادہ حضرت احسن العلماء مصطفی حسن حیدر میاں صاحب سے شرف ملاقات کے وقت فرمایا حضور ! یہ مجیب اشرف حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اور رئیس الاذکیاء مولانا غلام یزدانی اعظمی کے بھانجے ہیں اور میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ شریف الحق کیا لایا ہے؟[یہ کہہ کر حضرت رونے لگے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا] تو عرض کردوں گا کہ مجیب اشرف کو لایا ہوں یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلماء کی آنکھیں نمناک ہوگئیں۔حضور احسن العلماء نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔[مسائل سجدۂ سہو، ص۔ ۲۴۔ ۲۵]

مجھ فقیر [راقم الحروف] کو آپ سے سلسلۂ قادریہ، رضویہ اور برکاتیہ کی خلافت واجازت حاصل ہے۔ 2004ء میں حضرت عمرہ کو تشریف لے جا رہے تھے مجھے حضرت کے ساتھ ممبئی ایئر پورٹ جانے کا موقع میسر ہوا، میرے ہمراہ حضرت کے مرید خاص مرحوم زبیر پٹیل تھے، اچانک مرحوم نے حضرت سے کہا کہ حضور آپ کا قیام کس ہوٹل میں ہوگا حضرت نے سبب پوچھا تو مرحوم نے مجھ فقیر کے تعلق سے بتایا کہ میرا ارادہ ہے کہ انہیں بھی عمرہ کے لیے بھیج دوں حضرت نے برجستہ فرمایا کہ آپ انہیں حج کے لئے بھیجیں اس سے دو فائدے ہوں گے یہ عمرہ اور حج دونوں سعادتوں سے مستفیض ہو جائیں گے آخر مرحوم نے یہی کیا مجھے حج کے لئے اپنے اخراجات سے بھیج دیا اور الحمد للہ ! اسی موقع سے مقام ام ہانی میں اجلہ علمائے اہل سنت کی موجودگی میں مجھ فقیر کو حضرت اشرف الفقہاء نے اپنی خلافت واجازت سے نوازا جو میرے لیے باعث صد فخر ہے۔اللہ عزوجل میرے مرشد اجازت ثانی حضرت اشرف الفقہاء کو اپنی جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور حضرت کے اہل خانہ، ہم خلفاو مریدین معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ترسیل: محمد شاہد رضا ثنائی بچھار پوری عفی عنہ

رکن: افکار اہل سنت اکیڈمی میرا روڈ ممبئی

15/ ذی الحجہ 1441ھ/ 6/ اگست 2020ء

☆☆☆

علامہ قمر الحسن قمر قادری بستوی، امریکا

اکابرین اٹھ رہے ہیں اور اصاغر پر ذمہ داریاں بڑھتی جا رہی ہیں، اس دوران جس تیزی کے ساتھ علما اٹھ رہے ہیں ماضی میں اسکی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالی اہل سنت پر رحم فرمائے۔حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ کا اٹھنا بھی دل کی دھڑکن تیز کر گیا۔اب تو ہم جیسے دور افتادہ سوائے استرجاع کے اور کیا کر سکتے ہیں، رضی اللہ عنہ وغفر لہ۔اللھم بر د مضجعه و وسع قبره وانزل نعم الجنة فى قبره وتقبل اعماله الصالحة۔آمین، میں حضرت مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کرتا

ہوں۔رب کریم صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

محمد قمر الحسن قادری امریکہ

6/اگست 2020ء

☆☆☆

مولانا سید محمود ربانی (جانشین حضور مفسر قرآن رحمۃ اللہ علیہ، باندہ شریف، یوپی)

حضور اشرف الفقہاء خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ مفتی اعظم مہاراشٹر کے وصال کی خبر ملی۔انا للہ وانا الیہ رٰجعون

یقیناً حضرت کا وصال اہل سنت وجماعت کے لیے عظیم خسارہ ہے اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت کے جملہ اعزہ و ہزارہا مریدین ووابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے درجات کو بلند فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

شریک غم: سید محمود ربانیجانشین حضور مفسر قرآن رحمۃ اللہ علیہ، باندہ شریف (یوپی)

☆☆☆

خانقاہ فردوسیہ (جونکا شریف، صاحب گنج، جھارکھنڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہت سے احبابِ محبت کے ذریعے معلوم ہوا کہ کل بروز جمعرات 15/ذی الحجہ 1441ھ/ 6/اگست 2020ء حضرت اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف قادری رضوی کا صبح تقریباً ساڑھے دس بجے انتقال پُرملال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

مفتی صاحب ایک متحرک اور فعال عالم دین، مفتیِ شرعِ متین، داعیِ اسلام اور شیخِ طریقت تھے۔اسلاف کے سچے جانشین اور خالص علمی و علمی شخصیت کے حامل تھے۔آپ کی رحلت عظیم خلا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کی خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت بخش کر آپ کی بے حساب مغفرت فرمائے اور امتِ اجابت کو نعم البدل عطا کرے۔

عدم کی طرف چل دیے مفتی اشرف
لحد میں ملے ان کو جنت کی خوشبو

فردوسیؔ

دکھ کی اس گھڑی میں ہم حضرت مفتی صاحب صاحب کے وارثین ولواحقین کے ساتھ ہیں مولیٰ صبر عطا کرے۔

شریکِ غم: فقیر فردوسی محمد رمضان حیدر قادری

بانی وسر براہِ اعلیٰ ادارہ خانقاہ فردوسیہ، جونکا شریف، صاحب گنج، جھارکھنڈ

7/اگست 2020ء

☆☆☆

خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء مولانا محمد قلندر رضوی (گلشنِ رضوی، رائچور، کرناٹک)

بسمہ المحی الممیت القادر القدیر المجیب

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

انتقالِ بہشت نصیب حضرت العلام المفتی الشاہ محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان

1441ھ

(بانی الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ، ناگپور وصدر متولی جامعہ رضائے مصطفی رائچور، کرناٹک)

(سرپرست مدارس ومساجدِ کثیرہ)

اشرف الفقہاء حقائق ومعارف آگاہ

1441ھ

اشرفِ دوراں بدرجۂ اعلیٰ رسید

1441ھ

یعنی

جنتی وفات یافت

1441ھ

قال سید موت العالم موت العالم

1441ھ

نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر سنائی جارہی ہے کہ آج مورخہ 15/ذی الحجہ 1441ھ/6/اگست 2020ء دن کے تقریباً 11/بجے حضرت مفتی محمد مجتبیٰ شریف صاحب زید مجدہٗ نے یہ اطلاع دی کہ سیدی الکریم، استاذی النعیم، حضور اشرف الفقہاء

علیہ الرحمہ کا ابھی دس منٹ پہلے وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون
کس کا وصال؟ وہی ے

علما میں تھے جو اشرف ، فقہا میں بھی تھے اشرف
یعنی ''مجیب اشرف'' ۔''فردوس'' چل دیے ہیں

اِس خبر روح فرسا کے بعد ایسا لگا گویا پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی ہے۔ کیا امسال حالاتِ حاضرہ (کورونا وائرس) نے طواف وزیارت کی اجازت نہ دی تو یہ فیصلہ؟ اللہ اکبر ے

گزشتہ سال تک اشرف ، خدا کے گھر کو جاتے تھے
مگر اِس سال تو حضرت ، خدا کے قرب میں پہنچے

پھر ''دل'' کو یہ کہہ کر تسلی دینی پڑی کہ ع

خدا کا حکم تھا ''حج کے مہینے'' میں قضا آئی

چوں کہ ہم خدا کے حکم پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا سمعنا واطعنا کہتے ہوئے حکیم مطلق کی حکمت بالغہ اور قادرِ مطلق کی قدرتِ کاملہ پر ''راضی بہ رضائے مولیٰ '' ہوکر زبانِ فانی سے بارگاہِ ازلی وابدی میں یوں دعا کرتے ہیں :اللّٰھم یا مجیبَ کلِ سائل، بحق حبیبك اشرف الوسائل، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذو الفضائل، یاماجدُ یا مجیبُ! اِغفِر لَہٗ

1441ھ

کئی حضرات نے ناگپور جانے کا ارادہ کرلیا، چوں کہ اطلاع کے مطابق ''تدفین'' تک پہنچنا ناممکن تھا اس لیے سب نے بعد نمازِ عصر گلشنِ رضوی (رائچور) ہی میں منعقدہ ''محفلِ قرآن خوانی'' میں شرکت کی۔ بعد قرآن خوانی، برادرِ گرامی مولانا حافظ محمد عتیق الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ اور راقم الحروف نے مختصراً حضور والا کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی ے

ہمارے اشرف الفقہاء کی عظمت، کوئی کیا جانے ؟
رضا و مصطفی جانے، نبی جانے، خدا جانے

اِس موقع پر ہم آپ کے اہلِ خاندان کو تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور حضور والا کی مغفرت فرما کر آپ کے علمی وروحانی فیضان سے سب کو سرفراز فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

المعلن: محمد قلندر رضوی غفرلہٗ، خادم گلشنِ رضوی، رائچور

15/ ذی الحجہ 1441ھ/ 6/ اگست 2020ء

☆☆☆

مولانا الحاج محمد حماد رضا قادری بریلوی، خانوادۂ اعلیٰ حضرت ونواسۂ حضور امینِ شریعت

تعزیت نامہ

انا للہ وانا الیہ رٰجعون

موت العالم موت العالم

جمالِ مفتیِ اعظم وہ اشرف الفقہاء
کرم کا گوہرِ نایاب ہم کو چھوڑ گیا
خبر ملی جو وصالِ مجیب اشرف کی
یہ سن کے سب ہوئے بے تاب ہم کو چھوڑ گیا

آہ افسوس صد افسوس! رنج وغم کے ہزاروں نشتر اس وقت دل میں پیوست ہوئے جب یہ خبر ملی کہ دنیائے سنیت کی وہ عظیم شخصیت، خلیفۂ حضور مفتیِ اعظمِ ہند، مفتیِ اعظم مہاراشٹر اشرف الفقہاء حضور مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیراں ہے کہ کیا شخص زمانے سے اٹھا

حضرت کا وصال دنیائے سنیت کے لیے نقصانِ عظیم ہے۔ حضرت کے وصال سے آفاقِ سنیت میں عظیم خلا پیدا ہوا ہے جس کا پُر ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ آپ کی شخصیت تواضع وانکساری، تقویٰ و پرہیز گاری کی حامل تھی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں وقف کردی تھی۔ آپ کے وہ دعائیہ کلمات آج بھی میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں جب میں نے آپ کی موجودگی میں بتاریخ 14 / مارچ 2020ء کو نظام آباد کی سرزمین پر تقریر کی تھی اور آپ نے خوش ہو کر مجھ ناچیز کو دعاؤں سے نوازا تھا اور آپ کی دعائیں پا کر میرا دل فرطِ مسرت سے لبریز ہو گیا تھا۔ وہ میری آپ سے آخری ملاقات تھی۔

ساتھ ہی فقیر کو 2018ء میں حضور کے ساتھ حج میں رہنے کا موقع میسر آیا اور جو زندگی کے یادگار لمحے بنے۔

آپ کے یوں اچانک چلے جانے سے دنیائے علم وادب میں ایک کہرام سا بپا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دین وسنیت کے لیے بے لوث خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آپ کے مریدین ومعتقدین، محبین اور اہلِ خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

شریکِ غم: خانوادۂ اعلیٰ حضرت ونواسۂ حضور امینِ شریعت فقیر محمد حماد رضا قادری مرکزِ اہل سنت بریلی شریف

رخصت ہوئے جہان سے مفتی مجیب اشرف

اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف رضوی بھی اس دنیاے ناپائیدار سے کوچ کر گئے!

اچانک مفتی اعظم مہاراشٹر اشرف الفقہاء مولانا مفتی مجیب اشرف رضوی گھوسوی ثم ناگپوری کی رحلت پُرحسرت کی خبر ملی کہ موصوف بروز جمعرات 6/اگست 2020ء مطابق 15/ذی الحجہ 1441ھ کو صبح 10 بج کر 30 منٹ پر اس دنیاے فانی سے کوچ کر کے مالک حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

آپ شارح بخاری فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے خاص شاگرد تھے۔ اول سے آخر تک درس نظامی کی اکثر کتابیں آپ سے ہی پڑھیں اور ایک ذی استعداد و مخلص عالم دین کی حیثیت سے زندگی کے ایام گزار کر تقریباً 85 سال کی عمر میں آخری سانس لی۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

آپ قطب العالم سرکار مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد مصطفی رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ کے چہیتے مرید اور محبوب خلیفہ تھے۔ سرکار مفتی اعظم کے کئی سفر میں ساتھ رہے۔ قریب سے انہیں دیکھا اور بہت کچھ سیکھا۔ فیضان مفتی اعظم سے آپ خوب مالا مال ہوئے اور آپ کے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو فروغ دینے میں زندگی کے اکثر ایام گزار دیے۔ جامعہ امجدیہ ناگپور کے بانی تھے۔ ابتدائی مراحل میں شاندار مدرس کے فرائض بھی انجام دیے پھر دیگر تبلیغی مصروفیات کی وجہ سے اس کی نگرانی کرتے رہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ یوں ہی آپ کے مریدین بھی بکثرت ملک کے مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ مہاراشٹر، گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش میں آپ کے سلسلے سے وابستہ افراد کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ بطور خاص ناسک، مالیگاؤں، دھولیہ میں آپ نے بڑی محنت کی ہے۔ آپ کی دعوت وتبلیغ سے یہ خطے سنیت کے رنگ میں رنگ گئے ہیں۔ ہزاروں بدعقیدوں نے آپ کے خطابات سے متاثر ہو کر توبہ کی اور کثیر تعداد میں داخل سلسلہ ہوئے۔ مالیگاؤں میں ایک زمانہ وہ تھا کہ بدعقیدگی اپنا اثر جما چکی تھی آپ ہی کی کوششوں سے وہاں اس وقت سنیت کی بہار قائم ہے۔ جبکہ دیگر علما و مشائخ اہل سنت کی خدمات بھی اثر آفریں رہی ہیں۔

جامعہ امجدیہ ناگپور اور دار العلوم انوار رضا نوساری (گجرات) آپ کے قائم کردہ عظیم الشان ادارے ہیں، جب کہ درجن کے قریب مدارس آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

آپ کی خطابت بڑی پر مغز دلائل سے بھرپور اور سنجیدہ و داعیانہ ہوتی۔ پھوہڑ لب و لہجے سے پرہیز کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر دلوں میں اترتی اور اثر کرتی جاتی تھی۔ انداز بیان نہایت عام فہم اور دل پذیر ہوتا سامعین آپ کی تقریر سنتے تو درمیان میں اٹھنے کا نام نہیں لیتے اور نہ ہی اکتاہٹ محسوس کرتے۔ آواز کڑی اور گرج دار تھی اس لیے جلد مجمع پر چھا جاتے۔ اخلاق

کریمانہ کے پیکر تھے۔حضور مفتی اعظم بھی آپ کو چاہتے اور آپ کے ساتھ سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں ناگپور میں درس قرآن کا سلسلہ بھی جاری کیا تھا اور ایک زمانے تک درس دیتے رہے۔ درس قرآن کا ایک مختصر حصہ شائع بھی ہوا مگر آپ کے تبلیغی دوروں نے مزید حصوں کی اشاعت وترتیب کی فرصت نہیں دی۔

دوران تقریر آیات قرآنی ترتیل سے اور عمدہ لہجے میں تلاوت کرتے اور اشعار بھی ترنم سے پڑھتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے بیان میں بڑا رس پیدا ہو جاتا تھا۔اکثر سر پر عمامہ سجائے رہتے اور عمامہ آپ کے سر پر بہت جچتا اور اس سے آپ کا چہرہ با رعب ہو جاتا تھا۔آپ جہاں بیٹھ جاتے عشاق کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔ بڑے بڑے جلسوں میں کثیر تعداد میں لوگ آپ سے بیعت ہو جاتے۔مریدین کی تعداد لاکھ کے قریب ہوگی۔عمر کے آخری حصے تک آپ کی صحت اچھی اور قابل رشک تھی۔ مالیگاوں کے اکثر بڑے اور اہم جلسوں میں آپ کی شرکت لازمی سمجھی جاتی۔

غرض آپ ایک اچھے استاذ، شان دار مفتی، مقبول خطیب، کئی کتابوں کے مصنف، بہترین مبلغ وداعی اور بافیض وباشرع پیر طریقت تھے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا محبوب مشغلہ اور شیوہ تھا۔عوام میں بھی مقبول تھے اور علما کے بھی منظور نظر، یعنی بڑی خوبیوں کے مالک تھے حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ، آپ کے اس دنیا سے چلے جانے کا غم پوری جماعت اہل سنت نے شدت سے محسوس کیا۔آپ کے انتقال سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا آسان نہیں۔ ''بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا'' کے آپ صحیح مصداق تھے۔

مولائے قدیر آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔آپ کی دینی خدمات کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔آپ کے آثار علمی و دینی یعنی یادگار اداروں کو فروغ واستحکام بخشے۔آپ کے پسماندگان کو صبر واجر سے نوازے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

''خدا رکھے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں''

سوگوار وغم زدہ: محمد عبد المبین نعمانی قادری

خادم دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ ضلع مئو یوپی (276129)

20/ذی الحجہ 1441ھ مطابق 10/اگست 2020ء

☆☆☆

مولانا محمد شفیق الرحمٰن قادری عزیزی علیمی مصباحی، ہالینڈ

سربراہِ اعلیٰ جامعہ علیمیہ، جمد اشاہی، بستی، یوپی

اشرف الفقہاء کا سانحۂ ارتحال اہل وسنت و جماعت کا عظیم خسارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحٰبہ اجمعین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج بتاریخ 6/اگست 2020ء بروز جمعرات تھوڑی دیر قبل یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ چند دنوں کی علالت کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، **انا للہ وانا الیہ رٰجعون!**

حضرت نہایت خلیق متواضع اور خوش گفتار وخوش لباس تھے۔ تاجدارِ اہل سنت حضور مفتیِ اعظم ہند کی نگاہِ کرم سے عوام و خواص میں بہت مقبول تھے۔ خصوصاً خطۂ گجرات ومہاراشٹر میں آپ کی دینی ودعوتی، مذہبی ومسلکی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ مجھے سورت کے جلسوں میں ایک دوبار آپ کی رفاقت کی سعادت میسر ہوئی۔ ایک بار حج کے موقع پر مکۂ مکرمہ میں بھی شرف ملاقات حاصل ہوا اور آپ سے حج کے مسائل پر تفصیلی گفتگو کی۔ آپ بہت دل نشین پیرائے میں مناسک حج اور مسائل بیان فرماتے تھے۔ آپ کی رحلت سے اکابرین علما ومشائخ کی انجمن سے ایک اور ستارہ ٹوٹا اور اندھیرا بڑھا۔

دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی کے جملہ اساتذہ، اراکین اور طلبہ کی طرف سے حضرت کے پسماندگان کی خدمت میں تعزیت پیش ہے اور دعا ہے کہ مولیٰ کرم فرمائے، جماعت کی حفاظت فرمائے۔ اشرف الفقہاء کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے پسماندگان ومریدین ومتوسلین سب کو صبر جمیل اور اس پہ اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

غبارِ راہِ طیبہ

محمد شفیق الرحمٰن قادری عزیزی علیمی مصباحی، ہالینڈ

سربراہِ اعلیٰ جامعہ علیمیہ، جمد اشاہی، بستی، یوپی

16/ذی الحجہ 1441ھ/ 7/اگست 2020ء

☆☆☆

مولانا قاضی محمد ابراہیم مقبولی مصباحی، جامعہ امام احمد رضا، رتنا گری، کوکن

اہلِ سنت کا ایک اور ستارہ روپوش ہو گیا

آج مورخہ 6/اگست 2020ء/15/ذی الحجہ 1441ھ بروز جمعرات صبح تقریباً 11:30 بجے اس فقیر کو ایک اندوہ ناک خبر جامعہ امام احمد رضا (کوکن) کے اساتذہ کی جانب سے موصول ہوئی کہ اشرف الفقہاء حضرت علامہ ومولانا مفتی مجیب اشرف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون

یہ خبر اس فقیر کے لیے ایسی چونکا دینے والی تھی کہ میں بالکل سکتہ میں آ گیا اور دل میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی اور دل بالکل بیٹھ سا گیا اور میرے ساتھ موجود علماے دین ودیگر محبین ومعتقدین پر بھی یہ خبر سنتے ہی سناٹا چھا گیا اور یک لخت سبھوں کی زبان سے کلماتِ استرجاع نکل آئے اور سبھوں نے اللہ کریم اس اٹوٹ فیصلہ کل نفسٍ ذائقۃ الموت پر یقین رکھتے ہوئے اپنے دلوں کو اور اپنی اضطرابی کیفیتوں کو بمشکل دور کیا۔ اور فقیر جانتا ہے کہ اہل سنت وجماعت کے علمی حلقوں میں کیا طوفان برپا ہو گا۔ یقیناً حضرت اشرف الفقہاء کے اس دارِ فانی سے کوچ کر جانے کی وجہ سے ایک عظیم خلا علماے دین کے درمیان پیدا ہو گیا ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خاص کر حضرت کے مریدین، معتقدین ومحبین کو صبر عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یک از شریکِ غم: قاضی محمد ابراہیم مقبولی مصباحی عفی عنہ

خادم جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

15/ذی الحجہ 1441ھ/6/اگست 2020ء

☆☆☆

مولانا محمد مجیب علی رضوی قادری، حیدر آباد

آہ! حضور اشرف الفقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب نہ رہے

ابھی ابھی یہ جاں کاہ خبر ملی کہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بانی دار العلوم امجدیہ، ناگ پور) کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات محتاج تعارف نہ تھی، آپ بیک وقت بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ باکمال خطیب، مایہ ناز ادیب، قادر الکلام شاعر، زہد وتقویٰ کا پیکر، کہنہ مشق مفتی، بے مثال مدرس، زبردست مناظر، کامیاب منتظم ومہتمم اور اخلاقِ حسنہ کے دھنی بھی تھے۔ مذہب وملت کے تئیں ہمیشہ متحرک رہے۔ دار العلوم امجدیہ، ناگپور آپ ہی کے خونِ جگر سے پروان چڑھا۔ آپ کے وصال سے اہل سنت کا بڑا خسارہ ہوا۔

ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آپ کی بے حساب مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے اہل خانہ و جملہ لواحقین کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے، آمین

شریکِ غم

اسیر مفتی اعظم محمد مجیب علی قادری رضوی، بانی مرکز اہل سنت حیدر آباد

☆☆☆

مولانا مفتی قاضی شہید عالم رضوی، مشیر اعلیٰ کنز الایمان فاؤنڈیشن، بریلی شریف

تعزیت نامہ

موت العالم موت العالَم

رجل الشیخ مجیب اشرف الیٰ دار البقاء اللہ یرحمہ و یغفر لہ و نور مرقدہ و رفع درجاتہ، بجاہ حبیبہ علیہ وآلہ التسلیم

شہر ناگپور سے آئی یہ الم ناک خبر ہمارے لیے ایک غم انگیز صدمہ ہے کہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ، اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف قادری صاحب قبلہ، بروز جمعرات 15/ ذی الحجہ 1441ھ/ 6/ اگست 2020ء کو صبح دس بج کر چالیس منٹ پر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کی ذات ہر جہت سے ممتاز تھی، آپ ایک بلند پایہ فقیہ، فعال مبلغ، ولولہ انگیز خطیب، سنجیدہ طبع مصنف، تقویٰ و پرہیز گاری میں اونچا مقام رکھنے والے صوفی اور ایک باذوق شاعر تھے۔ اشاعتِ اہل سنت اور فروغِ مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے لیے آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ آپ اصلاحِ امت کے درد کا ایک بحرِ بے کراں تھے۔ جس پر آپ کے تبلیغی اسفار، متعدد مناظروں میں شرکت اور کثیر اداروں کا قیام و سرپرستی شواہد ہیں۔ اللہ انھیں غریقِ رحمت فرمائے اور ہمیں ان کے نقوشِ پا پر استقامت عطا فرمائے، ان کے تمام سوگواروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

یکے از سوگواران: قاضی شہید عالم رضوی

مشیر اعلیٰ کنز الایمان فاؤنڈیشن، بریلی شریف

مولانا قاضی محمد ضمیر احمد از ہری رضوی، محکمۂ عالیہ شرعیہ بیت النکاح، مدگل، ضلع رائچور (کرناٹک)

بسم المحی الممیت

افسوس صد افسوس

جنتی وفات یافت

1441ھ

حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری محمد تحسین اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آج بتاریخ 15/ذی الحجہ 1441ھ/ 6/اگست 2020ء بروز جمعرات صبح 10 بج کر 55 منٹ پر میرے ہم سبق حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری محمد وسیم نوری صاحب خطیب وامام مسجد غوث الاعظم ناگپور کا فون آیا کہ حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوا ہے، اناللہ وانا الیہ رٰجعون

یہ خبر سنتے ہی اس فقیر پر سکتہ طاری ہوگیا آنکھیں بہنے لگیں دل بھی رونے لگا۔ حضور اشرف الفقہاء کا اس دارِ فانی سے کوچ کرنا پوری امتِ مسلمہ اور دنیائے اہل سنن کے لیے ایک بڑا خسارہ ہے جس کی تلافی بظاہر ناممکن ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضور والا کی قبر پر انوار وتجلیات کی بارش فرمائے اور آپ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور آپ کا فیض ہم سب غربائے اہل سنت پر ہمیشہ جاری رکھے۔ پسماندگان اور آپ کے مریدین، معتقدین ومحبین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

شرکائے غم: قاضی محمد ضمیر احمد از ہری رضوی

سر قاضی شہر مدگل، ضلع رائچور، کرناٹک وجملہ علمائے مدگل

☆☆☆

مولانا فروغ القادری، ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

سال 2020ء کی ہولناکیوں سے تقریباً پوری دنیا متاثر ہوئی ہے۔ کیا عوام کیا خواص، کیا غریب کیا امیر، کیا عالم کیا متعلم، کیا تاجر کیا مزدور، ہر شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والا متاثر ہوا ہے۔ اس سال کو عام الحزن سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کیوں کہ پوری دنیا بالخصوص ہند وپاک کی کئی نامور ہستیاں ہمیں داغ مفارقت دے گئیں۔ اللہ کریم تمام علمائے اہل سنت کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

مفتی اعظم مہاراشٹر حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ رضوی کے وصال کی خبر سن کر بہت رنج ہوا۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ،ان کے درجات کو بلند فرمائے ۔آپ کی ذات بلاشبہ جماعت اہل سنت کی بڑی عظیم شخصیت تھی ،آپ جامع الصفات تھے، گجرات کی ایک عظیم کانفرنس میں ان سے ملاقات کا شرف حاصل رہا،اللہ پاک ان کے اَمثال ہم میں پیدا فرمائے ۔قحط الرجال کے ان نامساعد حالات میں ان کی شخصیت شجر سایہ دار کی طرح تھی ۔اللہ تعالیٰ ان کی تبحر علمی ،ان کی فقاہت ،ان کی ذہنی وفکری ادراکی اور ان کی مختلف الجہات شخصیت کے رنگ وآہنگ سے اہل سنت و جماعت کو روشن وتابناک رکھے ۔مفتی صاحب قبلہ کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

شریک غم: محمد فروغ القادری ، ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ

8/اگست بروز سنیچر

☆☆☆

مفتی ولی محمد رضوی، سنی تبلیغی جماعت ، باسنی ، ناگور ، راجستھان

گرامی وقار مولانا حافظ تحسین اشرف وڈاکٹر تنویر اشرف صاحب-------------السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد مزاج پرسی! عرض ہے کہ ”سنی تبلیغی جماعت باسنی“ ناگور شریف کے دفتر میں جب یہ خبر موصول ہوئی کہ مخدوم ملت ، سرمایہ اہل سنت ، اشرف الفقہاء ، آپ کے والد ماجد علامہ الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب ہم غرباے اہل سنت کو داغ جدائی دے کر دار فانی سے رخصت ہوئے تو رنج وغم کا ایک جھٹکا لگا جو ہر ایک سنی عالم اور ذی شعور سنی مسلمان کو سکتے میں ڈالنے والا تھا۔

حضرت کئی مرتبہ باسنی تشریف لائے ،اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے جوار رحمت میں بلوالیا ہے اور اب ہم ان کے علمی فیضان سے محروم ہوگئے ہیں، اور ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے، اللہ رب العزت انھیں کروٹ کروٹ جنت کی بہاروں سے نوازے اور ہم لوگوں کو ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ، دفتر جماعت میں حضرت کے لئے فاتحہ خوانی اور دعا کی گئی اور بستی کی مساجد میں بھی فاتحہ خوانی اور دعا ہوئی ، مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین ۔

بلاشبہ آپ کی خدمات اس قابل ہیں کہ نھیں اُجاگر کیا جائے ،تاکہ آنے والی نسل ان کی دینی وعلمی ، دعوتی وتبلیغی ، تدریسی وتصنیفی خدمات سے آشنا ہوسکے ،اور وہ بھی دین وسنیت ، مذہب ومسلک کے کام کرنے کا ذہن بنائے ۔ان کے دلوں میں بھی ملی ومذہبی درد پیدا ہو۔

محب گرامی مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نوساری گجرات اور معروف قلم کار غلام مصطفیٰ رضوی ، نوری مشن مالے گاؤں قابل مبارک باد ہیں جو حضور اشرف الفقہاء الرحمہ کے علمی وفکری نقوش کو منظر عام پر لارہے ہیں ، مولیٰ تعالیٰ غیب سے مدد فرمائے آمین ۔

☆☆☆

مولانا ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی، پرنسپل دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی، بستی، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتقال پُر ملال

جماعت اہل سنت کے معروف عالم دین نمونۂ اسلاف خلیفۂ حضور مفتی اعظم اشرف الفقہاء حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کے انتقال پُر ملال کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپکی تربت پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے۔

مفتی صاحب ایک علمی شخصیت کے ساتھ متقی، نیک خصلت اور نیک سیرت انسان تھے۔ ناگپور اور اس کے اطراف میں تقریباً دوڈھائی سو کلومیٹر تک آپ نے بدمذہبیت کا زبردست تعاقب کیا اور پوری زندگی باطل کے سامنے سینہ سپر رہے۔ آپ کی خدمات کا دائرہ ناگپور اور اس کے اطراف کے علاوہ گجرات ومہاراشٹر اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں تک پھیلا ہوا ہے۔

ربِ کائنات سے دعا ہے کہ جماعت اہل سنت کو ان کا بدل عطا فرمائے، انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین یارب العالمین!

شریکِ غم: انوار احمد خان بغدادی

صدر المدرسین: دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی، بستی، یوپی

☆☆☆

مولانا قمر غنی عثمانی قادری چشتی، صدر تحریکِ فروغِ اسلام، دہلی

ناگپور سے موصولہ اطلاعات کے مطابق آج بروز جمعرات 15/ ذوالحجہ 1441ھ/ 6/ اگست 2020ء کو مفتی اعظمِ مہاراشٹر حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قادری نوری خلیفہ حضور مفتیِ اعظمِ ہند کا صبح 10:30 بجے وصال ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی جنتہ بجاہ حبیبہ علیہ وآلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم

مفتی صاحب قبلہ ایک متحرک وفعال شخصیت اور اعلیٰ فکر ونظریات کے حامل تھے۔ آپ کا یوں رخصت ہونا اہل سنت کے لیے باعثِ رنج وملال ہے۔ تحریکِ فروغِ اسلام اس موقع پر اہل سنت سے عموماً اور خصوصاً خانوادۂ مفتی صاحب سے تعزیت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر وقرار عطا فرمائے اور اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

شریکِ غم: قمر غنی عثمانی قادری چشتی، صدر تحریکِ فروغِ اسلام، دہلی

☆☆☆

مولانا محمد وثیق الفت نظامی مصباحی، جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات، نیو کاسل، ساؤتھ افریقہ

آہ اشرف الفقہاء نہ رہے

آج صبح صبح سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ جاں کاہ خبر موصول ہوئی کہ آبروے اہل سنت، ناشر مسلک اعلی حضرت، خلیفہ حضور مفت ءاعظم اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

اس اندوہ ناک خبر نے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا، ذہن وسکون چھن گیا، دماغ تھوڑی دیر کے لیے ماؤف ہو گیا۔ زبان بے ساختہ کلمہ استرجاع نکلا اور ہاتھ دعا کے لیے اٹھ گئے۔ پھر آن لائن کلاس میں سبق شروع ہونے سے پہلے طلبہ کے ساتھ فاتحہ خوانی کر کے حضرت کے لیے دعاے مغفرت اور ان کی خدمات جلیلہ کی قبولیت کی دعا ہوئی۔

یقیناً حضرت کی ذات گرامی علما وفقہا اور عوام اہل سنت کے لیے ایک مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ تقریباً نصف صدی میں آپ نے علم و ہنر اور دین وسنیت کی وہ عظیم خدمت کی جس سے تاریخ کا باب روشن ونمایاں ہے۔ میدان تدریس کے ساتھ ساتھ آپ تصنیف وتالیف، خطابت وتقریر اور میدان مناظرہ کے عظیم شہسوار تھے۔ آپ اہل سنت و جماعت مقتدر فقیہ، دینی، علمی و روحانی پیشوا تھے۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے فیض یافتہ اور امجدیہ ناگپور کے بانی وموسس تھے۔ آپ کی عظمت اور خدمات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی مقبولیت وشہرت کا ڈنکا ساؤتھ افریقہ کی سرزمین پر بھی بج رہا ہے۔

بلاشبہہ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کی رحلت قوم وملت کا ایک عظیم خسارہ ہے، ہندوستان کے علاوہ بیرون ممالک ساؤتھ افریقہ، یورپ وامریکہ وغیرہ میں آپ معتقدین ومتوسلین ملت غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شمس الحق صاحب قبلہ بانی جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات نیو کاسل نے حضرت نور اللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا، آپ نے حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت کے چند گوشوں خاص طور پر افریقہ میں حضرت کی مقبولیت وشہرت کو اجاگر فرمایا اور حضرت کے لیے بخشش اور بلندیِ درجات کی دعا کی۔

ہم اراکین جامعہ امام احمد رضا نیو کاسل وٹرسٹیان نورانی مسجد غم کی اس گھڑی میں اہل خانہ و دیگر معتقدین ومتوسلین سے تعزیت کرتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی بے پناہ مغفرت فرمائے، ان کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے، قوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور خصوصاً ان کے اہل خانہ اور عموماً تمام اہل سنت کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شریک غم: محمد وثیق الفت نظامی مصباحی

مفتی محمد رفیع الزماں قادری مصباحی، دارالعلوم بہار شاہ، قندھاری بازار فیض آباد، یوپی

وصال اشرف الفقہاء

حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ والرضوان کے انتقال پر ملال کی خبر ابھی ابھی مختلف واٹس ایپ گروپ کے ذریعہ موصول ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اللہ پاک حضرت کو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اوران کے درجات کو بلند فرمائے۔ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ و الرضوان عظیم عالم دین ماہر فقیہ باصلاحیت مدرس بے نظیر واعظ اور ہردلعزیز خطیب تھے۔ تقریباً چودہ سال کی مدت دراز تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی تربیت میں رہ کر فتوی نویسی کا کام انجام دیا۔ آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ برکاتیہ کی خلافت واجازت حاصل تھی۔ آپ کے ہزاروں مریدین اور سیکڑوں خلفا مہاراشٹر، گجرات، کرناٹک، حیدرآباد، ناسک، ممبئی اور دیگر بلاد ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ناچیز فقیر قادری گدائے ازہری کو بھی آپ نے سنہ 2002ء میں مالیگاؤں کے ایک بڑے جلسہ کے موقعہ پر سلسلۂ عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ برکاتیہ کی خلافت واجازت کی دستار عنایت فرمائی جس کا تذکرہ خطبات کولمبو میں بھی کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے حضور اشرف الفقہاء میرے مرشد خلافت واجازت ہیں۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ والرضوان نے مالیگاؤں میں قیام کے دوران میرے نعتیہ کلام کے مختصر مجموعہ کو ملاحظہ فرمایا اور اپنے تاثرات رقم فرمائے۔ حضرت ہی کے ایما پر مالیگاؤں دارالعلوم حنفیہ سنیہ سے دارالعلوم انوار رضا نوساری گجرات منتقل ہوا اور درس وتدریس کے ساتھ دارالافتاء کی بھی ذمہ داری سنبھالی۔ اس دوران حضرت سے ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ حضور اپنی شفقتوں اور محبتوں سے خوب خوب نوازتے تھے۔

حضور اشرف الفقہاء کی وفات حسرت آیات جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے۔ اللہ پاک آپ کو غریق رحمت کرے۔ آپ کی اولاد امجاد، اعزہ واقارب کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

شریک غم: محمد رفیع الزماں قادری مصباحی

خادم التدریس: دارالعلوم بہار شاہ، قندھاری بازار، فیض آباد، یوپی

☆☆☆

مولانا شاہد رضا اعظمی، نوری مسجد کریم الدین باغیچہ، گھوسی، مئو

اشرف الفقہاء خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ گھوسوی ثم ناگپوری بانی جامعہ امجدیہ ناگپور جن کی ولادت اتر پردیش کے ایک چھوٹے سے قصبہ گھوسی المعروف مدینۃ العلماء میں ہوئی حضرت نے اپنی پوری زندگی علم نبوت کے فروغ اور دین متین کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کر دی انکی رحلت و رخصت جماعت اہلسنت والجماعت کے لئے عظیم خسارہ ہے میری معلومات کے مطابق حضرت تقریباً 32 مرتبہ حج بیت اللہ اور کثیر تعداد میں عمرہ مبارکہ کی سعادت سے مشرف ہوئے آپ ایک عظیم مفکر مقرر اور مدرس تھے جماعت اہل سنت کے بیباک حاضر جواب مناظر بھی تھے آج ان کی رحلت پر اہل سنت کا ہر طبقہ سوگوار اور غم زدہ ہے اللہ رب العالمین درجات بلند فرمائے اور خدمات قبول فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!۔

افسوس ہائے قوم کا رہبر چلا گیا
علم و عمل کا شجر تناور چلا گیا

شریک غم: شاہد رضا اعظمی نزد نوری مسجد کریم الدین باغیچہ گھوسی مئو

☆☆☆

مولانا احمد رضا قادری، فجی آئس لینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب سے حضور اشرف الفقہاء نور اللہ مرقدہٗ کی رحلت کی خبر ملی ہے تب سے حالت بہت غمگین ہے۔ بار بار ان کے لیے دل سے دعائیں نکل رہی ہے کہ اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے اور انہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے آمین۔

میری طرف سے قرآن خوانی میں ایک قرآن پاک شامل فرما لیجیے گا اور حضور اشرف الفقہاء الاکبر علیہ الرحمہ کو ایصال ثواب فرما دیجیے۔

بقلم احمد رضا قادری، فجی آئس لینڈ

6/اگست 2020ء

☆☆☆

مولانا محمد رحمت علی الامجدی، امام احمد رضا ریسرچ اینڈ لرننگ سینٹر، ناسک

وفاة الشیخ المفتی محمد مجیب اشرف خسارة فادحة

ببالغ الحزن و الاسی تلقینا خبر و فاة شیخ الطریقة اشرف الفقهاء و اشرف العلماء المفتی الاعظم فی ولایة مہاراشتر حضرة الشیخ العلامة المفتی محمد مجیب اشرف الغوسوی ثم الناغفوری یوم الخمیس فی الساعة العاشرة والنصف الخامس عشر من شهر ذی الحجة الحرام 1441ھ المطابق السادس من شهر اغسطس 2020ء

کان الراحل الکریم شخصیة معروفة بین اوساط العلم و المعرفة فی العالم الاسلامی بکاملة تتحلی حیاته بالاعمال الخیریة والدعویة والتربویة والتعلیمیة وبناء هٰذه الدولة علیٰ اساس العلم و المعرفة ونشر الاخلاق العالیة والقیم الاسلامیة الاصلیة کانت خدماته الدینیة متوسعة طوال ستین سنة

و نبتهل الی اللہ تعالیٰ ان یکرم الشیخ الکریم بالرحمة و المغفرة ویجزییه باحسن جزاء علیٰ ما قام به من خدمة مخلصة فی مجال التعلیم و التربیة و الخیر و الصلاح و ان یغدق علیه شابیب رحمته و غفرانه و رضوانه ویدخله فه عبادی الصالحین المثابین بجنات و نعیم وینور قبره و یبرد مضجعه ویوسع مدخله ویعظم اجره ویبعض و جهه و لا یحرمنا اجره ولا یفتنا بعده ویعطر منزله ویکرم نزله ویدخله فسیح جناته ویثقل میزان حسناته ویلهم اهله و ذویه و اتباعه و مریدیه ومحبیه و جمیع خلفایه و سائر اعضاء اسرته جمیل الصبر و السلوان

احد الحزینین: محمد رحمت علی الامجدی

خادم التدریس لقسم الاختصاص فی الفقه التابع لمرکز الامام احمد رضا للتدریب و البحوث الناسک مہاراشتر الهند

☆☆☆

مولانا محمد مبشر رضا ازہر مصباحی نوری دار الافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی

موت العالِم موت العالَم

آہ! اشرف الفقہاء نہ رہے

شمیم رضا مومن ٹرسٹی سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی کے میسیج سے یہ افسردہ خبرسن کر بے حد صدمہ ہوا کہ مرشد اجازت اشرف الفقہاء مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند اس دنیائے فانی میں نہ رہے...... اناللہ وانا الیہ رٰجعون

حضور اشرف الفقہاء اسلاف کی یادگار اور اہل سنت کے سچے اور بیباک ترجمان تھے ان کی رحلت یقیناً ایک عہد کا خاتمہ

ہے۔28رفروری 2020ء کومجاہدسنیت مولانا یوسف رضا قادری کی دعوت پرنوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے اور شعبۂ تحقیق کے طلبہ کی آپ کے ہاتھوں فقہ وافتا کی دستار رکھی گئی اور پھر شاید بھیونڈی میں اس کے بعد آپ کی آمد نہیں ہوئی۔ اہلیان بھیونڈی کے لیے یہ شرف کی بات ہے کہ اسی موقع پر آپ کی خدمات کے اعتراف میں مقتدر علمائے کرام وسادات عظام خصوصاً قاضی شرع ممبئی حضرت مفتی محمود اختر القادری، حضرت سید جمیل صاحب جالنہ، حضرت مولانا احمد رضا کلیان، مفتی عبدالولی سبحانی کلیان، عالی جناب ڈاکٹر رئیس صاحب، ڈاکٹر مصدق برڈی اور تقریبا ایک سو سے زائد علمائے کرام وائمۂ مساجد کی موجودگی میں سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ ٹرسٹ کے زیر اہتمام امام احمد رضا ایوارڈ اور سپاس نامہ پیش کیا گیا جو اہلیان بھیونڈی کے لیے فخر کی بات ہے۔ ایوارڈ اور سپاس نامہ حضرت نے قبول فرمایا اور پسند فرمایا بعض احباب نے عرض کیا کہ کسی موقع پر ہم بھیج دیں گے لیکن حضرت نے فرمایا کہ اتنا خوبصورت ایوارڈ میں خود لے جاوں گا۔ پھر سنی جامع مسجد کے ذمے داران اور اہلیان بھیونڈی کے حق میں خوب خوب دعائیں دیں۔ جلسہ کے اخیر میں حضرت نے یہ کرم فرمایا کہ فقیر راقم السطور کو سلسلۂ حدیث، سلسلۂ فقہ اور اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا جو میرے لیے باعث سعادت ورفعت ہے۔

یقیناً حضرت کی رحلت سے دنیائے سنیت میں جو خلا پیدا ہوا ہے مستقبل قریب میں اس کا پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

حضرت اشرف الفقہاء من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا کی عملی تشریح تھے۔

جملہ پسماندگان و وابستگان کی خدمت میں کلماتِ تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت حضرت اشرف الفقہاء کے درجات بلند عطا فرمائے، آمین

شریک غم: محمد مبشر رضا ازہر مصباحی نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی

☆☆☆

مولانا محمد مرتضیٰ خان قادری رضوی، کٹائی (گجرولہ) امروہہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذوی الاحترام شہزادگانِ حضور اشرف الفقہاء وحضرت مولانا غلام مصطفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پیکرِ علم وعمل، نمونۂ اسلاف پیر، طریقت، رہبرِ شریعت حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر جان کر بڑا صدمہ ہوا۔ حضرت کی جدائی ہر محب کے لیے نہایت دکھ اور تکلیف کی بات ہے مگر صبر لازم ہے۔ سب کچھ اللہ کا ہے کائنات میں اسی کا ارادہ کارفرما ہے۔ مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

یہاں قابلِ رشک یہ ہے کہ آپ کے سنہری کارنامے رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کی شکل میں ہندو بیرونِ ہند میں نمایاں ہیں۔آپ ایک مرشدِ عظیم، داعیِ کبیر اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے بیباک ناشر و ناصر رہے ہیں مخلصانہ قیادت و رہبری آپ کا وطیرہ رہی ہے۔ یہ بہت بڑا فضل ہے میں حضور اشرف الفقہاء کے شہزادگان واہلِ خانہ ومحبین ومتوسلین اور حضرت مولانا غلام مصطفی صاحب برکاتی سورتی کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور رحمن ورحیم اللہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ حضرت ممدوح کے جنت الفردوس میں درجے بلند فرمائے اور اہل محبت کو صبر واجر سے نوازے، آمین!

محمد مرتضیٰ خان قادری رضوی

مقا: کٹائی (گجرولہ) امروہہ (یوپی)

☆☆☆

مولانا ظفر نوری ازہری، جامعۃ الحجاز، گھوسی پورہ، لشکر، گوالیار، ایم پی

تعزیت نامہ

ابھی ابھی یہ الم ناک خبر ملی کہ حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ ناگپور کا صبح 10:40 پر وصال ہو گیا ہے۔

اناللہ وانا الیہ رٰجعون

یہ جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے کیوں کہ مفتی صاحب قبلہ ایک عظیم علمی شخصیت کے مالک تھے اور آپ نے پوری زندگی خدمتِ دین وسنیت میں گزار دی۔ اللہ پاک ان کی خدمت کو قبول فرمائے اور مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین!

شریکِ غم: ظفر نوری ازہری، جامعۃ الحجاز، گھوسی پورہ، لشکر، گوالیار، ایم پی

☆☆☆

مولانا محمد ابوالحسن رضوی قادری، بائسی، پورنیہ، بہار

حضور اشرف الفقہاء کی رحلت

یہ خبر نہایت افسوس ناک ہے کہ مخدوم مکرم، قدوۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء، ناشرِ شرع مبین، مفسر قرآن، شارح کلام رضا، سیاح ایشیا و یورپ وافریقہ، خلیفۂ سرکارِ بغدادِ معلیٰ وسرکار سیدی غوث العالم تاجدارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم عالم الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب رضوی القادری علیہ رحمۃ الباری (بانی جامعہ امجدیہ، ناگپور 15/ذی الحجہ 1441ھ/ 6/اگست 2020ء بروز جمعرات صبح دس بج کر تیس منٹ پر اس دارِ فانی کو الوداع کہہ کر اپنے لاکھوں مریدین ومعتقدین کو روتا سسکتا چھوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ رٰجعون

وہ سرکار مفتی اعظم ہند کے چہیتے تربیت یافتہ اور پروردہ اجلۂ خلفا میں سے تھے۔ یوں تو ان کا فیض ہندو پاک، افریقہ وسری لنکا اور دنیا کے دوسرے ممالک میں عام تھا۔ ہندوستان کی چار ریاستیں خاص طور پر مہاراشٹر، گجرات، کرناٹک اور متحدہ آندھرا پردیش ان کی توجہ کے مراکز تھے۔ لاکھوں فرزندانِ اسلام ان کے دست حق پرست پر تائب ہو کر سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔ وہ مہینوں مسلسل تبلیغی دورے کرتے، راتوں میں جاگتے، بعد فجر اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر مختصر آرام کرتے اور پھر دن بھر مریدین و معتقدین کا ہجوم لگا رہتا۔ تعویذات دیے جاتے، مسائل حل کیے جاتے، دنیا بھر میں مختلف تنظیموں، تحریکوں اور اداروں کی سرپرستی فرماتے۔

جامعہ امجدیہ، ناگپور کے وہ بانی تھے۔ ان کے چہیتے خلیفہ اور شاگرد میرے قریبی دوست حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی زید مجدہٗ جو ان کے معتمدِ خاص ہیں، سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ ریاست گجرات میں نوساری کے مقام پر دارالعلوم انوارِ رضا نوساری کی سرپرستی فرمائی۔ آپ نے مولانا کو وہاں کا ذمہ دار بنایا اور کروڑوں روپے کے صرفے سے وہاں کی دیدہ زیب عمارتیں بنوائیں۔ فلک واران کے سر پر حضرت اشرف الفقہاء کا سایہ رہا۔

میں 1987ء سے ان کے فیض و کرم کے دریا میں نہاتا رہا ہوں۔ جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹھ جو ایک چھوٹے سے قصبے میں 1988ء میں قائم ہوا تھا۔ ہر سال مجھ فقیر کی دعوت پر بلا ناغہ تشریف لاتے، ہماری ہمت بندھاتے، بچوں کو دستار و خلعت سے نوازتے اور صبح کے وقت اذان سے پہلے رقت انگیز دعا فرماتے۔ آج ہم سب دعاے سحر گاہی سے محروم ہو گئے۔

میرے عزیز شاگرد مولانا ساجد حسین قادری (بانی و ناظم معہد انوار الحق، حیدرآباد) پر بھی ان کے لطف و کرم کی خصوصی بارش ہوتی۔ پوری دنیا کے خطابات کے مجموعے کی ترتیب کے لیے بھی ان کی نگاہِ انتخاب نے مولانا ساجد حسین کو منتخب کیا تھا۔ کئی مجلدات پر مشتمل ان کے خطابات کے مجموعے کی ترتیب کا کام چل ہی رہا ہے اور طباعت کے مرحلے میں ہے اور وہ ہم سب کو چھوڑ کر، بہت سے کام ادھورے چھوڑ کر ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔

تلنگانہ میں خاص طور پر ڈاکٹر سید حسین کا ادارہ دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ (سدی پیٹھ)، دارالعلوم خیر العلوم (ورنگل)، دارالعلوم غریب نواز (انم کونڈا)، دارالعلوم صراط مستقیم (کریم نگر)، جامعہ غوثیہ رضویہ (لنگم پیٹھ)، الجامعۃ الرضویہ (نظام آباد)، دارالعلوم غریب نواز (نلاکونٹا، حیدرآباد)، جامعہ قادریہ رضویہ (رودرو)، دارالعلوم رضاے مصطفیٰ (بودھن) ان کی خصوصی توجہ کے مراکز تھے۔ ان کے علاوہ اہل سنت و جماعت کے سیکڑوں اداروں اور تنظیموں کی وہ سرپرستی فرماتے تھے۔ سرکار حضور مفتیِ اعظم نے ان کو مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے چن لیا تھا۔

افسوس! ہم سب آج سرکار مفتی اعظم کے پروردہ سے محروم رہ گئے۔ **اللهم استره بسترك الجميل**

بارگاہِ ربوبیت ورسالت میں ان کی مقبولیت تامہ کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ تقریبا ۲۲ر مرتبہ حج بیت اللہ اور حاضریِ بارگاہِ سرکارِ دوجہاں کی سعادت حاصل تھی۔ اللھم ارفعہ عندك اعلی الدرجات، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شریکِ غم: محمد ابوالحسن رضوی قادری

بائسی، پورنیہ، بہار

☆☆☆

مولانا عبدالعزیز خوشتر رضوی علیمی، دارالافتاء جھاڑیسر پور، جالیسر، بالاسو، اوڈیشا

موت العالِم موت العالَم

انا للہ وانا الیہ راجعون

آج مورخہ 15ر ذی الحجہ 1441ھ/ 6ر اگست 2020ء بروز جمعرات بوقت صبح ساڑھے دس بجے مرشد برحق پیر طریقت رہبر شریعت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ (مفتی اعظم مہاراشٹر) اس دارِ فانی سے رخصت ہوکر ملک بقا کی طرف تشریف لے گئے۔

یقیناً حضرت کا وصال اہل سنت وجماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) کا عظیم خسارہ ہے آپ کے سانحہ ارتحال سے پوری دنیائے سنیت سوگوار اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ دنیا میں روزانہ ہزاروں لوگ مرتے ہیں مگر ان کی موت کا اثر صرف اہل خانہ ورشتہ داروں تک محدود رہتا ہے اور وہ بھی دو چار دن یا ہفتہ دو ہفتہ تک مگر حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے وصال کا اثر پورے عالمِ اسلام پر ہے اور آپ کی کمی کا احساس جلد ختم نہیں ہوگا۔ ؎

موتِ عالِم سے بندھی ہے موتِ عالَم بے گماں
روحِ عالم چل دیا عالَم کو مُردہ چھوڑ کر

آپ کے مریدین، معتقدین، متوسلین ومحبین کی تعداد کثیر ہے۔ آپ کی خوبیوں کا شمار اختر شماری کے مترادف ہے۔ تفقہ فی الدین، تصلب فی الدین والمسلک آپ کا وطیرۂ خاص رہا، فقہ، حدیث، فلسفہ، تفسیر، منطق اور بہت سے علومِ مروجہ وغیر مروجہ میں کامل دسترس حاصل تھی۔ کئی کتابیں قوم کو بطورِ وراثت عطا فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور جملہ اہل سنت کو بالعموم اور بالخصوص آپ کے شہزادگان وپسماندگان کو صبرِ جمیل واجر جزیل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شریکِ غم: عبدالعزیز خوشتر رضوی علیمی

خادم دارالافتاء، جھاڑیسر پور، جالیسر، بالاسو، اوڈیشا

☆☆☆

مولانا محمد فضل یزدانی قادری امجدی، فخر ملت فاونڈیشن، نیپال

تعزیت نامہ

موت العالم موت العالَم

ایسا کہاں سے لاکہ تجھ سا کہیں جسے

اہل سنت کے معتمد و معروف عالم دین، مفتی مہاراشٹر، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، اشرف الفقہاء پیر طریقت حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی اعظمی ثم ناگپوری قدس سرہٗ کی اندوہ ناک رحلت کی خبر سن کر اہل سنت و جماعت میں صفِ ماتم بچھ گئی اور رنج والم کی لہر دوڑ گئی، آپ کی وفات حسرت آیات ہم سب کے لیے سوہانِ روح سے کم نہیں ایسا لگا کہ کوئی غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا فضا سوگوار اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور سب نے مل کر کہا۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون

حضرت مفتی اعظم مہاراشٹر کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ علم وفضل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت اخلاق و عادات، گفتار و کردار، اخلاص وللّٰہیت، اعتدال وتواضع کے جامع تھے۔ ایک عظیم عاشقِ رسول تھے۔ علومِ اسلامیہ کے شناور خصوصاً فقہی مسائل کے گرہ کشائی میں ماہر تھے۔ آپ نے ناگپور ہی نہیں بلکہ ہندوستان و بیرون ممالک کے بددین اعدائے دین کے خرافات کا احسن طریقہ سے قلع قمع فرمایا۔ آپ اپنے خطابات کے ذریعہ عوام الناس خصوصاً نوجوانوں میں پھیلی ہوئی برائیوں کو نہایت حکمت ودانائی سے ختم فرماتے اور لوگوں کے دلوں میں روحِ ایمانی کی آبیاری فرماتے۔ آپ کی دینی ودعوتی بردباری سی سیکڑوں گم گشتہ راہ قلوب شمعِ ایمانی سے منور ہوئے۔ آپ کے چشمۂ علم ومعرفت سے ہزاروں تشنگانِ علومِ نبویہ سیراب ہوئے۔ دینی جدوجہد سے کئی اچھے افراد تیار کیے جو آج برصغیر میں اصلاحِ امت کے کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے جامعہ امجدیہ ناگپور کی علمی فضا کو ہموار کرنے میں پوری زندگی وقف فرما دی جس کی وجہ سے آج جامعہ امجدیہ ناگپور ہندوستان کے بڑے مدارس میں شمار ہوتے ہیں۔

فخر ملت فاونڈیشن نیپال کے تمام اراکین وممبران خصوصاً فقیر محمد فضل یزدانی امجدی آپ کی رحلت سے سوگوار ہیں اور آپ کے جملہ اہل خانہ، متوسلین، متعلقین اور مریدین کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ وطفیل آپ کی مغفرت کرے، درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ہم اہل سنت کو آپ کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیء عندہ باجل مسمی فلتصبر ولتحسب اللھم اغفر لہ وارحمہ، وعافہ واعف عنہ، اکرم نزلہ، ووسع مدخلہ، اوغسلہ بالماء والثلج والبرد والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب

البیض من الدنس، وابدله دارا خیرا من دارہ أوواھلا خیرا من اھله و زوجا خیرا من زوجه وادضله الجنة واعذہ من عذاب النار. آمین یارب العالمین برحمتك یاارحم الراحمین بجاہ سید المرسلین صلی تعالیٰ علیه وسلم

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی
ابر رحمت ان کی تربت پر گہرباری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

شریکِ غم: فقیر محمد فضل یزدانی قادری امجدی عفی عنہ
بھر پوری، مہوتری، نیپال وجملہ اراکین وممبران فخر ملت فاونڈیشن، نیپال
15/ذی الحجہ 1441ھ/6/اگست 2020ء

☆☆☆

مولانا سید آصف اقبال رضوی مصباحی، جامعۃ البنات الصالحات، ناسک، مہاراشٹر
تعزیت نامہ

کیا خبر تھی یہ اچانک حادثہ ہوجائے گا
اس زمیں کی پستیوں میں آسماں ہوجائے گا

15/ذی الحجہ 1441ھ/6/اگست 2020ء بروز جمعرات 11 بجے اچانک کال پر کال آنے لگی اور احباب سے یہ خبرِ جاں کاہ سننے کو ملی کہ مفتیِ اعظم مہاراشٹر، اشرف الفقہاء، شارح کلامِ رضا، عطاے مفتی اعظم، فداے مجدد اعظم، پیر طریقت، رہبرِ شریعت الحاج حضور مفتی محمد مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان خلیفۂ خاص سرکار مفتی اعظم ہند (بانی و مہتمم الجامعۃ الامجدیہ، ناگپور) کا وصال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ رٰجعون

حضور والا مرتبت نمونۂ اسلاف تھے۔ علم وفضل، زہد وتقویٰ کے جامع، خدمتِ دینِ متین اور تمام معاملات میں اخلاص کے پیکر، لاجواب خطیب، بے مثال قائد ورہنما اور زبردست تنظیمی صلاحیتوں کے مالک تھے۔

ملک و بیرونِ ملک اور دور دراز علاقوں میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب تھے۔ نہ جانے کتنے لوگ حضرت کے مواعظِ حسنہ سن کر بے راہ روی سے تائب ہوکر شریعت سنت کے پابند ہوئے اور بہت سے بدعقیدہ گمراہ لوگ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پیروکار بنے۔ خود میری معلومات میں مہاراشٹر اور گجرات کے ایسے بہت سے علاقے ہیں جہاں سنیت کی فصلِ بہار صرف اور صرف حضرت ہی کی محنتوں اور مخلصانہ کاوشوں کی مرہونِ منت ہے۔

ہمارے ادارہ جامعۃ البنات الصالحات، کتھڑا محلہ، ناسک کی تادمِ حیات سرپرستی فرماتے رہے اور ہر سال رمضان المبارک سے پہلے عمرہ سے واپسی پر ناسک تشریف لاتے اور جشنِ رداپوشی میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت کے اس طرح اچانک پردہ فرمالینے سے اہل سنت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا مشکل ہی نظر آتا ہے، اس دورِ قحط الرجال میں حضرت کی ذاتِ ستودہ صفات آس وامید کا مرکز ومحور تھی۔

ناچیز اور تمام اراکین جامعۃ البنات الصالحات حضرت کے دونوں شہزادگان اور پوتے (جانشین) حضرت مولانا توقیر اشرف ازہری صاحب وجملہ پسماندگان بالخصوص حضرت کے معتمدِ خاص، روحانی فرزند حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ آپ تمام کو صبر وضبط اور حضرت کے درجات بلند سے بلند تر فرما کر ان کے روحانی فیوض وبرکات سے ہم سب کو تاحیات وبعد ممات مستفید ومستنیر رکھے، آمین بجاہ النبی الامین المتین الکریم علیہ وعلیٰ الہ وبارک وسلم

مفتی محمد سید آصف اقبال رضوی مصباحی

خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء، پرنسپل: جامعۃ البنات الصالحات، ناسک، مہاراشٹر

6/اگست 2020ء

☆☆☆

مفتی محمد اقبال رضا مصباحی، اہل سنت وجماعت سینٹر پونہ وجامعہ قادریہ کونڈوا پونہ، لمحۂ غم

آج مورّخہ 15، ذی الحجہ۔ 1441 ہجری مطابق 6 اگست، 2020 عیسوی، بروز جمعرات، عالم اسلام کی عظیم ترین شخصیت پیر طریقت، رہبر شریعت، صاحب اسرار حقیقت ومعرفت، نازتقویٰ وطہارت، پیکر خلوص ومحبت، فخر تواضع ومتانت، منبع علم وحکمت، مبلغ کتاب وسنت، شارح کلام امام اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، صاحب تالیف وتصنیف، شیخ حدیث وتفسیر، جامع منقولات ومعقولات، نمونۂ اسلاف، استاذ العلماء والمفتیین، خلیفۂ حضور مفتیِ اعظمِ ہند، مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر، سیدی حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ (علیہ الرحمہ) کے اس دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمانے کی غم انگیز خبر سن کر گہرا دکھ ہوا، بلاشبہ حضرت کا وصال دنیائے سنّیت کے لیے بڑا نقصان ہے، آپ کے وصال سے عالم علم وفضل اور جہان سنّیت میں ایک عظیم خلا پیدا ہوا ہے، جس کا پُر ہونا ناممکن ہے، "**عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا رفعتہ قال: موت العالم ثلمة فی الاسلام لاتسد ما اختلف اللیل والنہار**" (رواہ البزار فی مسندہ) ایک اور حدیث میں ہے: "**موت العالم مصیبة لاتجبر وثلمة لاتسد وھو نجم طمس موت قبیلة ایسر من موت عالم**" (رواہ المنذری فی الترغیب والترہیب)

اس رنج وغم کی گھڑی میں مولیٰ کریم حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے جملہ اہلِ خانہ، مریدین، معتقدین اور محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت کی تمام دینی، علمی اور ملی خدماتِ جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، حضرت کے درجات کو بلند فرمائے، کروٹ کروٹ باغ فردوس کی نعمتیں عطا فرمائے، اور اہل سنت کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین بجاہِ محمد خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہ آلہ وصحبہ اجمعین،

شریک غم: کفش بردار حضور اشرف الفقہاء

(مفتی) محمد اقبال رضا مصباحی، اہرو، رامپور یو. پی.

خادم: اھل سنت و جماعت سینٹر پونہ وجامعہ قادریہ کونڈوا پونہ،

☆☆☆

مولانا نظام الدین قادری، افریقہ

آہ اشرف الفقہاء

ابھی ابھی یہ افسوس ناک خبر موصول ہوئی کی اشرف الفقہاء خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا۔ اللہ تعالی اپنے حبیب کے صدقے میں ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی قبر پر رحمت ونور کے شامیانے کو صبح قیامت کے لیے نصب فرمائے اور ان کے اہل خانہ مریدوں اور محبین اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

شریک غم: نظام الدین قادری، افریقہ

☆☆☆

الجامعۃ الغوثیہ، دینا، بڑودہ، گجرات

آج بروز جمعرات 15/ ذوالحجۃ الحرام 1441ھ مطابق 6/ اگست 2020ء کو بڑی دردناک خبر موصول ہوئی کہ محسن مہاراشٹر حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قادری نوری نور اللہ مرقدہٗ نے صبح صبح دارِ فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی، اناللہ وانا الیہ رٰجعون

حضور اشرف الفقہاء کی ذاتِ بابرکات محتاجِ تعارف نہ تھی آپ ایک باکمال وفصیح اللسان خطیب وادیب تھے اور آپ کو حدائق بخشش کی تشریح میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ ایک بہترین محقق، مصنف، مدرس، مہتمم اور زہد وتقویٰ کے پیکر تھے۔ فقیر محمد جمیل وحضرت مولانا خیر الدین وحضرت حافظ محبوب وحضرت حافظ سراج والجامعۃ الغوثیہ کے جملہ اراکین اس پرغم موقع پر اہل سنت سے عموماً اور خانوادۂ حضور اشرف الفقہاء سے خصوصاً تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا کرے اور اہل سنت کو

حضرت کا بدل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شریک غم: محمد جمیل قادری

الجامعۃ الغوثیہ، دینا، بڑودہ، گجرات

☆☆☆

مولانا ظہیر الدین رضوی، جنرل سکریٹری چھتیس گڑھ علما تنظیم، رائے پور

وہ چراغ بجھا جس کی لَو قیامت تھی

ابھی گذشتہ دنوں ایک ایسی روح فرسا خبر موصول ہوئی جس کے سنتے ہی پورا وجود کانپ اٹھا، پورے اعضا شل ہو گئے، وہ اندوہ ناک خبر حضور اشرف الفقہاء، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی تھی۔ یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں جانے کے لیے مگر کچھ ایسے جاتے ہیں جن کے جانے سے پوری امت سوگوار ہو جاتی ہے، جن کی وفات سے پوری جماعت میں ایسا خلا ہوتا ہے جن کا پُر ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے۔

حضور اشرف الفقہاء نور اللہ مرقدہٗ کی ذات انھیں عظیم الشان و متعدد خصائص و ممیزات کے حامل شخصیات میں سے تھیں جن کی علمی، قلمی و فقہی خدمات کئی دہائیوں پر مشتمل ہے۔ حضرت کی ذات اپنے آپ میں ایک انجمن تھی۔ آپ گوناگوں اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے۔ جہاں آپ سمندرِ تدریس و افتا کے شناور تھے وہیں آپ وعظ و خطابت کے بادشاہ بھی تھے۔ جہاں آپ کو اللہ نے فقہی گہرائی و گیرائی عطا فرمائی وہیں آپ ادبی دنیا کے نامور قلم کار بھی تھے۔ اللہ نے آپ کو کئی علومِ متداولہ میں ملکۂ تامہ عطا فرمایا تھا۔

یقیناً حضرت کی ذاتِ گرامی علما و فقہا اور عوام اہلِ سنت کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ تقریباً نصف صدی میں آپ نے علم و ہنر اور دین و سنیت کی وہ عظیم خدمت کی جس سے تاریخ کا باب روشن و نمایاں ہے اور آپ نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اُمت کی ضرورت کی تکمیل کے لیے جامعہ امجدیہ ناگپور کی شکل میں ایسا چشمۂ صافی عطا کیا ہے جس سے رہتی دنیا تک تشنگانِ علوم اپنی علمی پیاس بجھاتے رہیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت کی بے حساب مغفرت فرمائے اور آپ کے لواحقین و معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُمت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیءٍ عندہ باجل مسمی

سوگوار: مولانا ظہیر الدین رضوی

جنرل سکریٹری: چھتیس گڑھ علما تنظیم، رائے پور

☆☆☆

مولانا محمد ریحان رضا جامعی، پرنسپل مدرسۃ العلوم، بھوپال، ایم پی

حضور اشرف الفقہاء کی رحلت ملت اسلامیہ کا عظیم خسارہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد

کچھ افراد واشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کی وفات سے صرف ان کی اولاد اور اہل خانہ ہی نہیں بلکہ پوری قوم اور جماعت میں غم کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ہر طرف ماحول سوگوار نظر آتا ہے۔ انھیں باکمال شخصیات میں ایک نام خلیفۂ حضور مفتی اعظم، شارح کلامِ رضا، حضور اشرف الفقہاء علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی صاحب قبلہ ناگپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے۔ 15/ ذوالحجۃ الحرام 1441ھ کو آپ کے انتقال پر ملال کی خبر سوشل میڈیا کے ذریعے جیسے ہی شائع ہوئی پوری دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی۔ فقیر راقم الحروف کو بھی بڑا صدمہ پہنچا مگر کیا کر سکتے تھے کہ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ، بالیقیں حضور والا کا سانحۂ ارتحال پوری جماعت اہل سنت کا ایک عظیم خسارہ اور پُر نہ ہونے والا ایک بڑا خلا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کی روح فرسا خبر سنتے ہی ملک و بیرونِ ملک عوام وخواص ملت کا ہر فرد غمزدہ ورنجیدہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ موت العالِم موت العالَم !!

حضور اشرف الفقہاء سنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کے سچے و پکے نقیب و ترجمان اور عظیم علم بردار تھے۔ کئی ممالک میں دعوت وارشاد کے نمایاں کارنامے انجام دیے۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت گوناگوں فضائل وکمالات کی جامع تھی۔ شاندار تجربہ کار مدرس، بہترین مفسر ومحدث، ماہر مفتی، زبردست مناظر، کامیاب مصنف ومولف، عمدہ خطیب و مصلح ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بافیض روحانی مرشد ومربی بھی تھے۔ آپ نے اپنی مکمل حیاتِ طیبہ تبلیغ واشاعتِ دین واحقاقِ حق وابطالِ باطل میں بسر فرمادی اور درجنوں مدارس ومساجد وتنظیموں کی سرپرستی بھی فرماتے تھے۔ جن میں بطورِ خاص سرزمین گجرات (نوساری) پر قائم ایک عظیم دینی ادارہ دار العلوم انوارِ رضا بھی شامل ہے۔

ممدوحِ گرامی کی تمام خدماتِ دینیہ، جلیلہ، رفیعہ تفصیلاً ذکر کرنے کے لیے ایک ضخیم دستاویز کی ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت کے جملہ پسماندگان واہل خانہ بشمول خلیفۂ حضور تاج الشریعہ واشرف الفقہاء عزیز العلماء حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ومحبین ومریدین کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے اور حضور اشرف الفقہاء کے درجات میں بلندی عنایت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شریکِ غم: مولانا محمد ریحان رضا جامعی،

پرنسپل مدرسۃ العلوم، بھوپال، ایم پی

☆☆☆

مولانا محمد ظہور احمد قادری رضوی، دار العلوم غوثیہ رضویہ للبنات، رامدرگ، کرناٹک

''چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر''

بروز جمعرات 15/ ذوالحجۃ الحرام 1441ھ مطابق 6/ اگست 2020ء کو ایک نہایت الم ناک و انتہائی افسوس ناک اطلاع ملی کہ مقتدائے قوم وملت، رہنمائے اہل سنت، استاذ الاساتذہ، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال باکمال اور انتقال پر ملال ہوا۔

یقیناً حضور والا کا سانحۂ ارتحال اہل سنت کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ماضی قریب میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت وفرقت کا زخم ابھی مندمل نہیں ہو پایا تھا کہ اچانک زخم اور ہرا ہو گیا۔ اس خبرِ جاں کاہ کے موصول ہوتے ہیں دل کی دنیا زیر وزبر ہوگئی۔ پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ پورے وجود میں ایک سکوت کا عالم اور سناٹے کی کیفیت طاری ہوگئی۔ بلکہ اس مایۂ ناز موقر ومقتدر، دینی، علمی، ادبی وروحانی شخصیت کے وصال سے دینی ومذہبی حلقوں میں کرب واضطراب اور غم والم کی لہر دوڑ گئی۔ علمی فضا مغموم ہوگئی۔ مسلکی واخلاقی ایوانوں میں زلزلہ سا آ گیا۔ تعلیمی وتربیتی طبقوں میں حزن وملال اور افسردگی کے سائے چھا گئے۔ دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کے شعبوں میں صف رنج وغم بچھ گئی۔ قلب پر غموں کا کوہِ گراں ٹوٹ پڑا۔ آنکھوں کے راستوں سے اشکوں کے دریا رواں ہوئے اور ہر ایک کے دلِ غمگیں کی یہی صدا تھی ؎

چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنجِ فرقت کا ہر اک سینے میں شعلہ چھوڑ کر

اخیر میں حضرت کے اہل خانہ بالخصوص صاحبزادگان ودیگر جملہ پسماندگان کی خدمت میں تعزیت ودلی ہمدردی عرض ہے اور دعا ہے رب قدیر سے کہ ان تمام حضرات کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور حضور والا کو غریق رحمت فرما کر درجات کی خوب بلندیاں نصیب فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیضان سے شبستانِ اہل سنت کو تر وتازگی عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر

شریک غم: محمد ظہور احمد قادری رضوی
خادم دار العلوم غوثیہ رضویہ للبنات، رامدرگ، کرناٹک

☆☆☆

مولانا مزمل احمد اسد القادری سنبھلی، قادری منزل، فتح اللہ سرائے، سنبھل

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

اشرف العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی مجیب اشرف رضوی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے انتقال پر ملال کی جاں سوز خبر عزیزم شیخ ظہیر سر کے فون سے ملی۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ساری یادیں تازہ ہو گئیں۔ اشرف العلماء کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں وہ نہ جانے کتنے اہل محبت اور اربابِ عقیدت کی پہچان تھے۔ نہ جانے کتنے گم گشتگانِ راہ ان کے دامن سے وابستہ ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ اہل سنت کے ادیب شہیر، عمدہ محقق، بہترین مدرس، صاحب طرز مصنف، مفتی ومحدث، بہترین حاضر جواب مناظر، ایک اچھے شاعر غرض موصوف گوناگوں خوبیوں کا حسین پیکر تھے۔ سحر بیان خطیب، نکتہ سنج و صاحب طرز مقرر۔ میں اپنے محسن اور کرم فرما کی کس کس خوبی کا ذکر کروں اخلاص واخلاق کا سراپا، ایثار ومحبت کا پیکر ان کی یہ تمام خوبیاں انھیں کبھی بھولنے نہیں دیں گی ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یقیناً اشرف العلماء کی رحلت ملت کا نقصانِ عظیم ہے اور اہل سنت کے لیے عظیم سانحہ ہے، موت العالِم موت العالَم،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پسماندگان و متعلقین جملہ احباب ومتوسلین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور موصوف کو دارِ جناں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے، آمین ؏

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

والحمد للہ رب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

نیاز کیش: مزمل احمد اسد القادری سنبھلی
قادری منزل، فتح اللہ سرائے، سنبھل، یوپی

☆☆☆

مولانا ریاض احمد برکاتی، مہتمم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ نسواں مقام ترکلوا پوسٹ بکھرا ضلع سنت کبیر نگر یوپی

انا للہ وانا الیہ رٰجعون

اللہ ربّ العزت اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل اولیائے کرام کے وسیلے بزرگوں کے فیوض وبرکات، اساتذہ کرام کے احسانات اور محبین کی دعاؤں سے حضرت اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی مغفرت

فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

ریاض احمد برکاتی

مہتمم: جامعہ خدیجۃ الکبریٰ نسواں مقام ترکلوا پوسٹ بکھرا ضلع سنت کبیر نگر یوپی

☆☆☆

مولانا مفتی محمد مسیح احمد قادری مصباحی، پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور، یوپی

گرامی وقار عالی مرتبت حضرت صدر المدرسین صاحب قبلہ واراکین و اساتذۂ کرام جامعہ امجدیہ، ناگپور و جملہ پسماندگان حضور اشرف الفقہاء! سلام مسنون!

یہ جان کر بے حد صدمہ اور حزن و ملال ہوا کہ جماعت اہل سنت کی عبقری شخصیت اشرف الفقہاء حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ نوری بانی و مہتمم جامعہ امجدیہ ناگ پور کا مختصر علالت کے بعد انتقال پر ملال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون

موصوف کی پوری زندگی دین وسنیت کی ترویج اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ و اشاعت میں گزری۔ وہ بیک وقت بہترین مدرس اور عمدۃ البیان خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ علما و مشائخ کی انجمن میں مقامِ امتیاز رکھتے تھے۔ مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ کے زیر اہتمام ہونے والے فقہی سیمیناروں میں متعدد بار میں نے منصب صدارت پہ ان کو فائز پایا۔ ان کا خطبۂ صدارت مختصر مگر بہت جامع ہوتا۔ جس سے اہل تحقیق علما بے حد محظوظ اور متاثر ہوتے۔ علمی جاہ وجلال کے باوجود انتہائی منکسر المزاج، مہمان نواز، عمدہ اخلاق کے جامع تھے۔ ان کی رحلت سے جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہوا۔ وعظ وارشاد کی مجلسیں بے رونق ہوگئیں۔ علما و مشائخ کی محفلیں سوگوار ہوگئیں۔ وہ اگرچہ ہم میں نہیں ہیں۔ لیکن ان کی خدمات دینیہ کی وجہ سے ان کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

موصوف کے انتقال کی خبر سے جامعہ کا ماحول سوگوار ہوگیا۔ تعزیتی میٹنگ کر کے ان کی روح کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت موصوف کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شریک غم: محمد مسیح احمد قادری مصباحی

پرنسپل و شیخ الحدیث: جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور، یوپی

☆☆☆

دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی، مئو

آج مورخہ 6/اگست 2020ء بروز جمعرات دن کے گیارہ بجنے والے تھے کہ میرے محسن وکرم فرمامحب گرامی قدر عالی جناب ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی صاحب قبلہ زیدت مکارمہم نے یہ جاں کاہ خبر دی کہ اشرف الفقہاء صاحب فضائل وکمالات، ستودہ صفات حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نوری رحلت فرماگئے، انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

یہ خبرسن کر ذہن ماؤف ہوگیا صدمے اور سکتے کی کیفیت طاری ہوگئی۔ بے پناہ رنج وغم اور قلق واضطراب کا احساس ہوا۔

حضور اشرف الفقہاء ہماری جماعت کے قیمتی سرمایہ اور اہم ستون تھے۔ ایک مہتم بالشان دینی ومسلکی پیشوا اور جلیل القدر عالم ربانی تھے۔ ایک زبردست متکلم ومناظر، ژرف نگاہ مفتی، قابلِ ذکر فقیہ، بافیض مدرس، باکمال مربی، باکردار پیر طریقت، ساحر البیان واعظ وخطیب تھے۔ تقویٰ وطہارت، اخلاص وللّٰہیت، نفاست ونظافت، ثقاہت ووجاہت، اصابتِ فکر، صلح جوئی، خوش اخلاقی، اصاغر نوازی جیسے اوصافِ حمیدہ آپ کے خصائص وامتیازات میں سے تھے۔

ہم آپ کی رحلت پہ آپ کی اولاد، احفاد، مریدین ومتوسلین، معتقدین ومحبین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ حضور اشرف الفقہاء کے درجات بلند سے بلندتر فرمائے اور جملہ اہل خانہ وورثان، پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدرسہ شمس العلوم گھوسی سے آپ کا دیرینہ تعلق ورطب تھا، چوں کہ یہ ادارہ آپ کی اولین مادرِ علمی رہا ہے یہاں آپ نے متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لیے بھی یہاں کے اساتذہ، طلبہ اور ذمہ داران کافی ملول ومغموم ہیں اور بارگاہِ ایزدی میں صبر وشکیب اور آپ کے رفعِ مراتب کے لیے دست بدعا ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شریکِ غم: محمد ممتاز عالم مصباحی

صدر المدرسین شمس العلوم، گھوسی، مئو

☆☆☆

آہ! مدینۃ العلماء گھوسی کا دولھا نہ رہا

ایک تعزیتی وتاثراتی خطاب

از: خلیفۂ حضور اشرف الفقہاء مولانا افتخار ندیم قادری علیمی، شیخ الادب جامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو

[حضور اشرف الفقہاء کے وصال پر ملال پر جہاں پورے عالم میں رنج والم کی لہر دوڑ گئی وہیں آپ کے آبائی وطن مدینۃ العلماء گھوسی کی پوری فضا بھی سوگوار ہوگئی۔ اہل خاندان رشتہ دار خویش واقارب نیز مریدین معتقدین ومحبین مغموم وملول اور اشکبار ہو گئے۔ تعزیت اور تسلی کا سلسلہ شروع ہو گیا، لاک ڈاؤن کے قانون کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف مسجدوں اور گھروں میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام ہوا۔ ۸/اگست بروز ہفتہ دوپہر حاجی منسوب اختر صاحب اور بعد نماز مغرب حضور والا کے بڑے داماد مولانا محمد احمد صاحب کے دولت کدہ پر ایک ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی جس میں خلیفۂ اشرف الفقہاء افتخار ملت حضرت علامہ افتخار ندیم صاحب قادری علیمی شیخ الادب جامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو نے ایک تعزیتی وتاثراتی تقریر کی جو ترتیب جدید اور حذف اضافہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔]

بعد حمد وصلاۃ قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ یا ایتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي کو موضوع خطاب بنایا۔ ترجمہ: اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف پلٹ جا کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں آجا۔

ویراں ہے مے کدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

بلاشبہہ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو مجال انکار نہیں، یقیناً ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے موت کے پل کو پار کر کے ہی ایک مومن صالح وصال حبیب کی لذتوں سے آشنا ہو سکتا ہے۔

حضرات گرامی! اس دار فانی سے کچھ لوگ اس طرح رخصت ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہی ان کے اعمال رخصت ہو جاتے ہیں، ان کا ذکر رخصت ہو جاتا ہے لیکن اس جہان ہستی میں اللہ کے کچھ ایسے صالح بندے ہوتے ہیں جو بظاہر آنکھ بند کر لیتے ہیں لیکن ان کے اعمال انہیں ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں وصال حبیب انہیں زندہ رکھتا ہے خدا کا قرب انہیں زندہ رکھتا ہے ایسی ہی منتخب شخصیتوں میں میرے مرشد اجازت خلیفۂ حضور مفتی اعظم عالم اسلام وخلیفۂ حضور سرکار بغداد معلّٰی خال معظم (خالو) اشرف الفقہاء حضور مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ رضوی بانی ومہتمم دار العلوم امجدیہ الجامعۃ الرضویہ ناگپور رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ بھی تھے، جنہیں کل

تک ہم مدظلہ العالی والنورانی کہا کرتے تھے لیکن آج رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کہتے ہوئے کلیجہ منھ کو آرہا ہے، دل پاش پاش ہوا جارہا ہے، آنکھیں آنسو بہارہی ہیں، آپ کی رحلت سے صرف کوئی ایک خاندان، قصبہ، ضلع، صوبہ، ملک ملول و مغموم نہیں بلکہ پورا عالم سوگوار ہے۔ حضور والا کی ذات گلدستۂ محاسن تھی آپ اپنے آپ میں ایک انجمن تھے، آپ ایک باصلاحیت مدرس، شاعر و مفکر، عالم وفقیہ، واعظ وخطیب اور ایک اعلیٰ درجہ کے منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ عالمی شیخ طریقت تھے، آپ خوبصورت بھی تھے اور خوب سیرت بھی، ظاہر بھی اچھا تھا اور باطن بھی، آپ کی ذات شریعت وطریقت کی سنگم تھی۔ آپ ایک طویل عرصہ تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے حلقہ بگوش رہے، ان کے سفر وحضر کے خادم ورفیق ہمدم وہم ساز رہے، ان کے سوز دروں، آہ سحر گاہی اور نالۂ نیم شبی کو بہت قریب سے سنا اور دیکھا اور اس سے بہت کچھ سیکھا اور اسے ہی اہل زمانہ کو سکھایا۔

1957ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد حضور مفتی اعظم ہند اور حضرت شارح بخاری علیہما الرحمۃ والرضوان نے درس و تدریس اور دعوت وتبلیغ کے لیے شہر ناگپور بھیجا جسے آپ نے اپنا دوسرا وطن بنالیا۔ اپنے پیر ومرشد اور استاذ وشیخ کے حسب الحکم وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ 63 سال آپ ناگپور میں رہے لیکن اپنے آبائی وطن قصبہ گھوسی سے ہمیشہ اپنا رشتہ اور تعلق باقی رکھا، یہاں آپ ہمیشہ آتے رہے اور قرابت داروں کی خبر گیری اور ضرورت مندوں کی حاجتیں پوری کرتے رہے۔ جب بھی اپنے وطن قصبہ گھوسی تشریف لاتے تو متوفیان کے پسماندگان کے گھروں پہ جاتے دعاے مغفرت کرتے اور اہل خانہ کو صبر کی تلقین کرتے، کسی کو بیمار اور علیل سنتے تو اس کے گھر بھی تشریف لے جاتے دعاے صحت وعافیت کرتے، نقوش وتعویذات عنایت کرتے۔ آمنہ مسجد کریم الدین پور باغ گھوسی کی تعمیر وتزئین کا بیڑہ آپ نے ہی اٹھایا جو گھوسی کی خوبصورت مسجدوں میں سے ایک ہے۔ آپ ایک شریف النفس اور سلیم الطبع انسان تھے، اپنوں کے لیے ابریشم کی طرح نرم اور غیروں کے لیے لوہے سے زیادہ گرم تھے، آپ نے بہت سے سنگ دلوں اور کج رؤں کو اپنی خوش مقالی، خوش اخلاقی اور اعلیٰ ظرفی سے اپنا گرویدہ اور حلقہ بگوش بنالیا گویا کہ ان کی نرم خوئی حلم وبردباری اور دوراندیشی وہ کام کرگئی جو شمشیر وسنان سے نہیں لیا جاسکتا۔

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے درمیان پیدا شدہ داخلی انتشار سے حضور اشرف الفقہاء نے اپنے آپ کو بچایا، فریق بننے سے خود کو محفوظ رکھا اور ایسے وقت میں امام احمد رضا محدث بریلوی اور سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہما کی تحقیقات کو مشعل راہ اور نصب العین بنایا اور جزوی وفرعی مسائل میں الجھنے کو بے مقصد جہاد اور بغیر دشمن کے جنگ لڑنے کے مترادف جانا۔ حضور اشرف الفقہاء کو عنداللہ اور عندالناس بڑی مقبولیت حاصل تھی۔ کل ذی نعمۃ محسود کے تحت آپ معاندین کے اندرونی جذبۂ حسد کے شکار بھی ہوئے لیکن انتقامی جذبہ سے کام لینے کے بجائے عفو ودرگزر سے کام لیا۔ ع

زبان خلق کو نقارہ خدا کہیے

حضور والا کے وصال پر ملال پر دنیا کے مختلف ملکوں اور خطوں کے دینی مدارس کے علما واساتذہ خانقاہوں کے جانشین اور

ملی رہنما اپنے تعزیتی تأثرات کے ذریعہ حضوروالا کی شان میں رطب اللسان نظر آئے اور سب نے یہی کہا کہ بلاشبہ وہ اچھے تھے اور سچے تھے۔ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا جس کے بارے میں لوگوں نے خیر کے کلمات کہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: وجبت۔ واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وجبت۔ واجب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماوجبت؟ کیا واجب ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے لیے تم نے خیر کے کلمات کہے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے مذمت بیان کی اس پر دوزخ واجب ہوگئی۔ انتم شھداء اللہ علی الارض ترجمہ: تم لوگ روے زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

اس کثرت کے ساتھ جب میں نے تعزیتی پیغامات دیکھے تو دل نے گواہی دی کہ یہ حضوروالا کی نجات اور بخشش کا سنکیت اور اشارہ ہے۔ اس عظیم سانحہ کی گھڑی میں ہم حضوروالا کے پسماندگان، احفاد واسباط، اہل تعلق اور اہل محبت وارادت کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے اور آپ کی قبر پر رحمت وانوار کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

افتخار ندیم قادری علیمی

استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو

☆☆☆

ادارۂ مسعودیہ، کراچی (پاکستان)

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کا وصال ایک بڑا سانحۂ علم ہے

یہ خبر انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ مفتی اعظم مہاراشٹر (ہند) اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف قادری رضوی 15/ ذی الحجۃ الحرام 1441ھ مطابق 6/ اگست 2020ء بروز جمعرات بوقت صبح وصال فرماگئے، انا للہ وانا الیہ رٰجعون!

ادارۂ مسعودیہ کراچی، امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی اور ماہانہ مجلہ المظہر کراچی کی مجلسِ شوریٰ راقم (ابوالسرور محمد مسرور احمد ابن پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ)، علامہ پروفیسر محمد رفیق احمد مسعودی، حاجی معراج الدین مسعودی، حاجی شیخ محمد اسلم مسعودی، سید محمد منصور شاہ مسعودی، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری وغیرہم حضرت مفتی اعظم مہاراشٹر اشرف الفقہاء علامہ مفتی محمد مجیب اشرف قادری رضوی علیہ الرحمۃ (خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند ابن امام احمد رضا علیہما الرحمۃ) کے سانحۂ ارتحال پر حضرت کے تمام پسماندگان، تلامذہ اور مریدین کو دلی تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ کے

درجات بلند سے بلند فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے اور ان کے آستانۂ عالیہ سے وابستہ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ کی ذات علوم جدیدہ وقدیمہ کا حسین امتزاج تھی، علومِ دینیہ کے ساتھ ساتھ علومِ جدیدہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے، عہدِ حاضر کے مسائل جدیدہ پر آپ کے فتاویٰ جس کا بین ثبوت ہیں۔ حالیہ وبائی مرض کرونا کے حوالے سے آپ کے فتاویٰ اور خطابات کی عوام اور علما سبھی کی طرف سے بڑی پذیرائی ہوئی۔ آپ ایک بلند پایہ عالمِ دین، عظیم المرتبت مفتی ہونے کے ساتھ اہل علم کے قدرداں اور علم پرور مزاج کے حامل تھے۔

فقیر کے والد ماجد ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کی تصنیفی خدمات کا ہر جگہ کھلے دل سے نہ صرف اعتراف کرتے بلکہ اپنے خطابات میں حضرت ماہر رضویات کی کتب کا حوالہ دے کر عوام اہل سنت کو ان کتب کی طرف راغب بھی فرماتے۔ حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ کا وصال دنیائے اہل سنت کے لیے ایک بڑا سانحۂ علم ہے۔ انھوں نے ہزاروں انسانوں کی زندگی میں جس طرح دینی اور مسلکی انقلاب برپا کیا اس پر انھیں جتنا بھی خراجِ عقیدت پیش کیا جائے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت اشرف الفقہاء علیہ الرحمۃ کے درجات بلند سے بلند فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ وسلم!

احقر: محمد مسرور احمد

چیئرمین ادارۂ مسعودیہ/ جانشین حضرت مسعود ملت

8/ اگست 2020ء

☆☆☆

حضرت اشرف الفقہاء شریعت وطریقت کے حسین سنگم

مولانا محمد ثناء اللہ خاں ثناء القادری مرپاوی

خانقاہ قادریہ ثنائیہ معمریہ مرپا شریف، ضلع سیتامڑھی بہار

یہ خبر ہم اہل سنت وجماعت کے لیے انتہائی غم اندوہ ہے کہ اشرف الفقہاء، اشرف العلما حضرت مفتی محمد مجیب اشرف قادری رضوی ناگپوری مفتی اعظم مہاراشٹر کا آج 15/ ذی الحجہ 1441ھ مطابق 6/ اگست 2020ء انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ آپ کی ذات جامع الصفات تھی، عالم باعمل تھے، ذی علم تھے، عقل وخرد کے امیر تھے، مفتی تھے، محقق تھے، علم قرآن، علم حدیث، علم رجال، علم فقہ وافتا، اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، نحو وصرف، تاریخ وبلاغت، منطق وفلسفہ، سیرت نبوی اور دیگر دینی وعصری علوم کے مسند نشیں تھے، بلند پایہ مصنف تھے، کشور کشا داعی ومبلغ اور خطیب تھے، مبصر وکہنہ مشق شاعر

وادیب تھے، شریعت کے محافظ وامین تھے، تو طریقت کے روح رواں تھے، بلکہ یوں کہیں کہ آپ شریعت وطریقت کے حسین سنگم تھے، شارح کلام رضا تھے، جب آپ امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار کی تشریح فرماتے تو علما اور عوام اہل سنت عشق رسول کی وادیوں میں یوں گم ہوجاتے جیسے وہ دیار حبیب میں باادب حاضر ہوں۔ اسی لیے آپ علماے اہل سنت وجماعت کے دلوں کے چین وسکون تھے، خاص وعام کے پیرو شیخ تھے، سیرت وصورت میں پابند شرع تھے، مفکر تھے، مدبر تھے، حکیم تھے، بالغ نظر تھے، منتظم تھے، عزم ویقین کے کوہ ہمالہ تھے، حضرت حافظ ملت کے سفیر تھے، حضرت صدر الشریعہ کی فقہی وراثتوں کے وارث وامین تھے، حضرت مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی کی زبان وبیان کی تمثیل تھے، حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی کے معتمد خاص ومشیر تھے، حضرت صدر العلماء علامہ تحسین رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد خاص ونور نظر تھے، شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کل تھے بلکہ آپ ان کی مغفرت کا سامان تھے، آپ نے جہاں مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں وہیں دیگر مصنفوں کی کتابوں پر تقاریظ، پیش لفظ، مقدمے، دعائیہ کلمات اور اداریے لکھے ہیں جو کسی خوشہ چینوں کے لیے ایک دفتر سے کم نہیں۔ اگر حضرت اشرف الفقہاء کی تمام تصنیفات وتالیفات، مقالات ومضامین، خطوط اور نعتیہ کلام کے مجموعے کو جمع کیا جائے تو حضرت کی شخصیات کی جو پرتیں ہیں وہ کھلتی جائیں گی اور ایک رشد وہدایت کا عظیم سامان ہوگا۔

میں امید کرتا ہوں کہ حضرت کے قلم کار خلفا، مریدین ومعتقدین یا علم دوست حضرات اس طرف اپنی توجہ مبذول کرے اور حضرت کی حیات وخدمات پر ایک جامع ومبسوط معلوماتی کتاب کا اجرا کریں۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صاحب لولاک فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی مغفرت فرمائے اور جملہ اہل خانہ مریدین ومعتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ترسیل: صاحبزادہ محمد محب اللہ خاں ثنائی

خانقاہ قادریہ ثنائیہ معمریہ مرپا شریف، ضلع سیتامڑھی بہار

☆☆☆

مفتی محمد منظر مصطفیٰ ناز اشرفی صدیقی، مکرانہ، ضلع ناگور شریف، راجستھان

مبسلما و حامدا و مصلیا و مسلما

خبر موصول ہوئی کہ قابل قدر شخصیت، سرمایۂ اہل سنت، حضور اشرف الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی نور اللہ مرقدہٗ (مفتیِ اعظم مہاراشٹر) مورخہ 15 ر ذی الحجہ 1441ھ مطابق 6 راگست 2020ء بروز جمعرات اپنے

مالکِ حقیقی سے جاملے، اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کا سانحۂ ارتحال یقیناً امت مسلمہ کے لیے غم اور اندوہ کی بات ہے۔ کیوں کہ موصوف کی ذاتِ ستودہ کوئی معمولی نہیں تھی بلکہ وہ اہل سنت کے لیے عظیم ترین سرمایہ اور نگینہ تھی۔ آپ کی علمی، دینی، قلمی، دعوتی، تبلیغی اور تدریسی خدمات بہت ہیں۔ آپ کی خدمات سے ایک خطہ سرشار ہے۔ کافی خلیق اور منکسر المزاج شخصیت تھے۔ بحمدہ تعالیٰ ناچیز کو کئی بار ملاقات کرنے و فیض حاصل کرنے کا شرف ملا ہے۔ ابھی آپ کو تعلیماتِ اہل سنت و جماعت کی فروغ و اشاعت کے لیے اور کام کرنا تھا مگر رب قدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ وقتِ اجل آپہنچا اور آپ دارِ فانی سے دارِ جاودانی کی جانب رحلت فرما گئے۔

اس وقت بس یہی دعا کرسکتا ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ آپ کو غریقِ رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقط والسلام شریک غم: محمد منظر مصطفیٰ نازؔ صدیقی اشرفی

خطیب وامام سنی جامع حنفیہ مسجد، محلہ ٹیبہ، مکرانہ، راجستھان

خادم الجمعیۃ الاشرفیہ دارالافتاء

☆☆☆

مولانا مدثر حسین رضوی ازہری، صدر المدرسین دارالعلوم حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں

بزمِ دنیا سے چلے باغِ جناں مفتی مجیب

بارونق چہرہ، پرکشش پیشانی، تبسم فرماتے لب اور باسلیقہ داڑھی، میانہ قد اور موہنی صورت اور ان سب سے بڑھ کر عالمانہ وقار۔ ان صفات سے متصف ذات کا نام پیر طریقت، رہبر شریعت، اشرف الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ہے۔

حضور والا معقولات ومنقولات کے بلند پایہ مدرس ہونے کے ساتھ فقہی گتھیاں سلجھانے والے عظیم فقیہ اور میدانِ خطابت کے عظیم شہسوار مانے جاتے تھے۔ لاینحل مسائل کا حل اتنے آسان پیرائے میں بیان فرماتے کہ مجمع عش عش کرتا رہ جاتا، اندازِ تفہیم اس قدر دل نشین کہ نظیر ملنا مشکل، اخلاق تو ایسا نرالا کہ اپنے کہ اپنے غیر سبھی فدا ہو جاتے۔

بڑی انمول ہوتی ہیں مذکورہ اوصاف کی حامل شخصیات جن کے رحلت فرمانے کے بعد زمانہ ماتم کرتا رہتا ہے، آنکھیں ایسی شخصیات کو ہر پل ڈھونڈتی رہتی ہیں اور زمانہ ان کے نام کی صدائیں لگاتا رہتا ہے۔

چل دیے ہم سے بچھڑ کر حضرتِ مفتی مجیب
ڈھونڈتی ہیں چشمِ عالم ہیں کہاں مفتی مجیب

اس دارِ فانی میں جو بھی آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن دارِ آخرت کی طرف کوچ کرنا ہی ہے۔لیکن وہ بندۂ مومن کس قدر خوش نصیب ہوتا ہے ، جسے اللہ رب العزت نے فقیہ بنایا ہو ،اور زہد وتقویٰ سے مرصع کیا ہو۔جس کی ذات سے عقیدت کیشوں کا گلشنِ ایمان آباد ہو۔وہ دنیا سے رخصت ہوااور دیوانے یہ کہیں ۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

حضرت کی ذات سے صرف ان کا خانوادہ ہی وابستہ نہیں تھا ، بلکہ ہزاروں مریدین و طالبان شوق ومعرفت آپ کے دریائے فیض سے سیراب ہو رہے تھے۔ہم جامعہ حنفیہ سنیہ کے اساتذہ وطلبہ اور صدر واراکین اس دکھ بھری گھڑی میں حضور والا کے صاحبزادگان :الحاج تنویر اشرف رضوی ، حافظ تحسین اشرف رضوی و دیگر اہل خانہ کے ساتھ جملہ محبین ومتوسلین سے تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے ،آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم !

مدثر حسین ازہری

صدرالمدرسین جامعہ حنفیہ سنیہ ، مالیگاؤں (ناسک)

15/ذوالحجہ 1441ھ

☆☆☆

ڈاکٹر رفیق راہی ، ڈپٹی رجسٹرار نارتھ مہاراشٹر یونیورسٹی جلگاؤں

اناللہ واناالیہ رٰجعون !

اللہ تعالیٰ حضرت اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند تر فرمائے ،آمین !

حضرت نے (Rural)اور(Urban)ایریاز (شہری اور دیہی علاقوں) میں سنیت کی بقااور توسیع کے لیے جو محنت کی ہے وہ بے نظیر ہے۔آج جو سنیت کے گلشن میں بہار آئی ہے اس کے دو خاص مالی تھے ایک تاج الشریعہ اور دوسرے اشرف الفقہاء۔جن کو دیگر علماے دین کا تعاون حاصل ہوا۔اللہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے ،آمین ثم آمین !

ڈاکٹر رفیق راہیؔ

ڈپٹی رجسٹرار نارتھ مہاراشٹر یونیورسٹی ، جلگاؤں

☆☆☆

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحمید اکبر

سابق صدر شعبہ اردو و فارسی و ڈین فیکلٹی آف آرٹس گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ و صدر شعبہ اردو خواجہ بندہ نواز یونیورسٹی

ایک سچے اور مخلص عالم کی موت گویا ایک عالَم کی موت ہوتی ہے۔ حضرت اشرف الفقہاء علاقۂ مہاراشٹرا کے مفتیِ اعظم حضرت علامہ محمد مجیب اشرف علیہ الرحمہ کے وصالِ پر ملال کی خبر سن کر بے حد رنج و ملال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون!

حضرت قبلہ گاہی جماعتِ اہلِ سنت کے بہت بانکے علامِ دین تھے۔ انہوں نے اشاعتِ سنیت میں اپنی پوری عمر لگادی۔ مدارس کے قیام سے علمائے کرام کی ایک زبردست فوج تیار کی۔ حضور مفتیِ اعظمِ ہند کی صحبتِ فیض دَرَجت نے انہیں فرشتہ صفت اوصافِ سے متصف کیا تھا۔ مرحوم و مغفور علمائے جمہور کے پسندیدہ عالمِ جلیل و فاضلِ نبیل تھے۔ مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نہایت عالی وقار باکمال خلفا میں سے تھے۔

ان کے خطابات کا شہرہ اور چرچا پورے ملک میں ہوتا رہا۔ وہ نہ صرف ایک جید عالم اور پروقار مناظر ہی تھے بلکہ کئی ایک مناظروں کے کامیاب سرپرست بھی بنائے جاتے رہے۔

حضرت اشرف الفقہاء بہت خوش مزاج، خوش پوشاک اور خوش گفتار و خوش رفتار صوفیانہ روش کی حامل شخصیت تھے۔

اللہ رب العزت حضور رحمۃ للعالمین کے صدقے ان کی دینی ملی و علمی اور مذہبِ مہذب اہلِ سنت کی بے لوث اشاعتی و ترویجی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نیکیوں کے طفیل ہماری مغفرت فرمائے اور ہر طرح کے لواحقین و پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین بحقِّ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم!

پروفیسر عبدالحمید اکبر، گلبرگہ

☆☆☆

رضا اکیڈمی، ممبئی

مفتی اعظم مہاراشٹر اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف کا وصال

حضور اشرف الفقہاء کی خدمات کا دائرہ عالمی سطح پر پھیلا ہوا ہے

ناگپور: 6/اگست 2020ء/15/ذی الحجہ 1441ھ بروز جمعرات بوقت صبح خلیفۂ حضور مفتی اعظم اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف کا قضائے الٰہی عزوجل سے وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور اشرف الفقہاء کچھ مدت سے علیل تھے۔ بوقت وصال عمر شریف 85/سال تھی۔ آپ حضور مفتی اعظم کے تربیت یافتہ تھے۔ حضور مفتی اعظم کی صحبت بابرکت میں مدتوں رہنے کا شرف حاصل رہا۔ حضور اشرف الفقہاء کی دینی، روحانی، علمی خدمات کا دائرہ عالمی سطح پر پھیلا ہوا ہے۔ آپ کثیر

جامعات، مدارس، مساجد اور اداروں کے سرپرست تھے۔ آپ کے ذریعے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ! حضور اشرف الفقہاء کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے مشن فروغِ مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے ہم سب کو سرگرم عمل رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بانی وسربراہ رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ حضور اشرف الفقہاء کے وصال کی خبر سے بہت رنج ہوا۔ آپ نے جامعہ امجدیہ ناگپور اور دار العلوم انوار رضا نوساری کے ذریعے علما کی ٹیمیں تیار کیں۔ دین وسنیت کی تقویت کے لیے ہند ہی نہیں بلکہ عالمی سطح کے دورے فرمائے۔ جس علاقے میں آپ تشریف لے گئے وہاں مساجد، مدارس کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔ رضا اکیڈمی سے آپ کے خصوصی مراسم تھے۔ اکیڈمی کی اشاعتی وعلمی کاوشات کو دعاؤں سے نوازتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رضا اکیڈمی کی جانب سے ایصال ثواب کیا گیا۔

محمد عارف رضوی، سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی

☆☆☆

ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، برطانیہ

It si with sadness to announce the passing away today of Ashrafulfuqaha (Khalifa-E-Huzoor Mufti-E-Azam Hind) Mufti Mujeeb Ashraf.

Hazrat was very closed to Allama Qamaruzzaman Azmi Saheb and regularly attended programs together with Huzoor Mufti-E-Azam Hind.

May Allah shower His infinite Mercy and Rahmah on their soul, elevate their darajaat and grant them a high maqam in Jannah. May Allah comfort the family, relatives, friends and the entire ummah with Sabr-E-Jameel for this great loss of the Ahlussunah wal jama'a.

آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

Moeenuzzman Azmi
World Islamic Mission
United kingome
06-08-2020

قمر لرننگ اکیڈمی، بولٹن

اناللہ وانا الیہ رٰجعون

Allah does not take away knowledge by taking it away from (the heart of) the people, but takes it away by the death of religious learned men.

It is with a heavy heart that we learned of the passing of the great Jurist, the Grand Mufti of the state of Maharashtra, Al-Sheikh, Mufti Mujeeb Ashraf Saheb Qibla.

The Sheikh was a disciple of Al-Mufti Al-A'zam of India and a man who devoted hid life to the service of Islam through teaching and propagation of the great Deen.

The Sheikh performed the Hajj more than 30 times and was amongst those scholars who raised his hands in offering prayers to support the work of Qamar Learning Academy.

We ask Allah to forgive him, grant him the highest abode and the blessed company of Sayyiduna Rasoolullah Peace Be Upon Him. For he never spoke except that he praised Him.

Al Fatiha for the blessed soul of Al-Sheikh Mufti Mujeeb Ashraf Saheb Qibla.

6th August 2020

سنی علماء کونسل پری ٹوریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

In these trying times the gretest comfort that we have are the great scholars whose advise which emanates from a sea of wisdome are readily available. They from the pillar of support and strength and are our treasures in this age.

Having lost one of such supports through the death of Huzoor Ashraful Fuqaha Mufti Mohammed Mujeeb Ashraf Saheb Qibla Razavi Al Qadri is a great loss to the global Ummah. His wonderful legacy as a scholar, daee and leader must be cherished.

We take the opportunity to convey our duas for the decaeased and supplicate for the granting of the highest stage in Jannah for the marhoom. Furthermore we pray for the granting of sabrun jameelan to the family and to those that marhoom had touched with his wonderful personality.

Ml.Shoaib Vali
Secretary
Sunni Ulama Council Gauteng, Pretoria

☆☆☆

ماہ نامہ پیغامِ شریعت، دہلی

مبسملا وحامدا: مصلیا ومسلما

اشرف الفقہاء کی رحلت: ایک عہد زریں کا خاتمہ

مفتی اعظم مہاراشٹر، مناظر اہل سنت، خطیب الہند، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، پیر طریقت، یادگار اسلاف حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان آج بروز جمعرات بتاریخ 15: ذی الحجہ 1441 مطابق06: اگست 2020 بوقت: صبح10:30 کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضور اشرف الفقہاء قدس سرہ العزیز زندگی بھر اسلام وسنت کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ تعلیمی، تعمیری، تصنیفی، تبلیغی خدمات میں تاحیات مصروف رہے۔اپ ایک بلند پایہ خطیب اور کامیاب مناظر بھی تھے۔ دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کی تعمیر وترقی میں اپنی عمر کا ایک طویل حصہ صرف فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب قبلہ کو غریق رحمت فرمائے اور تمام احباب واقارب اور تلامذہ ومریدین وجملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔(امین)

من جانب: فیضان المصطفیٰ قادری/ مدیر اعلی: ماہنامہ پیغام شریعت دہلی

طارق انور مصباحی/ مدیر: ماہنامہ پیغام شریعت دہلی

☆☆☆

نوری مشن، مالیگاؤں

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف کا وصال ایک علمی عہد کا خاتمہ

6/اگست 2020ء/15/ذی الحجہ 1441ھ بروز جمعرات بوقت صبح خلیفۂ حضور مفتی اعظم اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کا وصال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وصال عمر شریف 85 برس تھی۔آپ مفتی اعظم مہاراشٹر کے منصب پر فائز تھے۔صرف ہندستان ہی نہیں بلکہ عالمی پیمانے پر دین وسنّیت کی نشرواشاعت کی۔سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے عظیم شیخ طریقت اور روحانی قائد تھے۔لاکھوں افراد آپ سے بیعت کا شرف رکھتے تھے آپ کے دَوروں کی برکت سے سیکڑوں مساجد، مدارس، اداروں کا قیام عمل میں آیا اور دین کی اشاعت ہوئی۔آپ کی متعدد تصانیف یادگار ومقبول ہیں؛ آپ کی نعتوں میں فنی عظمتیں اور والہانہ جذبات کا پاکیزہ اظہار ہے۔اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور آپ کے فرزندان، تلامذہ، مریدین، محبین، متوسلین کو صبرِ جمیل دے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفکرِ اسلام علامہ قمرالزماں خان اعظمی (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ) نے تعزیتی پیغام میں کہا کہ: ان کی پوری زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت ہے۔انھوں نے اپنے اسلاف کے مسلک ومنہج کو دور افتادہ علاقوں تک پہنچایا اور عقائدِ حقہ کی ترجمانی فرمائی۔آپ ایک عظیم عالم اور مسندِ افتا کی رونق تھے۔

آپ کے وصال پر علامہ محمد ارشد مصباحی (سربراہ اعلیٰ حضرت فاونڈیشن انٹرنیشنل مانچسٹر) نے اظہارِ تعزیت فرماتے ہوئے کہا کہ حضور اشرف الفقہاء نے مخلصانہ خدمات کے ذریعے اعلیٰ حضرت کے مشن کو تقویت پہنچائی۔

غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن مالیگاؤں) نے کہا کہ: احقر کے حضور اشرف الفقہاء سے گہرے مراسم تھے۔نوری مشن کی اشاعتی وعلمی خدمات پر بہت دعاؤں سے نوازتے اور قدم قدم پر رہنمائی فرماتے۔حضور اشرف الفقہاء کے ذریعے ہمیں بہت حوصلہ

ملتا۔ بلکہ آپ کی علمی مجالس کی برکت سے درجنوں اہم کام انجام پذیر ہوئے۔ ترجمہ کنزالایمان کی اشاعت پر بے پناہ دعائیں دیں۔ مستقبل کے لیے ایک علمی پروجیکٹ پر اہم مشورے دیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نقوشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور اشرف الفقہاء جامعہ امجدیہ و دار العلوم انوارِ رضا نوساری کے بانی تھے۔ آپ کی تعمیری خدمات کے نقوش مساجد و مدارس اہلسنّت کی شکل میں کثیر علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کئی کتابیں زیر ترتیب تھیں۔ مسائل سجدۂ سہو، خطباتِ کولمبو اور تابش انوار مفتی اعظم کے کئی ایڈیشن ناگپور سے شائع ہوئے۔ جب کہ مسائل سجدۂ سہو کا انگلش ایڈیشن سال گزشتہ نوساری سے طبع ہوا۔

حضرت سید فرقان علی چشتی دربار اجمیر شریف، حضرت سید ذکی میاں نقشبندی خانقاہِ نقشبندیہ بالاپور، محمد میاں مالیگ، نیاز احمد مالیگ، ابوزہرہ رضوی یوکے، ڈاکٹر سعید احسن، ڈاکٹر عبدالعلیم قادری، ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، مفتی سید محمد رضوان شافعی رفاعی نے نوری مشن مالیگاؤں کے ذریعے تعزیت کی۔ 6/اگست 2020ء

☆☆☆

جیلانی مشن، ممبئی

آہ! اشرف الفقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

موت العالم موت العالم

اس دور قحط الرجال میں یکے بعد دیگرے کئی اکابر اہل سنت ہم سنیوں کو داغ مفارقت دے کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اسی کی ایک کڑی اشرف الفقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ہے۔

6/ اگست 2020ء بروز جمعرات مطابق 15 / ذی الحجہ 1441 ہجری صبح 10:40 بجے لاکھوں مریدین، معتقدین، اور محبین کو غم زدہ کر کے اشرف الفقہاء خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم عالم مفتی مجیب اشرف رحمۃ اللہ علیہ دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

اشرف الفقہاء مفتیِ مہاراشٹر اکابرین اہل سنت میں ایک ممتاز اور قابل فخر شخصیت تھے۔ آپ کی پوری زندگی اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت اور خدمت سے عبارت تھی آپ ایک منفرد المثال مدرس، پرتاثیر خطیب، ماہر مفتی، بیباک مناظر، اور کہنہ مشق شاعر و ادیب تھے نیز گم گشتہ راہوں کی تربیت و ہدایت کے لیے عظیم داعی اور روحانی پیشوا بھی تھے۔

آپ کی رحلت سے دنیائے سنیت میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے کہ مستقبل قریب میں جس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کی خدمات قبول فرما کر اسے ذریعۂ نجات اور ترقیِ درجات کا سبب بنائے نیز پس ماندگان، خلفا، مریدین اور محبین کو بالخصوص مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین یارب العالمین!

وہ جس نے گلشن ملت کی آبیاری کی
خدا رکھے اسے شاداب ہم کوچھوڑ گیا
لحد میں خلد بریں کے حسیں نظارے ہوں
رہے وہ فضل سے سیراب ہم کو چھوڑ گیا

شرکاے غم: اراکین جیلانی مشن

☆☆☆

کنز القرآن، فاونڈیشن، ناسک

موت العالم موت العالَم

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف کا وصال ایک علمی عہد کا خاتمہ

سب کو اداس کرکے چلے سوے خلد وہ
روتے ہیں دیکھ کر سبھی تربت مجیب کی
صبر جمیل ان کو عطا کرمرے خدا
بخشی تھی تو نے جن کو بھی قربت مجیب کی

15 ؍ذی الحجہ 1441ھ/ 6؍اگست 2020ء بروز جمعرات بوقت صبح خلیفہ حضور مفتی اعظم اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کا وصال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون! بوقت وصال عمر شریف 85 برس تھی۔ آپ مفتی اعظم مہاراشٹر کے منصب پر فائز تھے۔ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالمی پیمانے پر دین وسنیت کی نشر واشاعت کی۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضوی کے عظیم شیخ طریقت اور روحانی قائد تھے۔ لاکھوں افراد آپ سے بیعت کا شرف رکھتے تھے۔ آپ کے دَوروں کی برکت سے سیکڑوں مساجد، مدارس، اداروں کا قیام عمل میں آیا اور دین وسنیت کی اشاعت ہوئی۔ آپ کی متعدد تصانیف یادگار ومقبول ہیں۔ آپ کی نعتوں میں فنی عظمتیں اور والہانہ جذبات کا پاکیزہ اظہار ہے۔ مرحوم کے گزر جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ ناممکن ہے کہ کوئی پُر کر سکے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کو غریقِ رحمت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فرزندان، تلامذہ، مریدین، محبین، متوسلین اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شریک غم: مولانا سید ندیم نوری
صدر: کنز القرآن فاونڈیشن، ناسک

☆☆☆

مفتی اعظم مہاراشٹر کا وصال: ناقابل تلافی نقصان

مفتی مشتاق احمد امجدی، ازہری دار الافتا، ناسک

مفتی اعظم مہاراشٹر، مناظر اسلام، خطیب اہل سنت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی رحمۃ اللہ علیہ آج بروز جمعرات بتاریخ ۱۵/ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶/اگست ۲۰۲۰ بوقت: صبح ۱۰:۳۰/رقضائے الٰہی سے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ ان اللہ اخذ ولہ ما اعطی، کل شئی عندہ باجل مسمی، انما یوفّی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب۔

آپ کے سفر آخرت کی اندوہ ناک وغم ناک خبر سن کر فوراً زبان پر استرجاع جاری ہوا اور مفتی اعظم ہند کی شان میں حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمہ کا تحریر فرمودہ یہ شعر ذہن وفکر اور زبان پر گردش کرنے لگا۔

موت عالم سے بندھی ہے موت عالَم بے گماں
روح عالم چل دیا عالَم کو مردہ چھوڑ کر

یہ نہ صرف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شاعری ہے بلکہ حدیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی عمدہ ترجمانی ہے، چناں چہ حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: موت العالِم موت العالَم یعنی ایک عالم ربانی کی موت دنیا کی موت ہے۔ نیز ایک عالم ربانی کا وصال کس قدر عظیم مصیبت اور بڑا نقصان وخسارہ ہے ذیل کی احادیث وآثار سے اس کا اندازہ لگائیں۔

(۱) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت العالم مصیبة لا تجبر وثلمة لا تسد وھو نجم طمس وموت قبیلة أیسر من موت عالم یعنی عالم کی موت ایک ایسی مصیبت ہے جس کا کوئی مداوا نہیں، ایسا شگاف ہے جو بند نہیں ہوسکتا، ایک تارا ہے جو ڈوب گیا، ایک عالم کی موت کی نسبت پورے قبیلے کی موت آسان ہے (یعنی جو نقصان پورے قبیلے کی موت سے ہوتا ہے، عالم کی موت کے نقصان سے بہت کم ہے)

(جامع بیان العلم وفضلہ، ۱/۱۷۰، رقم، ۱۷۹)

(۲) حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موت العالم ثلمة في الإسلام لا تسد ما اختلف اللیل والنھار یعنی عالم کی موت دین اسلام میں ایک ایسا شگاف ہے کہ جب تک رات اور دن بدلتے رہیں گے کوئی چیز اس شگاف کو نہیں پر کرسکتی۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ۱/۲۱۳، رقم، ۶۵۴).

(۳) امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کریم کے مقرر کردہ حلال اور حرام کی سمجھ رکھنے والے ایک

عالم کی موت کے آگے ایسے ہزار عبادت گزاروں کی موت بھی کم ہے جو دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے ہوں۔
(جامع بیان العلم وفضلہ، ۴۲/۱، رقم، ۱۱۵).

حضور اشرف الفقہاء مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ نہ صرف عالم بلکہ عالم گر تھے، آپ کی بارگاہ کے تربیت یافتہ کی ایک لمبی فہرست ہے جو آج ملک کے طول وعرض میں پھیل کر دین وسنیت کی خدمت اور خلق خدا کی اصلاح وموعظت میں مصروف ہیں، آپ کا وصال یقینا ایک مصیبت عظمی اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔

آپ نے پوری زندگی مختلف جہات سے اسلام وسنت کی خدمات انجام دی، تعلیمی، تعمیری، قومی، ملی، اور تبلیغی خدمات میں تا حین حیات مصروف رہے، آپ ایک بلند پایہ محقق، شیریں سخن خطیب، کہنہ مشق مفتی، دوررس فقیہ، نکتہ داں مدبر اور کامیاب مناظر بھی تھے۔ دارالعلوم امجدیہ ناگپور کی تعمیر وترقی میں آپ نے اپنی عمر کا ایک طویل حصہ صرف فرمایا، اس کے علاوہ کثیر مدارس وجامعات اور مساجد ومعابد کے آپ بانی وسربراہ تھے، جو آپ کی بابرکت قیادت وسربراہی میں روز افزوں شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سب کو سلامت رکھے اور عظیم ترقی سے ہمکنار فرمائے۔

اس کم مایہ (راقم السطور مشتاق احمد امجدی غفرلہ) کو سب سے پہلی بار آپ کی زیارت کا شرف اس وقت ملا جب سرزمین ناسک، مہاراشٹر کی عظیم دینی درسگاہ جامعۃ البنات الصالحات کتھڑا ناسک سٹی کے سالانہ جشن ردا پوشی میں آپ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دے رہے تھے، درس حدیث میں آپ کی نکتہ آفرینی، انداز بیاں، طرز استدلال، احادیث کی عمدہ تشریح، آپ کی منکسر المزاجی اور پربہار شخصیت سے بے حد متاثر ہوا اور آپ کی موہنی صورت اور شیریں کلامی نے میرے قلب وجگر پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔ یہ پہلی ملاقات تھی پھر بارہا ناسک واطراف کے دینی وعلمی محافل میں آپ سے اکتساب فیض کا حسین موقع ملا، متعدد بار حضرت کی موجودگی میں قوم سے خطاب کا شرف بھی حاصل ہوا جس پر حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا، یقینا یہ آپ کی خوردنوازی کی اعلیٰ مثال ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف اور نمونۂ اسلاف تھے۔

آپ نے اپنے افکارِ تابندہ اور شعورِ درخشندہ سے دین وسنیت کے ایوانوں میں نکھار پیدا کیا، تصلب فی الدین اور استقامت علی الدین کا اعلیٰ درس دیا، اصلاحِ فکر ونظر میں نمایاں کارنامے پیش کیے، منبر ومحراب سے نہ جانے کتنے گم گشتگان راہ حق کے تاریک دلوں میں نورِ عرفان ویقین بسایا، غرض کہ قرآن وسنت کی ترویج واشاعت، تحفظ واستحکام سنیت، اعمال وافعال اور اصلاحِ عقائد ونظریات کے لیے آپ نے بلیغ کوشش فرمائی۔

آپ کا خطاب قرآن وحدیث کے نصوص سے پر اور امثال ونظائر سے لبریز ہوتا، انداز بیان اتنا سلیس اور عام فہم کہ عوام وخواص سبھی بھرپور استفادہ کرسکیں، دوران وعظ جب کوئی آیت تلاوت فرماتے یا شعر کا گنگناتے تو انتہائی مترنم آواز میں پڑھتے جس

سے سامعین پر ایک الگ کیف وسرور طاری ہوجاتا ہے اور سب تازہ دم ہو کر پھر تقریر کے لیے تیار ہوجاتے ،گھنٹہ آدھا گھنٹہ کیسے گذر جاتا کچھ معلوم بھی نہ ہوتا۔دوران تقریر حسان الہند سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے اشعار کی ایسی جامع تشریح فرماتے کہ ذہن وفکر کے دریچے وا ہوجاتے اور آپ کی عالمانہ وفاضلانہ تشریح سن کر دل باغ باغ ہوجاتا اوبخوبی محسوس ہونے لگتا کہ بلاشبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اشعار میں ”کوزے میں سمندر“ سمیٹنے کا کام کیا ہے۔شاید اسی وجہ سے آپ کو شارح کلام رضا بھی کہتے تھے۔

آپ نے کثیر تبلیغی دوروں کے باوجود قرطاس وقلم سے اپنا رشتہ نہ توڑا،کثرت کار اور ہجوم افکار کے باوجود دعوت وتبلیغ ،درس وتدریس اور قومی وملی ،مذہبی اور ثقافتی خدمات کے ساتھ میدان تصنیف وتالیف میں بھی نمایاں کارنامے انجام دیئے ،آپ کی چند تالیفات مطبوعہ ہیں اور چند منتظر طباعت ”باب سجود السہو“ کا شمار کتاب الصلاۃ کے دقیق اور پیچیدہ ابواب فقہ میں ہوتا ہے،اس باب کے مسائل پر مشتمل حضرت ممدوح گرامی قدر کا ایک ضخیم رسالہ بامعان نظر مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا،اس رسالہ کا عربی نام ”تنویر الضحو لسجدۃ السہو“ اور عرفی نام ”مسائل سجدۂ سہو“ ہے،یہ رسالہ اپنے عنوان پر نہایت جامع ومفصل اور مستند ومفتی بہ مسائل کا ایک خوبصورت مجموعہ ہے جو عوام وخواص سب کے لیے یکساں مفید اور کارآمد ہے۔یہ کتاب نیٹ پر پی ڈی ایف کی شکل میں دستیاب ہے۔راقم کی ناقص رائے کہ مدارس اہل سنت کے نوفارغین اور مساجد اہل سنت کے ائمہ معززین اس رسالے کو ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں،اور علم کی برکتوں سے مالا مال ہوں۔

ممدوح گرامی حسن صورت اور حسن کردار کے حسین سنگم تھے جس سے آپ کی شخصیت پر نور تھی اور ایک عالم آپ سے فیضیاب ہو رہا تھا،آپ شہزادۂ اعلی حضرت،تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند کے فیض یافتہ،اور ان کے سچے مرید وخلیفہ تھے،دنیا کے کئی ممالک میں آپ کے مریدین وخلفا تقریبا ایک لاکھ سے زائد کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں جو حضرت کی اس عطا پر ناز کرتے ہیں،آپ کی ذات ستودہ صفات سے سلسلہ رضویہ کو کافی فروغ ملا،فجزاھم اللہ احسن الجزا فی الدارین بجاہ حبیبہ سید الکونین۔

اللہ سبحانہ تعالی سے دست بدعا ہوں کہ مولی تعالی حضرت مفتی صاحب قبلہ قدس سرہ کو غریق رحمت کرے،آپ کے درجات بلند فرمائے اور تمام احباب واقارب اور تلامذہ ومریدین وجملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ایسے المناک اور غم ناک صورت حال میں حضرت کے جملہ شہزادگان ودیگر اہل خانہ ولواحقین کی خدمت میں امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر،ناسک،مہاراشٹر وجماعت رضائے مصطفےٰ شاخ ناسک کے جملہ ارکان وممبران اور اساتذہ ومتخصصین حسب مراتب تعزیت پیش کرتے ہیں۔

شریکِ غم: **مشتاق احمد امجدی غفر لہ**

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر،ناسک وجملہ ارکان وممبران ادارہ ہذا

☆☆☆

ڈاکٹر جاوید احمد چشتی، مالیگاؤں

15؍ذی الحجہ 1441 ہجری، بمطابق 6؍اگست بروز جمعرات 2020ء 10 بج کر 30 منٹ پر خلیفہ حضور مفتیِ اعظم ہند، اشرف الفقہاء، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

جب یہ روح فرسا خبر ملی تو دل بے چین ہوگیا، یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا ابھی کل ہی کی تو بات تھی ناگپور کے بھائی تنویر اشرف صاحب کے توسط سے خبر ملی تھی کہ حضرت کی طبیعت بہتر ہوگئی ہے اور آپ گھر تشریف لے آئے ہیں پھر اچانک یہ کیا ہوگیا۔

اللہ اللہ! مفتی صاحب قبلہ کا مشفق و منور چہرہ نگاہوں کے سامنے گھوم رہا ہے آپ کی عنایتیں اور شفقتیں رہ رہ کر یاد آتی جا رہی ہیں، مالیگاؤں کے اطراف و جوانب جب کبھی آپ کا دورہ ہوتا ہم لوگ پروگرام میں شرکت کی غرض سے حاضر ہو جاتے، جب حضرت سے ملاقات ہوتی تو ڈھیر ساری دعائیں اور نوازشات سے بہرہ ور ہوتے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور والہانہ لگاؤ تو مالیگاؤں کے سینوں کو کئی دہائیوں سے رہا ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں، سلسلۂ قادریہ رضویہ سے ہندوستان کی متعدد ریاستوں میں ہزاروں ہزار افراد کو جوڑا، آپ کے مریدین اور خلفا کی تعداد کے لیے ایک دفتر مطلوب ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت اہل سنت و جماعت کا عظیم نقصان ہے، یہ ایک ایسا خلا ہے جو پُر نہیں ہوسکتا، آپ ہمہ جہت شخصیت کے حامل تھے، گوناگوں خصوصیات کے سبب طلبہ، اساتذہ، علما و مشائخ کے درمیان ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ ناچیز ان کی صحبت سے بہت مستفید ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری کتاب ''سلسلۂ چشتیہ سلطانیہ'' پر بھی عمدہ ''تقریظ جمیل'' تحریر فرمائی تھی، برادر اصغر غلام فرید اور ہم سب کو بڑی محبتوں سے نوازتے تھے، بظاہر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے درمیان سے رخصت ہوگئے لیکن آپ کا فیض ہم لوگوں کو اور تمام خلفا، مریدین، متوسلین اور عقیدت مندوں کو ہمیشہ پہنچتا رہے گا۔ ان شاء اللہ!

مولیٰ کریم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور متعلقین و محبین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر جاوید احمد چشتی، مالیگاؤں

☆☆☆

ابوسنان عتیق الرحمٰن رضوی، مالیگاؤں

آہ! اپنے وقت کا مفتی رخصت ہوا!

15/ ذی الحجہ 1441ھ کی صبح تھی وقت تقریباً 10:40 منٹ ہوا تھا، کہ دنیاے اہل سنت ایک بار پھر غم سے نڈھال ہو گئی جب آن ہی آن میں یہ خبر پھیل گئی کہ دنیاے سنیت کی عظیم روحانی شخصیت، لاکھوں سالکین راہ طریقت کے مرشد کامل، شہزادہ اعلی حضرت سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے خلیفہ، حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ کا ناز، اشرف الفقہاء مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی نوری علیہ الرحمہ ہم غرباے اہل سنت کو داغ مفارقت دے کر داعی اجل کو لبیک کہہ دیا:

انا للہ وانا الیہ راجعون موت العالِم موت العالَم

اللہ ہی کو حق ہے کہ وہ جو چاہے دے اور جو چاہے لے، بقا صرف اللہ کے لیے ہے اور فنا ہم سب کے لیے!

حضور اشرف الفقہاء کی ذات یقیناً ان نفوس قدسیہ میں سے ہے جن سے متعلق روایتوں میں مروی ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: ''ایسے ہزار عابد کا مرجانا جو قائم اللیل اور صائم. النہار ہوں ہلکا ہے اس ایک عالم کی موت سے جو اللہ کی حرام وحلال کردہ شے کا علم رکھتا تھا۔''

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ نے اپنی ساری زندگی امرونہی پر عمل پیرا رہ کر گزاری، سنت وشریعت کی ترویج واشاعت میں خود کو وقف کر دیا. اور تاحیات تقریر وتحریر کے ذریعے اصلاح واشاعت وفروغ اہل سنت کا فریضہ انجام دیا۔ پوری دنیا میں آپ کے مریدین، متوسلین، محبین کا حلقہ لاکھوں کی تعداد میں پھیلا ہوا ہے۔

آپ کا وصال اہل سنت کا عظیم نقصان ہے، ایسا نقصان کہ بہ یک وقت ہم نے ایک فقیہ، ایک عالم ربانی، ایک بہترین خطیب، قادرالکلام شاعر، بافیض پیر کامل، بزرگوں کی یادگار، اور قابل مصنف کھویا ہے۔

آپ کے وصال سے ایک جہان مغموم ہے، اللہ پاک ہم سب کو، قبلہ حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کے اہل خانہ، اور بالخصوص مولانا غلام مصطفی برکاتی صاحب (نوساری) کو اس نعمت کے اٹھ جانے پر صبر جمیل اور اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔

حضور اشرف الفقہاء نے جس طرح تاحیات احقاق حق، ابطال باطل کا فریضہ انجام دیا، فروغ مسلک اعلی حضرت کے لیے کاوشیں کیں اللہ جل مجدہ ان سب کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور ہم سب کو بھی مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبحق الغوث الاعظم محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شریک غم: یکے از غلامان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

ابوسنان عتیق الرحمٰن رضوی، مالیگاؤں

☆☆☆

محمد عامر برکاتی، البرکات مالیگاؤں

آہ!!! مفتی اعظم مہاراشٹر

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کی شفقتیں عنایتیں ہر اس شخص کے لیے عام تھیں جو بھی ان کے قریب رہا۔ آج دل غمزدہ ہے، بہت اداس ہے کہ غموں کو دور کرنے والا وہ مردِ صالح ہمیشہ ہمیش کے لیے ہم سے رخصت ہو گیا۔ ہائے افسوس کہ اچھے اچھوں سے یہ زمین خالی ہو رہی ہے۔ اہلِ علم و دانش اٹھتے جا رہے ہیں۔ عرش پر دھومیں مچ رہی ہیں اور فرش پر ماتم ہو رہا ہے، یکے بعد دیگرے صالحین کا ہم سے رخصت ہونا، اللہ کی رحمتوں کا اٹھ جانا ہے۔ آہ آہ!

مفتی محمد مجیب اشرف صاحب نے تعویذات کے ذریعے جو خدمت انجام دی میرے نزدیک وہ بھی ایک بہت بڑا اور عظیم کام تھا، جس نے نہ صرف لوگوں کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کیا، بلکہ ان کے اعتقاد کو بھی مضبوط کیا، میں اگر اپنے شہر کی بات کروں تو مالیگاؤں میں بھی بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو مفتیِ مہاراشٹر کی عطا کردہ تعویذات کی برکت پا کر صاحبِ اولاد ہوئے ہیں۔ الحمدللہ!

بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو آسیبی اثرات سے شفایاب ہوئے ہیں، ایسا کیوں نا ہو؟ آخر ان سے ایک جہان کیوں نہ فیض پاتا؟ جب بھی آپ تبلیغی دورے پر تشریف لاتے، اپنے مرشدِ برحق حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حاجت مندوں کو تعویذات کی شکل میں وہ تحفہ ضرور دیتے جو فضلِ الٰہی سے ان کے لیے دینی اور دنیاوی فوائد و راحت کا سامان ہوتا۔

جب میں ذکر کر رہا ہوں حضرت کی شفقتوں اور عنایتوں کا، تو پھر حضرت کے آخری دورے سے بیس بائیس روز پہلے کی وہ بات کیوں نہ لکھوں جب کسی شادی کی تقریب میں شرکت کی غرض سے حضرت کی آمد شہرِ عزیز مالیگاؤں میں ہوئی تھی۔ اسی دوران حضرت کی ایک صدری سِلنے کا اتفاق ہوا، جو میرے لیے بڑا اعزاز تھا۔ چند گھنٹوں میں وہ صدری تیار کر کے حضرت کی بارگاہ میں جب میں نے پیش کیا تو حضرت نے فوراً پہچان لیا اور وہ صدری زیب تن کی پھر ایک لطیف مسکراہٹ کے ساتھ آئینے کے سامنے اپنے آپ کو دیکھنے لگے۔ پاس میں کھڑے حضرت کے خادم خاص مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی اور حضرت کے خلیفہ علامہ وقار عزیزی صاحب نے سبحان اللہ ماشاء اللہ کی صدائیں بلند کیں۔ کافی اطمینان کرنے کے بعد حضرت نے مجھ گنہگار کے سر پر دست شفقت رکھ کر کئی منٹ تک کچھ وظائف کی تلاوت کی اور مجھ پر دم کیا پھر اس کے بعد حضرت نے اپنی جیبِ خاص سے کچھ رقم عنایت کی اور تاکیداً کہا بیٹے یہ رقم سنبھال کر رکھنا! خرچ مت کرنا! ان شاء اللہ بہت برکت ہوگی۔ پاس کھڑے علمائے کرام اور عمائدین نے اس منظر کو دیکھ کر بہت زیادہ خوشی کا اظہار بھی کیا اور مبارکباد بھی دی۔

مولا تبارک و تعالیٰ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے مرقد انوار پر بے شمار رحمتوں کا نزول فرمائے ان کے مریدین متوسلین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

محمد عامر برکاتی، مالیگاؤں/2020/8/6، بروز وصال مفتی اعظم مہاراشٹر

☆☆☆

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی و جملہ اہل خانہ مالیگاؤں

تعزیت نامہ بر وفاتِ حسرت آیات حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے --------- مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

آہ آہ! ہمارے مربی و پیشوا آقائے نعمت حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ (ولادت: 2ر رمضان المبارک 1356ھ مطابق 6ر نومبر 1937ء) بروز جمعرات صبح 10 بج کر 30 منٹ پر بعمر 85 سال 15ر ذوالحجۃ الحرام 1441ھ مطابق 6ر اگست 2020ء اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے، انا للہ وانا الیہ رٰجعون!

اکنافِ عالم میں اسلام و ایمان، دین و سنیت، شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت اور افکارِ رضا کے صدہا چراغوں کو روشن کرنے والے ہمارے ممدوحِ گرامی وقار، اہل سنت و جماعت کے ممتاز عالم دین خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند مفتیِ اعظمِ مہاراشٹر عزت مآب حضور اشرف الفقہاء الحاج مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔آپ علم و عمل کے پیکر اور صاحبِ فہم و ذکا تھے۔آپ مرکزِ فضل و ہنر اور رونقِ بزمِ اتقا تھے۔آپ فصیح اللسان خطیب بھی تھے اور بلند پایہ ادیب بھی۔آپ قادر الکلام شاعر بھی تھے اور مایۂ ناز مصنف بھی۔آپ اسلاف کی امانتوں کے امین بھی تھے اور زہد و تقویٰ کا پیکر بھی۔آپ واقفِ اسرارِ شریعت بھی تھے اور راز دارِ رموزِ طریقت بھی۔آپ آشنائے اصولِ محبت بھی تھے اور ادا شناسِ فروعِ حقیقت بھی۔آپ کہنہ مشق مفتی بھی تھے اور بے مثال مدرس بھی۔آپ صاحب الرائے بھی تھے اور صائب الرائے بھی۔آپ کامیاب منتظم بھی تھے اور باکردار مہتمم بھی۔آپ فقید المثال مناظر بھی تھے اور حُسنِ اخلاق کے دھنی بھی۔آپ ایسے استاذِ مکرم و معظم تھے جو ہمیشہ اپنے طلبہ میں محبوب و مرغوب رہے اور اُن پر نہایت شفیق و مہربان۔آپ ایسے شیخ طریقت تھے جن کے دامنِ فیض سے وابستگی باعثِ تطہیرِ قلب بنتی رہی تو سببِ تزکیۂ نفس بھی۔آپ کا تفکر بڑا جاں فزا اور تکلم بڑا دل رُبا تھا۔آپ کا اندازِ تلاوت مشکبو تھا تو طرزِ خطابت بڑا دل نشین۔

غرض یہ کہ آپ کی بابرکت مجلس میں ایک دو بار حاضر ہونے والا آپ کی پُرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔آپ شایستہ مزاج، پرخلوص اور دلِ دردمند کے حامل، پاک طینت، خوب سیرت اور خوش اطوار نمونۂ اسلاف بزرگ و رہبر تھے۔آپ کی ذاتِ ستودہ صفات یقیناً ملتِ اسلامیہ کا عظیم سرمایہ تھی۔آپ گل زارِ سنیت کے ایک ایسے باغبان تھے جو اس کی آبیاری کے لیے ہمہ تن تادمِ زیست مصروف و مشغول رہے۔

آپ نے اپنے افکارِ تابندہ اور شعورِ درخشندہ سے دین و دیانت کے ایوانوں میں نکھار پیدا کیا۔تصلب فی الدین اور استقامت علی الدین کا علی درس دیا۔اصلاحِ فکر و نظر میں لحہ لحہ مصروف رہے۔محراب و منبر سے نہ جانے کتنے گم کردہ راہ افراد کے

دلوں میں نورِ عرفان ویقین بسایا۔قرآن وسنت کی ترویج واشاعت۔تحفظ واستحکامِ سنیت۔اعمال وافعال اور اصلاحِ عقائد و نظریات کے لیے آپ کی سعیِ بلیغ اور کاوشِ محترم اخیر عمر تک مسلسل جاری وساری رہی۔

آپ کی رحلت دنیاے سنیت کا عظیم ترین خسارہ ہے۔ایک ایسا خلا جس کا پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ہم آپ کی وفاتِ حسرت آیات پر سراپا غمگین وغمزدہ ہیں۔رنج وغم کی اس گھڑی میں ہم آپ کے صاحبزادگان، تلامذہ وخلفا، مریدین ومتوسلین اور جملہ معتقدین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب لبیب، سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضور اشرف الفقہاء کی جملہ خدماتِ دینی، ملی، سماجی، قلمی، علمی، فقہی، تعمیری، تعلیمی، اصلاحی، تنظیمی، تبلیغی اور دیگر مساعیِ جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے، آپ کے درجات ومراتب کو بلند سے بلند تر فرمائے اور جملہ متعلقین ومحبین اور عوام وخواصِ اہل سنت کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم!

سراپا رنج وغم: محمد حسین مشاہد رضوی وجملہ اہل خانہ، مالیگاؤں

15/ذی الحجہ 1441ھ مطابق 6/اگست 2020ء، بروز جمعرات

باب-14

مناقب

ہاے وہ روحِ سخن فخرِ خطابت نہ رہا

ڈاکٹر شکیل اعظمی علیہ الرحمہ
رکن مجلس شوریٰ مبارک پور

ہاے وہ واقفِ احکامِ شریعت نہ رہا
آہ وہ محرمِ اسرارِ طریقت نہ رہا

کردیا کرتا تھا جو قلب و نظر کو روشن
ہاے افسوس کہ وہ پیرِ طریقت نہ رہا

سونی سونی سی ہر اک بزم نظر آتی ہے
ہاے وہ روحِ سخن فخرِ خطابت نہ رہا

دھوپ میں غم کی ، جہاں سب کو سکون ملتا تھا
ہاے افسوس کہ وہ سایۂ راحت نہ رہا

فیض سے مفتیِ اعظم کے جسے حاصل تھی
فقہ کے باب میں اک خاص مہارت نہ رہا

جو رہا کرتا تھا دکھ درد میں سب کے شامل
ہاے وہ پیکرِ اخلاص و محبت نہ رہا

جو کیا کرتا تھا ، ہر عقدۂ مشکل آساں
آہ وہ صاحبِ ادراک و فراست نہ رہا

درس و تدریس ہو ، تقریر یا فنِّ افتا
ان میں ہر ایک پہ رکھتا تھا جو قدرت ، نہ رہا

جس سے ملتی تھی ہر اک فکر و نظر کو وسعت
ہاے وہ نازشِ اربابِ بصیرت نہ رہا

اعلیٰ حضرت کے مشن کا تھا جو بے باک نقیب
بدعقیدوں کو جو دیتا تھا ہزیمت نہ رہا

دیکھ کر دل جسے پُر نور ہوا کرتا تھا
آہ وہ مرکزِ اربابِ عقیدت نہ رہا

وہ جو اسلاف کی سیرت کا تھا آئینہ شکیلؔ
ہاے وہ پاک نظر پاک طبیعت نہ رہا

قطعۂ تاریخ
''پسندیدہ مجیب اشرف''
1441ھ

پروفیسر ڈاکٹر سید شاہ طلحہ رضوی برقؔ داناپوری

مرا مفتیِ علاء الدین خبر دادہ	جدا شُد آہ آہ از ما مجیب اشرف
امینِ علمِ شرعی مفتیِ حق گو	فواویلا کہ علامہ مجیب اشرف
مریدِ مفتیِ اعظم نِکو اوصاف	فروغِ مسندِ افتا مجیب اشرف
مقرر خوش بیاں و مصلحِ قومی	اثاثہ ملک وملت را مجیب اشرف
شفیق و مہربان واخِ عرفانی	بما ہردم کرم فرما مجیب اشرف
اجل را گفت لبیک وز حکمِ رب	شد اندر جنت الماویٰ مجیب اشرف
مرا سالِ وفاتش برق ہاتف داد	بحق آمد، ''پسندیدہ مجیب اشرف''

1441ھ

☆☆☆

قطعہ تاریخ رحلت
کرم حق مجیب اشرف رضوی
2020ء

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی مونیاں شریف پاکستان

روانہ ہوئے آج ملک عدم کو	مجیب اشرف اس قریۂ کن فکاں سے
ادیبانہ رنگ اور حکیمانہ انداز	جھلکتے تھے ان کے زبان و بیاں سے
زمانہ تو خالی ہوا جا رہا ہے	دکھاؤں تمہیں اُن کا ثانی کہاں سے
عروس ان کی تاریخ رحلت جو پوچھے	تو کہیے ''گیا نیک اختر جہاں سے''

1441ھ

☆☆☆

جمالِ بزمِ شریعت مجیب اشرف تھے

سید اولادرسول قدسیؔ مصباحی، نیویارک امریکہ

جمالِ بزمِ شریعت مجیب اشرف تھے | علومِ دین کی زینت مجیب اشرف تھے

تھا اُن پہ ناز بہت شارحِ بخاری کو | بہارِ باغِ فقاہت مجیب اشرف تھے

تلامذہ کی ہے کثرت اس امر پر شاہد | کمالِ فن کی اشاعت مجیب اشرف تھے

فیوضِ مفتیِ اعظم کے وہ رہے محور | چراغِ محفلِ نسبت مجیب اشرف تھے

وہ تا حیات رہے مسلکِ رضا کے امین | صدائے حق و صداقت مجیب اشرف تھے

خلوص ایسا کہ گرویدہ ہے جہاں ان کا | سکونِ چادرِ سیرت مجیب اشرف تھے

گزاری زندگی ابطال و رَدِّ باطل میں | ضیائے گلشنِ عظمت مجیب اشرف تھے

ہے اب بھی خم سرِ تسلیم دشمنوں کا بھی | سراپا عاملِ سنت مجیب اشرف تھے

کہاں میں ڈھونڈوں بدل ان کا دہر میں قدسیؔ | عظیم رہبرِ ملت مجیب اشرف تھے

☆☆☆

مفتی مجیب قائد و رہبر نہیں رہے

شمس تبریز انجمؔ، جدہ حجاز مقدس

اہلِ سنن کے مردِ قلندر نہیں رہے | حکمت کے آسمان کے اختر نہیں رہے

چھلنی کلیجہ ہوتا ہے کیسے کہوں کہ اب | مفتی مجیب قائد و رہبر نہیں رہے

احمد رضا کا فیض لٹاتے تھے ہر گھڑی | افسوس سنیت کے وہ رہبر نہیں رہے

روشن تھی ایک دنیا خطابت سے آپ کی | ماہر ادیب شاہِ سخن ور نہیں رہے

سونی حیات ہوگئی انجمؔ کی سن کے یہ
علم و ادب کا ماہ منور نہیں رہے

☆☆☆

جمالِ مفتیِ اعظم وہ اشرف الفقہاء

فریدی صدیقی مصباحی، مسقط عمان

یہ کہنے کی بھی نہیں تاب، ہم کو چھوڑ گیا
جہانِ حق کا وہ مہتاب، ہم کو چھوڑ گیا

جمال مفتیِ اعظم، وہ اشرف الفقہاء
کرم کا گوہر نایاب ہم کو چھوڑ گیا

خبر ملی جو وصالِ مجیب اشرف کی
یہ سن کے سب ہوئے بیتاب، ہم کو چھوڑ گیا

تڑپ رہے ہیں جدائی سے سارے اہل سنن
مثالِ ماہیِ بے آب، ہم کو چھوڑ گیا

زمیں اداس، فلک غمزدہ، فضا خاموش
ہیں شل زمانے کے اعصاب، ہم کو چھوڑ گیا

فراقِ مرشدِ کامل سہیں گے ہم کیسے
پکارے رو کے یہ احباب، ہم کو چھوڑ گیا

اجالا جس کا تھا حق ساز و حق نواز تمام
وہ آفتابِ جہاں تاب، ہم کو چھوڑ گیا

ملا ہے جس کی قیادت سے سنیت کو عروج
وہ پاسبانی کا سیماب، ہم کو چھوڑ گیا

ملی ہے جس سے ہمیں نسبتِ رضا کی کرن
ضیائے نوری کا وہ باب، ہم کو چھوڑ گیا

چراغِ عشق رسالت پہ جس کا تھا پہرہ
وہ دیکھے حق کی تب و تاب ہم کو چھوڑ گیا

رہے گا اُس کی عطاؤں کا سلسلہ جاری
اگرچہ فن کا وہ میزاب، ہم کو چھوڑ گیا

وہ جس نے گلشن ملت کی آبیاری کی
خدا رکھے اُسے شاداب، ہم کو چھوڑ گیا

لحد میں خلد بریں کے حسیں نظارے ہوں
رہے وہ فضل سے سیراب، ہم کو چھوڑ گیا

فریدیؔ! اُس کے اصولوں کو ہم نہ چھوڑیں گے
جو دے کے عشق کے آداب، ہم کو چھوڑ گیا

ہمارا محسن و غم خوار ہو گیا رخصت

محمد شمیم رضا اویسی امجدی، گھوسی مئو

شکستہ دل سے ہو کیسے یہ غم بیاں مجھ سے
رقم ہو کیسے جدائی کی داستاں مجھ سے

نظر جھکائے ہوئے جو خموش رہتا تھا — جو اپنی ذات میں بے مثل اور یکتا تھا
وہ جس کے سر پہ فقاہت کا تاج جچتا تھا — جنابِ مفتیِ اعظم کا جو چہیتا تھا

ہمارا محسن غم خوار ہو گیا رخصت
کہ ہم سے قوم کا سالار ہو گیا رخصت

چمن کے پھولوں میں کیسی یہ بے قراری ہے — کیوں آج لالہ و گل پہ سکوت طاری ہے
یہ کیسا درد ہے کیسی یہ آہ و زاری ہے — جدھر بھی دیکھیے بس آج اشک باری ہے

وقارِ بزمِ شریعت بچھڑ گیا ہم سے
گو آج حامیِ امت بچھڑ گیا ہم سے

زباں خموش ہے آنکھوں سے اشک بہتے ہیں — قلم اداس ہے اور ہونٹ بھی لرزتے ہیں
نِڈھال ہو کے ہر اِک وقت ہم سسکتے ہیں — دلوں کو تھام کے اہلِ سنن یہ کہتے ہیں

ہماری آنکھ کا تارا کہاں گیا آخر
وہ سُنیت کا ستارہ کہاں گیا آخر

جو دینِ حق کا سپاہی تھا قوم کا رہبر — جو زہد و تقویٰ، طہارت کا ایک تھا پیکر
تھا لفظ لفظ میں جس کے خلوص کا گوہر — شریفِ حق نے کیا ناز عمر بھر جس پر

خدا ہی جانے وہ کیوں ہم سے آج روٹھ گیا
ہمیشہ کے لیے اب ساتھ اُس کا چھوٹ گیا

حیا تھی آنکھوں میں دل میں بہت ہی شفقت تھی — وہ نرم خو تھا بہت سادہ اس کی فطرت تھی
سَلَف کا آئینہ، بے داغ اس کی سیرت تھی — کمال حُسن تھا اُس کا، کمال صورت تھی

وہ بولتا تھا تو لفظوں سے پھول جھڑتے تھے
اور اس کی باتوں سے پتھر سے دل پگھلتے تھے

وہ مقتدا تھا زمانے میں اہل سنت کا جدھر بھی دیکھیے اس کا ہے ہر طرف جلوہ

ہے شہرِ گھوسی بھی یادوں سے اُس کی وابستہ گزارا اپنی یہاں زندگی کا اِک حصہ

یہ شہر آج ہے مایوس اُس کی رِحلت سے

ہر ایک شخص پریشاں ہے اُس کی رخصت سے

وہ ایک مردِ قلندر تھا اِک مدبر تھا وہ رہنما تھا شریعت کا، اِک مفکر تھا

وہ اِک فقیہ مناظر تھا اِک مفسر تھا وہ لاجواب زمانے میں اِک مقرر تھا

اب اُس کے لہجے کی شائستگی رُلائے گی

کہ جب کبھی بھی ہمیں یاد اُس کی آئے گی

بہت جری تھا، جماعت کی آب و تاب تھا وہ اندھیری رات میں حکمت کا ماہتاب تھا وہ

ہر ایک شخص نے مانا کہ لاجواب تھا وہ شمیم لشکرِ اعدا پہ اِک عذاب تھا وہ

میں اُس کے جیسا مسیحا تلاش کرتا ہوں

سیاہ شب میں اُجالا تلاش کرتا ہوں

تازہ نذرانہ بااوجِ جاہ

1441ھ

مشتاق احمد قادری عزیزی، ناسک

حسین منظر، کشش کے جوہر ہمارے حضرت مجیب اشرف
تھا جن کا باطن بڑا منور ہمارے حضرت مجیب اشرف

ملا تھا اُن کو، جو عمر ساری، سبھوں کو بھر بھر لٹا گئے ہیں
رضا و نوری کا فیض گھر گھر ہمارے حضرت مجیب اشرف

نگاہِ نبوی میں بھا گئے ہیں، تبھی تو بتیس حج ہوئے ہیں
بڑے ہیں مقبول اُن کے در پر ہمارے حضرت مجیب اشرف

قیامِ امجدیہ کے ذریعے، جلا دی علم و ادب کی مشعل
چراغِ علمی ادب کے گوہر ہمارے حضرت مجیب اشرف

خطیب ایسے کہ وقتِ خطبہ کمالِ ذوق و ادب سے پڑھتے
حدیث و قرآں زباں سے فرفر ہمارے حضرت مجیب اشرف

نکات تفسیر کے بتانا، رضا کے شعروں کی شرح کرنا
تھے اُن میں اپنے بڑوں کا مظہر ہمارے حضرت مجیب اشرف

شمار مشتاقؔ اُن میں جس کا، مزارِ عالی کے بیچ جن کا
ادب ہیں کرتے نکیر و منکر ہمارے حضرت مجیب اشرف

ہو گئے جنت رواں مفتی مجیب

نور سعیدؔ مرکزی، خادم التدریس، دار العلوم انوارِ رضا نوساری

دے گئے دردِ نہاں مفتی مجیب
ہو گئے جنت رواں مفتی مجیب

اہل سنت کو تڑپتا چھوڑ کر
چل دیئے سوئے جناں مفتی مجیب

ظاہری آنکھوں سے گرچہ چھپ گئے
پھر بھی دل میں ہیں نہاں مفتی مجیب

دورِ حاضر میں تری تھی حیثیت
رہنمائے کارواں مفتی مجیب

گلستانِ علم سونا کر گئے
باغبانِ گلستاں مفتی مجیب

عمر اُن کی تھی پچاسی سال کی
پھر بھی لگتے تھے جواں مفتی مجیب

ہم نے دیکھا عاشقوں کا ازدحام
آپ جاتے تھے جہاں مفتی مجیب

آپ کے دم سے بہت آباد ہیں
علم و حکمت کے جہاں مفتی مجیب

اس لیے قائم ہے انوار رضا
کیوں کہ آتے تھے یہاں مفتی مجیب

کہہ رہی ہے ہر زبان خاص و عام
تھے بہت ہی مہرباں مفتی مجیب

اُن کی مدحت کیا کرے احقر سعیدؔ
یہ کہاں اور ہیں کہاں مفتی مجیب

احمد رضا کا بلبلِ شیدا کہاں گیا

مرغوب حسن قادری ادری، مئو

علم و عمل کا تھا جو منارا کہاں گیا
اہلِ سنن کا تھا جو ستارا کہاں گیا

آ عندلیب رولیں گلے مل کے خوب خوب
اپنے چمن کا نوری پرندہ کہاں گیا

کلیاں ہیں غم میں پھول بھی کمھلا کے رہ گئے
نوری کے باغ کا گلِ تازہ کہاں گیا

اب ڈھونڈ اس کو اہلِ نظر کے حصار میں
وہ دیدہ ور وہ چہرۂ زیبا کہاں گیا

گھوسی کے تھے مگر وہ سدا اجنبی رہے
اب یاد آرہا ہے وہ ہمارا کہاں گیا

گذرا تھا میرے گھر سے وہ ادری کے موڑ سے
بکسر پہنچ کے راہ سدھارا کہاں گیا

اب ناگپور کا تو خدا ہی ہے کارساز
جلووں میں جس کے گم تھے وہ ہالہ کہاں گیا

اہلِ دکن کو ناز تھا جس کے خطاب پر
وہ منفرد بیان وہ لہجہ کہاں گیا

رس گھولتا تھا اپنے تکلم کا بزم میں
وہ دردِ دل کے واسطے نسخہ کہاں گیا

اٹھتے ہی جا رہے ہیں شہیدانِ راہِ عشق
جلگاؤں والوں کا تھا سہارا کہاں گیا

نوساری کی فضا تو غموں سے نڈھال ہے
سورت سے پوچھو آپ کا پیارا کہاں گیا

ایا ادارہ چھوڑ کے روپوش ہوگیا
واحسرتا کہ ایسا وہ سچا کہاں گیا

اب خانقاہِ اشرفِ فقہا بھی ہے اداس
سگرام پورہ تیرا اجالا کہاں گیا

مرغوب ڈھونڈتا ہے اسے اہلِ عشق میں
احمد رضا کا بلبلِ شیدا کہاں گیا

اعلیٰ حضرت کی عنایت چل دیئے

قاری جاہ محمد مشہودی علیہ الرحمہ، بودھن

پیکر رشد و ہدایت چل دیئے — نیر چرخ ولایت چل دیئے

واقفِ رازِ شریعت چل دیئے — زینت بزم طریقت چل دیئے

غوث و خواجہ کی کرامت چل دیئے — اعلیٰ حضرت کی عنایت چل دیئے

جن سے تھا شاداب سارا گلستاں — گلشن مسلک کی رنگت چل دیئے

ہم غلاموں کی بلکتا چھوڑ کر — رہنمائے دین وملت چل دیئے

اشرف الفقہاء میرے مفتیِ مجیب — مسکرا کر سوئے جنت چل دیئے

چھائی تاریکی ہوا سونا چمن — روشنی انوار وطلعت چل دیئے

انکا جلوہ دل میں میرے نقش ہے — کیسے کہہ دوں میں کہ حضرت چل دیئے

دیکھ کر یاد آئے جسکو نور حق — وہ دکھا کر نوری صورت چل دیئے

کیسے آئے اب بھلا دل کو قرار — قلب کی تسکین وراحت چل دیئے

اپنے دیوانوں کو روتا چھوڑ کر — نیر فلک ولایت چل دیئے

علم کے کوہ گراں رُخصت ہوئے — مسند افتاء کی زینت چل دیئے

بن کے نوشہ سیدی مفتیِ مجیب — کرنے آقا کی زیارت چل دیئے

بد عقیدوں کی خبر اب لی گا کون — قاطع کفر وضلالت چل دیئے

کیا کہے مشہودیؔ اب اس کے سوا
منبع جود وکرامت چل دیئے

مسلک احمد رضا کا پاسباں جاتا رہا

ڈاکٹر معاذ مبارک رمزیؔ قادری، علی گڑھ

اہلِ سنت کا امیرِ کارواں جاتا رہا / پیشوائے اہلِ ایماں بے گماں جاتا رہا

حق شناس وحق نگار وحق بیاں جاتا رہا / حق رسا وحق نما وحق نشاں جاتا رہا

وہ کہ وجہِ افتخارِ اہلِ حق اہلِ سنن / فخرِ دیں فخرِ زمن فخرِ جہاں جاتا رہا

فکرِ حق فکرِ رضا کا ترجماں جاتا رہا / مسلکِ احمد رضا کا پاسباں جاتا رہا

مفتیِ اعظم کی خلوت اور جلوت کا امیں / نائبِ غوث الوریٰ کا رازداں جاتا رہا

اب کہاں جائیں بجھانے اہلِ دانش تشنگی / علم وعرفاں کا وہ بحرِ بے کراں جاتا رہا

کردیا بختاوروں کو راہِ حق پر گامزن / سنت وقرآن کا وہ نکتہ داں جاتا رہا

جس نے بخشی ہے ہزاروں مردہ دل کو زندگی / لے کے لمحوں میں حیاتِ جاوداں جاتا رہا

جس کی سانسوں نے عطا کی گرمی حُبِّ نبی / وہ شہیدِ عشقِ ختمِ مرسلاں جاتا رہا

عرصۂ فقہ وتصوف کا وہ نامی شہ سوار / محفلِ ابرار کا روحِ رواں جاتا رہا

زندگی بھر سرحدِ اسلام پر پہرہ دیا / استقامت کا علَم کوہِ گراں جاتا رہا

بھاگتی تھی دیکھ کے گمراہیاں روباہیاں / وہ نڈر بے باک حق گو ارسلاں جاتا رہا

رمزیؔ اب لاکھوں سروں پہ وہ گھنا سایہ نہیں
اس زمیں کے سر سے گویا آسماں جاتا رہا

عاشق شاہ پیمبر اشرف الفقہاء چلے

محمد نسیم احمد رضوی التفات گنجوی ثم ناگپوری

عاشقِ شاہِ پیمبر اشرف الفقہاء چلے
دیکھنے جنت کا منظر اشرف الفقہاء چلے

علم کے نایاب گوہر اشرف الفقہاء چلے
مفتیِ اعظم کے تیور اشرف الفقہاء چلے

اوڑھ کے الفت کی چادر اشرف الفقہاء چلے
کرنے کو دیدارِ سرور اشرف الفقہاء چلے

سونی کر کے جامعہ کی ہر در و دیوار کو
مسلک وملت کے رہبر اشرف الفقہاء چلے

مسلکِ احمد رضا کی روشنی میں عمر بھر
علم کا جوہر لٹا کر اشرف الفقہاء چلے

ناز تھا مفتی شریف الحق کو جن کی ذات پر
فکر وفن کے وہ سمندر اشرف الفقہاء چلے

رہبرِ راہ شریعت کہتی تھی دنیا جسے
رب کے وہ مہمان بن کر اشرف الفقہاء چلے

کاروانِ مسلکِ احمد رضا کے رہنما
اہلِ سنت کے غضنفر اشرف الفقہاء چلے

مانتے تھے جن کو قائد اہلیانِ ناگپور
سنیوں کے وہ سپہ گر اشرف الفقہاء چلے

باندھ کر رختِ سفر وہ پورے عز و شان سے
پیشِ سردارِ پیمبر اشرف الفقہاء چلے

چھوڑ کر اس دارِ فانی کو سوے دارِ بقا
نیک خو اور نیک اختر اشرف الفقہاء چلے

جرأت و ہمت کا جوہر خوب دکھلا کر نسیمؔ
مردِ حق مردِ قلندر اشرف الفقہاء چلے

چراغِ حُسنِ رضویت

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی، مالیگاؤں

ہے لمحہ لمحہ جانگزا ستونِ سنیت گرا
نہیں ہے تابِ گفتگو قلم مرا لرز اٹھا
دلوں پہ بجلیاں گریں نشانِ کیف مٹ گیا
بہت سوا ہے درد آج نگاہ و دل ہیں غم زدہ
ادیب و شاعر و فقیہ خطیبِ خوش نوا مرا
وہ پیکرِ علومِ دیں وہ مفتیِ عظیم تھا
وہ رازدارِ معرفت سراپا تھا وہ اتقا
وہ حرف حرف آگہی وہ لفظ لفظ باوفا
وہ ظلمتوں میں روشنی وہ دلکشا وہ خوش لقا
چراغِ شانِ حنفیت وہ علم و فضل کی ضیا
چراغِ نورِ سنّیت مرا مجیبِ خوش ادا
چراغِ حُسنِ رضویت وہ فیضِ نوری و رضا
چراغِ فضلِ نوریت وہ فیضِ امجدی مرا
عقیدتوں کا چرخ وہ وہ محورِ یقیں مرا
وہ مجھ پہ فضلِ کبریا وہ مجھ پہ لطفِ مصطفیٰ
مرا مجیبِ خوش لقا مرا مجیبِ خوش لقا
وہ عازمِ جناں ہوا وہ عازمِ جناں ہوا
خدایا اس کے مرتبے تو اور پہلے سے بڑھا
حیات سونی ہوگئی نشانِ کیف مٹ گیا
الٰہی شب قریب ہے تُو ظلمتوں سے اب بچا
مشاہدؔ غریب پر تُو فضل کر مرے خدا

زینت بزم ہدیٰ مفتی مجیب اشرف کی ذات

رضوی مجیب الرحمن مصباحی، جامعہ اہلسنت فخر العلوم عربی کالج بلرام پور

رب کی اک پیاری عطا مفتی مجیب اشرف کی ذات
حق ادا و حق نما مفتی مجیب اشرف کی ذات

عشقِ سرکارِ دوعالم سے سدا معمور تھی
ناشرِ فکر رضا مفتی مجیب اشرف کی ذات

تشنہ کاموں کو رہی سیراب کرتی عمر بھر
علم کی بن کر گھٹا مفتی مجیب اشرف کی ذات

جلوہ گر جس جا ہوئی جنگل کو منگل کر دیا
نائبِ غوث الوریٰ مفتی مجیب اشرف کی ذات

تھی قرارِ دیدۂ اہلِ سنن اور نجد پر
بالیقیں قہرِ خدا مفتی مجیب اشرف کی ذات

اتّقاے مفتیِ اعظم کی تصویرِ حسیں
پیکرِ صدق وصفا مفتی مجیب اشرف کی ذات

تھی مسلّم شہسوارِ فقہ وافتا وخطاب
زینتِ بزمِ ہدیٰ مفتی مجیب اشرف کی ذات

باغِ ''امجدیہ'' کی اب بھی پاسبانی کرتی ہے
رکھتی ہے چشمِ عطا مفتی مجیب اشرف کی ذات

یاد کر کے اہلِ دل رو رو کے یہ کہنے لگے
تھی مداوا درد کا مفتی مجیب اشرف کی ذات

بخش دے گر اپنی ہم نامی کا صدقہ اے مجیبؔ
کیا تعجب ہو بھلا مفتی مجیب اشرف کی ذات

خلد میں جا بسے مجیب اشرف

محمد افروز رضا نورؔ ناگپوری

آہ رخصت ہوئے مجیب اشرف
پھر خدا کوئی دے مجیب اشرف

ہو کے آزاد قیدِ دنیا سے
خلد میں جا بسے مجیب اشرف

وصلِ محبوب کی گھڑی آئی
دیکھو دولھا بنے مجیب اشرف

زندگی بھر رضاے مولی کے
کام تم نے کیے مجیب اشرف

آپ کی کیمیا نظر سے ہوئے
کھوٹے سکے کھرے مجیب اشرف

قرب جنت میں تم کو آقا کا
بہرِ مرشد ملے مجیب اشرف

تجھ سا پھر میرِ کارواں ہو نصیب
اہلِ سنت کو اے مجیب اشرف

تیرا سینچا ہوا ہر اک گلشن
خوب پھولے پھلے مجیب اشرف

صحبت مصطفیٰ رضا خاں سے
نورؔ، نوری بنے مجیب اشرف

وہ جامع شریعت مفتی مجیب اشرف

محمد نعیم مصباحی، مالیگاؤں

وہ جامع شریعت مفتی مجیب اشرف
وہ رہبر طریقت مفتی مجیب اشرف

اشرف الفقہاء لقب جن کا رہا | افضل الصلحاء ہے جن کا خاصہ
وہ وسیلہ ہیں ہمارے واسطے | حق تعالیٰ سے ہے ان کا رابطہ
مفتی مجیب اشرف

مفتیِ اعظم کی تھے وہ یادگار | اب کہاں پائیں گے ایسا شاہکار
ظاہراً گر دید ہو سکتی نہیں | خواب میں ہی ہو زیارت بار بار
مفتی مجیب اشرف

سیدی احمد رضا کے فیض سے | نعتیہ اشعار کے شارح ہوئے
آپ کے ہیں نعتیہ اشعار جو | آپ نے جا کر مدینے میں لکھے
مفتی مجیب اشرف

علم منطق فلسفہ فقہ و اصول | آپ کو ہر فن میں تھا کامل حصول
خدمت دین متیں جو کر گئے | فضل سے اپنے کرے مولیٰ قبول
مفتی مجیب اشرف

دل نشیں تقریر ان کی یاد ہے | جس سے ہر عاشق کا دل آباد ہے
قادری فیضان بانٹے آپ نے | میرے مرشد کی بھی کیا امداد ہے
مفتی مجیب اشرف

استقامت کی بھی وہ پہچان ہیں | زہد و تقویٰ کا وہ اک عنوان ہیں
اب کہاں سے لائیں ایسا پیشوا | جن کی خاطر جان و دل قربان ہیں
مفتی مجیب اشرف

شرف بیعت اور خلافت آپ سے | ہے مجھے یوں دوہری نسبت آپ سے
سیدی کیجے عنایت بر نعیم | اس کو حاصل ہے عقیدت آپ سے
مفتی مجیب اشرف

ہم مبتلائے غم ہیں مفتی مجیب اشرف

عبدالامین برکاتی

آنکھیں ہماری نم ہیں مفتی مجیب اشرف ہم مبتلائے غم ہیں مفتی مجیب اشرف

جیسے یہاں تھے ہم سب، ہوں ساتھ حشر میں بھی کرتے دعا یہ ہم ہیں مفتی مجیب اشرف

تیری لحد میں برسیں ہر دم فیوض باری سب کہتے دم بدم ہیں مفتی مجیب اشرف

اشکوں سے لکھ رہا ہوں کرلو قبول میرے اشعار جو رقم ہیں مفتی مجیب اشرف

روپوش ہوچکے ہیں، ڈھونڈیں گے اب کہاں ہم یوں ساکنِ ارم ہیں مفتی مجیب اشرف

اہل سنن کے ہیرے سب جا رہے ہیں دوراب ہر سمت درد وغم ہیں مفتی مجیب اشرف

مرحوم کیسے لکھے اب یہ امینِ خستہ
پر درد سب قلم ہیں مفتی مجیب اشرف

منقبت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ

سراج احمد قادری، مالیگاؤں

ہم پہ ابرِ شہِ ابرار کیا کرتے تھے خشک پیڑوں کو وہ پھل دار کیا کرتے تھے

خاک کو مطلعِ انوار کیا کرتے تھے آپ یہ کام لگاتار کیا کرتے تھے

ان کی پیزار کو دستار کیا کرتے تھے کاوشیں خوب شہر یار کیا کرتے تھے

روزہ دارِ طلبِ عشق کو دیکھا ہم نے آپ کے حسن سے افطار کیا کرتے تھے

سنتِ سرورِ عالم کے فدائی ہیں حضور یہ خبر شائع ہر اخبار کیا کرتے تھے

جز نگاہِ شہِ کونین نہ ہو جس کا علاج ایسے امراض کا بیمار کیا کرتے تھے

تا قیامت مرے مولا اسے جاری رکھنا کام جو آپ کے افکار کیا کرتے تھے

رحمت ونور کا مرکز ہو مزارِ اقدس روشنی ہر جگہ سرکار کیا کرتے تھے

نور لیتے تھے مدینے کے چراغوں سے سراؔج
بیعتِ وقت سے انکار کیا کرتے تھے

اشرف رشک قمر

۱۴۳۲ھ ۱۴۳۲/حج کی مناسبت سے ۱۴۳۲/اشعار

محمد قلندر رضوی، رائچور

(۱) تا ابد ذکر خدا کرتے ، کراتے جائیں گے
پیش حق ، سجدے میں اپنا سر گراتے جائیں گے

(۲) پڑھتے ہیں رب کے فرشتے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلام
اہل ایماں بھی پڑھیں گے اور پڑھاتے جائیں گے

(۳) ''اشرف الفقہا'' کی سیرت ہم سناتے جائیں گے
اُن کی عمر پاک کے جلوے دکھاتے جائیں گے

(۴) حق پرست و حق پسند و حق نُما تھے بالیقیں
یہ حقیقت ، اہل سنت کو بتاتے جائیں گے

(۵) نکتہ دان و نکتہ بین ونکتہ پرور تھے مجیبؔ
اُن کے نکتوں کو جو سُن لیں، وَجد لاتے جائیں گے

(۶) اہل علم و اہل عرفاں ، اہل عقل و اہل دل
یاد کرکے اُن کو ، اب آنسو بہاتے جائیں گے

(۷) تھے نہایت خوب صورت ، خوب سیرت بھی بہت
پھر بھی اعدا ، اِس صداقت کو چھپاتے جائیں گے

(۸) ''ساغر عشق رسالت'' وہ پلاتے تھے سَدا
اُن کے بادہ نوش بھی ساغر پلاتے جائیں گے

(۹) مفتیِ اعظم ، شریفؔ حق نے ''اشرف'' کردیا
اہلِ اشرفؔ اُن کا بھی ڈنکا بجاتے جائیں گے

(۱۰) ''تابش اھل بصیرت'' ''مظھر اھل کرم''
اہلِ دل اُن کا تعارف ، یوں کراتے جائیں گے

(۱۱) وہ تھے گلزارِ رضاؔ کے اِک گل تر ، گلؔ فشاں ۱۴۳۲ھ
وہ تو ''فخر گلستاں'' ہیں گُل کھلاتے جائیں گے

(۱۲) ایسا لگتا ہے نبی نے ''پہلے حج'' ہی میں کہا
''حج وعمرے جتنے ''ہم چاہیں'' کراتے جائیں گے'' ۱۴۳۲ھ

(۱۳) اُن کے قدموں پر ہمیشہ جھکتے ہیں اہل جہاں
جو نبی کے حکم پر سر کو جھکاتے جائیں گے

(۱۴) سنیوں کی جان تھے وہ ، سنیت کی شان بھی
اِس لیے سب اُن کا ''فیض عام'' پاتے جائیں گے

(۱۵) ''مسلکِ احمد رضاؔ'' کے آپ بھی تھے ترجماں
اہلِ مسلک آپ کی خدمت جتاتے جائیں گے

(۱۶) حشر تک اُن کا رہے گا ہم پہ احسانِ وفا
اُن کے احسانوں کا احساں، ہم اٹھاتے جائیں گے

(۱۷) زندگی بھر، حل کرے گی اُن کی پیاری زندگی
زندگی میں جو مسائل پیش آتے جائیں گے

(۱۸) اُن کے جلووں سے ہمیشہ بہرہ ور ہوتے تھے جو
کس سے اپنا حالِ غم اَب وہ سناتے جائیں گے؟

(۱۹) ”ہم بھی اُن کے ہم نشیں تھے“ہم نشیں بولیں گے اَب
بلکہ خود سے خود کو”خوش قسمت“ بتاتے جائیں گے

(۲۰) جب بھی کوئی غم زدہ ' آ کر سناتا اپنا غم
آپ کہتے ”غم نہ کر“ غم کو مٹاتے جائیں گے

(۲۱) ”تربت مقبول دوراں“ پر ہیں رب کی رَحمتیں
۱۴ ھ ۴۱
تاقیامت جس سے ہم سب فیض پاتے جائیں گے

(۲۲) ”مصطفیٰ پر صدقے جاؤ ! اور فتنوں سے بچو ! “
آپ کے اِس حکم پَر چلتے چلاتے جائیں گے

(۲۳) ”عرس اول“کا سماں ہے' آؤ ! ”یہ وعدہ کرو“
سب محبیؔ ' شمعِ علمِ دیں جلاتے جائیں گے

(۲۴) ”امجدؔیہ“ آپ سے پاتا رہے گا ”فیض حق“
امجدؔی بھی ”امجدی گلشن“ سجاتے جائیں گے

(۲۵) ”گلشن رضوی“ ہو یا ہو ”گلشن زہرا“ سَدا
اُن کے فیض باطنی سے لہلہاتے جائیں گے

(۲۶) گمرہوں کی گمرہی کا کرتے تھے ردِّ بلیغ
برملا کہتے تھے ”گمراہی مٹاتے جائیں گے“

(۲۷) کیا خبر تھی؟ ”دید کرنے“عید کرکے جائیں گے
آپ ہنستے جائیں گے'سب کو رُلاتے جائیں گے

(۲۸) گرچہ اُن کی آج رحلت ہوچکی ہے' پھر بھی وہ
دل میں تھے'دل میں ہی ہیں اور دل بڑھاتے جائیں گے

(۲۹) سَو سے زائد مرتبہ جن کی پڑھے ہوں گے نماز
اُس جنازے کو بَھلا کیسے بُھلاتے جائیں گے

(۳۰) دن کے ساڑھے دس بجے تھے'پندرہویں ذوالحجہ تھی
سالِ غم' چودہ سو اکتالس مناتے جائیں گے

(۳۱) اے عتیقؔ و اے قلندؔر !صاف کیوں کہتے نہیں؟
”اشرف رشک قمر“پر جاں لٹاتے جائیں گے
۱۴ ھ ۴۱

(۳۲) فکر و فن' علم و عمل' مَجد و شرَف اُن کا جمال
قَ و لَ و نَ و دَ و رَ[۱] دکھاتے جائیں گے

[۱] مندرجہ حروف مفردہ کواس طرح پڑھاجائے: قاف و لام و نون و دال و رے (قلندَر)

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ کی ایک کرامت

''حضور اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ ایک مرتبہ میرے گھر منماڑ تشریف لائے۔ اتفاق سے جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ ناندگاؤں (ضلع ناسک) کے معتقدین کی دعوت پر، جمعہ کی خطابت وامامت کے لیے حضرت ساڑھے بارہ بجے ناندگاؤں پہنچے۔ ساتھ میں میں بھی تھا۔ گاڑی پارک کی گئی۔ وہابیوں نے ایک سازش کے تحت بائیں پہیے کے چاروں نٹ نکال دیے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہو سکی۔
حضرت اسی گاڑی پہ ناندگاؤں سے مالیگاؤں کے لیے روانہ ہوئے۔ مالیگاؤں چوپھلی کے پاس عمران رضوی، گاڑی لے کر حاضر ہوئے اور اصرار کیا کہ حضور میری گاڑی پر تشریف لائیں۔ حضرت نے منع کر دیا اور زور دے کر فرمایا، "میں اس گاڑی سے نہیں اتر سکتا"۔
اسماعیل میمن صاحب کے مکان پر آپ کا قیام تھا۔ قیام گاہ پہنچے، گاڑی سے اترتے ہی حضرت نے فرمایا، "حاجی صاحب! گاڑی گیریج میں لے جاؤ، گاڑی کے بائیں چکے کے چاروں نٹ نکلے ہوئے ہیں"۔ یہ دیکھ کر سب لوگ ہکا بکا رہ گئے۔ یہ واقعہ اس دن کا ہے، جس دن جامعہ حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں جدید کا سنگ بنیار کھا جانا تھا۔ نوٹ اس کرامت کے راوی اور عینی شاہد حاجی مقصود سیٹھ صاحب ہیں جو کہ سنی مرکزی جامع مسجد منماڑ، ضلع ناسک، مہاراشٹر کے متولی ہیں۔

راوی: حاجی مقصود سیٹھ صاحب
متولی سنی مرکزی جامع مسجد منماڑ
واقعہ نگار: (مولانا) عمران رضا قادری
بانی ومہتمم دار العلوم معینیہ رضویہ، اشرف نگر، منماڑ ضلع ناسک، مہاراشٹر

آخرت کا سودا

پیری مریدی رسم نہیں ہے بلکہ پیری مریدی کا مقصد شریعت کی پابندی اور آخرت کی نجات کا سودا ہے۔ اور جامع طریقت و شریعت پیر جو ہوتا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت ہونا ایسے ہی ہے کہ تم نے ایمان کی زرخیز زمین میں نیک عمل کا بیج ڈال دیا تو ایسا ہرا بھرا ہوگا کہ ایک ایک بیج سات سات سو 'نیکیوں' کی بالیاں پیدا کرے گا۔ اور آخرت کی کامیابی کے غلے کا ذخیرہ تمہارے سامنے ڈال دیا جائے گا۔ یہ ہے پیری مریدی کا مقصدِ اصلی۔ صرف بال بڑھانے سے پیر نہیں ہوتا ہے، لمبے جبے پہننے سے نہیں بنتا ہے، آڑے تیڑھے سونٹا لے کر 'ہو ہا' کرنے سے نہیں ہوتا ہے، پیر وہ ہے جو 'شریعت' پر اپنی 'طبیعت' کو قربان کردے۔ پیر ہم نے دیکھا ہے۔ حضور مفتی اعظم (علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی) ہیں۔ طبیعت کا فتویٰ نہیں دیا۔ شریعت کا فتویٰ دیا ہے۔ جس کے قلم کے زور سے وقت کی حکومت لرز جائے، ایک نحیف الجثہ اور ضعیف القویٰ مفتی جو تقویٰ کا تاج دار اور مجدد اعظم (اعلیٰ حضرت) کا نورِ نظر: بڑھاپے میں بھی اس نے وہ فتویٰ دیا کہ گورنمنٹ ہل گئی، اور میرے مفتی اعظم بستر پر بیماری کی حالت میں مسکراتے رہے۔ کوئی ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکا: وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲) رب فرماتا ہے کہ جو میری شریعت کا پابند ہوتا ہے؛ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو جبریل اس کی مدد کرتے ہیں۔ فرشتوں سے مدد کرواتا ہے پروردگار عالم۔ رب کے مددگار نظر نہیں آتے۔ لیکن مدد ہوتی رہتی ہے، حکومتیں بدل گئیں لیکن تاج دارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم کا فتویٰ نہیں بدلا۔ یہ ہے شریعت کا پاس دار اور طریقت کا تاج دار۔

حضور اشرف الفقہاء علیہ الرحمہ

(ضرورتِ مرشد سے ماخوذ، مطبوعہ مالیگاؤں)

حضور اشرف الفقہاء کے خوابوں کی تعبیر دارالعلوم انوار رضا نوساری کی جھلکیاں

جدید عمارت مدرسۃ البنات

دارالعلوم سے متصل مسجد رضا

مجوزہ عمارت رویل انگلش میڈیم اسکول نوساری

تعمیری کام اختتامی مراحل میں

اسٹاف کوارٹر

کمپیوٹر کلاس

RAZAOFFSET, MUMBAI